تاریخ الاسلام

یہ کتاب ۱۸۹۵ء مین ایک ہزار جلد چھپی اور باوجود گرانی قیمت کے سال کے اندر فروخت ہوگئی۔ دوبارہ چھاپنے کا ارادہ نہ تھا لیکن قدردانون کے خطوط اس کثرت سے آئے کہ چھاپنا ناگزیر ہوا۔ مولف پر بھی مین نے زور ڈالا اور میرے کہنے سے اُنھون نے نہایت مستعدی سے کتاب کی نظر ثانی کی۔ بہت سی باتین بڑھائین۔ مشاہیر اسلام کا ایک باب ہی جدا قایم کیا جسمین عالم۔ شاعر۔ صوفی۔ فقیہ۔ محدث بڑے بڑے اکابر اسلام کے تذکرے نہایت خوبی سے درج کیے گئے ہین چند مشہور خواتین اسلام کے بھی تذکرے ہین لکھائی چھپائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کا ایکے مین نے بہت خیال رکھا ہی۔ باعتبار سابق کے اب کتاب کا حجم دوچند کے قریب ہوگیا ہی۔ اس کتاب کی نسبت جو رائین اکابر قوم نے ظاہر کی ہین وہ بھی مین نے شروع کتاب مین درج کردی ہین۔ پہلے ناظرین وہ رائین پڑھ لین اسکے بعد کتاب کا مطالعہ شروع کرین تو اچھا ہو تا کہ اُنکو پہلے سے معلوم ہوجائے کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اور مولف نے یہ کتاب لکھکر قوم کی کیا خدمت کی ہی۔

خادم قوم

م۔ س بخش منیجر الوقت پریس گورکھپور۔ یکم اگست ۱۸۹۹ء

تاریخ الاسلام
کی نسبت
اہل ملک کی رائین

آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جی جج ہائیکورٹ بمبئی

سومرستھہ ہاوس کمبالاہل بمبئی

بنام

۷- اکتوبر ۱۸۹۵ع   پبلیشر اخبار الوقت گورکھپور

ڈیر سر- مین آپکو ایک منی آرڈر ۵ کا بھیجتا ہون - تاریخ الاسلام کی پانچ جلدون کی یہ قیمت ہی- ایک جلد تو براہ مہربانی آپ بھیج چکے ہین - مجھے امید ہی کہ باقی چار جلدین اس خط کے پہونچنے پر آپ روانہ کرینگے- مین اس کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا مین خیال کرتا ہون کہ یہ بہت مفید تالیف ہی- اس سے مولف کی بڑی قدر ظاہر ہوتی ہی- ہمارے اردو لٹریچر مین ایک بڑی حاجت تھی جو اس کتاب سے پوری ہوئی- مین بالخصوص اس امر سے زیادہ خوش ہون کہ مولف نے تاریخ الاسلام کے ابتدائی زیر بحث معاملات کو صاف بلکہ خالص اور دلچسپ زبان مین ادا کیا ہی اور اس امر کی احتیاط کی ہی کہ وہ واقعات جو غالباً مذہبی جھگڑہ پیدا کرین یا ہماری بڑی اسلامی جماعت کے مختلف فرقون کے درمیان مین بے لطفی کے سبب ہون ہوشیاری سے نظر انداز کیے گئے ہین- اس غیر نمائشی لیکن نہایت مفید کام کرنے سے مولف نے ایک بڑی خدمت انجام دی ہی- یہ کتاب مسلمانون کی تاریخ کے لیے بطور ٹیکسٹ بک کے ہمارے اسکولون مین داخل ہو اور ہماری قوم کے نوجوانون کے ہاتھ مین یہ کتاب آئے تو ہم دیکھ کر خوش ہونگے- اسمین کچھ چھوٹے چھوٹے عیب بھی ہین- مثلاً جہان ہندوستانی- پارسی یا عربی الفاظ اچھا نہین تو برابر کا کام ضرور دے سکتے تھے وہان انگریزی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہی- مین یہ بھی خیال کرتا ہون کہ کاغذ اور چھپائی اور اچھی ہوتی تو زیادہ نفع تھا-

آپ کا وفادار

بدرالدین طیب جی   (ترجمہ چٹھی)

چٹھی آنریبل مسٹر جسٹس مولوی سید امیر علی صاحب رضوی جج ہائیکورٹ کلکتہ

کلکتہ - نمبر ۹ ہیرنگٹن اسٹریٹ ۲۴ - جون سنہ ۱۸۹۶ء

جناب من دام عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ - آپ کے دو قطعہ عنایت نامے مورخہ ۱۷ - ۱۸ - جون سنہ ۱۸۹۶ء بیا پے موصول ہوئے - اور دو جلد کتاب "تاریخ الاسلام" اور "زاہدہ" بھی پہونچین مین نے آپ کی تاریخ الاسلام کو بغور و تأمل ملاحظہ کیا اور اُسکی طرز جدید اور عمدگی ترتیب پر بہت ہی خوش ہوا - درحقیقت آپ نے اُردو زبان مین معقول مورخانہ طور پر یہ رسالہ تحریر کیا ہی - تمامتر واقعات اہل اسلام کو آپ نے ابتدا سے انتہا تک بصورت اختصار اچھی طرح بیان کیا ہی - گویا آپ نے دریا کو کوزے مین بھر دیا ہی - مین امید کرتا ہون کہ مسلمانان ہند اس کتاب کو شوق سے مطالعہ کرکے اپنے تاریخی حالات سے کما ینبغی واقفیت حاصل کرین گے - مگر موجب افسوس ہی کہ چھاپہ ناقص اور حروف نہایت باریک ہین - بہرحال ایک جلد اور تاریخ الاسلام بذریعہ بذریعہ ویلیو پی ایبل میرے پاس ارسال کیجیے - بالفعل مجکو کثرت مشاغلت کی وجہ سے اسقدر فرصت نہین ہی کہ آپکی زاہدہ کو بھی مطالعہ کرون - انشاء اللہ تعالی عنقریب عندالفرصت معائنہ کرون گا - والسلام ـــــ

امیر علی رضوی عفی عنہ

اُستاد وقت جناب مولانا محمد فاروق صاحب سابق مدرس اعلی مدرسہ اسلامیہ سہسرام وفیض عام کانپور

این ہمایون کتاب تاریخ اسلام را دیدم و بر مضامین مطویہ اش جا بجا رسیدم ایجاز عبارت و طرز ادائش را پسندیدم - ہمانا نسخہ شگرفی است و نادرہ حرفی اوساط مردم را برای ادراک حالات ائمہ اسلام بس مفید بلکہ کاتب الحروف ندیدہ او کتابے بدین گرانمایگی و نجستگی ندیدہ - بارک اللہ لمولفہ و طال عمرہ و للہ درہ و ضوعف اجرہ -

---

چٹھی مرقومہ آنریبل حاجی مولوی محمد اسمعیل خان صاحب رئیس دتاولی و ممبر لیجسلیٹو کونسل ممالک مغربی و شمالی

جناب من - مین نے کتاب تاریخ الاسلام کا وہ حصہ قریب قریب تمام کے پڑھا جو حالات

آنحضرتؐ کے متعلق تھا - مین خیال کرتا ہون کہ یہ ضروری کتاب ہے جو اردو مین شایع کی گئی ہے کیونکہ مین نے قبل ازین اپنی زبان مین کوئی ایسی کتاب نہین دیکھی جیسی کی تاریخ الاسلام ہے جسمین زوایدکو چھوڑ کر ضروری حالات سے اہل ہند کو عام طور سے واقف ہونے کا بالضرور عمدہ موقع ملے گا - کئی مہینے سے میرا قصد ہو رہا تھا کہ اہل ملک کی آگاہی کے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور واقعات کو مختصر طور پر اردو مین چھاپون - مگر اس کتاب کے دیکھنے سے مین نے اس قصد کو آج سے ترک کردیا - کیونکہ اس کتاب سے ضروری اور مختصر حالات کی اچھی خاصی واقفیت ملسکتی ہے - اُمید ہے کہ اہل ملک اسکی قدردانی کرین گے -

آپ کا خادم

۲ - نومبر ۱۸۹۵ء اسمٰعیل

چٹھی جناب مولوی محمد اصغر صاحب سشن جج رام پور

جناب من - مین نے تاریخ الاسلام اول سے آخر تک بامعان نظر دیکھا - اور مجھکو یاد ہے کہ بعض اجزا اسکے مسودہ کے بھی مین نے دیکھے تھے - میرا قصد نہ تھا کہ اُسکی نسبت مین اپنی کوئی راے ظاہر کرون - مگر ۱۲ - فروری سنہ حال کے الوقت نے جسمین مولانا مولوی وکیل احمد صاحب کی راے چھپی ہے مجھکو اپنے خیالات ظاہر کرنے پر مجبور کیا - اور مجھکو بہت ہی تعجب ہوا کہ ایسے مشہور لایق شخص نے ایسی راے قایم کی - میرا منشا یہ نہین ہے کہ مین مولوی صاحب ممدوح کے خیالات کی تردید کرون - مین ہمیشہ ان اقسام کی بحثون سے علیحدہ رہنا چاہتا ہون - مجھکو فقط اپنی اُس راے کا ظاہر کردینا منظور ہے جو تاریخ الاسلام دیکھنے کے بعد مین نے قایم کی ہے -

کوئی شک نہین کہ اس زمانہ مین ایک ایسی اُردو کتاب کی سخت ضرورت تھی جسمین سلسلہ وار منتظم واقعات شیوع اسلام مندرج ہون اور اس طرح پر کہ کہین جوش مذہبی محبت مذہبی کا سایہ بھی نہ پڑا ہو احتیاط کی گئی ہو کہ اہل اسلام کے مختلف فرقون مین یا غیر مذہب والون سے سنے لطفی پیدا کرنے والا کوئی امر نہ ہو اور محض ایک بقینٹ مورخ کی لکھی ہوئی ثابت ہو - مین خیال کرتا ہون کہ تاریخ الاسلام ایسی ہی جامع و مانع

کتاب ہی اور پورا بھروسا کیا جانا چاہیے کہ اکثر غلط فہمیان جو اسلام اور طریقۂ اشاعت اسلام مین پڑگئی ہین اور جنکی گتھی اب تک سلجھنی تو نظر نہین آتی اس کتاب کے بغور دیکھنے والون کے دلون سے جاتی رہین گی -

مین اپنے عمدۃ الاعزہ اور لایق اور ذی علم دوست مولوی محمد قاسم صاحب سے متفق ہون کہ بعض ناظرین اسپر کسی قدر کلام کرتے ہین - بیشک جن بزرگوار دن کا دل محبت اسلامی مین ڈوبا ہوا ہی اُنکو غالباً خلافت ثالث اور رابع کے بیان کے بعض بعض مقامات مین کلام ہوگا - مگر مجکو امید ہی کہ ایسے حضرات جنکو مین اپنے اعتقاد مین نہایت پاک نفس سمجھتا ہون جب اس مسئلہ مسلمہ پر غور فرمائین گے کہ عصمت خاص ترین بنی آدم کے لیے مخصوص کردی گئی ہی - تو ضرور وہی فرمائین گے کہ مولف نے بعد اظہار اس نتیجہ کے جو تاریخی واقعات سے نکلتے ہین اور جسکا ظاہر کردینا ہر ایک مورخ کا فرض ہی ایسے اہتمام اور خوش اسلوبی سے ائمہ اسلام رضی اللہ عنہم کے فضائل و نیک نیتی ثابت کردی ہی جس سے اُنکی عظمت وشان کے خلاف خیال کی گنجایش نہین رہتی اور پھر اُنکو کچھ ایسے سیدھے سادے طور پر دکھلایا ہی کہ نہ فقط ہم مذہب والون مین بلکہ غیر مذہب والے اگر تھوڑی دیر کے لیئے تعصب سے علیحدہ ہو جائین انکی عظمت انکا احترام اور اُنکی نیک نیتی اُنکے دلون مین بھی جاگزین ہو جاتی ہی ذرا نیز امید کرتا ہون کہ حضرات موصوف انصافاً فرما دینگے "ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون" والسلام - ۲۸ - فروری سنہ ۱۸۹۶ع رامپور

چٹھی حاجی محمد موسیٰ خان صاحب رئیس دتاولی ضلع علیگڈھ

بخدمت پبلیشر صاحب اخبار الوقت گورکھپور -

جناب من - السلام علیکم - مجکو تاریخ بینی کا ہمیشہ سے شوق رہا ہی اور خاصکر مسلمانون کی تاریخ سے بوجہ اسکے کہ مجکو کفش بردار اسلام ہونے کی عزت حاصل ہی زیادہ دلچسپی ہی اور اسی شوق نے مجکو آپ کے یہان سے تاریخ الاسلام منگانے پر مجبور کیا - کتاب مذکور کو دیکھ کر مین نے گوارا نہ کیا کہ بغیر داد دینے کے خاموش ہورہون - اس کتاب کے دیکھنے سے مصنف کی توسیع واقفیت کا اندازہ

ہو سکتا ہی - فی الحقیقت یہ کتاب ایسی جامع اسلام کی تاریخ ہی کہ ایسی مختصر او جامع تاریخ آجتک زبان اُردو مین تالیف نہین ہوئی - تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا ہوگا جب ایک کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفا اسلام بمبئی مین چھپی تھی لیکن اسقدر مفصل اور جامع نہین تھی جسقدر تاریخ الاسلام ہی - باوجودیکہ حجم مین تاریخ الخلفا سے یہ نصف ہے - مولف نے جس بے تعصبی سے اسکو لکھا ہی اسکا اندازہ نہایت مشکل ہی حاصکر خلفاے اربعہ رضی اللہ عنہم کے حالات دیکھنے سے کوئی شخص اندازہ نہین کر سکتا کہ مولف موجودہ فرقہ ہاے اسلام مین کون سے فرقہ کا پیرو ہی - جہان جو واقعات ملیش آئے ہین بلاکم وکاست درج کر دیے گئے ہین اور مولف نے تمام وہ وعدے پورے کر دیے ہین جو دیباچہ مین کیے تھے - یہ وہ کتاب ہی جسکی تعریف آنریبل بدر الدین طیب جی جیسے لایق اہل الراے نے کی ہی - صرف لقول آنریبل موصوف کے کاغذ اور چھپائی کا نقص باقی رہگیا ہی جو امید ہی کہ طبع آیندہ مین رفع ہوجائیگا - فقط ۱۱ - نومبر ۱۸۹۵ء

خادم قوم - ابو الہارون محمد موسی خان - از دتاولی ضلع علی گڈھ

چٹھی مولوی سید محمد قاسم صاحب گورکھپوری

مجمع عنایت اتم سیلیشن اخبار الوقت زاد لطفہ - تسلیم - تاریخ الاسلام تصنیف مولوی محمد احسان اللہ صاحب وکیل گورکھپور کو مین نے اکثر مقامون مین دیکھا - میری دانست مین یہ کتاب عوام کے لیے بہت مفید ہی - ایک یہ کہ زباندانی اردو کی اس کتاب کے محاورات پر نظر کرنے سے بہت جلد حاصل ہو سکتی ہی - دوسرے یہ کہ اوسط درجہ کا حال اہل اسلام کا اسکے معائنہ سے بخوبی واضح ہوجاتا ہی جسکے سبب سے ایک قسم کی مزوری واقفیت پیدا کرنے مین آدمی مجبور نہین ہو سکتا - البتہ مصنف نے ایک مورخ آزاد کے طور پر اس کتاب کو لکھا ہی اور اسوجہ سے بعض ناظرین اسپر کسی قدر کلام کرتے ہین - مگر کلام اُن لوگون کا مصنف کے حق مین مضر نہین ہی اسلیے کہ ازواج مطہرات کے حالات مین مصنف نے صاف صاف بیان کر دیا ہی کہ اگرچہ اُن اکابر کے بعض امور بظاہر منافی شان کے معلوم ہوتے ہین - لیکن غور کرنے سے صاف ظاہر ہوجاتا ہی کہ اگر

انکے محامد پر نظر کی جائے تو خوبیان انکی انکی بزرگی کے تسلیم کرنے کے لیے کافی و وافی ہین - اسی طرح حضرت جبرئیل کے حال مین بھی جو کچھ بیان ہوا اس سے مصنف کا میلان خلاف مذہب اہل تحقیق کے نہین ہوسکتا - اسلیے کہ اس مقام پر بھی مصنف نے بطریق ابہام اور تفہیم اہل مذاق بعض جدید روشنی والون کی عبارت کو درج کیا ہے بہر حال بہ حیثیت تاریخ نویسی کے یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور کتاب کی عبارت کے استنباط سے مصنف کی طرف خلاف مذہب اہل تحقیق کے گمان نہین ہوسکتا - زیادہ والسلام -

---

منتخب ریویو - ازجناب مولوی محمد رفیع صاحب بی - اے گورکھپور

تاریخ الاسلام مولفہ مولوی محمد احسان اللہ صاحب وکیل گورکھپور صرف چار سو صفحون کی ایک چھوٹی سی تاریخ ہے مگر ابتداے عالم سے آج تک کے حالات اسمین موجود ہین - یہ امر مسلم ہے کہ مسلمانون کو ہمیشہ تاریخ سے شوق رہا ہے اسلیے زمانہ اسلام کا کوئی حصہ ایسا نہین جسکے مفصل حالات معلوم نہ ہون - ان تمام مفصل کتابون سے انتخاب کرکے ایسی چھوٹی سی کتاب مین تمام حالات کا لکھدینا کوئی معمولی کام نہین بلکہ دریا کو کوزہ مین لانا اسی کا نام ہے اور جسمین مولف کو پوری کامیابی ہوئی - میری راے مین ان ہونہار بچون کے لیے جو باپ دادا کے حالات سے صرف اسوجہ سے ناواقف ہین کہ انکو کوئی کتاب مسلسل اب تک نہین ملی اس سے بڑھکر کوئی دوسری کتاب نہین ہوسکتی - مین نے اس کتاب کو بغور پڑھا - مین اس سے انکار نہین کرسکتا کہ مجھے اپنے آبا و اجداد کے کارنامون کو سلسلہ کے ساتھ پڑھنے مین بڑی خوشی ہوئی - مین پہلے مولف کو کامیابی اور جانفشانی کی داد دیتا ہون کہ جو کچھ لکھا وہ بہت ہی قابل تعریف ہے - عبارت نہایت عمدہ سلیس - پڑھنے والے کو برابر قصے کا لطف آتا جاتا ہے - روزمرہ کے محاورے بجاے خود لطف دیتے جاتے ہین اور پھر لطف یہ کہ گنے چنے صفحون مین شروع سے آج تک کے حالات مستند و معتبر کتابون سے انتخاب کرکے جمع کردیے ہین - یہی حالات دوسری تاریخون مین بالتفصیل معلوم ہوسکتے ہین مگر یہ سلسلہ کہان - یہ کتاب ان غیر قومون کے لیے غنیمت ہے جو اسلام کی ناواقفیت کی وجہ سے غلط رائین قایم کرکے اپنی ہنسی کراتے ہین - میری راے مین کوئی تاریخی

واقعہ ذاتی تعصب یا رائے سے خراب نہین ہوا ہی اسلیے ہر شخص عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا غیر قوم بلا خوف و خطر سچے مختصر حالات اس سے دریافت کرسکتا ہی - مولف نے اپنی قوم کے لیے اس حالت مین جب عربی کی تعلیم قریب قریب معدوم ہو چلی تھی بڑا کام کیا - اور اپنی قوم کے اُن بچّون کو جنکے خیالات انگریزی کتب بینی کی وجہ سے خراب ہوتے جاتے تھے بہت کچھ بچا لیا - عیسائی مورخ کسی تعصب سے برا نہین کہے جا سکتے اور اُنکی کتابین پڑھنا یا پڑھانا گویا بچّون کے کان اپنے مذہب اور تاریخ کے خلاف واقعات سے بھر دینا ہی - ایسی صورتون مین مسلمانون کے لیے اس سے بہتر کوئی دوسری کتاب نہین ہوسکتی جو اہل الرائے ہونہار نوجوانون ہین وہ اپنی عمر تمیزی پر پہونچکر دوسرے مورخون کی رائین بلا خوف و خطر پڑھ سکتے ہین مگر ابتدا مین اُنکو غیر قومون کی تعصب آمیز کتابین ضرور مضرت رسان ہین - مولوی محمد حسان اللہ صاحب نے یہ کتاب قوم کے سامنے پیش کرکے ہم لوگون پر بہت بڑا احسان کیا ہی -

---

چٹھی جناب مولوی محمد عبد الصمد صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ

جناب من - تسلیم - جسوقت "تاریخ الاسلام" جسکا آپ نے اشتہار دیا ہی - طیار ہوجائے ایک جلد میرے نام پر روانہ فرماکر بندہ کو مشکور کیجیے گا - واقعی جو مراتب اشتہار مین مندرج ہین اور جس طرح اس کتاب کو ترتیب دیا جانا ظاہر کیا گیا ہی وہ محض مفید ہی نہین ہی بلکہ اسوقت تک کوئی ایسی جامع کتاب اُردو مین کسی نے لکھی نہین ہی - خداوند کریم حضرت مولّف کی سعی کو مشکور کرے - زیادہ نیاز - ازمقام غازی پور - ۵ اگست ۱۸۹۵ء

چٹھی جناب مولوی محمد نور الحق صاحب وکیل سرکار

عنایت فرماے نیازمند پبلیشر صاحب اخبار الوقت - مین نے تاریخ الاسلام مولفہ مولوی محمد حسان اللہ العبّاسی وکیل عدالت ججی گورکھپور کو بغور دیکھا - حسب اعتراف مولّف اس کتاب کی تالیف مین تاریخ ابن اثیر - تاریخ ابن خلدون - روضۃ الاحباب - ترجمہ تاریخ طبری اور تاریخ فرشتہ سے مدد لی گئی ہی - اور بعض تاریخی معلومات گبن صاحب کی تاریخ اسلام اور تاریخ اسپین اور سلسلہ تاریخ رومن امپائر اور تاریخ ٹرکی اور تاریخ ہند

سے بھی حاصل کی گئی ہین۔ ایسی حالت مین باوجود ایک فروغ یافتہ اور کامیاب وکیل ہونے کے مولّف نے برکت ضبط اوقات سے استفاضہ کامل کیا ہی۔ انکی محنت و تلاش قابل ستائیش ہی اور جہان تک ماخذ کی صحت قابل تسلیم ہی وہان تک اس کتاب کی صحت کا اعتراف بھی قرین انصاف ہی۔ قدیم کتابون کی کمیابی بلکہ نایابی ایک مصنف یا مولّف کو مجبور کرتی ہی کہ وہ ان ماخذون کی طرف رجوع کرے جس طرف مولّف نے رجوع کیا ہی۔ مجھے صداقت کے ساتھ اعتراف ہی کہ ناظرین کتاب کو تاریخ الاسلام مین نہایت مسلسل اور منتظم واقعات شیوع اسلام کے ملین گے اور اگر مخالفین اسلام اعتساف وسبق زن سے قطع کرکے انصاف اور حق پسندی سے اس کتاب کو دیکھین گے تو انکی اکثر غلط فہمیان جو اسلام اور اسکی اشاعت کے بارے مین متوارث چلی آرہی ہین دور ہو جاینگی۔ میرا یہ خیال اگر صحیح ہو تو میری دانست مین مولف تاریخ الاسلام کے لیے باعث فوز عظیم ہی۔

اس کتاب کی ترتیب بیان ولادت جناب پیغمبر صلعم سے جناب مرتضی کی خلافت تک بہت عمدہ اور پسندیدہ ہی اور اُسی زمانہ کو زمانہ اشاعت اسلام کہنا بھی زیبا ہی۔ بعض علماے سلف نے مشاجرات صحابہ پر نظر کرنے کو منع کیا ہی۔ لیکن واقعات پر مطلع ہونے سے جو اثر انسان کی طبیعت پر ہوتا ہی اُسکی روک کسی کے اختیار مین نہیں ہی۔ مولف نے نہایت آزادی سے ان واقعات پر بحث کی ہی۔ اور ماخذ نتیجہ صحیح ایک جدا امر ہی۔ مگر مولّف کی رایون مین متانت رزانت پائی جاتی ہی۔ اور رائین کوئی امر منافی اسلام نہیں ہی۔ مجھے امید ہی کہ قوم ایسی کتاب کی قدر کرے گی۔

نور الحق۔ از دیوریا گورکھپور۔ محررہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۵ء۔

چھٹی سید مرتضی صاحب قادری مالک اخبار جریدہ روزگار مدراس

جناب من۔ مین ایک مدت سے حیدرآباد مین مقیم ہون۔ اور اخبار جریدہ روزگار مدراس مین شایع ہوتا ہی۔ مولوی وکیل احمد سکندرپوری اسنے جو ریویو میرے اخبار مین شایع فرمایا ہی اُس سے مجھے پیدا اتفاق نہیں ہی۔ اخباری حیثیت سے اُسے طبع کرنے پر مجبور ہوا۔ تاریخ الاسلام کو مین نے مولوی محمد اعظم صاحب عباسی سے منگاکر

دیکھا مجھے نہایت پسند آئی علی الخصوص اُسکا دیباچہ مجھے ایسا دلچسپ معلوم ہوا کہ جسکا بیان اس مختصر نیازنامہ مین ہو نہین سکتا۔ میرا قصد تھا کہ اُس دیباچہ کو اخبار مین طبع کرون مگر اُس دیباچہ کی عبارت زیادہ تھی اسکی نقل کرنے اور مدراس کو روانہ کرنے کی فکر مین رہا کہ اتنے مین مولوی وکیل احمد کا مضمون شایع ہو گیا جس سے مجھے پورا اتفاق نہین۔ اگر کوئی مختصر سا مضمون مولوی وکیل احمد صاحب کی راے کی تردید مین مدلل ہو اور راست اخبار جریدہ روزگار مین طبع و شایع کرنے کے قابل ہو اور خاص مولوی احسان اللہ صاحب کے قلم سے نکلا ہو تو ضرور ارسال فرمایئے مین ضرور شایع کرنے کو مستعد و آمادہ ہون۔ ۷۔ رمضان۔ ۱۳۱۳ھ

منتخب ریویو از جناب محمد مظہر الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سابق منصف اودھ

تاریخ الاسلام اردو زبان مین اپنے قسم کی پہلی کتاب ہے۔ آج تک ہماری مادری زبان مین کوئی ایسی تصنیف نہین ہوئی ہے کہ جسمین ابتداے اشاعت اسلام سے زمانہ حال تک کی تاریخ صحت کے ساتھ درج ہو۔ ایسی کتاب مین اگر کچھ نقص رہ بھی جائے تو مصنف قابل الزام نہین ہو سکتا۔ بنی بنائی پختہ سڑک پر چلنا نہایت آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے راستہ بھی ہمین اپنے ہی ہاتھون سے بنانا پڑے۔ اگر اس کتاب مین خوبیان اسقدر زائد ہین کہ اُنکے مقابلہ مین عیوب قریب قریب عدم کا حکم رکھتے ہین تب مصنف صرف قابل مدح کے نہین ہے بلکہ اپنی قوم کا محسن ہے اور اُسکو مصنفین کے دائرہ مین ایک اعلی جگہ ملنی چاہیے۔

ہم ہر مسلمان کو یہ صلاح دیتے ہین کہ تاریخ الاسلام کی ایک جلد خرید کر کے اپنے بچون کے ہاتھون مین دیدین تاکہ اُنکو معلوم ہو جائے کہ اُنکے باپ دادا کیسے لوگ تھے اور جنکے ذریعہ سے دنیا مین کسقدر ترقی ہوئی۔ اگر دوسری قومون کے لوگ بھی اس نادر کتاب کو پڑھین گے تو بہت سی غلط فہمیان جو اسلام اور مسلمانون کی طرف سے اُنکے ذہن نشین ہو رہی ہین رفع ہو جائینگی۔

چیٹھی مولوی عبداللہ احمد صاحب اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ اسکول پونہ

مخدوم و مکرم بندہ مہتمم صاحب اخبار الوقت زاد فیضہ۔
تسلیم۔ تجربہ دکھا رہا ہی کہ آپ کی قابل قدر تصنیف یعنی تاریخ الاسلام اپنی صداقت اور بہت سی خوبیون کی وجہ سے دلون مین گھر کرتی جاتی ہی۔ گو کوتاہ نظر حاسدون نے اسکی اشاعت کے روکنے مین جان توڑ کر محنت کی۔ مگر حق پسند لوگون کی عدم توجہی نے انھین ذلیل کر دیا۔

لیطفئو نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولوکرہ الحاسدون

مفصلہ ذیل اشخاص کے نام تاریخ الاسلام کی ایک ایک جلد بذریعہ ویلو پی ایبل ارسال فرمائیے

المکلف عبداللہ احمد اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ اسکول پونہ

منتخب ریویو تاریخ الاسلام از اخبار شیر ہند لاہور۔ ۲۶ دسمبر ۹۵ء

مولوی احسان اللہ صاحب عباسی وکیل عدالت دیوانی گورکھپور اس نادر کتاب کے مولف ہین۔ آنکی تحریر کی سادگی اور بے ساختگی اور برجستگی ایک زمانہ کی مانی ہوئی ہی۔ تلے ہوئے الفاظ اور بے تکلفانہ بول چال مین یہ کتاب بھی لکھی گئی ہی واقعات بالکل اصح لکھے گئے ہین اور مختصر پیرایہ مین ابتدائے اسلام سے اب تک کا حال لکھ دیا گیا ہی کہ اسلام کیسے اٹھا اور کہان پہونچا اور کب پہونچا اور اب کہان کہان ہی اور کس حالت مین ہی۔ جابجا حسب موقع آٹھ نقشے بھی دیے گئے ہین اور مجمل طور پر اسلام کی ابتدائی اور موجودہ سلطنتون سے آگاہ ہونے کے لیے یہ کتاب بیشک کافی ہی۔ مولف کتاب نے دیباچہ مین لکھا ہی کہ ترجمہ قرآن لکھتے لکھتے آنکو رسول خدا صلعم کی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت ہوئی اور سوانح عمری لکھنے بیٹھے تو تسہیل تفہیم کے لیے خلفائے اربعہ کے حالات لکھنے بھی ضروری معلوم ہوئے۔ یہان تک پہونچے تو پھر ذرا طبیعت نے اور بھی بلند پروازی کی اور اس طرح ڈو برس کی محنت مین یہ کتاب طیار ہو گئی مگر اتفاقیہ طور پر۔ لیکن فی الواقع دیکھا جائے تو ایسی کتاب کی

پبلک کو عموماً اور مسلمان کمیونیٹی کو خصوصاً بہت ہی بڑی ضرورت تھی - اگرچہ اس زمانہ مین
تعلیم اور تعلم نے تو بڑی ترقی کی ہی مگر اصل یون ہی کہ علم تواریخ جو مسلمانون کی گھٹی مین
پڑ چکا تھا اُسکا بہت ہی کم چرچا ہی - ہندوستان مین چند عرصہ سے ناولون کے مرض نے
اپنا قابو پا یا ہی کہ شاید سنجار نے بھی اسقدر جلد کہین فروغ نہ پایا ہوگا - اور ناولون مین
وہ ناول ذرا زیادہ مزیدار ہوتا ہی جو کچھ نہ کچھ تاریخی اثر بھی رکھتا ہو - اب مصنف ہین کہ ذرا سا
قصہ لیا اور ناول دھر گھسیٹا اور دیکھیے کہ بکتے بکتے سارا ہی بک گیا - لیکن اُسکے اثر اور
مآل کو دیکھا جائے تو اول تو ایک بادہوائی تیر اور سا اثر کرے ہی کرے تو یہ کہ پہنگے پھلون کو
مجنون اور فرہاد کی شاگردی کا شوق چرائے - عورتین دیکھ پائین تو وہ نتیجہ ہو کہ تعلیم نسوان
کے حامی منھ دکھانے کے لایق ہی نہ رہین - غرضکہ ہماری ہمتین بھی مصروف ہوتی ہین
تو ایسی باتون کی طرف - مگر شکر ہی کہ ہمارے ایک واجب التعظیم عالم علوم قدیم مولٰنا محمد
احسان اللہ صاحب عباسی نے اس اہم کام کو اپنے زور بازو سے نباہ دیا - اور اچھا نباہا
خود راقم کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ایک مکمل تاریخ اسلام کی ابتدا سے اسوقت
تک کی ضرور ہی لکھی جائے - چنانچہ کئی مرتبہ اسپر دماغی محنت بھی صرف کی گئی اور کچھ کچھ ابتدائی
حصہ بھی شاید کہین پڑا مل جائیگا - مگر طبیعت ہی کاہل اور دنیادی دھندے بھی لاحق ہی رہتے
ہین اسلیے یہ ارادہ بھی یون کا یون ہی رہا اور ہمیشہ ٹلتا ہی گیا تاوقتیکہ یہ چھپا ہوا حصہ
نظر سے گزرا - مولف نے اسکو جس ڈھنگ سے لکھا ہی - اور جس بے تعصبی کے ساتھ جا بجا
ریویو کیا ہی وہ دیکھ کر موجودہ شورانگیز زمانہ مین بیشک تعجب ہوتا ہی - کیونکہ ساری کتاب دیکھنے
پر بھی آپ کوئی یقینی فتوی نہ دے سکین گے - کہ مولف شیعہ ہی کہ سُنی یا وہابی ہی کہ نیچری - کتاب
ہذا کی نسبت یہ کہنا کہ دریا کو کوزہ مین بند کیا گیا ہی اگر کم نہین تو کچھ زیادہ تعریف بھی نہین -
حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے لیکر آج تک کی اسلامی سلطنتون کے حالات اور پھر کل ہم
چار سو صفحے تعجب نہ ہو تو کیسے - اور ہمارے خیال ناقص مین اگر ہمارے کرمفرما مولف صاحب
موصوف اگر ہمین کہنے کی اجازت دین اور بُرا نہ مانین تو اتنا عیب بھی اس کتاب مین بیشک ہی
کہ وہ بہت ہی مختصر ہی - شرح و تفصیل کی تو کوئی حد و غایت مقرر نہین کی جا سکتی مگر کم
از کم ہزار بارہ سو صفحے تو ضرور ہی چاہیے تھا - گو یہ بھی اپنی جگہ لاجواب ہی اور بالکل نئی چیز
ہی مگر تکمیل کے ساتھ ہوتی تو اور بھی لطف آجاتا - دوسری بات یہ بھی منھ پر آ ہی گئی تو کہہ ہی

چاہیے کہ قیمت بھی زیادہ ہو - ہندوستان کا ملک اور پھر اسمین بھی مسلمان کی مفلوک قوم اور پھر کوئی مولف یا مصنف اپنا حق تصنیف لیجانا چاہیے تو اُسی کی قیمت کتنی چاہیے کیا خوب ہوتا کہ کوئی علمی کمیٹی ہوتی اور وہ معقول رقم پر مولف کا حق التالیف لیکر اس کتاب کو چھپواتی اور روپیہ سوا روپیہ قیمت پر فروخت کرتی جسکا یہ نتیجہ ہوتا کہ کتاب بالعموم ہر تعلیم یافتہ مسلمان کی نظر سے گزر جاتی اور مولف کو بھی حق المحنت مل جاتا - مگر افسوس کہ ایسی باتین ہندوستان کے خواب و خیال مین بھی نہین آئین اور یہی تو مولفین و مصنفین اپنا حق المحنت لینے کو مجبور ہین -

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک

بہرحال جو اخیری رائے اس کتاب پر ہی وہ یہ ہی کہ کتاب لاجواب ہی - عمدہ ہی ضرورت کے موافق ہی اور مقبولیت کے ساتھ دیکھی گئی ہی اور جسقدر اسکی مانگ ہو اسکے لائق ہی

تمہید طبع اول

مین کسی قانون کی شرح لکھتا۔ کوئی ڈائجسٹ بناتا یا قانونی مسائل پر کوئی مضمون لکھتا تو ایک بات تھی۔ وکالت کا پیشہ اور لکھنا مذہبی کتابین۔ دو ایک نہین متعدد۔ چھوٹے چھوٹے رسالے نہین بلکہ ضخیم کتابین۔ ہفتون یا مہینون کا کام نہین بلکہ برسون کی محنت۔ ناظرین کو اس سلسلۂ تالیفات پر ممکن ہی کہ حیرت ہو۔ وجہ تحریک دلچسپ واقعات پر مبنی تھی اسلیے بیان کرنا مناسب معلوم ہوا تا کہ قوم میرے کام کی قدر کرے۔ خود کو مستفید اور مولف کو ماجور بنائے۔

ہند کے مسلمان اپنے بچّون کی تعلیم کا سلسلہ قرآن سے شروع کرتے ہین۔ غالباً اور بلاد اسلام مین بھی ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہندوستان مین تو اسکی پابندی ایسی سختی سے ہی کہ شاید کوئی گھر اس سے مستثنی نہوگا جس طرح قرآن پڑھانے کا التزام ہی ویسا ہی یہ بھی معمول ہی کہ شروع مین مطلب سمجھ کر نہ پڑھا جائے۔ طوطے کی طرح بچّے قرآن پڑھ جاتے ہین اور پھر کہین ہزار مین ایک ایسا لڑکا ہوتا ہی جو صرف۔ نحو۔ منطق۔ معنی بیان اور فلسفہ پڑھ کر قرآن کو بامعنی پڑھتا ہی۔ دینیات کی تعلیم مین اسقدر پہلو تہی

مسلمانون کے لیے بہت ہی شرمناک ہی۔

شروع شروع بچّون کی تعلیم کا شوق بھلے مانسون کے دل مین ضرور پیدا ہوتا ہی۔ ہر سمجھ دار کی یہ خواہش ہوتی ہی کہ مہینون اور برسون کی تعلیم دنون اور ہفتون مین پوری ہو جائے۔ والدین کا بس نہین چلتا ورنہ وہ علم کو پانی مین گھول کر ایک ہی مرتبہ اپنے بچّون کو پلا دین اور ہمیشہ کے لیے چھٹکارا ہو جائے۔

شروع مین اسی خیال نے مجھے بھی گھیرا۔ مین نے چاہا کہ لڑکے انگریزی شروع کرنے کے پہلے پانچ ہی چھ مہینے مین معاملات اور عبادات کے متعلق شرعی مسائل سے پورے طور سے واقف ہو جائین۔ اور اسلیے ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جو حرف شناسی کے بعد ہی پڑھائی جا سکے۔ بچّون کی طبعیت کا میلان قصّے کہانی کی طرف زیادہ ہوتا ہی اسلیے مین نے غلط یا صحیح طور پر یہ رائے قایم کی کہ اسی پیرایہ مین مذہب تعلیم کیا جائے تو اچھا۔ اِس خیال نے بی زاہدہ کی ایک فرضی زندگی لکھنے پر مجھے مائل کیا۔ طبعیت انگریزی ناولون کے دیکھنے سے حاضر ہو رہی تھی اور سواد جمع تھا ہی۔ دو ڈھائی مہینے مین اتنا لکھ لیا کہ اب کچھ بھی نہ لکھون تو ایک خاصہ ناول طیّار ہی۔ بے تکلّف لکھتا چلا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ کتاب بچّون کے کام کی نہ رہی کتاب ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ مذہبی تعلیم کے لیے وہ ضرور اچھی ہی۔ نوجوانان قوم جو مذہبی کتابین پڑھنے سے گھبراتے ہین اُنکی مذہبی تعلیم کا یہ ایک نیا طریقہ ضرور ہی لیکن بچّون کی حالت کے بالکل نامناسب ہی۔ انگریزی تعلیم جنکے دماغ کو خراب کر چکی ہو۔ فلسفہ کی تعلیم نے جنکے مذہبی خیالات دل سے محو کر دیے ہون اُن گمراہون کے لیے یہ کتاب بیشک ایک مشفق معلّم ہی۔ لیکن بچّون کے لیے اتنا اہتمام بیکار ہی

بلکہ شروع ہی سے قصہ اور کہانی کی ترغیب لڑکون کے اخلاق پر برا اثر ڈالنے کا احتمال رکھتی ہی۔

اب اِس خیال نے مجھے ایک دوسری کتاب کی طرف متوجہ کیا۔ میرے ذہن مین آیا کہ سیدھے سیدھے طور پر قرآن کا اُردو ترجمہ پڑھا دینا میرے مطلب کو پورا کرسکتا ہی۔ قرآن کے ترجمے متعدد ہین۔ مجھے راے قایم کرتے وقت یہ خیال نہ تھا کہ یہ تبدیل راے مجھے مفسر اور مورّخ بنانے پر منجر ہوگی۔ اُردو ترجمے جو ہاتھ مین لیتا ہون تو ہر ایک بجاے خود چیستان۔ عربی عبارت بخوبی سمجھ مین آگئی لیکن ترجمہ اپنی زبان مین ہی اور پھر سمجھ مین نہین آتا۔ مین نے خیال کیا کہ ان ترجمون کا پڑھانا پھر بھی بچّون کو طوطا مینا بنانا ہی۔ اب مین نے نہایت استقلال سے یہ راے قایم کی کہ ایک ترجمہ قرآن کا مین خود لکھون اور اسکی ترتیب اس طور پر ہو کہ ایک جُدا کتاب معلوم ہو۔ جس طرح اُردو کی تمام مذہبی کتابین ہین اسی طرح یہ قرآن بھی ایک جُدا کتاب ہو اور عام فہم ہو۔ شروع سے آخر تک طالب علم سلسلہ وار بے تکلّف پڑھتا اور سمجھتا چلا جائے۔ میرا ارادہ تو یہ ہوا کہ اصل قرآن کا ترجمہ ایک کتاب کی صورت مین لکھا جائے لیکن ضعف خیال سے اس بدعت حسنہ پر جرأت نہ کرسکا۔ اب ترجمہ یون شروع ہوا کہ ایک کالم مین اصل قرآن عربی کا اور دوسرے کالم مین اُردو زبان مین اُسکا ترجمہ۔ قرآن جسوقت نازل ہوا تھا اُسوقت اُسپر شرح یا حاشیہ کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن وقت کے گذر جانے اور حالات کے متغیر ہو جانے سے اب یہ حالت ہی کہ ترجمہ کتنا ہی صاف ہو بغیر شرح کے اکثر مقامات سمجھ مین نہین آتے اسلیے نیچے حاشیہ بھی لکھنا پڑا اور جس کتاب کو مین ترجمہ سمجھتا تھا وہ تفسیر ہو گئی۔

ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ میری محنت اور ذمہ داری کی نوعیت اب کیا ہو۔ کام شروع کرچکا تھا اسلیے منھ موڑنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ سورہ بقر ختم ہونے نہ پائی تھی کہ میرے احباب سے نے میرے خیالات کی تائید کی اور اس تائید سے نے میرا حوصلہ بڑھایا۔ لوگون نے ترجمہ کو چھپوا کر شایع کرنے کی مجھے صلاح دی اور مجھے ماننا ہی پڑا۔ پہلے اپنے بچون کی تعلیم مقصود تھی اور اب تمام قوم کے بچون اور بڑے بڑے بوڑھون کو فائدہ پہونچانا مد نظر ہوا۔ بعض دوستون نے مجھے راے دی کہ ایک مطبع جاری کیا جائے اور اخبار نکلے تو کتاب گھاتے مین چھپ جائے گی۔ مین یہ بار عظیم اپنے سر کب لیتا لیکن میرے عنایت فرما منشی محمد سعید سے نے کمرہمت باندھی اور کہا تم روپیہ دو اور یہ سمجھو کہ قرض دیا۔ اہتمام مین کرتا ہون۔ میری مستعدی اور میری مالی مدد سے منشی صاحب نے اخبار اور مطبع جاری کیا۔ الوقت (اخبار) نکلنے لگا۔ الوقت کے اہتمام سے ہمارے عنایت فرما کو کہان چھٹی کہ اس تفسیر کی طرف اُنکو توجہ ہوتی۔ اخبار کی کثرت اشاعت اور نادہندون کی بھرمار سے اُس بیچارے کی عافیت تنگ تھی۔ اگر مین اپنے قرض کا خدانخواستہ مطالبہ کرتا یا اب کرون تو اُس بیچارے کا کھین ٹھکانا نہ لگے۔ ایک غلطی یہ بھی ہوئی کہ باوجود کثرت کار کے قرآن کی اشاعت بھی شروع ہوگئی۔ جنکے پاس پہلا پارہ پہنچا اُنکو دوسرے کا انتظار ہو۔ تقاضے کے خطوط میرے پاس بھی چلے آتے ہین۔ صلاح نشد بلا شد۔ نیک نامی تو کیا ہوتی تمام ہندوستان مین میری سہل انکاری ثابت ہوگئی۔ کسی قدر زیادہ توضیح کے ساتھ اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت اسلیے ہوئی کہ اس سے اچھا موقع مجھے اپنی صفائی بیان کرنے کا نہ ملتا۔ تین برس ہوئے سورہ بقر شایع ہوئی تھی اور آج تک

صرف دس ہی پارے شایع ہوئے ہین۔

تطبیع پر بالکل الزام نہین ہی۔ کچھ میرے تبدیل خیال کو بھی اسمین دخل ہی قرآن کا پورے طور پر سمجھنا پیغمبرؐ خدا کے وقت کے حالات جاننے پر بہت کچھ منحصر ہی اسلیے قرآن کا ترجمہ ختم نہین ہوا تھا کہ مین نے پیغمبرؐ خدا کے حالات لکھنے شروع کردیے اور ارادہ یہ ہوا کہ ایک مختصر سا رسالا قرآن کے ترجمہ کے ساتھ شایع کیا جائے آنحضرتؐ کے حالات لکھنے کے بعد کچھ ایسی دلچسپی بڑھی اور جی چاہا کہ خلفاے اربعہ کے حالات بھی منضبط کیے جائین تو اچھا۔ پھر اسکے بعد تاریخی مذاق پیدا ہوا اور یہ راے قایم ہوئی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے زمانہ حال کے مسلمانون تک سلسلہ وار تاریخی حالات منضبط کیے جائین اور ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو آپ اپنی نظیر ہو۔ اس خیال نے مجھپر اتنا بار ڈالا کہ لوگ قلم سے بیان نہین ہو سکتا۔ کتاب دیکھ کر ناظرین خود ہی اندازہ کرلین گے۔

اس خیال نے مجھے ترجمہ قرآن کی اشاعت سے بالکل روک دیا اور مین تاریخ لکھنے کو ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ کئی تصنیفین میری ناتمام تھین اسلیے مین نے یہ قصد کیا کہ اس کتاب کے چھپ جانے تک مین کسی سے کوئی تذکرہ نہ کرون۔ ہلال بدر بننے تک چھپا رہے اور پھر نکل آئے تو اچھا جس کوشش اور مستعدی سے مین نے اس کام کو شروع کیا تھا مین سمجھتا تھا کہ یہ کتاب فی الواقع ایسی ہی ہوگی جیسی مین نے ابھی تمثیل دی۔ لیکن افسوس کہ مین اپنے ارادون مین پورے طور پر کامیاب ہوسکا بے زری یا عدیم الفرصتی کا تو چندان گلہ نہین ہی۔ گلا اپنی طبیعت سے ہی کہ وہ اتنا بار نہ اٹھا سکی جتنا مین نے پہلے اندازہ کیا تھا۔ اور کچھ یہ بھی خیال ہوا کہ بھلا ایک کتاب

توکسی طرح شایع ہوجائے منصوبہ ہی منصوبہ ٹھیک نہین ابھی اثنا مین لکھنؤ کے
ایک صاحب مجھ سے ملنے آئے اور دو سو صفحے پروف شیٹ کے دیکھنے کو اٹھا لیگئے
پھر یہ سنا گیا کہ وہ پرچے لکھنؤ پہونچ گئے۔ دبیر اور انیس اپنے شاگردون سے تمام عمر
خایف رہے ہین ڈرا کہ لکھنؤ کے کسی عیار کے قبضہ مین وہ پرچے آگئے اور مجھ سے
پہلے اُسنے اتنے ہی شایع کردیے تو میری تمام کوششین بیکار ثابت ہونگی۔ اس
خیال نے مجھے اور بھی نامناسب عجلت پر مائل کیا۔

تاریخ نویسی کے لیے پچھلی کتابون کا ذخیرہ اور موجودہ حالات سے واقفیت
یہ دو باتین بہت ضروری ہین۔ پہلے تو بغیر توسل شاہی کے تاریخ لکھنا ممکن ہی نہ تھا
لیکن اب مطابع کی کثرت نے اہل علم کو شاہی کتب خانون سے کسی قدر بے نیاز
کر رکھا ہی لیکن پھر بھی کہان تک۔ موقت الشیوع پرچون کی کثرت نے تمام دنیا کی
خبرون کی اشاعت کا ٹھیکہ لے رکھا ہی گو انکی صحت مین کبھی کبھی کچھ تامل ہوتا ہی۔ انھین
آسانیون نے مجھے اتنے بڑے کام کی جرأت دلائی۔ مگر پھر بھی مجھے چند وجوہ سے
آخر آخر اس امر کا تجربہ ہوا کہ شخص واحد اتنا بڑا کام بہ مشکل انجام دے سکتا ہی۔ اٹھارہ
صدی تک مستند کتابون سے حالات کا منتخب کرنا میرا کام تھا جسمین مین نے
حتی الوسع کوشش کی اور کامیابی حاصل کی۔ واقعات نہایت صحت کے ساتھ درج
کیے گئے۔ نہایت بے تعصبی سے واقعات لکھے گئے اور اُنپر رائین ظاہر کی گیئن
ناظرین کو غور کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ مولف اپنے کو صرف محمدی سمجھتا ہی۔ نہ کسی فرقہ کا
وہ پیرو ہی اور نہ مذہبی تعصب کے جوش مین نامنصفانہ امر لکھنا پسند کرتا ہی۔

انیسوین صدی کے حالات بھی نہایت اہتمام سے منضبط کیے گئے ہین۔

لیکن جن ذریعون کو مین قابل وثوق سمجھا ممکن ہی کہ آیندہ چل کر وہ غیر معتبر ثابت ہون - اسلیے یہ محض احتیاط کا درجہ ہی کہ انیسوین صدی کے حالات کی نسبت مین اتنا وثوق ظاہر نہین کرتا جتنا کہ اُسکے پہلے کے حالات بالکل یقینی اور احتمال صدق وکذب سے میرے نزدیک بہت زیادہ مبرا ہین -

مین نے یہ چاہا تھا کہ تمام دنیا کی اسلامی ریاستون سے بذریعہ مراسلت صحیح حالات دریافت کیے جائین - زمانہ موجودہ کی آسانیون پر نظر ڈال کر اس ارادہ مین کامیاب ہونا کوئی امر مشکل نہ تھا لیکن عجلت نے اجازت نہ دی اور یہ بھی ایک خیال پیدا ہوا کہ جب اس کتاب کی طبع ثانی کی نوبت آئے گی تو اس قسم کے مواد نہایت آسانی سے بہم پہونچ سکین گے جب تک مین اور میری تالیف گمنامی کی حالت مین ہی ممکن ہی کہ میری عرضداشت کیسے ہی پر اثر الفاظ مین کیون نہ ہو حصول مدعا کے لیے ناکافی ثابت ہو -

محمود غزنوی کے وقت سے عربی اور فارسی کے الفاظ سنسکرت کے ساتھ ملنے لگے اور اس طرح جو بھاکھا طیار ہوئی اسمین شاہجہان کے وقت مین ایک تغیر عظیم لاحق ہوا اور اب وہ بھاکھا اردوے معلی کی صورت مین آگئی - مغلون کی سلطنت زائل ہونے پر ممکن تھا کہ یہ زبان بھی اسٹ جاتی لیکن اس نئی زبان کی مقبولیت بھی حیرت انگیز ہی کہ روز بروز اسکو نمو ہی - اور اب تمام ہندوستان کی ملکی زبان اگر ہوسکتی ہی تو یہی اُردو ہی - شاہجہانی فوج کی زبان اُردو تھی - شاہجہان اور عالمگیر کے وقت مین شاہی فوج تمام ہندوستان مین پھری اور ہر جگہ اپنا رنگ جماتی آئی - یون تو تمام ملک کی یہ زبان ہی لیکن صحت اور لطافت کے اعتبار سے دلی اور لکھنؤ

بس انھین دو مقامات کو اہل زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ پہلے دلی کا نمبر اول تھا لیکن اب شعر و شاعری کی کثرت سے لکھنؤ کی زبان دانی بڑھا چاہتی ہے۔ مین نے اس امر کا اہتمام کیا کہ میری تاریخ لکھنؤ کے روزمرّہ مین لکھی جائے اور آیندہ چل کر یہ معلوم ہو کہ مولف کے وقت مین اُردو زبان کہان تک ترقی کر چکی تھی۔ اس خیال نے مجھے اور بھی دقت مین ڈالا۔ محض لکھنے پڑھنے سے اہل زبان ہونا مشکل ہے۔ مین خیر سے نہ دہلوی ہون اور نہ لکھنوی ہون۔ اُردو زبان کے سواد بھی ایسے درست نہین ہین کہ اُنکے ذریعہ سے کچھ کام چل سکے۔ حضرت جلال لکھنوی نے دو چار رسالے خاص اس بیان مین لکھے ہین رفع ضرورت کے لیے تو وہ کافی نہین ہین لیکن پھر بھی مجھے ممنون بنانے کے لیے بہت ہین۔ اپنے نزدیک تو مین نے بہت کوشش کی ہے لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ اہل زبان میرے چھوٹے مُنھ اور بڑی بات کو کہان تک سکوت کے ساتھ سُن سکتے ہین۔

اب مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ تاریخی معلومات مین نے کیونکر بہم پہنچائی۔ ظاہر ہے کہ کوئی خاص کتاب میرے تمام اغراض کو کافی نہ تھی اسلیے عربون کے حالات عربی کتابون سے لیے گئے۔ شاہان عجم کے حالات لکھنے مین مین نے فارسی کتابون کو ترجیح دی۔ شہرون کے نام اور ملکون کے نقشے اور جغرافیہ کے متعلق انگریزی کتابون کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور پچھلے حالات کے لکھنے مین بھی انگریزی کتابون سے بے نیازی نہین ہو سکی۔ پُرانے نامون کو نئے نامون سے مطابق کرنے کی غرض سے بھی انگریزی کتابون کی ضرورت ہوئی۔ غیر قومون کے خیالات دریافت کرنے کو بھی انگریزی کتابین دیکھی گئین تاکہ جابجا مخالف راؤن

کی تردید بھی کی جائے۔ لیکن انگریزی کتابون سے پرانے زمانے کے حالات کا انتخاب نہین کیا گیا۔ اور جن مورخون نے ایسا کیا ہے غلطی کی ہے۔ انگریزی کتابون کا ماخذ یہی عربی کتابین ہین۔ عربی اور فارسی تاریخون سے اپنی علمی استعداد کے مطابق اور قومی تعصب کے انضمام کے ساتھ جو واقعات یوروپین مورخون نے نقل کیے ہین اُنپر ایک مسلمان مورخ کو اپنی تالیف کا مبنی کرنا بہت ہی شرمناک بات ہے۔

اردو اور انگریزی کی چھوٹی چھوٹی کتابون اور موقت الشیوع رسالون سے قطع نظر کر کے مین اُن بڑی بڑی کتابون کے نام لکھتا ہون جنسے مین نے تاریخی معلومات حاصل کیے ہین۔

زبان	کتابون کے نام	نمبر شمار
عربی	تاریخ ابن اثیر	۱
عربی	تاریخ ابن خلدون	۲
عربی	الشجرۃ المحمدیۃ	۳
فارسی	ترجمہ تاریخ طبری	۴
فارسی	روضتہ الاحباب	۵
فارسی	روضتہ الصفا	۶
فارسی	تاریخ فرشتہ	۷
انگریزی	ترجمہ قرآن سیل صاحب	۸
انگریزی	گبن صاحب کی تاریخ اسلام	۹

نمبر شمار	کتابوں کے نام	زبان
۱۰	سلسلۂ تاریخ رومن امپائر	انگریزی
۱۱	تاریخ اسپین	انگریزی
۱۲	تاریخ ٹرکی	انگریزی
۱۳	تاریخ ہند	انگریزی

محمد احسان اللہ
۳۰۔ جولائی ۱۹۵۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حقیقت اسلام

کوئی سمجھے تو دنیا کی ہر ایک چیز نمونہ قدرت ہی اور سوچے تو ہر ذرّے سے صنعت کردگار ہویدا ہی۔ کن کن چیزون کا نام لیا جائے۔ آفتاب - ماہتاب - ستارے - زمین - ابر - دریا - پہاڑ - آگ - پانی - ہوا - مٹی - حیوانات - نباتات - جمادات وغیرہ وغیرہ ہر ایک بجائے خود تماشہ - اور بجائے خود ذریعہ معرفت ہی انکے آنکھون سے دیکھنے والے تو سب ہی ہین - لیکن غور کرنے والے کم ہین۔

مثلاً تغیر موسم کہ وہ خود ایک تماشہ ہی - ابھی گرمی تھی سارا جسم پھکا جاتا تھا - کہ دفعتاً ہوا چلی - ابر گھرا - مینھ برسنے لگا - زمین سے آسمان تک کرۂ نار تھا اور دو ایک منٹ مین طبقہ زمہریر ہو گیا - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چلے آتے ہین - زمین سطح آب کی طرح سپید ہو رہی تھی کہ نباتات نے زمین سے اپنا سر نکالا - بوئے ہوئے بیج دو ہی چار روز مین جم گئے - سبزہ زمردین سے تمام زمین بھر گئی - درختون مین بھی نئی نئی کونپلین نکلین - جامہ سبز پہن کر تمام درخت اکڑے ہوئے کھڑے ہین -

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار

برسات کے موسم جانے پر جاڑے کا موسم شروع ہوا اور جاڑے کے بعد گرمیان آئین - جاڑون مین جو چیزین انسان کو پیاری تھین وہ گرمیون مین خود بخود بیکار ہوکر نظرون سے گر گئین - برسات مین یہ سمجھا گیا تھا کہ پانی نباتات کی جان ہی - جاڑے کی شب شبنم کی وجہ سے نصف برسات ہی لیکن پھر بھی سبزہ زار زندگی سے ناخوش ہی اور اپنی صورت سے بیزار ہی - درختون کے پتے گر گئے ہین سوکھی ٹہنیان کھڑی موسم بہار پر ماتم کر رہی ہین یا آیندہ بہار کے خیر مقدم کے لیے برہنہ تن خوابگاہ سے دوڑی چلی آتی ہین -

جاڑون مین تو کچھ شبنم کا آسرا تھا اب چیت کی ہوا نے اُسے بھی الگ کیا - زمین جیسی دن کو خشک ویسی ہی رات کو خشک - سمجھا ہوا نے سطح زمین کو سوکھی راکھ سے مشابہ بنا دیا ہی - قیاس چاہتا ہی کہ سبزہ برسون دیکھنے مین نہ آئیگا کہ دفعتاً تغیر موسم نے اپنا زور دکھایا - موسم برسات سے بھی کہین زیادہ خوشنما حالت مین سرون پر پھولون کے تاج رکھے ہوکے نئی پتیان نمودار ہوئین دنیا کے انقلابات کا بظاہر ایک سبب ہی لیکن وہ سبب محض تسکین قلب کے لیے ہی - نہ کوئی کلیہ ہی اور نہ کوئی معین قاعدہ ہی - جو حالت پیدا ہوتی ہی انسان اُسکے لیے راے قایم ہی کر لیتا ہی اور اس جھوٹھ موٹھ کی راے زنی کو وہ انتہاے علم یا کمال دانش سمجھتا ہی لیکن جو جتنا ہی سمجھدار ہی وہ اُتنا ہی معاملات دنیا مین اپنی راے کو ناقص اور عقل کو ناکافی محض سمجھتا ہی -

علم طب کے پڑھنے والے اور علم تشریح کے واقف کار دنیا دی انہماک سے فرصت نہین پاتے ورنہ صنعت کردگار کے معائنہ سے دیوانے بنجائین انسان پیدا ہوا۔ بڑھا۔ جوان ہوا۔ بوڑھا ہوا۔ کمزور ہوا اور مرگیا۔ اور کبھی چلتے چلتے گرا اور قبل از وقت مرگیا اس دوران مین اُسکی حالت مین بے انتہا تغیرات ہوتے ہین جنہین ہے اکثر اُسے خود محسوس نہین ہوتے۔ خود اُسکی ترکیب جسم کے متعلق ایسے ایسے راز اور ایسی ایسی حکمتین ہین کہ تمام دنیا کا علم حاصل ہونے پر بھی انسان اپنے کو پہچان نہین سکتا۔ اور نہ اپنے جسم کی ماہیتون کا مدرک کامل بن سکتا۔ اللہ اللہ کچھ ٹھکانا ہی جس طرح آنکھ کے تل مین تمام عالم سمایا ہوا ہی۔ اسی طرح انسان جزو ضعیف تمام قدرت کا ایک خلاصہ ہی۔ یا دوسرے معنون مین کہیے تو قادر مطلق کی بے انتہا صنعتون کا ایک ادنی نمونہ یا باغ عالم کا ایک ادنی شگوفہ ہی

بہر حال انتظام عالم پر غور کیا جائے۔ خود اپنے وجود اور ترکیب جسم پر لحاظ کیا جائے۔ دنیا کے انقلابات اور عالم کے موجودات پر بغور نظر ڈالی جائے تو ان تمام چیزون مین کم سے کم ایک قوت کا ادراک تو ہر فرد بشر کو ہوگا اور یہ معلوم ہوگا کہ اُسی قوت سے چیزون کا وجود قایم ہی۔ پھر اس وجود کے اسباب پر غور کیا جائے تو ہر ایک اپنے پندار کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور سمجھ لیگا سوچنے والے ذرا بھی سوچین تو ان قوتون کو جدا جدا خالق ماننے کی جرات نہ کرین گے اور نہ یہ کہہ سکین گے کہ یہ اسباب باہم ایک دوسرے سے بے تعلق ہین۔ اب یہ قوتین بہ حیثیت مجموعی یا یہ اسباب بہ شکل واحد کسی قوت یا سبب پر خواہ مخواہ منتہی ہونگے۔ بس اسی علۃ العلل کو اسلام مین الہٰ یا خالق سے تعبیر کرتے ہین اور اُسی ذات واحد کو مختلف اعتبارات سے

قادر مطلق - رب رحیم - رزاق وغیرہ وغیرہ پیارے ناموں سے پکارتے ہین

وحدانیت

اسلام پہلے یہ سکھاتا ہے کہ مختلف قوتون کو تم اللہ نہ کہو اور نہ مختلف اسباب کو خالق سمجھو یہ ضرور مانتا ہے کہ اللہ نے ہر چیز کے عدم باوجود کے لیے اسباب بنا رکھے ہین عملی طور پر ان اسباب کے خلاف نہین ہوتا - ان اسباب پر غور کرنا انسان پر فرض ہے بلکہ ایک قسم کی عبادت یہ بھی ہے - لیکن اسلام یہ تسلیم نہین کر سکتا کہ خالق مطلق نے عالم کو پیدا کر کے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا - دنیا کا گورکھ دھندا بنا کر وہ خود دجود معطل بن بیٹھا - بیشک اللہ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ وہ اسباب سے قطع نظر کر کے ہر وقت اپنے اختیار تمیزی کو نافذ کرتا رہے - علم اور تجربہ کہتا ہے کہ خدا ایسا نہین کرتا - لیکن یہ کہنا کہ وہ چاہے جب بھی نہین کر سکتا - چھوٹا منھ بڑی بات ہے -

توضیح وحدانیت

خدا کو واحد اور قادر مطلق ماننے مین جو مصلحت ہے اُسے یون سمجھ سکتے ہین دنیا مین جتنی باتین وقوع پذیر ہوتی ہین اُنکے لیے ایک نہ ایک سبب ضرور ہوتا ہے - سبب یا تو ایسا ہے کہ انسان اُسکو بادی النظر مین یا ذرا غور کے بعد سمجھ سکتا ہے یا ایسا ہے کہ انسانی عقل اُسکے ادراک سے عاجز ہے - آخر الذکر صورت مین لبسا اوقات انسانی کمزوری گمرہی کی طرف منجر ہوتی ہے - مثلاً بیماری کی حالت مین طبیب کے پاس جانا - عطار سے دوا مانگنا - حجام کی خوشامد کرنا بیجا نہین ہے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے اسباب کا محتاج بننا گویا قانون قدرت کے بالکل موافق ہوتا ہے - لیکن بیماری کو خطرناک سمجھ کر اسباب ظاہر سے چشم پوشی کی جائے اور کسی جاہل کے کہنے سے بیمار اپنے جسم کے برابر دھاگا ناپ کر پیپل کے درخت مین لپیٹ آئے اور یہ امید

رکھے کہ پیپل شفا بخشنے مین اپنا اثر دکھائے گا تو یہ عقلاً بہت معیوب ہی اور اسلام اسکو شرک بتاتا ہی اور صاف صاف کہتا ہی کہ "انھین کم فہمیون کے مٹانے کے لیے مین زیادہ تر ضروری سمجھا گیا ہون" لیعنے اسباب ظاہر ہوتے ہوئے کسی شی کو بے وجہ قادر مان لینا قادر مطلق کی قوت سے انکار کرنا ہی اور اسی کو اصطلاح شرع مین کفر کہتے ہین یا ایسی ہی حالت مین کسی کو اللہ کا ساتھی سمجھ لینا شرعی اصطلاح مین شرک کہلاتا ہی۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ کفر و شرک نوع انسانی کے لیے کیون مضر ہین۔ جس طرح عالم اسباب ظاہر مین لبسا اوقات حاکم وقت کی اطاعت لازم ٹھہرتی ہی بغیر اسکے انسان کو آرام میسر نہین آسکتا ویسے ہی اسباب مخفیہ مین ایک قوت لاانتہا کو قادر مطلق ماننا۔ صبر۔ قناعت۔ دلجمعی اطمینان کا سبب ہوتا ہی اور لوگ سمجھ سکتے ہین کہ بغیر ان باتون کے سچی خوشی جسکی احتیاج سے کوئی بے نیاز نہین ہوسکتا کسی طرح حاصل نہین ہوتی۔ اس کتاب مین مذہب کو لامذہبی پر ترجیح دینا نہین ہی بلکہ صرف یہ دکھانا ہی کہ مذہب اسلام کیا شی ہے اور اس لیے اس بحث پر صرف اسی قدر لکھنا ہی جسقدر اسلام کی ماہیت دریافت کرنے مین نفس مذہب کا مفہوم جاننا ضرور ہی کیونکہ "اللہ ایک ہی" (لا الہ الا اللہ) اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ ذاتین اللہ نہ سمجھو بلکہ پہلے یہ سمجھو کہ دنیا مین جتنی باتین ہوئین۔ ہورہی ہین یا ہونگی ان سب کا سبب صرف وہ قوت ہی جسکو مسلمان اللہ کہتے ہین اور چونکہ وہ ایسی قوت یا ایسا سبب ہی جہان تمام قوتین یا اسباب منتہی ہوتے ہین اسلیے اس قوت یا سبب کا قادر مطلق ہونا لازم ہی اور کسی کو قادر مطلق نہین کہہ سکتے جب تک اسکے شریک یا ہمسر کا وجود ممتنع نہ ہو۔

لا الہ الا اللہ

ممہ سے لا الہ الا اللہ کہنے کا مطلب یہ ہی کہ تمام امور دنیاوی مین اللہ ہی
سبب سمجھا جائے۔ خدا کی عظمت اور جلالت کسی حالت مین کم نہ ہو۔ عملی طور پر یہ
دکھا دیا جائے کہ کلمہ گو کے دل سے کسی انسان یا حیوان کا خوف یا دنیاوی طمع
اللہ کے قادر مطلق ہونے کے علم اور یقین کو ذرا بھی کم ہونے نہین دیتی۔ مسلمان
کسی سے ڈرتا ہی تو صرف اسی حالت مین کہ وہ ڈرنے کو اپنے اوپر شرعاً فرض جانتا
ہی۔ بیجا خوشامد ہمیچ چاپلوسی۔ نار وا تمامی یہ سب اہل اسلام کا شعار نہین ہی باینہمہ
اہل اسلام جائز امور مین فرمانروا ے وقت کے مطیع اور زیر حکم رہنے کو بھی طیار رہتے
ہین۔ اور سمجھتے ہین کہ اس خصوص مین نص قرآنی " اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم" تاویل کی گنجایش نہین رکھتی۔ اسلام جو شجاعت تعلیم کرتا ہی اُسکا اقتضا یہ ہی کہ اگر
لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قرآن مین نہ آتا تو اہل اسلام بوقت ضرورت سانپ ہاتھ سے
پکڑ لیتے۔ شیر کے منہ مین کلائی ڈال دیتے یا دریا مین کود پڑنے مین بھی دریغ نہ کرتے۔
غرض کہ موحدین کی شان سے ہی کہ وہ اللہ کو ہر دم حاضر اور ناظر سمجھین اور یہی اُن
تمام ترقیون اور کمالات کی جڑ ہی جو پچھلے مسلمانون کی طرف منسوب کیے جاتے
ہین۔ زمینداروں کے نزدیک تحصیلدار مالگزاری خداے حلقہ سمجھا جاتا ہی
لیکن معائنہ تحصیل کے لیے کوئی چھوٹا سا مجسٹریٹ ضلع یا کمشنر قسمت آجائے
تب دیکھیے کہ تحصیلدار ہو کہ ادنی چپراسی کی وقعت بھی عوام کی نظرون مین نہین
رکھتا تھوڑی دیر کے لیے اُسکی حالت بدل جاتی ہی۔ مشعل کے آگے چراغ
کی روشنی زائل ہوئے بغیر نہین رہتی۔ دن مین سورج کے سامنے مشعل کی کیا
مجال کہ اپنی روشنی پھیلا سکے۔ اور یہ تو ضرب المثل ہو رہا ہی کہ نقارخانہ مین طوطی

کی آواز کون سُنتا ہی۔ بس یون ہی سمجھنا چاہیے کہ اللہ کو پورے یقین کے ساتھ
حاضر۔ ناظر اور قادر مطلق جاننے والون کو پھر کوئی دوسری شی قابل لحاظ معلوم نہین
ہوتی۔ ایسے لوگ نہ خوف بیجا کو قریب آنے دیتے نہ ناحق کی طمع دل مین رکھتے۔
جھوٹ۔ چوری۔ زنا۔ غیبت۔ کبر۔ لالچ۔ بغض۔ حسد۔ وغیرہ وغیرہ اخلاق
ذموم اُنسے اس طرح فرار کرتے ہین جس طرح تاریکی شب سے نور اور حرارت
آفتاب سے شبنم منھ سے موحد بنجانا تو آسان ہی لیکن دل سے اور یقین سے
موحد ہونا ذرا مشکل ہی اور اس زمانہ مین تو بہت ہی مشکل ہی۔ اسلام نے یہ سمجھایا ہی
کہ کافر کلمہ پڑھنے سے ایسا ہوجاتا ہی گویا وہ آج مان کے پیٹ سے نکلا۔ توحید
زبانی کوئی چیز نہین ہی ہان سچے دل سے اگر مانی جائے تو آدمی کی ماہیت
اُس سے بدل جاتی ہی۔ سانپ جس طرح کیچل سے نکل کر نئی حالت پیدا کرتا ہی
اُسی طرح انسان بھی موحد بننے سے ایک نئی دنیا مین آجاتا ہی۔ اس توحید سے
کچھ ایسے خیالات حمیدہ اور عقاید حسنہ پیدا ہوتے ہین کہ انسان اپنی پہلی حالت
سے کوئی نسبت ہی نہین رکھتا۔ سچے اسلام نے اپنا جلوہ دکھایا نہین کہ جبن جاتا رہا
ہمت بڑھ گئی دل و دماغ مین قوت آگئی خیالات مین تازگی اور شادابی پیدا ہوئی
حق اور باطل مین تمیز ہونے لگی۔ تاریکی خیالات زائل ہوئی۔ مختصر یہ کہ اسلام سے
دفعتاً نوعیت ہی بدل گئی۔ کسی گاؤن کے دو بھائیون سے ایک کاشتکاری کے
کام مین گھر پر چھوڑ دیا جائے اور چھوٹا کیمبرج یونیورسٹی مین تعلیم پانے کے لیے
انگلینڈ بھیجدیا جائے۔ اب آٹھ دس برس کے بعد چھوٹا بھائی اپنے گھر واپس آئے
تو ظاہر ہی کہ اُسکے بھائی کو اس سے کوئی نسبت نہ ہوگی۔ انگلینڈ کی تعلیم اور صحبت

بیچھلے لڑکے پر کچھ ایسا اثر ڈال دے گی کہ اُسکی فطرت ہی بدلی ہوئی نظر آئے گی
اس سے کہین زیادہ حیرت افزا وہ ترقی تھی جو ابتدائے اسلام کی بدولت آناً فاناً
عرب اور اُسکے گردو نواح کے باشندون کو حاصل ہوئی۔ مسلمانون کی صحبت
نصیب ہوتے ہی تمام باتون مین زمین و آسمان کا فرق ہوجاتا تھا۔ سبب
صرف یہ تھا کہ پیغمبر خدا کے اثر صحبت سے لوگ توحید کے معنی سمجھتے تھے اور اُسپر
دل سے یقین کرتے تھے اور بے تکلف اس قابل تھے کہ اپنے یقین کو فیض
صحبت سے دوسرون کی طرف منتقل کرسکین ۔

"تصدیق رسالت کے ساتھ مُنھ سے کلمہ توحید کہنا اور دل سے اُسپر یقین کرنا
اسلام کے لیے کافی ہے" یہ تو ایک مسلم بات ہوئی ۔ اب گفتگو یہ ہے کہ یقین یا تصدیق
بالقلب کیا شی ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ جو شخص لغیر انفعال بڑے بڑے معاصی کا
مرتکب ہو وہ ہرگز مومن نہین ہے اور حجت یہ کی ہے کہ خدا کو سچے دل سے حاضر اور ناظر
جاننے والا یا دل کی آنکھ سے اُسکا دیکھنے والا ارتکاب جرایم کر ہی نہین سکتا۔ اگر
کسی فوری اثر یا دیوانہ وار جوش کی وجہ سے وہ جادہ اعتدال سے کبھی پھر
بھی گیا تو خدا کا خیال اُسے پھر اپنی اصلی حالت پر ضرور کھینچ لائیگا اسی بازگشت
کو اصطلاح شرع مین توبہ کہتے ہین ایک شخص مُنھ سے تو کلمہ پڑھتا ہے لیکن اُس کے
افعال بالکل مسلمانون کے سے نہین ہین اگر یہ مسلمان ہے تو پیغمبر کے زمانہ مین
منافق کسکو کہتے تھے ۔ منافق وہ تھے جو خوف طمع یا مصلحت سے کلمہ تو پڑھ لیتے
تھے لیکن اُنکے دل مین کچھ بھی اسلام کا خیال نہ تھا ۔ اب زمانہ حال کے مسلمان
اپنی طبیعتون پر غور کرین کہ وہ کلمہ گو محض اسلیے ہین کہ اُنکے باپ دادا یا کنبے ناتے

والے کلمہ گو تھے یہ بھی اُنکی تقلید کرنے لگے یا کہ وہ خود اس طرح توحید کے دلدادہ
ہین کہ اگر مسلمان گھرانے مین وہ پیدا نہ ہوتے جب بھی توحید کی محبت اُنھین
اسلام کی طرف ضرور کھینچ لاتی۔ اب ہر شخص بطور خود فیصلہ کرلے کہ اُسکے اسلام
کی نوعیت کیا ہے۔ یہان اس زمانہ کے اسلام پر کوئی لکچر دینا نہین ہے۔ لیکن
اسقدر لکھنا بھی بیموقع نہین ہے کہ زمانہ گزشتہ کی حالت کچھ ہی ہو اس زمانہ مین مُنھ
سے کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے ہرگز کافی نہین ہے۔ وہ زمانہ اُنھین زمانہ
والون کے ساتھ گیا کہ ادھر کلمہ پڑھا اُدھر فیض صحبت نے کلمہ کا مفہوم دل پر کالنقش
فی الحجر کندہ کردیا اور تصدیق خود بخود حاصل ہو گئی۔ اب تو یہ حالت ہے کہ ہم خود ہی
مسلمان نہین ہین دوسرون کو کیا مسلمان کرین گے۔ ہم خود راہ بھولے ہین دوسرونکو
کیا راہ بتائین گے۔ کئی صدی پہلے سے "مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"
کہا جاتا تھا۔ اب تو اس مقولہ کے سمجھنے والے بھی مفقود ہوتے جاتے ہین۔ یہان
موجودہ اسلام کی تضحیک مقصود نہین ہے لیکن مصلحتاً لکھنا ناگزیر ہوا۔ کیا معنی کہ اس
کتاب مین حالت اسلام اس طرح لکھی جاتی ہے کہ اسکے پڑھنے کے بعد مسلمان تمام
بنی نوع انسانی مین اشرف اور افضل دکھائی دین اور اُنکے طریقے سب کے طریقون
سے اعلیٰ اور اکمل معلوم ہون۔ اور گویا اسلام نعمت خدا معلوم ہو۔ اس کتاب کی
لمبی چوڑی داستانین پڑھنے والے جب خارج مین مسلمانون کے اطوار دیکھتے
تو کہتے کہ "اگر یہی نعمت خدا ہے تو ہم اس نعمت سے درگزرے۔ یہ مسلمانون ہی کو
مبارک رہے"۔ اسلیے مختصر طور پر دکھا دینا ناگزیر ہوا کہ زمانہ حال کے مسلمان اور خصوصاً
ہند کے مسلمان بمشکل اپنے کو مسلمان کہہ سکتے ہین۔ کچھ دنون پہلے یہان کے

مسلمان اہل اسلام کی صورت اور شکل بنا کر خیر اسلام کے نقال سمجھے جاتے تھے
اب زمانہ کے ایر پھیر سے وہ بات بھی جاتی رہی۔ اب مسلمانون کو مسلمانی صورت
بنانے سے بھی نفرت ہی اہل اسلام ہونا اور اسلام پر فریفتہ ہونا کیسا۔ جس اسلام کی
عظمت اور حکمت اس کتاب مین دکھائی جاتی ہی وہ اسلام معدوم نہین ہی اور
نہ معدوم ہوسکتا ہی۔ لیکن بہت ہی خاص خاص لوگون مین ہی۔ اور وہ بھی اس طرح
کہ بے سروسامانی کی حالت مین پڑا اپنے پرانے چاہنے والون کے سوگ مین ماتم
کر رہا ہی۔ اگر اسلام کا نعمت خدا ہونا عملی طور پر دیکھنا ہی تو ناظرین پچھلے مسلمانون کے
کارنامے اس کتاب کے صفحے اولٹ کر پڑھین اور سمجھین کہ جب تک اسلام اسلام کی
طرح سمجھا گیا اُسنے کیسے کیسے سلوک اپنے معتقدین کے ساتھ کیے اور اپنے چاہنے
والون کو کیا سے کیا کر دیا یا اُنھین کہان سے کہان پہونچا دیا۔ اب بھی جو لوگ
اسکے چاہنے والے ہین اپنی نعمت سے وہ اُنکے ساتھ دریغ نہین کرتا لیکن
دو ایک کا تنعم یا دو چار کی حالت کسی شمار مین نہین ہی ع اکیلا چنا بھاڑ پھوڑے گا
کیا ؟۔ لوگ ایک دل اور ایک خیال ہوکر سچے دل سے اسکی پیروی کرین تو
معلوم ہو کہ اسلام کا چشمۂ فیض کبھی خشک نہین ہوسکتا اور نہ اسکے سچے اور مستحکم اصول
کسی حالت اور کسی زمانہ مین نامناسب کیے جا سکتے ہین۔ یہ ہر وقت ہمارے اخلاق
درست کرنیکو طیار ہی بشرطیکہ اس سے مناسب طور پر مدد چاہی جاوے۔ نوع انسان کی
اصلاح کے لیے اسلام سے اچھا قانون بن نہین سکتا۔ لیکن تعجب یہ ہی کہ خود
اہل اسلام جب چاہتے ہین کہ اپنی حالتین درست کرین تو غیر قوم کے برے
قواعد کی پیروی کرتے ہین۔ اسلام جس نے تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا تھا

آج وہ پُرانی مسجدون کے کھنڈرون مین ارکان وضو کی صحت - درستی صف نماز جنازہ وغیرہ وغیرہ چند محدود امور پر منحصر ہو رہا ہی اور اس زمانہ کے بڑے بڑے علما کی تنگ خیالی یہ کہہ رہی ہی کہ انھین چند ارکان مین اسلام کی تمام خوبیون کا ظہور ہی - اور یہ نہین سمجھتے کہ آج اسلام کے عمدہ اصول پر کاربند ہونے سے یورپ کی قوم کس درجہ نمایان حالت رکھتی ہے - غضب ہی کہ اہل اسلام اور وہ بھی کیسے کہ بڑے بڑے متقی جو آمین بالجہر سُنکر یا نماز کی صف ٹیڑھی دیکھ کر مرنے کو طیار ہو جائین یہ بھی نہین جانتے کہ ایفاء وعدہ کیا شی ہی - معاملات بیع و شرٰی مین دیانت کا کیا مقتضا ہی - بد عہدیون کا مفہوم کیا ہی - اور رزق حلال کسکو کہتے ہین -

محمدؐ رسول اللہ

"محمدؐ رسول اللہ" محمدؐ خدا کا پیغامبر ہی - مُنھ سے تو یہ تین لفظ کا جملہ بہت ہی آسانی سے بولا جا سکتا ہی - لیکن اسپر عمل کرنا اور اسکو سچا سمجھنا اتنا آسان نہین ہی جتنا مُنھ سے کہہ ڈالنا - ایمان کی تکمیل کے لیے وحدانیت کے ساتھ یہ بھی ماننا ضرور ہی کہ آنحضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر ہین - یعنی جتنی باتین آنحضرتؐ نے سکھائی ہین وہ سب اللہ کی طرف سے ہین - اور اسلیے وہ سب حکمت سے بھری ہوئی ہین - "اللہ کی طرف سے ہین" یہ سمجھنا تو اعتقاد اور یقین پر مبنی ہی لیکن اُنکا حکمت سے پُر ہونا سوچنے اور سمجھنے کی بات ہی - اور غور و فکر سے اس اعتقاد اور یقین کی استواری مین بہت کچھ مدد ملتی ہی - یعنی جب بعد غور و فکر کے یہ معلوم ہوا کہ جو قانون آنحضرت محمدؐ رسول اللہ نے جاری کیا وہ تمام گزشتہ موجودہ اور آیندہ قوانین سے عقلاً افضل ہی تو خود بخود عقل سلیم یہ مان لیگی کہ ایسا مستحکم اور لازوال قانون حکمت اور نعمت سے بھرا ہوا سواے خالق عالم کے دوسرے کا بنایا ہوا ہو ہی نہین سکتا خدا کا کھر-

خدا کی کتاب - خدا کا قانون - خدا کا حکم ان سب مین اضافۃ محض اظہار تخصیص کی غرض سے ہی - ورنہ کوئی گھر کوئی کتاب کوئی قانون کوئی حکم ایسا نہین ہی جو خدا کے علۃ العلل ہونے کے لحاظ سے خدا کا نہ سمجھا جائے " شریعت خدا کا قانون ہی" اسکا مطلب یہ ہی کہ جس قانون قدرت نے انتظام عالم قایم کیا ہی اُسی کا مقتضا یہ ہی کہ انسان پرلطف زندگی بسر کرنے مین شریعت محمدی یعنی اُس قانون کا پابند رہے جو قانون ربانی کہا جاتا ہی - قرآن " کلام اللہ" ہی اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے جو قانون بندون کے لیے بنایا اُسکا اسمین ذکر ہی اور اللہ نے بندون کی تعلیم کے لیے اپنے رسول پر اُتارا ہی - یون تو ہر چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہی اور تمام چیزین اُسی کی اُتاری ہوئی ہین لیکن شریعت محمدی لینے قرآن کی نسبت یہ تخصیص اُنھین معنون مین ہی جنکی توضیح اوپر کی گئی ہی -

پیغمبر کو ریفارمر سے تعبیر کرین تو نئے خیال والے بخوبی سمجھ سکین گے - تاریخ جاننے والے اسپر متفق ہین کہ پیغمبرون سے ہمیشہ اصلاح حالت ہوتی رہی ہی کسی زمانہ مین کوئی قوم مذہبی خیال سے خالی نہین رہی - خلقت آدم سے مذہبی خیالات کا وجود پایا جاتا ہی - گویا بنی نوع انسانی کے ساتھ ہی مذہب بھی پیدا ہوا - عقل سے کام نہ لینا بڑا ظلم ہی - خلقت انسانی کے ساتھ مذہب کا لزوم روز ازل سے ہی تو آخر کچھ اسکی وجہ سوچنا چاہیے - بظاہر یہی معلوم ہوتا ہی کہ جس فطرت نے انسان پیدا کیے اُسی نے انسان کی با امن زندگی بسر کرنے کے لیے قانون بھی بنا دیے ہین - اس قانون کے بتانے والے اصطلاح مذہب مین رسول اور نبی کے نام سے پکارے گئے - اصول مین یہ قوانین یکسان ہین - جہان

کچھ اختلاف ہی وہ بہت ہی خفیف اور نا قابل لحاظ ہی۔ ایک جدید پیغمبر کا آنا اس غرض سے نہ تھا کہ کسی نئے دین یا نئے خدا کا وجود اسکو قایم کرنا تھا بلکہ ایک پیغمبر کے احکام کو جب اُسکی اُمّت بھولنے لگی تو اصلاح حالت اور یاددہانی کیلیے دوسرا پیغمبر بار فارس آیا۔ اسوقت دنیا کے مختلف مذاہب مین جو اختلاف ہی وہ محض امّت کی غلط فہمیون یا قصور کا نتیجہ ہی اور یہی ایک بڑا ثبوت اس امر کا ہی کہ کیون پے در پے پیغمبرون کے آنے کی ضرورت ہوئی۔ پیغمبر آخرالزمان کا درجہ جو اور پیغمبرون سے فایق سمجھا جاتا ہی اُسکی وجہ یہ ہی کہ انکی بعثت ایسے زمانہ مین ہوئی کہ دنیا بہت کچھ ترقی کر چکی تھی۔ جو کام پہلے انبیا کے تعلق تھا وہ پیغمبر آخرالزمان کے علماے امّت کے تعلق کیا گیا۔ علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ دیکھو ہر قرن اور ہر فرقہ مین سواے قرآن کے کتنی مذہبی کتابین قرآن کی موافقت یا اُسکی تفسیر مین تصنیف ہوئین۔ اصلاح امّت کے لیے کیسے کیسے لوگ پے در پے پیدا ہوتے رہے اور انھین درمیانی اشخاص کی کوشش کا نتیجہ ہی کہ ہم اسلام کو مانین یا نہ مانین اسے سمجھین یا نہ سمجھین لیکن اسلام کی تصویر کہین سے خراب یا میلی ہونے نہین پائی۔ اب جس پیغمبر کی امت مین انبیاء بنی اسرائیل کی طرح علما پیدا ہون اُسکے خاتم النبین افضل البشر ہونے مین کیا شبہ ہو سکتا ہی؟ محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ ایک صفت اور بھی مخصوص ہی جو دوسرے پیغمبرون مین کم ملے گی وہ یہ کہ آنحضرتؐ نے ترک دنیا کی ترغیب دیکر خدا شناسی کی تعلیم نہین کی بلکہ یہ بتایا کہ دنیا اور دین دونون کو ساتھ ساتھ رکھکر کیونکر ایک انسان اعلیٰ درجہ کی خوشی حاصل کر سکتا ہی۔ آنحضرتؐ جو قانون اپنی امّت کے لیے لائے اُنپر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے زیادہ ترمکمل دوسرا کوئی

دین نہین ہو سکتا اور نہ بجز شرع محمدی کے کوئی دوسری شرع ایسی ہی جسپر عمل کرنے
والا سچی خوشی سے فیضیاب ہو۔ قرآن مین اسی طرف اشارہ ہی "الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" آنحضرت کی فضیلت بیان کرنے کا یہ
کوئی محل نہین ہی ایسی ایسی سیکڑون دلیلین ہین۔ اس کتاب مین لکھنا کچھ اور ہی
گو اسلام کی خوبیان بیان کرنے کا یہ موقع نہین ہی مگر ناظرین اگر پیغمبر خدا کے
حالات غور سے پڑھینگے تو خود بخود انکے منھ سے نکل جائیگا کہ "محمد تو رسول برحق
ہی اور دنیا مین کوئی بشر تجھسا مجمع کمالات پیدا نہین ہوا"

بعضون کا خیال یہ ہی کہ امور دنیا ایک معین قانون قدرت پر چلتے رہتے ہین
خدا کو پیغمبر پیدا کرنا۔ اسکے پاس جبرئیل کی معرفت کتاب بھیجنا۔ معجزات سے اپنے
پیغمبر کو سچا ثابت کرنا اس دخل در معقولات سے کیا واسطہ؟ اسکا جواب وہی ہی جو پہلے
لکھا گیا کہ اہل اسلام کیا دنیا کا کوئی سمجھدار یہ نہین کہہ سکتا کہ اللہ نے دنیا کا گورکھ دھندھا
بنا کر اپنے کو وجود معطل کر دیا۔ انسان جو یہ بھی نہین سمجھ سکتا کہ خالق مطلق نے پہلے
انڈے سے مرغی پیدا کی یا مرغی سے انڈا اُسکی مجال نہین ہی کہ تحقیق عالم اور اُسکے انتظام
پر کوئی ایسی قطعی رائے قایم کرلے کہ اُس سے عدول کرنے کو بیعقلی سمجھے ع حیف بر این
دانش و فرزانگی + لیکن جو لوگ ایسے ہی ضدی ہین کہ جو بات ذہن مین سمائی
اُسکے خلاف سمجھ ہی نہین سکتے۔ اُنسے پوچھا جائے کہ کبھی کبھی دُم دار ستارے کا ظاہر
ہونا۔ خود بخود پہاڑ سے آگ کا شعلہ نکلنا۔ آسمان سے شہاب ثاقب گرنا اسی قسم کی ہزاردن
لاکھون باتین ہین کہ سائنس کوئی نہ کوئی وجہ یا تاویل اسکی نسبت پیدا کر ہی لیتی ہی
جیسے یہ سمجھتے ہین کہ اتنے دن کے بعد دُم دار ستارے کا نکلنا انتظام عالم کے لیے

ضروری ہی گردش فلک مقتضی ہی کہ سورج گرہن اور چاند گرہن ضرور ہوا کرے ویسے ہی اگر یہ بھی سمجھ لین کہ انتظام عالم کا مقتضا ہی کہ معین وقفہ کے بعد مخلوقات کی اصلاح حال کے لیے ایک مقنن یا رفارمر رسول اللہ کے لقب سے ملقب وقتاً فوقتاً پیدا ہوتا رہے تو کیا استحالہ ہی۔ اگر یہ کہا جائے کہ دُم دار ستارے آنکھ سے دکھائی دیتے ہین اور اسلیے کوئی نہ کوئی وجہ دل سے پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہی کسی کو کیا غرض ہی کہ پیغمبرون کے وجود سے بحث کرتا پھرے۔ اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ بیشک ”غرض ہی“ حالات دنیا پر راے قایم کرنا یہ بھی ایک کام انسان کے تعلق کیا گیا ہی جن ملکون مین سیکڑون واضعان قانون اور رعایا کی عام راے شامل کرنے کے بعد قوانین بنتے ہین وہ ہر روز معرض ترمیم رہتے ہین اور پھر بھی نقص وعیب سے پاک کبھی نہین ہوتے۔ محمدؐ اُمّی محض تھا اور ایک نا تربیت یافتہ قوم سے تھا لیکن اسکا قانون آج تیرہ سو برس گذرنے پر بھی ویسا ہی عمدہ اور کار آمد ہی جیسا شروع مین تھا کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ بغیر خاص تائید ربانی کے یہ کام محمدؐ نے کیا اور خاص تائید ربانی ہی کا دوسرا نام رسالت یا نبوت ہی۔ جو لوگ اسکو پورے طور پر سمجھتے ہین وہ رسالت کے وجود کو دل کی آنکھ سے اُسی طرح دیکھتے ہین جس طرح دُمدار ستارے یا کسوف وخسوف کو چشم ظاہر سے ہم سب دیکھتے ہین۔ آنکھ تو خطا بھی کرتی ہی وجدان خطا نہین کرتا۔ اگر اسپر بھی کوئی امر حق کی تلاش کا متمنی نہ ہو تو پھر کیا ضرور ہی کہ وہ اس کتاب کے ناظرین مین ہو۔ اسکی شان مین ہی ”خسر الدنیا والاخرۃ“ اور ایسے ہی لوگ ”ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ“ کے مصداق ہین

باب دوم

از ابتدائے عالم تا ولادت محمدؐ رسول عربی

فصل اوّل

مُلک عرب کا جغرافیہ اور اُسکے حالات

اسلام کی ابتدا تو عرب سے ہوئی لیکن آگے چل کر اسنے تمام دنیا پر اثر ڈالا اور اسلیے اسلام کی تاریخ لکھنا گویا بالاجمال تمام دنیا کی تاریخ لکھنا ہی۔ مُلک کی تاریخ لکھنے سے پہلے اُسکا جغرافیہ بیان کرنا ضرور ہی اور اسلیے اس کتاب مین جب کسی ملک کا ذکر آئے گا تو موقع موقع سے اُسکا نقشہ اور جغرافیہ بھی ضرور بیان کیا جائیگا مگر ہی کہ اس کتاب کے دیکھنے والے زیادہ تر ایسے معلومات کے لوگ ہون جو دُنیا کا نقشہ نہین جانتے یا اچھی طرح اُنکے ذہن مین ملکون کے مواقع مستحضر نہین ہین اسلیے پہلے یہان تمام دنیا کا نقشہ کھینچ کر دکھایا جاتا ہی کہ عرب دنیا مین کہان واقع ہی اور دوسرے ممالک سے اُسکو کیا تعلقات ہین۔

ایک اعتبار سے دُنیا کے دو حصے کیے جاتے ہین نئی دنیا اور پرانی دنیا۔ نئی دنیا مین امریکہ شمالی۔ امریکہ جنوبی اور آسٹریلیا تین بڑے ٹکڑے شامل ہین اسلام کی ابتدا یا اُسکی رونق کے زمانہ مین ان ممالک کا کہین پتا نہ تھا اور نہ اب تک معلوم ہوا کہ اُس زمانہ مین یہان کون انسان اور کیسے لوگ آباد تھے۔ یا آباد تھے بھی یا نہین۔ یہ ممالک حال مین یورپ والون کی تحقیقات سے دریافت ہوئے ہین۔ کچھ تو یہان کے قدیم وحشی باشندے مہذب بنائے گئے ہین اور کچھ ویسے ہی اب بھی پہاڑون پر چھپے پھرتے ہونگے۔ لیکن زیادہ تر ان ممالک مین یورپ کے لوگ

جاکر آباد ہوئے تاریخ اسلام کو اس نئی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے اسلیے صرف پرانی دنیا کا نقشہ دکھایا جاتا ہے جسمین ایشیا - یورپ اور افریقہ یہ تین براعظم ہین اور پھر انکی ضمنی تقسیمین ہین -

پرانی دنیا

پرانی دنیا

نقشۂ عرب

اسلام کی تاریخ عرب سے شروع ہوتی ہے اسلیے عرب کا نقشہ اور جغرافیہ کسیقدر مختصر تاریخی حالت کے ساتھ لکھنا ناگزیر ہوا گو عرب کا ملک پرانی دنیا مین بخوبی دکھائی پڑتا ہے اور اسکے حدود بھی اچھی طرح واضح ہین لیکن مناسب معلوم ہوا کہ ایک بڑے پیمانہ کا نقشہ بھی علیحدہ بنا دیا جائے۔

نقشۂ ملک عرب
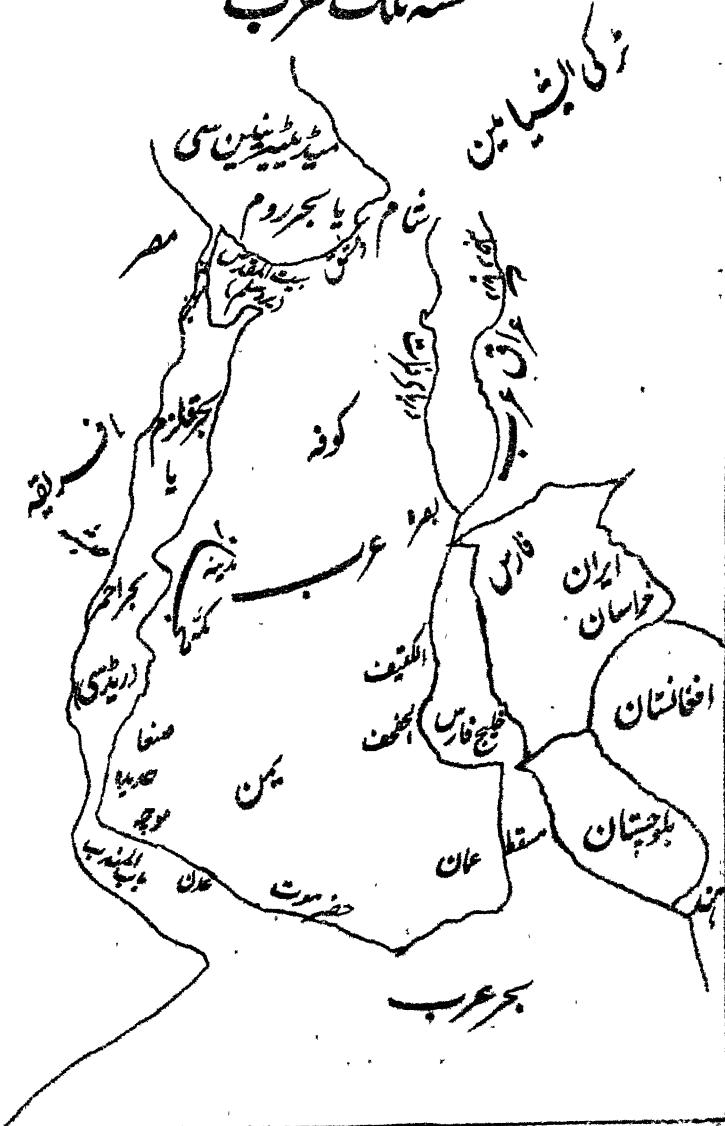
اس نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب ایک جزیرہ نما ہے اور یہی وجہ ہے کہ مورخین اسکو جزیرہ عرب یا جزیرہ نما ے عرب کہتے ہین - اسکے اوتر شام کا ملک ہے - دکھن بحر عرب ہے پورب خلیج فارس اور پھر ایران - پچھم باب المندب بحر قلزم اور پھر افریقہ واقع ہے - گوشہ مغرب و شمال مین یہ ملک افریقہ سے جدا نہ تھا نہر سوئز حال مین بنی ہے جس نے مصر (افریقہ) سے اس ٹکڑہ کو علیحدہ کر دیا ہے - طول اس ملک کا ڈیڑھ ہزار میل اور عرض قریب ہزار بارہ سو میل کے ہے -

حدود دار ا

اس ملک کی دو تقسیمین ہین یا دو صوبون مین بہ شروع سے منقسم ہے - یمن - حجاز تہامہ - نجد - یمامہ - یہ بھی جدا جدا صوبہ ہین لیکن ان سب کو حجاز ہی مین شامل سمجھتے ہین -

عرب کا جنوبی حصہ یعنی مکہ سے دکھن عدن تک اور پورب خلیج فارس تک یہ سب یمن مین داخل ہے - اس صوبہ مین اور بھی چھوٹی چھوٹی ضمنی تقسیمین ہین - حضرموت - عمان اور نجران وغیرہ وغیرہ - صنعا اس صوبہ کا دار الحکومت ہے - یہ شہر بہت پرانا ہے - آب وہوا اس صوبہ کی نہایت ہی عمدہ ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے ہندوستان سے واپس آکر یمن کو صرف اس غرض سے فتح کرنا چاہا تھا کہ اس ملک مین اپنا دار السلطنت قایم کرے لیکن موت نے اسکے ارادے کو پورا ہونے نہ دیا -

یمن

یمن کے اوتر جتنا ملک رہ جاتا ہے وہ سب حجاز کہلاتا ہے - حجاز مین دو شہر بہت مشہور ہین مکہ جو محمد رسول اللہ کا مولد ہے - اور مدینہ جہان آپ کا مدفن ہے -

حجاز

مکہ مین ایک گھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے حضرت اسمعیل کے ساتھ ملکر بنایا تھا جو اب تک موجود ہے - اتنے روز کی عمارت کس طرح قایم رہ سکتی ہے وقتاً

کعبہ

فوقتاً اسکی مرمت ہوتی رہی لیکن اسکی جگہ نہین بدلی - اس گھر کا نام کعبہ ہے - خدا کی پرستش کے لیے یہ بنایا گیا تھا - پہلا گھر دنیا مین عبادت الہی کے لیے یہی بنا اور حضرت ابراہیم کی یادگار کا بھی کچھ لحاظ ہوا اسلیے اسلام کے قبل اور اسلام کے بعد بھی لوگ اسکا احترام کرتے تھے اور کرتے ہین اور مذہب اسلام مین تو حج کعبہ دین کا ایک رکن ہی قرار پایا ہے -

مکہ معظمہ

مکہ ایک درہ کوہ مین آباد ہے - اسکے چارون طرف بہت ہی چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین - دنیا کے پرانے شہرون مین اسکا شمار ہوتا ہے - اسکی آبادی شمالاً جنوباً دو میل اور شرقاً غرباً کوہ اجیاد سے کوہ کوئکا عان تک ایک میل ہے - مکہ اور اُسکے گرد کوسون تک نام کو سرسبزی نہین ہے مکہ سے ستر میل پر ایک مقام طائف ہے جہان سبزہ زار بہت زیادہ ہے - مکہ کے خرچ کو بقولات وہین سے آتے ہین اور دوسری ضروری

طائف

چیزین یمن اور شام اور مصر سے آتی ہین - مکہ سے تین میل پر ایک ٹکڑہ قابل زراعت کے جو شریف مکہ کے مکان اور خانہ باغ مین صرف ہوگیا ہے مکہ کی پہاڑیون مین صفا اور مروہ یہ دو پہاڑیان ارکان حج کے اعتبار سے زیادہ معروف ہین - مکہ مین صرف ایک کنوان زمزم ہے - پہلے لوگ کنوئین یا بارش کا پانی پیتے تھے - پانی کی ضرورت تھی - محمد رسول اللہ کے وقت مین زبیر قریشی نے ایک نہر جبل عرفات سے لانا چاہی - وہ ناکام رہا اور سلیمان (سلطان ٹرکی) کی بی بی نے اُسکے بعد کو پورا کیا - لیکن اسکی تکمیل کے پہلے ایک دوسری نہر المقتدر (خلیفہ عباسیہ) نکال چکا تھا اور اسلیے اب وہان پانی کی کچھ قلت نہین ہے - یہ کیفیت مکہ کے ساتھ مختص ہے ورنہ عام طور پر مکہ سے باہر نکل کر سواحل کے تمام پہاڑ سرسبز نظر آتے ہین - میوہ جات کے درخت بکثرت ہین

سواشی گھاس چرتے ہین۔ درختون مین پھل آتے ہین۔ گوشت۔ دودھ اور
سیوہ جات بس یہی زیادہ تر خوراک وہان کے لوگون کی ہے۔

مدینہ منورہ

مکہ سے اوتر قریباً ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر مدینہ واقع ہے۔ مکہ سے اسکا رقبہ
نصف ہے۔ اس شہر کے چارون طرف شہر پناہ قدیم زمانہ سے بنی ہے۔ یہان بھی
جا بجا پتھریلی زمین اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین اور ایسی تو کم و بیش سارے عرب
کی زمین ہے۔ لیکن یہان کی زمین مکہ کی طرح جلی بھُنی نہین ہے۔ یہان میوہ دار درخت
بہت ہین۔ اسکے اوتر دکھن اُحد اور آیر کی پہاڑیان نخلستان کے لیے زیادہ
مشہور ہین۔ مکہ مین موسم سرما تو گویا ہوتا ہی نہین ہے لیکن یہان جاڑون مین
خاصی سردی پڑتی ہے۔ عرب کا ملک بہ نسبت ہندوستان کے خط استوا سے زیادہ
بعید ہے اور ہندوستان کی طرح وہ بھی تین طرف سمندر سے گھرا ہے۔ عرب کے بعض
مقام پر ہندوستان سے کم سردی یا بالکل سردی نہین پڑتی تو اسکے اسباب کچھ
اور ہین۔

عرب مین غلہ بہت کم پیدا ہوتا ہے اور بعض مقام کے باشندے تو جانتے
ہی نہین کہ غلہ کا درخت کیسا ہوتا ہے۔ سواحل بحر کے قریب ضرور ہر طرح کے
سیوہ جات پیدا ہوتے ہین اور بعض بعض جگہ غلہ بھی پیدا ہوتا ہے یمن صرف اپنی آب
ہوا کی وجہ سے مشہور نہین ہے بلکہ ملکی پیداوارون کے اعتبار سے بھی معروف ہے۔

تجارت عرب

عرب تجارت پیشہ ہمیشہ سے ہین اور وجہ صرف یہ ہے کہ اُنکے ملک کی پیداوارون سے
تمام انسانی ضرورتین رفع نہین ہوسکتین۔ جنگلی درختون کے میوے۔ مواشیون
کے بال اور چمڑے وغیرہ یہان سے مصر اور شام کو لیجاتے تھے اور وہان سے

بدلے مین تمام ضروری چیزین کھانے پہننے کی لاتے تھے۔ عرب کے لوگ اپنی بود و باش کے اعتبار سے دو طرح کے تھے اور یہ تقسیم حضرت موسیٰ کے وقت سے آج تک ایک حالت پر پائی جاتی ہے۔ یعنے شہری اور جنگلی۔ جنگلی کو بدوی کہتے ہین۔ ملک مین بدویون کی تعداد شہریون سے زیادہ ہے۔ بدوی گھر نہین بناتے صرف سرکیان ڈال کر یا خیمہ نصب کر کے بارہون مہینے باہر ہی رہتے ہین۔ خانہ بدوش تاتار یا ہندوستانی کنجڑون سے وہ اس خصوص مین زیادہ مشابہ ہین۔ عموماً حجاز کا قافلہ تجارت موسم سرما مین یمن اور گرما مین شام و مصر کو جاتا تھا اور اسی تجارت پر ملک کی مرفہ الحالی کیا ملک کی انسانی حالت موقوف تھی۔ مکہ سے چالیس میل پر جدہ کا بندر ہے جہان سے تجار اور خصوصاً مکہ والے سامنے کے افریقہ کے مشرقی ساحل پر کشتی کے ذریعہ سے پہنچتے تھے۔ اس حصہ ملک کو مسلمان مورخون نے حبشہ اور انگریزون نے ابی سینیا لکھا ہے حال کے جغرافیہ مین اسے مصری سوڈان کہتے ہین (کیونکہ اصل سوڈان وہ ہے جو اسکے مقابلہ مین مغربی ساحل افریقہ پر واقع ہے) غرضکہ صورت یہ تھی اور اب بھی ایسا ہی ہے کہ تجارت کی چیزین شہریون کے پاس بدوی لا کر اکٹھا کرتے تھے اور شہری ایک کاروان یا قافلہ ہو کر دور دور کا سفر کرتے تھے۔ اس سفر مین جو چیزین باہر سے وہ لاتے تھے اُنسے اپنی اور بدویون کی ضرورت رفع کرتے تھے۔ بدویون پر شہریون کی کوئی حکومت تھی تو اُسکی نوعیت یہی تھی اور یہی اُنکی باہمی طرز معاشرت کا سچا نقشہ بھی ہے۔ دوسرے ملکون کی سیر کرنے سے شہری عربون مین تہذیب زیادہ تھی۔ بدویون کی اصلاح جو کچھ ہو سکتی تھی اِن شہری عربون کے توسل سے۔

قومی تفریق

عربوں میں قومی تفریق بھی تھی اور کم و بیش اب بھی ہی لیکن نہ ہندؤن کی طرح ایک سے دوسرا بالکل الگ اور نہ انگریزون کی طرح کہ انگلستان مین یون آنے کو سیکڑون قومین باہر سے آئین لیکن باہم اس طرح مل جل کر کان نمک مین گر گئین کہ آج ایک دوسرے سے ایک لمحہ کے لیے بھی ممیز نہین ہوسکتین۔ عربون مین علم انساب کا کچھ ایسا چرچا تھا اور انساب کے متعلق ہر ایک کو بجاے خود ایسا فخر تھا کہ اسپر اسلامی اخوت بھی متصرف نہ ہوسکی۔ یہان نسب مین ماؤن کا بالکل خیال نہ تھا۔ اسلیے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے شادی بیاہ کرتا۔ ہر طرح کا میل جول رکھتا پھر بھی ایک خاندان دوسرے خاندان مین مل کر تباہ نہین ہوسکتا تھا۔ ہر متنفس اپنا نسب نامہ آدم تک یاد رکھتا جس طرح ایک کھیت مین کئی قسم کا دانا بویا جائے یا کئی قسم کا دانا ایک جا ملا کر رکھدیا جائے اور پھر بوقت ضرورت دانہ دانہ الگ کرلیا جاسکتا ہی۔ اسی طرح عرب کے لوگ اپنی قومیت کو ہمیشہ علیحدہ دکھلا دینے کو مستعد رہتے تھے اور زمانہ کو ایسا موقع نہین دیتے تھے کہ مختلف دانون کو اپنی چکّی مین پیس کر آٹا کردے اور پھر قومی تفریق نہ ہوسکے غرضکہ عرب نسب کے معاملہ مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ حتی الوسع ایک مورث کی اولاد ایک جگہ رہنا چاہتی تھی۔ قبیلون مین ہمیشہ ضمنی تقسمین ہوتی رہتی تھین۔ اور ہر قبیلہ جد مشترک کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔

نسب کے اعتبار سے پوچھیے تو عربون کی تین قسمین ہین۔ عرب قدیم۔ اصل عرب۔ مستعرب۔ اور پھر اسکے بعد سیکڑون ہزارون ضمنی تقسیمین ہین۔

قدیم عرب اب پائے نہین جاتے۔ پائے نہ جانے کا مطلب یہ ہی کہ وہ تباہ ہوگئے۔ مر گئے۔ مارے گئے۔ عرب سے نکل کر دوسرے مقامات پر بے سروسامانی

کی حالت مین پہونچے۔ اپنے قبیلہ یا اپنے بزرگون کے نام کو زندہ نہ رکھ سکے دوسری قومون مین مِل جُل کر اپنے نام ونشان کو گنوا بیٹھے۔

قدیم عربون مین سے جن قبیلون کا پتہ مورخین نے ڈھونڈھ نکالا ہی اُنکے نام یہ ہین۔ عاد۔ ثمود۔ تسم۔ جادس۔ جرہم سابق۔ عمالقہ۔ اِن قومون کا مختصر حال لکھنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

عاد — نوح کے پوتے کا پوتہ عاد حضرموت مین حکمران ہوا اسکی اولاد سے جو قوم پیدا ہوئی وہ اسی کے نام سے پکاری گئی۔ شداد بادشاہ جس سے مسلمانون کے چھوٹے چھوٹے بچے واقف ہونگے اسی عاد کا بیٹا تھا اِس قوم کو راہ راست پر لانے کے لیے ہود نبی مبعوث ہوئے تھے۔ کچھ تو ہود کے سامنے ہی یہ قوم غارت گئی اور جو رہ گئے تھے وہ بعد کو مٹ مٹا گئے۔

ثمود — ثمود بھی نوح کے پوتے کا پوتہ تھا اسکی قوم بھی اسی کے نام سے موسوم ہوئی صالح پیغمبر جنکی اونٹنی کا قصہ مشہور ہی اسی قوم کی ہدایت کو مبعوث ہوئے تھے صالح اپنی قوم سے تھک کر جروسلم کو گئے اور پھر وہان سے مکہ چلے آئے۔ قوم ثمود بھی انکے بعد غارت ہوگئی۔ جب کوئی قوم گری پھر سنبھلتی نہین۔

تسم اور جادس یہ دو قومین ترقی کے زینہ پر آکر آپس مین لڑجانے کی وجہ سے برباد ہوگئین۔ اب انکا کہین نشان نہین ملتا۔

جرہم سابق (سابق کی قید اسلیے کہ ایک جرہم عرب خاص کے بیان مین آگے آئیگا) کو مورخین اُن اسّی آدمیون مین سے ایک کی اولاد لکھتے ہین جو نوح کے ساتھ طوفان سے بچنے کو کشتی مین سوار ہوئے تھے۔ نوح کو آدم ثانی اسلیے نہین کہتے

کہ طوفان کے بعد وہی ایک زندہ رہے بلکہ اسلیے کہ اُنکے اور ساتھیون مین سے کسی کا سلسلہ نسب آگے چلتا پایا نہین جاتا۔ انکی نسلون کا یا تو خاتمہ ہو گیا یا وہ ایسی گمنام حالت مین جا پڑین کہ اس غرض خاص کے لیے وہ اب مُردون ہی کے حکم مین داخل ہین۔ جرہم قوم عاد کے ہمعصر تھے۔ اور اُسی طرح یہ بھی بالکل نیست و نابود ہو گئے۔

جرہم

عمالقہ وہ لوگ کہلاتے ہین جو عمالقہ بن بلفر بن لیسو کی نسل مین ہین۔ بعضون نے عمالقہ کو حام ابن نوح کی اولاد مین بتایا ہی۔ یہ لوگ بہت طاقت پکڑ گئے تھے حضرت یوسف کے پہلے مصر جنوبی انھون نے فتح کر لیا تھا۔ انکی فتح کے وقت مصر کا بادشاہ ولید تھا اور یہ پہلا شخص ہی جس نے فرعون کا لقب اپنے لیے پسند کیا تھا۔ مصر مین کچھ روز حکومت کرنے کے بعد یہ لوگ مصر سے نکال دیے گئے۔ اور آخر کار بنی اسرائیل کے ہاتھ سے بالکل تباہ ہو گئے۔

عمالقہ

قدیم عرب کا تذکرہ تو ختم ہوا اب اصل عرب اور متعرب رہ گئے۔ قدیم عرب کے بعد بعض مورخین نے ایک ہی قسم متعرب کی رکھی ہی لیکن یہ مناسب سمجھا گیا کہ اصل عرب اور متعرب کا جُدا جُدا بیان کیا جائے۔ یون سمجھیے کہ قدیم عرب تو نام سے سمجھ مین آ گیا اصل عرب وہ جو قدیم عرب کے بعد عرب مین بسے اور متعرب وہ جو سب کے پیچھے آکر بسے۔

قوم

اصل عرب کے سلسلہ کا پتہ قحطان تک بخوبی چلتا ہی۔ قحطان کے دو بیٹے جُرہم اور یعرُب۔ بعضون کے نزدیک اسی یعرب کے نام پر یہ ملک عرب کہلایا۔ جرہم کو حجاز کی حکومت ملی اور یعرب کو یمن کی۔

قحطان

بنو یعرب

بنی یعرب کی حکومت کوئی تین ہزار برس تک یمن مین تھی - اور یعرب کے دو پر پوتے حمیر اور کہلان تھے - انھین دونون کی اولاد مین ہر پھر کر مختلف طریقہ سے (کبھی بطور سلطنت اور کبھی از قسم طائف الملوکی) برابر یمن کی حکومت پیغمبر خدا کی ولادت سے ستر برس قبل تک قایم تھی - لیکن بادشاہی خاندان بڑے بیٹے حمیر کے نام موسوم رہا - اخیر مین یہان ساحل بحر پر عیسائی مذہب پھیل گیا تھا اسلیے وہ قبیلے یا وہ خود مختار ریاستین جو عیسائی ہو گئی تھین اپنے کو نجاشی (شاہ حبشہ) کی حمایت مین اس طرح سمجھتی تھین جس طرح شام کے خود مختار روسا اپنے کو انطاکیہ کے بادشاہ ہرقل کا ماتحت سمجھنے کی وجہ رکھتے تھے عیسائیون کی مدد کے لیے شاہ حبشہ نے کچھ فوج بھیجی جو آکر ملک پر قابض ہو گئی - اسی زمانہ مین صنعا مین ایک بڑا کنیسہ کعبہ کے جواب مین بنا - پھر

ابرہہ

عیسائیون نے اپنے بادشاہ ابرہہ بن صباح کی سعیت مین ہاتھی نشین فوج لیکر مکہ گرانے کی غرض سے چڑھائی کی - اصحاب فیل سے یہی لوگ قرآن مین

اصحاب فیل

تعبیر کیے گئے ہین - آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب اُسوقت سردار قریش تھے - اللہ کی غیبی مدد سے دشمن زبون ہو کر پسپا ہوئے - پھر حمیر کا آخری شاہ سیف بن ذوالیزن خسرو نوشیروان سے مدد لیکر عیسائیون سے لڑا - لڑائی مین تو وہ غالب رہا مگر پھر وہ کسی طرح سے مارا گیا - ایرانی جو آئے تھے وہ رہ گئے اور یمن مین ایک گورنر ایران کا رہنے لگا - آخری گورنر لقبعان آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین مسلمان ہوا اور یمن مسلمانون کے قبضہ مین آیا -

یمن مین کسی زمانہ مین طوفان آیا تھا اُسوقت کہلان کی نسل سے دو قبیلے

شام اور عراق مین چلے گئے تھے پہلے نے غسان کی عیسائی سلطنت شام مین اور دوسرے نے عراق مین ہیرا نام ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ چھ سو برس کے قریب یہ دونون سلطنین قایم رہکر خلفاے اول اور دوم کے وقت مین تباہ ہوئین۔

فصل دوم

(حضرت اسمعیلؑ اور انکے اسلاف واخلاف)

جرہم کی اولاد مین نوین درجہ پر مداد کی بیٹی سے حضرت اسمعیلؑ ابن حضرت ابراہیم کا عقد ہوا اس سے جو نسل پھیلی جسمین شاید حضرت اسمعیلؑ کی دوسری بیبیون کے بطن کی اولاد بھی شامل ہو اسکا نام متعرب ہوا جسکے معنی ہین عرب مین آکر بس جانے والا۔ حضرت اسمعیلؑ کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بابل (ملک شام کے قریب) کے رہنے والے تھے زبان انکی عبرانی تھی عرب مین آکر انکا بسنا آیندہ بیان کیا جائیگا۔ حضرت اسمعیلؑ سے عدنان دوم تک سلسلہ انساب مین کچھ اختلاف ہی۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض نام مکرر آگئے ہین ناواقفیت سے لوگ اول اور ثانی کو ایک سمجھ کر درمیانی نام نکال ڈالتے ہین۔ عدنان ثانی کی دسوین نسل مین فہر نام ایک شخص پیدا ہوا جسکا لقب قریش تھا۔ فہر کی اولاد مین جتنے بڑھے وہ سب قریش کہلائے۔ اور بعضون کے نزدیک النضر کا لقب قریش تھا۔ ایک ضعیف قول یہ بھی ہی کہ کنانہ کو قریش کہتے تھے تاریخ اسلام مین زیادہ تر اسی خاندان قریش سے کام ہی۔ اسی قریش مین اللہ کے رسول محمد بن عبد اللہ پیدا ہوئے رسولؐ کا شجرہ خاندانی ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔ گو عرب اپنے حافظہ کی بدولت

متعرب

علم انساب مین تو بڑے مشتاق تھے لیکن مختلف وجوہ سے معد ابن عدنان کے پہلے نامون مین اختلاف ہوگیا ہے۔ مؤلف کے نزدیک جو اقوال زیادہ تر صحت کے قریب تھے اُنکے مطابق خاندان نبوت ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

اجداد نبی

آدم[۱] شیث[۲] انوش[۳] قینان[۴] مہلائیل[۵] یرد[۶] اخنوخ[۷] (بزبان تازی ادریس)
متوشلخ[۸] لمک[۹] نوح[۱۰] سام[۱۱] ارفخشد[۱۲] شالخ[۱۳] (صالح) عابر[۱۴] (ہود) فالغ[۱۵]
ارعو[۱۶] (راعود) ساروغ[۱۷] ناحور[۱۸] تارخ[۱۹] (آذر) ابراہیم[۲۰] خلیل اللہ (۱۹۹۶ قبل مسیح)
اسمعیل[۲۱] ذبیح اللہ قیدار[۲۲] عوام[۲۳] عوص اول[۲۴] مُر[۲۵] سماے[۲۶] رزاح[۲۷] ناجب[۲۸] معصر[۲۹]
ابہام[۳۰] افتاد[۳۱] علیسی[۳۲] حسان[۳۳] عنفا[۳۴] ارعوا[۳۵] بلحی[۳۶] بحری[۳۷] ہری[۳۸] یسن[۳۹]
حمران[۴۰] الرعا[۴۱] عبید[۴۲] عنف[۴۳] عسقی[۴۴] ماحی[۴۵] ناخور[۴۶] فاجم[۴۷] کالح[۴۸] بدلان[۴۹] یلدارم[۵۰]
حزا[۵۱] ناشل[۵۲] ابی العوام[۵۳] متساویل[۵۴] برد[۵۵] عوص دوم[۵۶] سلامان اول[۵۷] الہمیسع اول[۵۸]
اود اول[۵۹] عدنان اول[۶۰] سعد اول[۶۱] حمل[۶۲] نابت[۶۳] سلامان دوم[۶۴] الہمیسع دوم[۶۵]
الیسع[۶۶] اود دوم[۶۷] ار[۶۸] عدنان دوم[۶۹] معد ثانی[۷۰] نزار[۷۱] مضر[۷۲] الیاس[۷۳] مدرکہ[۷۴]
خزیمہ[۷۵] کنانہ[۷۶] النضر[۷۷] مالک[۷۸] فہر[۷۹] غالب[۸۰] لوی[۸۱] کعب[۸۲] مرہ[۸۳] کلاب[۸۴] قصی[۸۵] عبد مناف[۸۶]
ہاشم[۸۷] عبد المطلب[۸۸] عبد اللہ[۸۹] محمد[۹۰] صلی اللہ علیہ وسلم۔

اختلاف زبان یا اختلاف مورخین کی وجہ سے جنکے دو نام کتابون مین دیکھے گئے وہ دونون نقل کردیے گئے۔ ایک نام پر شمار کا نمبر دیا گیا اور دوسرا خطوط منحنی مین لکھدیا گیا مثلاً اخنوخ (ادریس)۔

یہین یہ لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی پہلی بی بی سارہ سے حضرت اسحق پیدا ہوئے اور دوسری بی بی ہاجرہ سے حضرت اسمعیلؑ پیدا ہوئے

بنی اسرائیل

حضرت اسحق کے بیٹے حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل تھا انکی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہی - بنی اسرائیل مین حضرت یوسف اور حضرت عیسی کی مان مریم حضرت موسی حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام مشہور پیغمبر ہین - آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بنی اسرائیل عموماً یہود کہلاتے تھے اور دین موسوی پر کسی قدر ردوبدل کے ساتھ چلتے تھے اسلیے قرآن مین یہود عموماً بنی اسرائیل سے مخاطب کیے گئے ہین -

پہلے لکھا گیا ہی کہ عربون مین اپنے خاندانی شجرہ کی حفاظت نہایت ضروری سمجھی جاتی تھی - اس کتاب کا مولف عباس ابن عبد المطلب عم رسولؐ کی نسل مین ہی اور اسکے پاس بھی ایک شجرہ خاندانی ہی جو آدم تک پہونچتا ہی - عبد المطلب تک تو شجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کافی ہین ادھر کے نام اور لکھدیے جاتے ہین - جو لوگ عرب کے علم انساب سے واقف نہین ہین اُنکو جاننا چاہیے کہ دنیا کے پچھلے حالات کی تاریخ اگر صحیح سمجھی جائے تو پہلے عرب کی قوۃ حافظہ پر اعتبار کیا جائیگا اور وجہ اسکی صرف یہ ہی کہ وہ لوگ اس علم کو اپنا قومی فخر سمجھتے تھے - یہان صرف یہ دکھانا ہی کہ سیکڑون برس سے جو خاندان عرب سے الگ ہی اسکے خیالات بھی اس خصوص مین کس درجہ کو مضبوط ہین - ورنہ نسب نامہ لکھنے سے کوئی ذاتی فخر اس زمانہ مین حاصل نہین ہوتا بلکہ گمنام ہوکر بُری حالت مین رہنا اس سے اچھا ہے کہ بڑے بڑے لوگون سے اپنی نسبت ظاہر کرکے خود کو بے وجہ ناخلف ثابت کیا جائے -

شجرۂ خاندان مولف

(۱) عبدالمطلب (۲) عباس (۳) عبداللہ

(۴) علی (۵) محمد (۶) ابوالعباس عبداللہ سفاح بانی خلافت عباسیہ

(۷) ابوسفیان عبدالملک (۸) منصور (۹) ابوالعباس اسمعیل

(۱۰) ابوالخیر عبدالصمد (۱۱) ابوتراب جعفر (۱۲) ابوظفر

(۱۳) ابوالخیر ہاشم (۱۴) ابوتراب زین العابدین (۱۵) ابونظام الدین

(۱۶) ابوالعباس قاسم (۱۷) ابوالحسن (۱۸) ابوالفیض محمد ابد

اجداد مؤلف

(۱۹) ابوالبرکات محمد شریف (۲۰) ابوالعباس محمد صالح (۲۱) ابوالعلا احمد ملیح

(۲۲) ابوالقاسم فصیح (۲۳) ابوالجلال فخر الدین (۲۴) ابوالعلا اعز الدین

(۲۵) مولانا اسمعیل یوسف حسن (۲۶) قاضی نور (۲۷) قاضی افضل

(۲۸) قاضی حسن (۲۹) قاضی بدن (معروف بڈھن) (۳۰) قاضی جلال

(۳۱) قاضی منصور (۳۲) قاضی محمد ماہ (۳۳) قاضی ابوالحسن

(۳۴) قاضی محمد اسمعیل (۳۵) قاضی محمد پناہ (۳۶) قاضی امید علی

(۳۷) منشی گوہر علی (۳۸) منشی عزیز الدین (۳۹) ابوالفضل محمد احسان اللہ مؤلف

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسم اللہ	وحید اللہ	عبید اللہ	اسد اللہ	راجعہ	عالیہ	شافیہ	انا اللہ	والیہ	فضل اللہ	کافیہ	اکرم اللہ

یہ امر مسلم ہے کہ پیغمبر آخرالزمان کے اجداد میں چھ پیغمبر حضرت اسمعیل۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت نوح۔ حضرت ادریس (اخنوخ) حضرت شیث۔ حضرت آدم علیہم السلام گذرے ہیں۔ اسلامی تاریخ کی اغراض کے لیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے

وقت سے ابتداے اسلام تک مختصر حال بیان کردینا ضروری ہی۔ دین محمدی گویا ملتہ ابراہیمی کا پوراخاکہ ہی۔ حضرت ابراہیمؑ ملک بابل مین کوفہ کے قریب ایک مقام مین پیدا ہوئے۔ کوفہ تو اب آباد نہین ہی لیکن اسکے قریب نجف اب تک ایک بڑا شہر واقع ہی اور یہین حضرت علی کی قبر ہی۔ نمرود شاہ بابل کے ساتھ قبل ولادت سے جو جو واقعات پیش آتے گئے وہ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے ملتے جلتے ہین۔ حضرت ابراہیمؑ بتون سے بےادبی کرتے تھے یا یہ کہ اپنی قوم کی جہالت پر ہنستے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر بُت تراش۔ بُت پرست۔ نمرود پرست اور مقرب بارگاہ شاہی تھا۔ نمرود کو دعویٰ خدائی تھا۔ حضرت ابراہیمؑ بھلا اُسکی خدائی کب ماننے والے تھے۔ اسلیے نمرود اور آذر یہ دونون حضرت ابراہیمؑ کے دشمن ہوگئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے درمیان جو معاملات پڑے اُنکی تصریح بیان ضروری نہین ہی۔ مختصر یہ ہی کہ حضرت ابراہیمؑ کو وطن چھوڑنا پڑا۔ پہلے یہ شام اور پھر شام سے مصر گئے۔ آخر کو مصر سے واپس آکر انھون نے شام کو اپنا وطن قرار دیا۔

حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بی بی حضرت سارہ خود اُنکے کنبہ کی لڑکی تھین جو ابتدا مین حضرت ابراہیمؑ کے خدا پر ایمان لائی تھین۔ دوسری بی بی حضرت ہاجر مصر کے قبطی خاندان کی تھین۔ یہود ہاجر کو لونڈی بتاکر اُنکی اولاد کو قابل عزت نہین ٹھہراتے تھے اور مسلمان اس اعتراض کے رفع کرنے مین تاویلین کرتے ہین مصر کے شاہی خاندان کی لڑکی اُنکو قرار دیتے ہین۔ کچھ ہی ہو لیکن اسمین کلام نہین کہ اس زمانہ کے محاورہ کے مطابق حضرت سارہ خاتون کہی جاتی تھین اور حضرت ہاجر

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد

کنیز۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ عربون اور شامیون مین درستی نسل کے لیے ماؤن کا کچھ بھی خیال نہین کرتے تھے اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ کنیز کا لفظ کوئی ذلت ظاہر نہین کرتا جس طرح غیر ملک والون کو عجمی کہتے تھے اسی طرح غیر قوم کی لڑکی کسی کے پاس ہوتی تو اسکو جاریہ کہتے جسکا ترجمہ فارسی زبان مین کنیز کیا گیا بگڑی ہوئی حالت اور کبھی کبھی غربت (مسافرت) بھی یہ لقب پیدا کر دیتی تھی۔ ایک وقت یزدجرد شہنشاہ ایران کی بیٹی شہر بانو پر گزرا ہے کہ وہ مدینہ مین آکر کنیز ٹھہرین۔ اور مسلمانون کے بڑے بڑے ائمہ اکثر کنیز یا جاریہ کے بطن سے ہین۔

حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش اور ماں کا سفر

حضرت ہاجر کے بطن سے حضرت اسمعیلؑ پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ کو سوتن کا رشک تھا ہی اسپر اپنی لاولدی اور سوتن (سوت) کا صاحب اولاد ہونا اور زیادہ شاق گذرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہاجر کو اپنے لڑکے حضرت اسمعیلؑ کے ساتھ ملک شام چھوڑنا پڑا۔ یہ بحث یہان فضول ہے کہ حضرت ہاجر خود چلی آئین یا چلے آنے پر مجبور کی گئین اور جبر کیا تو حضرت ابراہیمؑ نے کیا یا اُنکی پہلی بی بی حضرت سارہ نے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مشیت ایزدی سے ماں بیٹے کو اُس وادی غیر ذی زرع مین پہنچایا جہان اسوقت مکہ یا خانہ کعبہ دکھائی دیتا ہے۔ اسوقت یہ مقام بالکل آباد نہ تھا۔ آبادی نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہان پانی نہ تھا۔ عرب مین پانی کی بڑی قلت ہے اسلیے جہان کوئی چشمہ نہر یا کنوان دکھائی دیا وہ آباد ہوئے بغیر نہین رہتا۔ حضرت ہاجر اپنے بچے کے ساتھ کچھ پانی اور خرمے لیکر یہان آٹھہرین۔ مشکیزہ خالی ہونے پر اُنکو تردد ہوا۔ قریب کی دو پہاڑیان صفا اور مروہ اس امر کی یادگار ہین کہ اُنپر چڑھ کر وہ دیکھتی تھین کہ کوئی کاروان دور سے جاتا نظر آئے تو اُس سے مدد ملے۔ اتفاق وقت۔ خدا کی قدرت کہ

اسی اثنا مین ایک چشمہ اس وادی مین خود بخود نکل آیا جو کچھ دنون کے بعد کنوئین کی صورت پکڑ کر اب تک چاہ زمزم کے نام سے قایم ہو۔ پانی دیکھ کر کچھ عرب دکھن سے آئے۔ یہ عرب قبیلہ جرہم کے تھے یا پہلے کوئی دوسرا قبیلہ آیا اور یہ کچھ دنون کے بعد آئے۔ غرضکہ عرب پانی کے سہارے یہان آکر بسے۔ حضرت ہاجر کو ان لوگون سے مدد ملی اور حضرت اسمعیلؑ نے انکے لڑکون مین مل کر عبرانی کی جگہ عربی زبان کو اپنی اور اپنی نسل کی مادری زبان قرار دی۔ قبیلہ جرہم کے ایک مرد شریف مراو نام کی لڑکی سے حضرت اسمعیلؑ کی شادی ہوئی اور وہین آپ کی نسل پھیلی اور بہت زیادہ پھیلی۔ حضرت اسمعیلؑ کی نسل سے جتنی قومین یا قبیلے پیدا ہوئے انکو مورخین مستعرب کہکر تیسری قسم مین داخل کرتے ہین۔ حضرت ابراہیمؑ برابر مکہ مین اپنی بی بی اور بیٹے کو دیکھنے آتے تھے۔

زمزم

خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ نے خدا کی پرستش کے لیے بنایا۔ حضرت ہاجر کے چلے آنے کے بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحقؑ پیدا ہوئے۔ حضرت اسحقؑ کی نسل شام مین پھیلی اور حضرت اسمعیلؑ کی نسل حجاز مین بڑھی۔ یہ دونون نبی تھے۔ یہ بیان کیا گیا ہو کہ حضرت اسحقؑ کے پیدا ہونے کے بعد سوتنون کا باہمی رنج مٹ گیا۔ حضرت سارہ حضرت اسحقؑ کو لیکر حج کعبہ کو آئی تھین۔

کعبہ

حضرت اسحقؑ کی نسل مین کئی ایک انبیا پیدا ہوئے۔ حضرت اسحقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب کا دوسرا نام حضرت اسرائیل تھا انھین کی اولاد بنی اسرائیل کھلاتی ہو جو لوگ حضرت موسیٰ کے دین پر اپنے کو قایم سمجھتے ہین (یہود) وہ اپنا سلسلہ حضرت اسحقؑ تک پہنچاتے ہین۔

حضرت اسمعیلؑ کی نسل مین اور خصوصاً اُس شاخ مین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہی کوئی دوسرا پیغمبر پیدا نہین ہوا۔ لیکن پھر بھی کچھ تھوڑا سا ذکر بنو اسمعیلؑ کا بھی لکھنا چاہیے۔ بنو اسمعیلؑ نے جب زور پکڑا تو قوم جرہم کو مکہ سے نکال دیا۔ اور اس طرح مکہ اور اُسکے ساتھ حجاز کی حکومت بنو اسمعیلؑ کے ہاتھ آئی۔ بنو اسمعیلؑ کی نسل بہت زیادہ پھیلی اور یہ لوگ بمنزلہ اصل عرب کے ہوگئے اور حکومت کی وجہ سے بہت بڑے زبردست سمجھے گئے۔ ایک زمانہ وہ آیا کہ بنو اسمعیلؑ مین سے صرف فہر کی اولاد مکہ پر قابض ہوئی۔ فہر کا دوسرا نام قریش تھا اسلیے یہ لوگ قریش یا قریشی کہلائے۔ حکومت مکہ کی وجہ سے جس طرح بنو اسمعیلؑ کو جرہم اور بنو یعرب پر فضیلت تھی اسی طرح اب قریش کو دوسرے بنو اسمعیلؑ پر فوق ہوا اور یہ حالت پیغمبر خدا کی بعثت تک قایم رہی۔ آخر زمانہ مین مکہ کی حکومت اور کعبہ کی نگرانی ہاشم کے ہاتھ آئی اسلیے بنو ہاشم دوسرے قریش سے اپنے کو ممتاز سمجھنے کی ایک وجہ رکھتے تھے۔

بنو اسمعیل

قریش

ہاشم کے بیٹے عبد المطلب۔ عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ۔ عبد اللہ کے بیٹے آنحضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ عبد المطلب کا ننہال مدینہ مین تھا آیندہ بیان کیا جائیگا کہ کفار قریش سے تنگ آکر آنحضرت محمد رسول اللہ اپنے اصحاب سمیت مدینہ چلے گئے۔ مدینہ کی تخصیص صرف مدینہ والون کے سچے اسلام کی وجہ سے کی گئی لیکن ممکن ہی کہ عبد المطلب کی سابق قرابت بھی ایک محرک سمجھا جائے۔

عبد المطلب کا ننہال

مذاہب عرب قبل اسلام

عرب مین اسلام کے پہلے بہت سے مذہب رائج تھے کچھ تو بت پرست تھے

اور کچھ یہود تھے صابیون کا بھی ایک مذہب مکہ سے دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ صابی ہندوؤن کی طرح خدا کی وحدانیت کے ساتھ بہت سے درمیانی دیوتاؤن (قوتون) کے قائل تھے۔ چاند سورج ستارون کی پرستش کرتے تھے۔ عجمیون نے صابی کا ترجمہ اسی رعایت سے ستارہ پرست کیا ہے۔ یمن کے مشرقی حصہ سے ایرانیون نے گھسنا شروع کیا۔ انکے ساتھ آتش پرستون (گبرون) کا مذہب بھی عرب مین پھیلا۔ پیغمبر خدا کی بعثت کے وقت یمن مین شاہ ایران کا ایک گورنر بھی تھا جسکو شاہ ایران نے پیغمبر خدا کی گرفتاری کا حکم بھیجا تھا۔ یمن کے مغربی ساحل کی طرف سے کچھ عیسائی بھی گھس آئے تھے اور بہت سے قبیلے عرب کے نصاری ہو گئے تھے جنکو عرب متنصرہ کہتے تھے۔ شمالی عرب مین بھی شام کی طرف سے عیسائی مذہب پھیل چلا تھا۔ عیسائی قبیلون کے نام مورخون نے غسان۔ ربیعہ۔ تغلب۔ بہرا۔ تنوخ۔ طے۔ کوداع۔ سلناے نجران۔ عرب ہیرا لکھے ہین۔

عرب کی حالت جسکی اصلاح کے لیے پیغمبر کی ضرورت ہوئی کسی قدر ظاہر کرنا اس کتاب کی اغراض کے لیے ضرور ہوا اسلیے چند اشعار اس زمانہ کے مشہور شاعر حالی کے بجنسہ ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔

از مسدس حالی

عرب کی جہالت

عرب کچھ نہ تھا اک جزیرہ نما تھا	کہ پیوند ملکون سے جسکا جدا تھا
نہ وہ غیر قومون پہ چڑھکر گیا تھا	نہ اسپر کوئی غیر فرمان روا تھا

تمدن کا اُسپر پڑا تھا نہ سایا

ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور | کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسّر | کنول جس سے کھلجائین دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان | لودن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان | کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان

نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی
عرب اور کُل کائنات اسکی یہ تھی

نہ وان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی | نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی | خدا کی زمین بن جُتی سربسر تھی

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بے محابا | کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا | بتون کا عمل سوبسو جابجا تھا

کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا | خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا | کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ اک بت پرستوں کا تیرتھ بنا تھا
جہاں تین سو ساٹھ بُت بج رہا تھا

قبیلے قبیلے کا اک بُت جُدا تھا | کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّے پہ وہ نائلے پر فدا تھا | اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابرِ ظلمت مین تھا مہرِ انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ | ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ | نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے | سلجھتے نہ تھے جو جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے | تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی | صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی | تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اُنکی جہالت کا تھا وہ

اسی طرح اک اور خون ریز بیدا | عرب مین لقب حرب داحس ہی جسکا

رہا ایک مدت تک آپس مین بڑا | بہا خون کا ہر طرف جس مین دریا

سبب اسکا لکھا ہی یہ اصمعی نے
کہ گھوڑ دوڑ مین چینہ کی تھی کسی نے

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا | کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہین روز ہوتی تھی تکرار اُنمین
یونہین چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر | تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور | کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُنکی دن رات کی دل لگی تھی | شراب اُنکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی | غرض ہر طرح اُنکی حالت بری تھی

بس اس طرح دنیا اُنکو گزری تھین صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت | بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

بنو اسمعیل کا پھیلنا

جیتے جی تو اپنے ذاتی وقار (پیغمبری) کی وجہ سے حضرت اسمعیلؑ مکہ کے حاکم اور سردار بنے رہے اور ممکن ہو کہ دو ایک پشت تک انکی اولاد کی بھی عظمت تسلیم کی گئی ہو۔ لیکن اسکے بعد بنو اسمعیل کو کہ وہ تعداد مین کم تھے بنی جرہم نے شہر سے باہر نکال دیا اور پھر عرصہ تک بنو اسمعیل مکہ سے بیدخل رہے ایک عرصہ کے بعد جب بنو اسمعیل تعداد مین زیادہ ہوئے تو اُنھون نے دل کڑا کر کے بنو جرہم کا مقابلہ کیا۔ بنو جرہم خانہ کعبہ کی حرمت کم کرتے تھے۔ ملک مین انکے سبب سے فتنہ اور فساد پھیل رہا تھا اس مقابلہ کی یہی وجہ ہوئی۔ مکہ سے مغلوب ہو کر جب بنو جرہم بھاگے تو سنگ اسود۔ ہرن کی دو طلائی مورتین اور کچھ اسلحہ چاہ زمزم مین اس طرح چھپاتے گئے کہ ان چیزون کے ساتھ کنوئین کا بھی کچھ نشان باقی نرہا۔

چاہ زمزم کا چھپنا

زمزم کا بیان تو اوپر کیا گیا۔ طلائی مورتون کی نسبت یہ سمجھنا کافی ہو کہ اسفندیار ایرانی نے کعبہ مین نذر بھیجی تھی۔ رہا سنگ اسود اسکی نسبت مورخین کا بیان ہو کہ اسی پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی یادگار مین اس نے بھی کعبہ کے پاس ایک کنارے جگہ پائی۔ اب طواف کعبہ مین یہ وہ کام دیتا ہو جو دانہاے تسبیح مین امام سے لیا جاتا ہو۔

سنگ اسود

سیکڑون برس تک زمزم کا پتہ نہ تھا۔ عبدالمطلب نے خواب مین زمزم کی جگہ کا نشان پایا۔ ابتدا مین قریش عبدالمطلب کے مزاحم ہوئے۔ بتان کعبہ کے پاس اُنھون نے گڑھا کھودنا پسند نہ کیا۔ لیکن عبدالمطلب اپنے خواب کی بشارت پر مصر رہے اور آخرکار کنوئین کو کھود نکالنے اور اس طرح سنگ اسود اور دوسری چیزون کے پانے مین کامیاب ہوئے۔ یہ سردار مکہ ہاشم

چاہ زمزم کا پھر نکلنا

کے بیٹے تھے۔ ذاتی شجاعت اور دانشمندی کے علاوہ اس خصوصیت نے اور بھی انکی عزت بڑھائی۔ اس مین کلام نہین کہ ایک مدت تک چاہ زمزم چھپا رہا اور عبد المطلب نے اُسے کھود کر نکالا۔ لیکن یہ پتہ نہین چلتا کہ زمزم کے چھپے رہنے کے زمانہ مین آب رسانی کا دوسرا ذریعہ قوم نے کیا پیدا کیا تھا۔

عبداللہ کی قربانی

عبد المطلب کو زمزم کھودتے وقت یہ خیال گذرا کہ میری زیادہ اولاد ہوتی تو آج کھودنے اور قریش کی مزاحمت رد کرنے مین کتنی سہولت ہوتی۔ اور اس خیال نے عبد المطلب سے یہ کہلوایا کہ میرے دس لڑکے پیدا ہون تو ایک کو خدا کی راہ مین قربان کرون۔ اس کے بعد عبد المطلب کے بہت سے لڑکے پیدا ہوئے جنکی تفصیل آگے آئے گی۔ لڑکون کے جوان ہونے پر عبد المطلب کو اپنی نذر کا خیال ہوا۔ خدا پر قربان ہونے مین کسی لڑکے کو دریغ نہ تھا۔ قرعہ ڈالنے پر عبداللہ کا نام نکلا عبداللہ سب سے زیادہ پیارے تھے اسلیے کچھ عبد المطلب کو پس وپیش ہوا اور زیادہ تر قریش اس نئے دستور کے نکلنے پر معترض ہوئے۔ نذر کا پورا نہ کرنا یا بات کا پاس نہ کرنا عرب کی شان کے خلاف تھا۔ بہرحال کچھ تاویلین کرکرا کر متعدد قرعہ ڈالنے کے بعد عبداللہ کے بدلے سَو اونٹون کا ذبح کرنا ٹھہرا یعنی یہ سمجھا گیا کہ خدا نے انکے بدلے سو اونٹون کی قربانی منظور کی۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرت کہا کرتے تھے کہ " انا ابن الذبیحین " مین دو ذبیحون کا بیٹا ہون ایک حضرت اسمعیلؑ (یا حضرت اسحٰقؑ علی اختلاف الروایۃ) کہ دادا کا بھائی بھی دادا کہلاتا ہے

دوسرا عبد اللہ۔ حضرت ابراہیم نے بھی خدا کے حکم سے اپنا بیٹا ذبح کرنا
چاہا تھا جب تصمیم ارادہ معلوم ہو گئی تو مینڈھا سامنے آیا اور حکم غیبی ہوا کہ
اسی کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کرو۔ اسی کی تقلید ہی کہ عید الضحیٰ مین
فارغ البال مسلمان اپنے اور اپنے تمام گھر والون کی طرف سے فی کس
ایک ایک جانور یا ایک بڑا جانور سات آدمی مل کر ذبح کرتے ہین۔

اسمعیلؑ کی قربانی

اصحاب فیل

اصحاب فیل کا قصہ بہت مشہور ہی۔ بعضون کے نزدیک آنحضرتؐ کی
ولادت سے تینتیس چالیس برس پہلے کا واقعہ ہی۔ اور بعض مورخ اُسی سال
کا واقعہ بتاتے ہین جس مین آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ قرآن کے سورہ
فیل (الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدہم فی تضلیل و
ارسل علیہم طیراً ابابیل ترمیہم بحجارۃ من سجیل فجعلہم کعصف ماکول) مین یہ
قصہ مذکور ہی۔ مورخون نے لکھا ہی کہ نجاشی شاہ حبشہ کے عیسائی گورنر ابرہا
نے یمن سے خانہ کعبہ کے انہدام کے لیے چڑھائی کی تھی۔ راستہ مین جن
قبیلون نے مقابلہ کیا وہ مغلوب رہے۔ مکہ مین پہونچ کر عبد المطلب کے دوسو
اونٹ ابرہا کے لشکر والے چھین لے گئے۔ عبد المطلب ابرہا سے ملنے
گئے تو انکی وجاہت اور گفتگو سے وہ بہت خوش ہوا۔ گورنر کو خوش دیکھ کر انھون
نے اپنے اونٹون کی واپسی کی درخواست کی۔ اسنے تعجب سے پوچھا کہ تم
اونٹون کی فکر کرتے ہو اور خانہ خدا کے بچانے کی آرزو ظاہر نہین کرتے۔
عبد المطلب نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ جسکا گھر ہی وہ خود بچا لیگا
عبد المطلب گھر آئے تو تمام قریش کو پہاڑ پر روانہ کر دیا اور خود خانہ کعبہ کی دیوا

سے جھٹ کر یہ اشعار پڑھنے لگے۔

اللھم لا ارجو الھم لوا کا یا رب فامنع عنھم حما کا

ان عدو البیت من عادا کا فامنعھم ان یخربو قرا کا

اسکے بعد اتفاقات سے چڑیون کا غول بحر ہند کی طرف سے آکر آسمان مین پھیل گیا اور ابرہا کی فوج کو ان چڑیون سے تباہ کر دیا۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ مخالف کی فوج مین چیچک کی بیماری پھیلی اور وہ آیۂ قرآنی کا ترجمہ بھی اپنے مطلب کے موافق درست کر لیتے ہین۔ بہر حال اصحاب فیل کے واقعہ سے عبد المطلب جد رسول تمام قریش مین بہت ممتاز سمجھے جانے لگے اور اسکے پہلے بھی وہی اہل مکہ کے سردار سمجھے جاتے تھے۔

باب سوم

از ولادت رسول عربی تا وفات

فصل اول

زمانہ تربیت رسول عربی

عبد اللہ کا بیاہ

عبد اللہ کے ذاتی صفات کے علاوہ یہ واقعہ کہ وہ خدا کی راہ مین ذبح ہونے والے تھے مگر قرعہ انکے نام نہ نکلا خاص طور پر انکی شہرت کا باعث ہوا۔ نسبت کے پیغام اشراف عرب کی طرف سے آنے لگے۔ آمنہ بنت وہب ابن مناف پسند کی گئین۔ عبد اللہ انکے ساتھ بیاہے گئے۔ نو ماہ مدت حمل گذرنے کے بعد ۱۲۔ ربیع الاول کو (اکثرون کے قول کے مطابق) محمد رسول اللہ رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے۔ حساب لگانے سے ۵۶۹ء مین آپ کی

النبی

پیدائش معلوم ہوتی ہے۔

حمل اور وضع حمل

زمانہ حمل اور وضع حمل کے بعد عجیب و غریب باتین دیکھنے مین آئین۔ یا پیدائش کے قبل اور بعد جو کچھ خرق عادات یا فال نیک کے طور پر ظہور مین آیا اس کتاب کے اغراض کے لیے اُنکا بیان کرنا چندان ضروری نہین ہے۔

وفات عبداللہ

آنحضرت کی پیدائش کے پہلے عبداللہ مر چکے تھے۔ انکی وفات مدینہ منورہ مین بحالت سفر ہوئی۔ اسلیے پیدا ہوتے ہی آنحضرتؐ کی کفالت اُنکے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لی۔ جسکا بیان آگے آئیگا۔ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہین کہ محمدؐ کی پیدائش کے دو برس بعد اُنکے باپ عبداللہ نے وفات پائی۔

بچون کی پرورش

عرب مین دستور تھا کہ شہر کے باشندے اپنے بچون کو پرورش کے لیے باہر بھیجدیتے تھے آب و ہوا باہر کی اچھی ہوتی ہے کچھ تو اس لحاظ سے اور کچھ علیش و نعم کے خیال سے جیساکہ آج کل ہندوستان کے انگریزون مین دیکھا جاتا ہے کہ انکے بچے عموماً دائی کھلائی کے سپرد رہتے ہین گھر سے باہر تو نہین جاتے مگر بے تعلق ایسے ہی رہتے ہین کہ گویا بچے انکے پاس نہین ہین غرضکہ اسی لحاظ سے یہ دستور جاری تھا کہ بدوی عورتین فصل ربیع اور خریف مین یعنی سال مین دو مرتبہ مکہ مین آتی تھین اور بچون کو پرورش کے لیے لیجاتی تھین جو لوگ اپنے بچون کو باہر بھیج نہ سکتے تھے وہ برادری مین ہیٹے سمجھے جاتے تھے۔

بنو عبدالمطلب

عبدالمطلب کے لڑکے اور لڑکیون کے نام لکھنے مناسب ہین کیونکہ انکے تذکرے اکثر اس کتاب مین آئینگے یہ لوگ اہل بیت یعنی پیغمبرؐ کے گھر والے سمجھے جاتے ہین اور زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو شاہی خاندان سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہین ہے۔

اولاد عبدالمطلب

عبدالمطلب

- ابولہب (۱)
  - ۱ عتبہ (۱)
  - ۲ عتیبہ (۲)
  - ۳ خالدہ (۳)
  - ۴ بیعہ (۴)
- العباس (۲)
  - ۱ عبداللہ (۵)
  - ۲ فضل (۶)
  - ۳ کثیر (۷)
  - ۴ امینہ (۸)
  - ۵ صفیہ (۹)
  - ۶ ام حبیبہ (۱۰)
  - ۷ صبیح (۱۱)
  - ۸ مسہر (۱۲)
  - ۹ عبیداللہ (۱۳)
  - ۱۰ تمام (۱۴)
  - ۱۱ الحرث (۱۵)
  - ۱۲ قثم (۱۶)
  - ۱۳ معبد (۱۷)
  - ۱۴ عبدالرحمن (۱۸)
- قثم (۳)
- الغیداق (۴)
- عبدالکعبہ (۵)
- ابوطالب (۶)
  - ۱ علی (۱۹)
  - ۲ طالب (۲۰)
  - ۳ عقیل (۲۱)
  - ۴ جعفر (۲۲)
  - ۵ ام ہانی (۲۳)
  - ۶ طلمون (۲۴)
  - ۷ جمانہ (۲۵)
- ضرار (۷)
- عبداللہ (۸)
  - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶)
    - ۱ الطیب
    - ۲ ابراہیم
    - ۳ الطاہر
    - ۴ القاسم
    - ۵ زینب
      - ۱ علی (۱)
      - ۲ امامہ (۲)
    - ۶ رقیہ
      - ۱ عبداللہ (۳)
    - ۷ ام کلثوم
    - ۸ فاطمہ
      - ۱ حسن (۴)
      - ۲ حسین (۵)
      - ۳ زینب (۶)
      - ۴ محسن (۷)
      - ۵ ام کلثوم (۸)
- المقوم (۹)
  - ۱ سہند (۲۷)
- الحرث (۱۰)
  - ۱ عبداللہ (۲۸)
  - ۲ ابوسفیان (۲۹)
  - ۳ امیہ (۳۰)
  - ۴ نوفل (۳۱)

آنحضرت صلعم کے بارہ چچا اور چھ پھوپھیان تھین جنمین سے زبیر ابوطالب۔ عبداللہ تین بھائی اُمیمہ۔ برّہ۔ ام حکیم اور اروی چار بہنین۔ یہ ساتون ایک مان فاطمہ کے بطن سے۔ ممکن ہے کہ کچھ نام چھوٹ گئے ہون لیکن جہان تک دریافت ہوا عبدالمطلب کے ۱۹ لڑکے اور لڑکیان تھین اور پھران سب کی اولاد کی تعداد ۹۵ تک پہونچتی تھی۔ آنحضرت صلعم کی دادی کا نام فاطمہ تھا اور یہی نام آپ کی لڑکی اور دو بہنون کا تھا۔ اسی طرح آپ کے باپ کا نام عبداللہ تھا اور پانچ بھائیون کا بھی یہی نام تھا اسلیے بلاکنیت کے ان نامون کا کہین ذکر نہ آئے گا۔

خاندا

اولاد عبدالمطلب

عبدالمطلب

نمبر	اولاد عبدالمطلب	ان کی اولاد
۱۱	حجل	مرۃ ۱ (۳۲)
۱۲	الزبیر	عبداللہ ۱ (۳۳)، ام الحکیم ۲ (۳۴)، ضباعہ ۳ (۳۵)، طاہر ۴ (۳۶)
۱۳	حمزہ	عمارہ ۱ (۳۷)، فاطمہ ۲ (۳۸)
۱۴	عاتکہ	عبداللہ ۱ (۳۹)، زہیر ۲ (۴۰)، قریبہ ۳ (۴۱)
۱۵	صفیہ	زبیر ۱ (۴۲)، سائب ۲ (۴۳)، عبدالکعبہ ۳ (۴۴)، صفیہ ۴ (۴۵)، ام حبیبہ ۵ (۴۶)
۱۶	بیضا ام حکیم	عامر ۱ (۴۷)، اروی ۲ (۴۸)، ام طلحہ ۳ (۴۹)
۱۷	امیمہ	عبداللہ ۱ (۵۰)، ابواحمد ۲ (۵۱)، عبیداللہ ۳ (۵۲)، زینب ۴ (۵۳)، ام حبیبہ ۵ (۵۴)، حمنہ ۶ (۵۵)
۱۸	برہ	ابوسلمہ ۱ (۵۶)، ابوسبرہ ۲ (۵۷)
۱۹	اروی	طلیب ۱ (۵۸)، فاطمہ ۲ (۵۹)

الطیب اور الطاہر کو طاہر۔ طیب و مطیب اور مطہر بھی کہتے ہیں یہ صاف نہیں ہے کہ یہ دونوں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے یا حضرت عائشہؓ کے۔ غالباً توام پیدا ہوئے اور بہت کم زندہ رہے۔ ابراہیم ماریہ قبطی کے بطن سے پیدا ہوئے اور سات برس کے ہو کر مرے۔ باقی کل اولاد قاسم زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ یہ پانچوں علی اکثر الاقوال خدیجہؓ کے بطن سے تھے۔ قاسم قبل نبوت کے مکہ میں پیدا ہوئے اور دو برس کے ہو کر وفات پائی۔ زینب ابوالعاص کو بیاہی گئیں۔ رقیہ پہلے عتبہ ابن ابی لہب کو بیاہی گئیں پھر عثمان بن عفان کو رقیہ کے مرنے پر ام کلثوم بھی عثمانؓ بن عفان کو بیاہی گئیں۔ فاطمہؓ کا بیاہ علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا۔

آنحضرت نے سات روز تک اپنی ماں آمنہ کا دودھ پیا اسکے بعد چند روز تک ابولہب کی کنیزک ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ اسی ثوبیہ کے ذریعہ سے حمزہ بن عبدالمطلب۔ ابوسلمہ مخزومی اور عبداللہ ابن جحش اسدی آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی ہوئے۔ ان تینون نے بھی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔

ثوبیہ

برادران رضاعی

اسکے بعد جب قبیلہ بنو سعد کی عورتین موسم پر لڑکون کے لینے کو مکہ مین آئین تو اُنمین ایک غریب عورت حلیمہ سعدیہ بھی تھی۔ مالدار بچون کو جب عورتین لے چکین اُسوقت عبدالمطلب نے چاہا کہ کوئی غریب عورت باقی رہگئی ہو تو وہ محمدؐ کی رضاعی ماں بنے۔ حلیمہ نے کوئی بچہ پایا نہ تھا وہ کچھ سوچ سمجھ کر نیم راضی ہوئی بچے کی صورت دیکھ کر فریفتہ ہو گئی۔ اور خوشی خوشی اپنے گھر لے گئی۔

حلیمہ سعدیہ

محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بہت حسین تھے۔ اعضا سب خندہ پیشانی گفتگو نہایت فصیح وبلیغ اور سیرت تو ظاہر ہی ہر کہ آج کتنے لوگ اللہ کے بعد انکے نام کے لینے والے دنیا مین نہایت فخر سے اپنے کو محمدی کہنے پر ناز کرتے ہین۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ پر غایت درجہ کا حسن برستا تھا۔ حلیمہ نے آپ کو پانچ برس تک اپنے پاس رکھا دو برس کے بعد وہ آمنہ کے پاس لائی تھی لیکن پھر واپس لے گئی اور کہہ سُنکر آمنہ کو راضی کر لیا۔ وہ کسی طرح محمدؐ کو جدا کرنا پسند نہین کرتی تھی وہ اور اُسکے تمام گھر والے عاشق شیدا تھے۔ لیکن کب تک دوسرے کا بچہ اپنے پاس رکھتے آخر کو وہ مکہ مین پہونچا گئی اور یہان آپ کی حفاظت عبداللہ کی لونڈی ام ایمن کے تعلق ہوئی جو آپ کو ترکہ پدری مین ملی تھی۔ جسوقت آپ مکہ مین آئے آپ کی ماں آمنہ زندہ تھین لیکن تھوڑے ہی دنون کے

محمدؐ کے ظاہری اوصاف

ام ایمن

بعد انھون نے مدینہ کا سفر کیا۔ سفر مین آپ بھی ساتھ تھے۔ مدینہ مین ایک مہینہ قیام ہوا۔ پھرتے ہوئے راہ مین آمنہ نے آپ کو بے مان کا چھوڑا۔ یہ صاف نہین ہے کہ نعش آمنہ کی راہ مین دفن ہوئی یا مکہ مین لائی گئی۔ غرضکہ پیدائش کے پہلے آپ بے باپ کے ہوچکے تھے اور چھٹے سال کے ختم ہونے کے پہلے بے مان کے بھی ہوگئے۔

حضرت آمنہ کی موت

آمنہ کے مرنے پر حضانت بدستور ام ایمن کے تعلق رہی لیکن نگرانی عبدالمطلب کی رہی اور تھوڑے دنون مین عبدالمطلب اپنی تمام اولاد سے محمدؐ کو زیادہ پیار کرنے لگے۔ عبدالمطلب کو مورخون نے بڑا شخص لکھا ہے آنحضرتؐ کے قیافہ سے عبدالمطلب بہت متاثر ہوتے تھے اور بڑی امید کے ساتھ پرورش کرتے تھے

ام ایمن اور حضانت

جب آٹھوان سال آپ کا شروع ہوا تو عبدالمطلب نے بھی ساتھ چھوڑا۔ انکے مرنے پر ابوطالب آپ کے اعیانی چچا ولی ہوگئے اور پھر انھین کے ساتھ آپ برابر رہے۔

عبدالمطلب کی وفات

آنحضرت محمدؐ کا جب تیرھوان برس شروع ہوا تو ابوطالب نے شام کا ارادہ کیا۔ مال تجارت لیکر جب وہ چلنے لگے تو آنحضرت محمدؐ نے منھ بنا کر کہا کہ آپ مجھے تنہا کس پر چھوڑے جاتے ہین۔ ابوطالب یہ تقریر سنکر آبدیدہ ہوگئے۔ عمر تو آپکی سفر کے لائق نہ تھی لیکن انھون نے بنظر شفقت اپنے ساتھ آپ کو بھی لیا۔ اس سفر مین بصرے کے قریب بحیرا راہب کا صومعہ تھا قافلہ وہان ٹھہرا۔ راہب نے پرانی آسمانی کتابون کی پیشینگوئیان مطابق کرکے بیان کیا کہ محمدؐ پیغمبر آخر الزمان ہین۔ اگر شام کی طرف جائین گے تو وہان کے علماء یہود انسے عداوت ظاہر کرین گے۔ انھی راہب کے مشورہ سے

سفر شام

بحیرا راہب

تمام اسباب نفع کے ساتھ ابوطالب نے بصرے مین فروخت کیا اور مکہ واپس چلے آئے۔

سفر یمن

اپنی پیدائیش کے سترہوین سال محمدؐ نے یمن کا سفر کیا۔ یہ ٹھیک نہین معلوم کہ زبیر ابن عبدالمطلب یا عبّاس ابن عبدالمطلب لیکن ان دونون مین سے ایک صاحب کی معیت مین یہ سفر ہوا اور بخیر و عافیت انجام پایا۔

فصل دوم

سن شعور سے نبوت تک

آنحضرتؐ کی عمر جب بیس برس سے اوپر ہوئی تو لوگون کی نگاہین اور طور پر پڑنے لگین۔ بچپنے کا بھولا پن عنفوان شباب کی متانت بدرجے توڑتے ہوئے اب لوگون مین انکا وقار بڑھنے لگا بڑے بوڑھے انکا لحاظ کرتے تھے۔ یہ خبر عام طور پر مشہور ہوئی کہ محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہین کہا امانت مین خیانت نہین کی۔

محمد ملقب "امین"

کسی عورت کی طرف نظر بد سے نہین دیکھا۔ نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی سے ترش رو ہوکر گفتگو کی۔ ان اوصاف پر تمام مکہ آپ کا مداح تھا۔ ہر شخص آپ کے ساتھ ایک خاص عقیدت رکھنے لگا۔ تمام قریش نے آپ کے اوصاف کے لحاظ سے آپ کو "امین" خطاب دیا۔

عبدالمطلب کی مالی حالت

عبدالمطلب کا خاندان شریف مکہ سمجھا جاتا تھا اور اُسکے ساتھ ہی گھر مین تمول بھی تھا۔ لیکن سرداری کے ساتھ خرچ لازم ہوتا ہے۔ کچھ سخاوت اور کچھ کثرت اولاد سب سے بڑی بات خدا کی مشیت۔ غرضکہ آنحضرت کی پیدائیش کے پہلے ہی سے اس خاندان کی مالی حالت خراب ہو چلی تھی۔ اب آپ کی عمر کا پچیسوان

سال شروع ہوا آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو صلاح دی کہ آپ خدیجہؓ کا مال تجارت باہر لیجائیں۔

حضرت خدیجہؓ مکہ کی ایک الدار بیوہ عورت نہایت حسینہ اور عاقلہ تھیں۔ لوگوں کو نفع میں شریک ٹھہرا کر اپنا تجارتی مال باہر لیجانے کو سپرد کرتی تھیں۔ آنحضرتؐ کی شان سے بالکل مستبعد تھا کہ وہ اپنی غرض دوسرون کے سامنے پیش کرتے ع ہمت نہ خورد نیشتر لا و نعم را + آپ نے تو خدیجہ سے کچھ تذکرہ نہین کیا۔ مگر حضرت خدیجہؓ کے پاس چچا بھتیجے کی گفتگو کسی ذریعہ سے پہونچ گئی اور انھون نے خود اپنی طرف سے درخواست پیش کی۔ آنحضرت کو کوئی تامل نہ ہوا۔ خدیجہؓ کے اسباب تجارت کے مہتمم ہو کر آپ شام کی طرف روانہ ہوئے یہ سفر اپنی عمر کے پچیسوین سال مین آنحضرتؐ نے اختیار کیا۔ اس سفر مین خدیجہ کا غلام میسرہ اور خدیجہ کا ایک عزیز خزیمہ ابن حکیم یہ دو شخص بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔

حضرت خدیجہ کی تجارت

اس سفر مین بحیرا راہب کے صومعہ کے پاس نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی۔ نسطورا راہب نے بھی بحیرا راہب کی طرح محمدؐ کو رسول آخرالزمان بتایا اور اسکی بھی ابھرے ہی سے قافلہ واپس آیا۔ اور نفع کے ساتھ مال بکا۔ نسطورا راہب کے ملنے کا واقعہ مورخون نے یون لکھا ہے کہ نسطورا راہب نے اپنے صومعہ سے نکل کر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اور چہرہ کی دیکھ بھال شروع کی کبھی وہ آپ کی طرف نظر کرتا اور کبھی کتاب آسمانی کو پڑھتا اور مقابلہ کرتا تھا۔ اس عجیب حرکت سے خزیمہ کے دل مین شک پیدا ہوا۔ اُسنے "یا آل غالب" کہکر آواز دی۔ تمام قریش دوڑ پڑے۔ نسطورا ڈر کر بھاگا اور بام صومعہ پر چڑھکر

نسطورا راہب

اسنے اپنے عمل کی توضیح بیان کی اسوقت سب کو اطمینان ہوا اور آنحضرت
محمدؐ کی عظمت سب کے دلون مین زیادہ ہوئی۔

اس سفر سے پھر کر میسرہ اور خزیمہ نے خدیجہ سے محمدؐ کی بڑی تعریف کی۔ خدیجہ
کی دولت حسن۔ عقل اور سلیقہ پر لحاظ کرکے تمام مکہ کے لوگ اُنسے نکاح کا ارادہ
رکھتے تھے لیکن حضرت خدیجہ کسی کو پسند نہ کرتی تھین۔ اسوقت دفعتًا انکے ذہن
مین یہ بات آئی کہ آنحضرت محمدؐ سے نکاح کرنا چاہیے۔ ایک عورت نفیسہ نام کی
معرفت انھون نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ عورت نے پہلے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ
آپ نکاح کیون نہین کرتے۔ آپ نے جواب دیا کہ بے زری مانع ہے۔ اُسنے
پھر پوچھا اگر کوئی شریف عورت حسن اور جمال کے ساتھ آپ کی خواہش کرے تو
آپ کو کیا تامل ہوگا۔ آپ نے کہا ایسی عورت کون ہے۔ نفیسہ نے کہا خدیجہ۔
آنحضرتؐ نے کہا خدیجہ کس طرح راضی ہونگی؟ نفیسہ اسقدر تقریر کرکے واپس
آئی اور حضرت خدیجہ کو خوشخبری سُنائی۔ طرفین راضی ہوئے اور فورًا عقد نکاح
ہوا۔

آنحضرتؐ کا رسم نکاح

نکاح کے وقت خدیجہ کا چچا عمر ابن اسد اور محمدؐ کے چچا ابوطالب اور حمزہؓ
موجود تھے۔ نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی
لیکن خدیجہؓ اپنے حسن اور درستی قویٰ کی وجہ سے کم سن معلوم ہوتی تھین۔ آنحضرتؐ
اس نکاح سے بہت محظوظ ہوئے۔ گو خدیجہؓ نے بہت عرصہ تک آنحضرتؐ کا ساتھ
دیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اخیر عمر تک حضرت خدیجہؓ کی یاد دل مین رکھی اور عائشہؓ
ایسی پیاری بی بی کے سامنے بھی خدیجہؓ کا تذکرہ تاسف سے کرتے تھے اہل

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

اسلام

اسلام معترف ہیں کہ دنیا میں چار عورتیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہو گئی ہیں (۱) حضرت عیسیٰؑ کی ماں حضرت مریمؓ (۲) فرعون کی بی بی حضرت آسیہؓ (۳) آنحضرتؐ کی بی بی حضرت خدیجہؓ (۴) آنحضرتؐ کی لڑکی (حضرت خدیجہؓ کے بطن سے) حضرت فاطمہؓ -

ترمیم خانہ کعبہ بعہد قریش

جب آنحضرتؐ کی عمر ۳۵ برس کے قریب پہونچی تو خانہ کعبہ کی مرمت شروع ہوئی - یہ مکان بوسیدہ ہو گیا تھا اسلیے منہدم کرکے پھر سے بنایا گیا - اس کے بنانے میں کل قریش شریک تھے - اوروں کی طرح آنحضرتؐ بھی پتھر کندھے پر لالاکر پہنچاتے تھے - پہلے خانہ کعبہ کی دیواریں قدآدم سے زیادہ بلند نہ تھیں مکان اوپر سے کھلا ہوا تھا - کعبہ کے متعلق جو اسباب اور نقد ہوتا تھا وہ اُسی خانہ کے اندر ایک گڑھے میں جو کنوئیں کی طرح کھودا ہوا تھا مدفون رہتا تھا ایک مرتبہ مال چوری گیا اسلیے اس جدید تعمیر میں دیواریں بلند کی گئیں - اور اوپر چھت بنائی گئی -

حجر اسود کا رکھنا

خانہ کعبہ جب بن چکا تو یہ بحث پیدا ہوئی کہ حجر اسود کو اصل مقام پر کون رکھے لوگ متفق نہ ہوئے - نوبت جنگ و جدل کی پہونچا چاہتی تھی کہ ایک سمجھدار شخص نے یہ تجویز کی کہ جو کوئی پہلے آئے حکم مقرر کیا جائے - اتفاق سے آنحضرتؐ سب کے پہلے وہاں پہونچے اور وہی حکم ٹھہرائے گئے - حضرتؐ نے چادر بچھا کر حجر اسود کو اُس پر رکھا اور کہا کہ ہر قبیلے کا ایک سردار چادر کا کنارہ پکڑے اس طرح سب نے مل کر حجر اسود کو اُٹھایا اور موقع پر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے وہ پتھر چادر سے اُٹھا کر اصل جگہ پر رکھدیا - تمام لوگ اس دانشمندانہ حکمت عملی سے خوش ہو گئے -

خانہ کعبہ کا مختصر حال لکھنا اس موقع پر لطف سے خالی نہ ہوگا - بیان کیا جاتا ہے

خانہ کعبہ کی مختلف تعمیر

کہ اول آدم نے خانہ کعبہ کی بنا ڈالی۔ اور پھر غالباً شیث نے پتھر اور گارے سے اسکی تعمیر کی۔ طوفان نوح میں یہ مکان گر گیا اور پھر یوں ہی تودہ سنگ حضرت ابراہیم کے وقت تک تھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ اسکی تعمیر کی۔ پھر چوتھی مرتبہ اسکی تعمیر عمالقہ کے عہد میں ہوئی۔ اسکے بعد قبیلہ جرہم نے تعمیر کی۔ بعض مورخ قبیلہ جرہم کو عمالقہ پر مقدم بتاتے ہیں۔ چھٹی مرتبہ قریش نے اسکی تعمیر کسی قدر تبدیل ہیئت کے ساتھ کی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ حضرت عائشہ سے ایک حدیث منقول ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر خدا نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ قریش نے کعبہ کا وہ طرز بدل دیا جو ابراہیم کے وقت میں تھا۔ بہتر ہوتا کہ وہ پھر اصلی حالت پر کر دیا جاتا اور پورب پچھم اسمین دروازے بنائے جاتے۔ عبداللہ ابن زبیر نے اپنے عہد حکومت میں اس حدیث کے موافق کعبہ کو پرانے زمانے کے طور پر کر دیا۔ عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں جب اسکے سپہ سالار حجاج نے ابن زبیر پر فتح پائی تو خانہ کعبہ کی تعمیر جدید کو بدعت سمجھ کر از سر نو ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پیغمبر خدا اور خلفاے اربعہ کے وقت میں تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حجاج کے لکھنے پر عبدالملک نے محمد بن مروان کو اس کام کے لیے تعینات کیا۔ بہرحال اب جو کچھ موجود ہے وہ اسی طرز پر ہے جیسا کہ حجاج یا محمد بن مروان نے بنوایا۔ گو اسکے بعد بھی درست ہوتی رہی ہے۔ ہارون الرشید نے چاہا تھا کہ اپنے وقت میں امویوں کے نشان کو مٹا کر خانہ کعبہ کو ویسا ہی بنا دے جیسا کہ عبداللہ ابن زبیر کے وقت میں تھا لیکن امام مالک نے منع کیا اور کہا کہ "خانہ کعبہ کو ملعبہ ملوک (یعنی بادشاہوں کا کھیل) نہ ٹھہرائیے۔"

فصل سوم

رسالت سے ہجرت مدینہ تک

بعثت ۱۰ نبوت

جب آپ کی عمر چالیس برس کے قریب ہوئی تو طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل ہوئی۔ مکّہ کے قریب ایک پہاڑ کا درہ غار حرا کے نام سے مشہور ہے وہان جاکر اکثر آپ بیٹھتے تھے اور کئی کئی روز تک وہان رہتے تھے۔ مضمون کو عام فہم کرنے کے لیے یون کہہ سکتے ہین کہ تزکیہ نفس کے لیے آپ وہان جاتے تھے اور اسی حالت مین ایک خاص فیضان الٰہی کو آپ سے تعلق ہوا جو باعتبار نتیجہ کے رسالت کہا جاتا ہے اور تزکیہ نفس کے بعد جس قوت روح یا کیفیت کے ذریعہ سے فیضان الٰہی آپ تک پہونچتا تھا اُسکو اصطلاح شرع مین جبرئیل فرشتہ کہتے ہین۔ عالم ناسوت سے عالم غیر مادی کو جو تعلق ہے اسکا پورا انکشاف تو مرنے کے بعد ہوگا۔ جیتے جی سمجھنے کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ علیٰ قدر عقول اختیار کرنا چاہیے۔ مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ جس نے کچھ نہین سے سب کچھ کیا عالم کی درستی کے لیے جہان وہ سب کچھ سامان کرتا ہے وہان یہ بھی اُسنے ٹھہرایا کہ معین وقفہ کے بعد اصلاح عالم کے لیے ایسے پیغمبر دنیا مین ہوتے رہین جو قانون ربانی یعنے نہایت مستحکم قانون سے تمام عالم کا بند وبست کرین اور اُنکی راے پر چلنے والے دنیا مین سچّی اور آخرت مین لازوال راحت سے فیضیاب ہون۔

وحی

اسی حالت تنہائی مین ایک مرتبہ کچھ عالم غیر مادی کی طرف سے جو فیضان ہونے لگا۔ یا دوسرے لفظون مین جب آنحضرتؐ نے جبرئیل (پیغمبرون کے پاس خدا کے پیغام لانے والے) کو دیکھا تو کچھ متخوف ہوئے اور گھر آکر یہ حال

خدیجہؓ سے کہا۔ حضرت خدیجہ نے اپنے ایک ذی علم چچیرے بھائی ورقہ سے تمام حال بیان کیا۔ ورقہ کتب آسمانی سے خبردار تھا اُسنے کہا کہ یہ خدا کا فرشتہ ہو اس سے ڈرنا نہ چاہیے۔ ابتداے وحی کے لیے متعدد روایتیں ہیں اُنمیں سے ایک یہاں بیان کی گئی۔ پہلے کون آیت اُتری۔ علما نے اس مین بھی اختلاف کیا ہو کسی نے سورۂ فاتحہ الحمد للہ رب العالمین الخ کو پہلی وحی بتایا ہو۔ کسی نے اقرا باسم ربک الذی خلق الخ کا ذکر کیا ہو۔ وحی تین سال کے لیے رُک گئی تھی۔ زمانہ فتور وحی مین آنحضرت بہت پریشان رہتے تھے۔ جبرئیل کبھی تسکین کے کلمے کہہ جاتے تھے۔ مفسرین نے لکھا ہو کہ تین برس کے بعد وہی روحانی صورت جو غار حرا مین دکھلائی دی تھی اور خدا کی صفات کی تعلیم کر گئی تھی عالم مراقبہ مین خدا کا یہ پیغام پہنچا گئی۔ " یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطہر والرجز فاہجر و لا تمنن تستکثر و لربک فاصبر فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر یعنی " اے خلعت رسالت والے ہمارے احکام کی تعمیل کو مستعد اور طیار ہو جا اور ہمکو چھوڑ کر جو مخلوق پرستی اور افعال قبیحہ مین پھنسے ہین اُنکو ہمارے عذاب سے ڈرا۔ اپنے پروردگار کی بڑائی کر۔ پاکدامنی اختیار کر۔ شرک اور مخلوق پرستی کی نجاست سے بالکل الگ ہو جا اور شکر کی طمع سے احسان نہ جتا۔ لوگون کی زیادتیون پر اللہ کے لیے صبر کر۔ اور لوگون کو بتا دے کہ جب قیامت مین بگل پھونکا جائیگا وہ دن ہماری آیتون کے منکرون کے لیے بہت سخت ہوگا۔" اس آیت کے اترتے ہی آپ فرمان الٰہی کے بجالانے کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسلام کی وعظ شروع کردی۔ بعضون نے لکھا ہو کہ یہی آیت

سب سے پہلے اُتری تھی۔

اس امر میں بھی اختلاف ہی کہ وحی کی ابتدا خواب سے ہوئی یا بیداری سے لیکن اسمین اختلاف نہین ہی کہ پھر بعد کو خواب مین حالت بیداری مین چلتے پھرتے جب موقع اور محل ہوتا تھا وحی اُترتی تھی۔ وحیون کا مجموعہ قرآن ہی۔ ایک مرتبہ بہیت مجموعی یہ کتاب نہین اُتری۔ وقتاً فوقتاً احکام الٰہی اُترتے تھے۔ آنحضرت اور اُنکے اصحاب یاد کر لیتے تھے۔ آنحضرتؐ کے عہد مین یہ احکام کتاب کی صورت مین نہین لائے گئے تھے۔ آگے چل کر بیان ہوگا کہ خلفا کے وقت مین کیونکر تمام سورتین اکٹھا کی گئین۔

وحی کا اُترنا

آنحضرتؐ کو ابتدا سے عقل سلیم عطا ہوئی تھی۔ آپ شروع سے موحد تھے صادق المقال تھے۔ مسکرات۔ زنا۔ نمامی۔ بداعمالی۔ دروغگوئی وغیرہ اخلاق ذمیمہ سے کنارہ کش تھے۔ اب جب آنحضرتؐ کو یقین ہوا کہ ابراہیم عیسیٰ وغیرہ وغیرہ پیغمبرون کی طرح اُنکو بھی خدا نے اصلاح قوم اور درستی بنی نوع انسانی کے لیے نبی بنایا ہی اور لوگون کو توحید سکھانے کو اپنا مرسل قرار دیا ہی۔ تو آپ نے ہدایت شروع کی۔ سب کے پہلے حضرت خدیجہ کو دعوت اسلام کی اور فوراً ہی وہ اللہ کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان لائین بمعتبر خبر ہی کہ اُسی روز علی ابن ابی طالب بھی ایمان لائے۔ پھر زید ابن حارثہ حضرت خدیجہ کے آزاد کیے ہوئے غلام ایمان لائے۔ ان تینون کے بعد حضرت عبداللہ ابن قحافہ ایمان لائے جو تاریخ اسلام مین ابوبکر صدیق کے لقب سے مشہور ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ حضرت خدیجہ کے بعد ہی حضرت ابوبکر ایمان لائے تھے۔

خدیجہ اور ابوبکر کا اسلام

اسلام کا چرچا

حضرت ابوبکر نے اپنے تمام دوستون کو اسلام کی ترغیب دی۔ نہین سے پانچ اشخاص عشرہ مبشرہ کے بھی ایمان لائے جنکے نام یہ ہین۔ عثمان بن عفان۔ زبیر ابن عوام۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ عشرہ مبشرہ وہ دس آدمی ہین جنکے اعمال حسنہ پر نظر کرکے آنحضرت نے انکو جنت کی بشارت سنادی تھی لیکن ہر فرقہ کے مسلمان اس قول سے متفق نہین ہین اسکے دوسرے دن عثمان بن مظعون۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی۔ وارقم بن ابی الارقم کو ابوبکر صدیق نے آنحضرت کے سامنے پیش کرکے مشرف باسلام کروایا اور پھر اسی سلسلہ مین جعفر بن ابی طالب۔ ابوذر عمار بن یاسر اور سعید بن زید بھی ایمان لائے۔

آنحضرت پہلے علانیہ دعوت اسلام نہ کرتے تھے خاص خاص احباب اور انکے متوسلین مین دعوت محدود تھی کچھ لوگ باہر کے بھی آکر ایمان لائے تھے مگر بہت کم۔ تین برس یون ہی گذرے۔ اسکے بعد آیہ کریمہ " فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین " یعنی "حکم کی تعمیل کرو اور مشرکون سے اعراض کرو" نازل ہوئی۔ اور پھر آنحضرت نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی۔ یہ پہلے لکھا گیا ہے کہ آنحضرت ابتدائے عمر مین بہت زیادہ ہردلعزیز تھے۔ لوگ عام طور پر آپ کی عزت کرتے تھے اور دل سے محبت رکھتے تھے۔ لیکن یہ سب باتین بعثت سے قبل تھین۔ جب کفار کے مذہب اور بتون کو آنحضرت نے برا ٹھہرایا تو پھر کفار عرب کے نزدیک آپ سے برا کوئی دوسرا نہ تھا۔ کفار کے ہاتھون سے جو جو اذیتین آنحضرت کو پہونچین انکے تذکرے آگے آتے ہین۔ اسوقت مختصر طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ ابتدا مین جسطرح

علانیہ دعوت اسلام

تمام نبیون یا قومی مصلحون کو ذلتین اُٹھانی پڑی تھین اُسی طرح آنحضرتؐ کو بھی زحمتون کا سامنا ہوا۔ لوگون نے بے ادبیون کا کوئی درجہ اُٹھا نہین رکھا۔ جب آنحضرتؐ نے قوم کی حالت درست کرنے کی طرف توجہ کی تو پھر انکی نظرون مین آنحضرتؐ کا سا بدترین خلایق کوئی دوسرا نہ تھا۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی "یا معشر قریش۔ یا بنی فہر یا بنی غالب۔ یا بنی لوی۔ یا بنی عدی" مکہ کے باشندے چھوٹے بڑے آکر جمع ہو گئے دستور تھا کہ کوئی اہم کام پیش ہوتا تھا تو پہاڑ پر چڑھکر آواز دی جاتی تھی اور لوگ آواز سُنکر جمع ہو جاتے تھے۔ دوڑتے وقت لوگون نے سمجھا تھا کہ کوئی قومی مرحلہ پیش آیا ہوگا۔ وہان پہونچکر آنحضرتؐ کی زبان سے جو تقریر سُنی گئی وہ یہ تھی "لوگو اگر مین تم سے کہون کہ پہاڑ کے دوسری طرف ایک بڑا لشکر اسلیے چھپا ہے کہ دفعتاً تم پر حملہ کرے اور تمکو تباہ کر دے۔ تو کیا تم اسے باور کروگے؟ لوگون نے جواب دیا "بیشک اے محمدؐ تم سچے ہو اور ہم لوگون نے تم سے کبھی جھوٹ نہین سُنا۔ تمھاری بات ہم کیون جھوٹ سمجھنے لگے؟" آنحضرتؐ نے کہا تمھارے پیچھے عذاب سخت آنے والا ہے جو بغیر توحید کے رفع نہین ہو سکتا۔ یہ تقریر سنکر وہ سب اپنے دل مین آنحضرتؐ کو خفیف الحرکت سمجھے۔ ابولہب سے نہ رہا گیا اُسنے کہا "تباک سائر الیوم لھذا جمعتنا" تمھارے اوقات خراب ہون بس اسی لیے بلایا تھا۔ اور یہین سے سمجھیے کہ کفار اور آنحضرتؐ کے درمیان مین کھُلی کھُلی عداوت کا آغاز ہوا۔

کفار قریش کی عداوت

آنحضرتؐ کے ساتھ جو برتاؤ اہل مکہ کا تھا اسکی نوعیت برابر بدلتی رہی۔ وہی محمدؐ جو پہلے تمام اہل مکہ کی آنکھون کی ٹھنڈھک تھے قوم نے اُنھین "امین" خطاب

دے رکھا تھا۔ اب اس نئے مذہب پھیلانے کی وجہ سے وہ کانٹے کی طرح دلون مین چُبھنے لگے اور "امین" کی جگہ اُنھین "مجنون" خطاب دیا گیا۔ جب آپ راہ سے گذرتے تھے تو قریش مذاق کرتے تھے۔ آپس مین کہتے تھے کہ "یہ شخص بھلا چنگا تھا دفعتاً دماغ پھر گیا کہتا پھرتا ہی کہ مجھ سے اہل آسمان باتین کرتے ہین اور آسمان کی خبر لاکر ہم لوگون کو سُناتا ہی" خیر مجنون خطاب پانے سے تو چندان نقصان آنحضرتؐ کا نہ تھا۔ لیکن جب آنحضرتؐ نے بتون کو باطل کہنا اور قریش کے آبا اور احداد کو جو کفر پر مرے تھے دوزخی بتانا شروع کیا اُسوقت قریش کو صدمہ پہونچا اور وہ آنحضرتؐ کی دشمنی پر تُل گئے۔ اور پھر آپنے اُنکی دشمنی سے جو جو اذیتین اُٹھائین اُنکی کوئی حد نہین رہی۔

محمد مجنون مشہور ہوئے

اصلاح قوم کی کوشش کوئی آسان امر نہین ہی جس طرح یہ بہترین اعمال انسانی ہی اُسی طرح سخت ترین تکالیف کی موجب بھی ہی۔ ایک نقل ہی کہ انگلستان مین ایک نوجوان مرد قومی خیالات مین ہر وقت محو رہتا تھا۔ اُسکا باپ ایک روز اُسکے پاس آیا جب کہ وہ اپنے ارادون مین مزاحمتین دیکھکر سست بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔ باپ نے کہا "بیٹے تم کس خبط مین مبتلا ہو گئے ہو۔ گھر کی فکر نہین کرتے۔ ماں باپ بھائی بہن سب کو چھوڑکر قوم کے شیدا بن رہے ہو۔ کام تو بُرا نہین ہی لیکن اسکی زحمتین اُٹھانے کی قابلیت بھی تم مین ہی؟ اسکو پہلے سے سوچ لو دیکھو (حضرت عیسیٰؑ کی تصویر کہ جب وہ صلیب پر چڑھائے گئے تھے دیوار مین آویزان تھی اُدھر اُنگلی اُٹھاکر) اس دن کا خیال کرلو جب قوم کے بہی خواہ بنو۔" حضرت عیسیٰؑ کی سی حالت تمام مصلحان قوم کی نہ سہی لیکن زیادہ تر تو ایسے ہی لوگ ہین کہ مرنے کے بعد

قوم نے اُنکے خیالات کی قدر کی اور بہت کم ایسے گذرے ہین کہ جیتے جی اُنکو اپنی
کوششون کا اچھا نتیجہ دیکھنا نصیب ہوا۔ غرضکہ اسمین کوئی شک نہین ہے کہ روز ازل
سے آج تک جس کسی نے اپنی قوم کی بہی خواہی کا خیال کیا شروع شروع قوم اسکو
ضرور دشمن قوم سمجھی۔ اور بڑی بڑی زحمتون مین اُسکو ڈالنا چاہا۔ آنحضرت کے
حالات سے معلوم ہوگا کہ اہل عرب نے شروع شروع آپ سے سخت دشمنی کی۔
آپ کو طرح طرح کی اذیتین پہونچائین۔ لیکن اخیر مین سب نے آپ کی بڑی قدر
کی۔ اور وفات کے پہلے آپ نے اپنی قوم کو ادنی حالت سے اعلی حالت مین
پہونچا کر اپنی خواہشون اور ارادون کی کامیابیان دیکھ لین۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے خاندان کے چالیس مردون کو دعوت کی تقریب سے
جمع کیا۔ انمین ابو طالب۔ حمزہ۔ عباس اور ابولہب بھی تھے۔ موقع پاکر آپ نے
اپنی رسالت کا ذکر چھیڑا اور یہ چاہا کہ گھر والون مین سے کوئی ایک بھی آپ کا ساتھ
دینے کو آمادہ ہوتا تو بڑی تقویت ہوتی۔ مورخون نے لکھا ہے کہ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔
لیکن علی ابن ابی طالب سے اس حیرت بخش شک اور حقارت آمیز سکوت کی
برداشت نہ ہو سکی اور کھڑے ہو کر اُنھون نے بڑی ہمت اور جرأت سے کہا کہ رسول
اللہ گو اس مجمع مین سب سے کم سن مین ہون مگر اس مشکل خدمت کے بجالانے
کو طیار ہون۔ مسٹر کارلائل اس موقع کو یون لکھتے ہین کہ اس مجمع مین علی کا باپ
ابو طالب جو محمد کا دشمن نہ تھا موجود تھا۔ تاہم سب کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ (محمدؐ)
اور ایک سولہ برس کے لڑکے (علیؓ) کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونون ملکر تمام دنیا کے خیالات
کے خلاف کوشش کرین گے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور سب لوگ قہقہہ

لگا کر منتشر ہو گئے۔ مگر آیندہ چل کر ثابت ہوا کہ یہ بات ہنسی کے لائق نہ تھی بلکہ سب ٹھیک اور درست تھی"۔

کدتر بڑھنے پر ابولہب اور عقبہ بن معیط آنحضرتؐ کے گھر کے قریب عین گذرگاہ پر گندی چیزیں جمع کر دیتے تھے۔ اور غرض اس سے صرف آنحضرتؐ کو دق کرنا ہوتی تھی۔ آنحضرتؐ تحمل سے کام لیتے تھے اور بس اتنا ہی فرماتے تھے "کیا حق ہمسائگی یہی ہے" اور کچھ نہ بولتے تھے۔ یون ہی آہستہ آہستہ قریش کی طبعتین فساد کی طرف بڑھتی گئین اور آنحضرتؐ کی عداوت لوگون کے دل مین جگہ پکڑتی گئی۔

ابولہب اور عقبہ

موسم حج مین جب لوگ باہر کے آتے تھے تو آنحضرت دعوت اسلام کرتے تھے اور بعض بعض ایمان بھی لاتے تھے۔ ایسے موقع پر ابولہب سخت بے ادبیان کرتا تھا آنحضرتؐ تو لوگون کو دعوت اسلام کرتے تھے اور یہ کمبخت پتھر مارتا تھا اور لوگون سے کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص ساحر ہے۔ شعبدہ باز ہے۔ شاعر ہے اور کذاب ہے۔ کبھی وہ یہ بھی کہتا تھا کہ "اس شخص کا دماغ پھر گیا ہے۔ تم لوگ اسکی باتین کیا سنتے ہو" آنحضرتؐ یہ سب کچھ سنتے تھے لیکن کچھ نہ بولتے تھے اور اپنے کام سے واسطہ رکھتے تھے۔ سورہ لہب "تبت یدا ابی لہب و تب ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب سیصلی نارا ذات لہب و امراتہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبل من مسد"۔ اسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی ابولہب کی بی بی ام جمیل بھی آنحضرتؐ کی ہجو مین اپنے شوہر کی شریک غالب تھی اسلیے اسکی مذمت بھی اس سورہ مین کی گئی ہے۔

ابولہب

ایک مرتبہ اکابر قریش جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ موسم حج قریب ہے باہر کے لوگ آئین گے تو محمدؐ پھر اپنی سحر بیانی سے کام لین گے۔ یہ لوگ سیدھے

سارے ہین۔ دام فریب مین آتے جاتے ہین۔ اسکی روک تھام ضرور ہی سب نے کہا کہ محمدؐ ایک شریف خاندان کا ہی۔ بہ ظاہر صورت شکل بھی اچھی ہی۔ فصیح البیان ہی ہم کوئی ایسا حیلہ اُسکے مقابلہ مین نہین کر سکتے جس سے لوگ اُس سے نفرت کرین اگر ہم اسکو مجنون کہین گے تو لوگ ہم ہی کو مجنون کہین گے۔ اخیر مین یہ رائے قرار پائی کہ گو اُنکو ساحر کہنا بھی مناسب نہ ہوگا لیکن سوا اسکے دوسری تدبیر نہین ہو سکتی اسی حیلہ سے لوگون مین نفرت پیدا کی جائے۔ قریش نے سب کچھ تدبیرین کین لیکن وہ اسے کیا کرتے کہ جس کسی کا اعتقاد جم جاتا تھا وہ پھر کسی کی نہ سنتا تھا۔

محمد ساحر کہے گئے

ایک مرتبہ کفار مکہ خانہ کعبہ مین بیٹھے آنحضرتؐ کا تذکرہ کرتے تھے کہ "یہ شخص کھلے خزانے ہمکو اور ہمارے بزرگون کو بُرا کہتا ہی اور ہم چپ چاپ سُن لیتے ہین کوئی بندوبست ہمکو ضرور کرنا چاہیے" گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ آنحضرتؐ آپہنچے اور طواف کعبہ مین مشغول ہوئے۔ کفار آوازے کسنے لگے اور تعرض کے ساتھ پیش آئے۔ دو مرتبہ آنحضرتؐ کچھ نہ بولے۔ تیسری مرتبہ آنحضرتؐ کو جلال آیا۔ فرمایا قریش تم سُنتے نہین قسم ہی اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہی کہ مین تمکو ذبح کرنے آیا ہون۔ آنحضرتؐ کی گفتگو سے دلون مین کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ اُن لوگون نے آنحضرتؐ کی خوشامد کی اور اپنا طور پر چھانی مانگی۔ دوسرے دن کفار نے اپنی ہزیمت پر تاسف کیا اور پھر ایک دل ہو کر آنحضرتؐ کی سے بے ادبی کی۔ ابوبکر صدیقؓ حامی ہوئے تو اُنکو خوب مارا۔ اُنکے اعزہ بنوتیم اگر کفار کے ہاتھ سے انھین بچا نہ لیتے تو نہ معلوم کیا نوبت اُنکی پہونچتی۔

ابوبکر سے بے ادبی

ایک روز عتبہ بن ربیعہ آنحضرتؐ کے پاس آکر کہنے لگا "محمد تم اچھے یا عبد اللہ" آنحضرتؐ نے جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا "تم اچھے یا عبد المطلب" آنحضرتؐ نے پھر

عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو

سکوت کیا۔ عتبہ نے کہا" اگر تمھارے نزدیک یہ لوگ اچھے تھے تو اسمین شبہ نہین
کہ یہ بھی بت کی پرستش ویسی ہی کرتے تھے جیسی مین کرتا ہون۔ اور اگر تمھارا یہ خیال ہو
کہ تم ان سب سے اچھے ہو تو صاف کہو کہ مین بھی سنون۔ تم نے ہماری قوم مین ایک تہلکہ
ڈال دیا جماعت کو تم نے متفرق کر دیا۔ قومی معبودون کی بے عزتی کی۔ سب کے
باپ دادا کو کافر ٹھہرایا۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ تمھین لوگ ساحر اور کاہن کہنے
لگے۔ تم جو مانگو مین دینے کو طیار ہون اس شرط سے کہ تم اپنی ادعا سے باز آؤ۔
اگر تم کوئی حسین عورت چاہتے ہو تو مین اسکا انتظام کر دون۔ اگر دولت اور مال کی
طمع ہو تو مین چندہ سے اتنا مال دون کہ قوم مین تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ۔
اگر بادشاہت کی طمع ہو تو مین تمھین قوم کا بادشاہ بھی بنا سکتا ہون۔ اگر تمھارا وہم تمھارے
اختیار سے باہر ہو تو کہو کوئی طبیب ڈھونڈھ لاؤن کہ تمھارا معالجہ کرے۔ تمھین صحت
ہو جائے تو ہمین مال خرچ کرنے مین دریغ نہین ہے" جب عتبہ گفتگو ختم کر چکا تو پیغمبر
خدا نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ قرآنا
عربیا لقوم یعلمون الخ جب آنحضرت " فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد
و ثمود" تک پہونچے تو عتبہ نے کہا "بس بس" اور پھر اپنی قوم کے پاس آکر کہا" واللہ مین نے
ایسا کلام سنا ہے کہ اسکا مثل کبھی نہ سنا تھا۔ شاعری۔ سحر۔ یا کہانت کو اس سے کوئی
نسبت نہین ہے۔ میری تو یہ رائے ہے کہ تم محمد کو اُسکے حال پر چھوڑ دو۔ یقینا یہ کلام کچھ
کر کے دکھائیگا۔ اگر دوسرون سے یہ مغلوب ہوا تو تمھارا مطلب بے دردسر حاصل ہوا اور
اگر یہ غالب رہا تو اسکی عزت کے ساتھ تمام مکہ والون کی عزت بڑھے گی۔ میری تو
یہی رائے ہے۔ آیندہ جو تم مناسب سمجھو" ایک عتبہ کی رائے کیا کرتی۔ ہر کام کا ایک وقت

ہوتا ہی۔ جب تک وہ وقت نہین آیا کافرون کی حالت نہین بدلی۔

قریش نے کوئی درجہ برائی کا آنحضرتؐ کے لیے اٹھا نہین رکھا لیکن آنحضرتؐ ہمیشہ صبر اور استقلال سے کام لیتے تھے اور کہتے تھے تو صرف یہ "خدا یا تو اس قوم جاہل کو ہدایت دے" مشہور ہی کہ صرف ایک مرتبہ پیغمبرؐ خدا نے دعاے بد کی تھی وہ بھی اپنی جسمانی اذیت کے لحاظ سے نہین بلکہ اسلیے کہ رکن اسلام کے ساتھ کفار نے سخت بے ادبی کی تھی۔ قصہ یون ہی کہ ابوجہل کے اشارے سے عقبہ بن معیط نے کسی جانور کی اوجھڑی آنحضرت کے گلے مین ڈال دی ایسی حالت مین کہ آنحضرتؐ خانہ کعبہ مین سربسجود تھے۔ اوجھڑی ڈالنے کے بعد کفار نے ہنسنا شروع کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنا سر اسوقت تک نہین اٹھایا کہ حضرت فاطمہؓ کو خبر ہوئی اور انھون نے آکر دوش مبارک کو سبکدوش کیا۔ آنحضرتؐ نے نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ اللھم علیک بقریش کہا اور پھر نام بنام ابوجہل بن ہشام۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ولید بن عتبہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ابی بن خلف اور عمارہ بن عبید کے حق مین

کفار کے حق مین دعا بد

دعاے بد کی۔ تھوڑے دنون کے بعد یہ سب مسلمانون کے ہاتھ سے جنگ بدر مین مارے گئے اور ذلت کے ساتھ گڑھے مین پھینکے گئے۔

عبدالمطلب کے بعد ابوطالب سردار مکہ سمجھے جاتے تھے اُنکے خوف سے کفار آنحضرتؐ سے کچھ بول نہ سکتے تھے اور اسی طرح اُن مسلمانون کا بھی کچھ نہ کرسکتے تھے جنکا کنبہ خوش حال تھا لیکن غریب مسلمانون کے ساتھ کفار بڑی سختیان کرتے

غریب مسلمانون پر سختیان

تھے۔ گرم ریت پر دھوپ مین لٹاتے تھے۔ گرم پتھر جسم پر باندھتے تھے۔ دُرّے مارتے تھے۔ دانہ پانی بند کرتے تھے۔ سبھی کچھ کرتے تھے لیکن جو ایک مرتبہ آنحضرتؐ

کے سامنے توحید اور رسالت کا اقرار کرجاتا تھا پھر وہ اُس سے منحرف ہوتا تھا۔

بلال حبشی

منجملہ ان مفلس مسلمانون کے حضرت بلال حبشی ایک کافر کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ لبطحی سے مکہ مین دیکھا کہ گرم ریت پر اُنھین ننگا لٹا کر گرم پتھر اُنکے پیٹ پر رکھدیا گیا ہے۔ یہ سزا صرف اسلیے تھی کہ وہ دین محمدی سے مرتد ہونا گوارا نہ کرتے تھے اور اُنکے آقا کو اسپر اصرار تھا۔ ابوبکرؓ نے اُنکے مالک کو سمجھایا۔ مالک نے کہا کہ "تمھین لوگون نے تو اس غلام کو بہکا کر خراب کیا۔ اب یہ میرے کس کام کا ہے۔ تمھین ایسا ہی رحم ہو تو مجھ سے خرید لو" حضرت ابوبکرؓ نے اُنھین خریدا اور فوراً آزاد کردیا۔ حضرت بلال مرتے دم تک مسلمانون کے ساتھ رہے۔ آزاد تھے۔ پھر بھی خادمون کی طرح پیغمبرؐ خدا کی خدمت کرتے تھے۔

ہجرت حبشہ

جب مسلمانون کے ساتھ کفار مکہ کا ظلم زیادہ بڑھا تو پیغمبرؐ خدا نے مسلمانون کو ہجرت کا حکم دیا۔ ہجرت کا حکم اُسوقت موکد نہ تھا۔ حبشہ جسکو ابی سینیا کہتے ہین ہجرت کے لیے منتخب کیا گیا۔ اول اول گیارہ مرد اور چار عورتین کل پندرہ شخص مکہ سے چھپ کر باہر نکلے۔ جدہ تک پا پیادہ آئے اور وہان سے جہاز مین بیٹھ کر حبشہ کے ساحل پر اوتر پڑے۔ حبشہ مین اسوقت عیسائی بادشاہ تھا جسے نجاشی کہتے تھے ان ہجرت کرنے والون مین سب کے پہلے حضرت عثمانؓ بن عفان اپنی زوجہ رقیہ بنت رسولؐ کے ساتھ گھر سے نکلے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ نبوت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین گھر سے نکلے تھے۔

ہجرت ثانی

کچھ غلط فہمی اس طرح پر واقع ہوئی کہ مہاجران حبشہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مصالحت ہوجانا تصور کرکے حبشہ سے واپس آئے۔ مکہ مین پہونچنے پر خبر غلط نکلی

تو پھر واپس گئے اور بہت سے نئے مسلمانون کو بھی ساتھ لیتے گئے - اس جانے کو ہجرت ثانی کہتے ہین - عبد اللہ ابن مسعودؓ بھی مہاجران حبشہ مین سے تھے لیکن اسمین اختلاف ہو کہ اُنھون نے پہلی مرتبہ ہجرت کی یا دوسری مرتبہ - بیان کیا جاتا ہو کہ بہت سے مسلمان متفرق طور پر بھی مکہ سے ہجرت کرکے حبشہ گئے تھے - مہاجران حبشہ کی تعداد بچّون کو چھوڑکر اسّی مرد اور گیارہ عورتین جملا اکیانوے تک پہنچ گئی تھی -

نجاشی کے پاس کفار مکہ

کافرون نے جب دیکھا کہ اہل مکہ مسلمان ہوتے ہین اور چپ چاپ حبشہ چلے جاتے ہین تو اُنکی کد اور بڑھی - چند کفار نجاشی اور اُسکے ارکین دولت کے لیے تحائف لیکر حبشہ مین پہونچے - ارکین دولت نے نجاشی سے عرض کیا کہ چند آدمی مکہ سے ہمارے ملک مین اپنا آبائی مذہب چھوڑکر بھاگ آئے ہین اُنکے اہل ملک اُنکا دعویٰ کرتے ہین - بہتر ہوگا کہ وہ اُنکے حوالے کردیے جائین نجاشی نے کہا جب مجھ سے پناہ مانگی جائے تو مجھے پناہ دینا لازم ہو - مین اپنے ملک سے ان نو واردون کو جانے ندونگا لیکن اُنکو بُلانا چاہیے تا اُنکے باہمی نفاق کا پتہ چلے

جعفر در دربار نجاشی

یہ حالت بربادؔ مسلمان نجاشی کے دربار مین چلے - حضرت جعفر طیار سب کے پیشوا تھے - کفار مکہ جب دربار مین آئے تو پہلے اُنھون نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اُسکے بعد ایک گوشہ مین مودب بیٹھے - تھوڑی دیر مین مسلمان بھی آئے اُنھون نے صرف سلام کیا سجدہ نہین کیا - نجاشی کے ندیمون نے مسلمانون کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا "تم نے بادشاہ کو سجدہ کیون نہ کیا" جعفر طیار نے کہا "ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے ہمارے پیغمبرؐ نے ہمکو یہی تعلیم دی ہے" اس گفتگو سے نجاشی کے دل مین

مسلمانون کی وقعت قایم ہوئی اور اُسنے پوچھا کہ "تم نے اپنے بھائیون کا دین چھوڑ دیا اور یہود و نصاری کے دین پر بھی تم نہین ہو تو پھر آخر تمھارا کیا دین ہی" جعفر نے کہا کہ" اللہ نے اپنا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا ہی جسکے کہنے سے ہم نے اپنا ابائی مذہب ترک کر دیا اب ہم اُسی کے دین پر ہین وہ ہمکو اچھے کام کی ترغیب دیتا ہی اور بُرے کام سے منع کرتا ہی۔ نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ۔ صلہ رحم وغیرہ وغیرہ اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہی۔ اُسے سچا سمجھ کر ہم ایمان لائے تو ہمارے بُت پرست بھائی ہمکو ایذا پہنچانے لگے۔ ہم مین لڑائی کی طاقت نہ تھی۔ ہم بھاگ کر آپ کی عملداری مین چلے آئے" نجاشی نے کہا کہ تمھارے پیغمبر پر جو کلام اوترا ہی اُسمین سے تم کچھ سُنا سکتے ہو۔ جعفر نے سورۂ کہیعص پڑھ کر سُنائی۔ نجاشی سُنکر بیچین ہو گیا۔ اُسپر بڑی رقّت طاری ہوئی۔

نجاشی کا مسلمان ہونا

مسلمان مورخون کا بیان ہی کہ کلام اللہ سُنکر نجاشی بولا کہ اس کلام مین وہی رنگ ہی جو حضرت موسیٰ کی توریت مین ہی۔ دونون کلام ایک ہی طرح کے ہین۔ کفار نے بادشاہ کو بدظن کرنے کے لیے کہا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ ابن مریم کی بھی مخالفت کرتے ہین۔ جعفر نے کہا ہرگز نہین اور پھر آیہ کریمہ "ہو عبد اللہ و رسولہ و کلمتہ القاہا الی مریم و روح منہ" پڑھا۔ نجاشی بولا ٹھیک یہی مفہوم انجیل کا بھی ہی نجاشی کے دربار مین جو تقریر جعفر نے کی اُسے مورخون نے نقل کیا ہی ہم یہان اُسکا ترجمہ درج کرتے ہین۔ حضرت جعفر نے کہا۔

" اے بادشاہ۔ ہم ایک جاہل اور گمراہ قوم تھے۔ بُت پوجتے تھے۔ مُردار گوشت کھاتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے۔ ہمسایون سے بُری

طرح پیش آتے تھے۔ زبردست کمزور کا مال کھا جاتا تھا۔ایک مدت سے
ہماری یہی حالت چلی آتی تھی۔ یہان تک کہ خدا نے ہمارے ہی قوم کا
ایک پیغمبر بھیجا جسکی شرافت ۔نسب ۔راستبازی ۔ایمانداری اور پاک
دامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُسنے ہمکو خدا کی طرف بُلایا تا کہ ہم
اُسی ایک خدا کو خدا جانین اور اُسی کی عبادت کرین اور بتون اور پتھرون
کی پرستش چھوڑ دین جنکو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اُسنے
حکم دیا کہ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کرین اور کسی چیز کو ذات اور صفات
اور استحقاق عبادت مین اُسکے ساتھ شریک نہ کرین۔ پانچون وقت
نماز پڑھنے اور سال بھر کے بعد بقیہ مال کا چالیسوان حصہ صدقہ دینے
اور ماہ رمضان مین بیماری اور سفر کے سوا روزہ رکھنے کو اُسنے فرض
بتایا۔ اُس پیغمبر نے ہمکو سچ بولنے اور امانت کو اُسکے مالک کے پاس
پہنچا دینے اور قرابت دارون سے رعایت یا مروت کرنے اور ہمسایون
کے ساتھ نیکی سے پیش آنے اور بُرے اور حرام کامون اور خون خرابون
سے بچنے کا حکم دیا اور بدکاریون اور جھوٹی گواہی دینے اور بے ماں
باپ کے بچون کا مال کھا لینے اور پاک دامن عورتون پر تہمت لگانے
سے منع کیا۔ ہم نے اُسکو سچا جانا۔ اور جو احکام اُسنے خدا کی طرف سے سُنایا
اُن سب کی پیروی اختیار کی۔ ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے
ہین اور کسی چیز کو کسی بات مین بھی اُسکے ساتھ شریک نہین کرتے۔
اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے اسکو حرام اور جو حلال کر دی ہے اُسکو

حلال جانتے ہین۔ اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اور طرح
طرح سے ہمکو دُکھ دیا اور ہمکو ہمارے دین سے پھرانا چاہا کہ ہم خدا کو چھوڑ کر
پھر بُت پوجنے لگین اور جن بُری باتون اور چیزون کو ہم پہلے جائز سمجھتے تھے
پھر اُنکو جائز جانین۔ جب اُنھون نے ہمکو نہایت عاجز کر دیا اور طرح طرح
کے ظلم کیے اور نہایت تنگ کیا اور ہمارے دین مین ہمارے مزاحم ہوئے
تو ہم اپنا وطن چھوڑ کر اور تجکو اور بادشاہون کی بہ نسبت اچھا جان کر
تیرے ملک مین چلے آئے۔ اور یہ امید کر کے کہ تیرے سامنے کوئی
شخص ہم پر ظلم نہ کر سکے گا تیری پناہ اختیار کی "

حضرت جعفرؓ کی تقریر سے نجاشی بہت متاثر ہوا اور کلام اللہ کی آیت سُنکر
کہنے لگا ٹھیک یہی مفہوم انجیل کا بھی ہے۔

نجاشی کی گفتگو

مسلمانو۔ تم پر اور تمھارے رسول پر مرحبا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ محمدؐ وہی رسول
ہے جسکی تعریف انجیل مین مین نے پڑھی ہے۔ اور عیسیٰ ابن مریم نے جسکی بشارت انجیل
مین دی ہے۔ بخدا انتظام سلطنت دامنگیر نہوتا تو مین تم لوگون کے ساتھ چل کر
اُس رسول برحق کی جوتیان اُٹھاتا اور آفتابے مین پانی لیکر وضو کراتا۔ یہین سے
اکثر مسلمان مورخون کا اتفاق ہے کہ نجاشی مسلمان ہوا اور مرتے دم تک مسلمان رہا
نجاشی کی یہ کیفیت دیکھ کر قریش پھٹے مُنہ واپس آئے۔ اُنکے تحفے بھی نجاشی نے
پھیر دیے۔ اب کفار قریش کو مناسب تو یہ تھا کہ مسلمانون کی مخالفت سے ہاتھ اُٹھاتے
اپنے کیے پر پچھتاتے لیکن وہان کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس واقعہ نے اُنکی ضد اور بڑھا دی
نبوت کے چھٹے برس حضرت حمزہؓ عم رسولؐ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب ایمان

حمزہؓ اور عمرؓ

لائے ان دونوں کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی قوت پہونچی - حمزہؓ نہایت جری اور فن جنگ کے بڑے ماہر تھے - حضرت عمرؓ بن الخطاب بہت باہیبت اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے - اُن دونوں کے اسلام نے مسلمانوں کی حالت میں ایک تبدیلی پیدا کی -

حمزہؓ مسلمان ہوئے

حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کی کیفیت یوں لکھی ہو کہ ایک روز ابوجہل نے پیغمبرؐ خدا کو بہت سے کلمات نامعقول سُنائے - آنحضرتؐ بہت مغموم تھے - حضرت حمزہؓ گھر پر نہ تھے شکار کھیلنے باہر گئے تھے - جب وہ واپس آئے تو راستہ میں ایک لونڈی نے ابوجہل کا گالیاں دینا اور آنحضرتؐ کا سنکر صبر کرجانا بالتفصیل بیان کیا حمزہ علاوہ علاتی چچا ہونے کے آنحضرتؐ کے برادر رضاعی بھی تھے اور آپ سے بہت اُنس رکھتے تھے اس خبر نے اُنکو سخت مشتعل کیا اور وہ سیدھے کمان دوش پر رکھے ہوئے ابوجہل کے پاس پہونچے اور پہونچکر اُنھوں نے ایک کمان اُسکے سر پر ایسی ماری کہ خون جاری ہوگیا اور کہا "تو جانتا نہیں کہ میں بھی محمدؐ پر ایمان لایا ہوں" حضرت حمزہؓ ایسے پہلوان سے بھلا وہ کیا بولتا مار کھا کر چُپکا ہو رہا - اور حضرت حمزہؓ نے سیدھے آنحضرتؐ کے پاس آکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا جس سے آنحضرتؐ کو کمال مسرت ہوئی - قریش آنحضرتؐ سے بہت بے تکلف ہو چلے تھے لیکن حمزہؓ کے اسلام نے اُنکو باادب کردیا - وہ سمجھے کہ حمزہؓ سے لڑنا آسان نہیں ہو -

عمرؓ مسلمان ہوئے

عمر بن الخطابؓ کے ایمان لانے کی کیفیت مورخوں نے کسی قدر جزوی اختلاف کے ساتھ یوں لکھی ہو کہ ایک دن ابوجہل نے باہم یہ ذکر کیا کہ "کوئی محمدؐ کو قتل کرڈالے تو میں ایک سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی انعام دوں" حضرت عمرؓ نے اُس سے

بات پکی کرکے قتل کا بیڑا اُٹھایا۔ راہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُسنے حضرت عمرؓ کا ارادہ سنکر کہا محمد کے پیچھے مارنا پیچھے گھر کی تو خبر لو کہ تمھاری بہن بھی مسلمان ہوگئی ہے عمر اپنی بہن کے گھر گئے وہان حالت یہ تھی کہ دروازہ اندر سے بند تھا اور حضرت عمر کی بہن اور اُسکے شوہر حارث کو حضرت خبابؓ سورہ طٰہٰ (ایک کاغذ پر لکھی ہوئی) یاد کرا رہے تھے۔ عمر کی آواز سنکر حضرت خبابؓ چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر اُنکی بہن نے کہا کہ ہم لوگ باتین کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بکری ذبح کرکے پکانے کو کہا جب وہ پکی تو زن وشو نے ذبیحہ کافر سمجھکر اُسکے کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے خاص اسی غرض سے بکری ذبح کی تھی۔ جب حضرت عمر کو اُنکے مسلمان ہونے کا یقین ہوگیا تو اُنکو مارنا شروع کیا۔ عورت کو چوٹ زیادہ آئی اسکا خون آلود چہرہ دیکھکر حضرت عمرؓ پشیمان ہوئے۔ کچھ دیر ساکت رہکر اُنھون نے پوچھا "اچھا وہ پرچہ کہان ہے جسے تم لوگ پڑھتے تھے؟" کسی قدر تامل کے ساتھ وہ پرچہ عمرؓ کو دیا گیا اور وہ پڑھنے لگے جب "وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی" تک پہونچے تو کلام نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت عمرؓ کے منھ سے بے اختیار نکل گیا "کیا اچھا کلام ہے" حضرت خبابؓ اتنا سہارا پاکر گوشہ سے نکل آئے اور بولے عمر مبارک ہو تجھے اسلام۔ رات آنحضرتؐ دعا کرتے تھے "خدایا ابوجہل بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے اسلام کو عزت دے" حضرت عمر اُسی وقت آنحضرتؐ کے پاس پہونچے اور مسلمان ہوگئے۔

عمرؓ کا کعبہ مین نماز پڑھنا

کفار کی ضد بڑھ رہی تھی۔ بہت سے مسلمان حبشہ چلے گئے تھے۔ جو مکہ مین رہے وہ کفار سے کنارے رہتے تھے۔ اور کفار کی بے ادبیون کا خوف اُنکو ہر دم لگا رہتا تھا خانہ کعبہ مین مسلمان نماز نہین پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان ہوتے ہی کہا

کہ "نماز خانہ کعبہ مین پڑھنا چاہیے - کفار اپنا دین باطل تو نہ چھپائیں اور مسلمان اپنا
دین چھپاتے پھرین یہ نامناسب ہی" آنحضرتؐ نے اسے منظور کیا اور عمرؓ۔ حمزہؓ۔
علیؓ۔ ابوبکرؓ اور بہت سے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف چلے - وہان کفار انتظار
کررہے تھے کہ عمر آنحضرتؐ کا سر لاتا ہوگا اور پھر دیکھا تو یہ دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ وہ چلے
آتے ہین اور کعبہ مین نماز پڑھنا چاہتے ہین - یہ دیکھکر کفار کو سخت حیرت ہوئی اور کچھ
خوف بھی اُنپر غالب ہوا - تھوڑے سے مقابلہ کے بعد کفار پسپا ہوئے اور دو رکعت نماز جماعت
کے ساتھ خانہ کعبہ مین پڑھی گئی اُسوقت تک ۳۹ مسلمان تھے عمرؓ کے ملنے سے
پورے چالیس ہوگئے اُسی وقت آیہ کریمہ "یاایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من
المومنین" نازل ہوئی۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام کفار مکہ کے لیے ...

پہلے نزاع شخصی تھی اور اب قومی جھگڑا شروع ہوا۔ ابتدا مین دشمن ...
کے مخالف تھے اور اب کل قریش ایک دل ہوکر مخالفت پر کمربستہ
کے ساتوین سال شروع ہونے پر ایک روز کفار مکہ نے جمع ہوکر ابوطا
صاف صاف لفظون مین سنایا کہ "تم محمد کو ہمارے حوالے کردو کہ ہم
یا ہم سے جنگ کرو" ابوطالب گھر آئے اور آنحضرتؐ کو بُلا بھیجا - آنحضر
ہر چچا بھتیجے مین گفتگو شروع ہوئی - ابوطالب نے قریش کی گفتگو سنا کر کہا "
قریش سے لڑنے کی طاقت نہین ہی اپنی جان کا خیال کرو اہالی مکہ کے معبودون کو برا
نہ کہو" آنحضرت سمجھے کہ ابوطالب میری حمایت سے دست بردار ہوتے ہین - ابوطالب
کی تقریر کا منشا ہی یہ تھا - آنحضرتؐ نے کہا "اگر آسمان سے آفتاب اور ماہتاب اوتر کر

میرے داہنے اور بائین آجائین جب بھی مین باز نہین آسکتا"۔ یا دوسری روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ "مین جو کچھ کرتا ہون خدا کے حکم سے کرتا ہون۔ آپ کی تخویف مجھے روک نہین سکتی"۔ "آپ میری مدد کیجیے تو بہتر نہین تو خود اللہ کی مدد مجھے کیا کم ہے"۔ آنحضرتؐ یہ کہکر رونے لگے اور رونے کا مقام ہی تھا۔ ایک طرف دلسوز چچا کی نصیحت اور دوسری طرف خدا کا حکم۔ خدا کا حکم توڑا لنے کے لائق نہین اور چچا ہے کہ فرط محبت مین خیر خواہانہ گفتگو کر رہا ہے۔ غرضکہ آپ وہان سے افسردہ خاطر اُٹھے اور گھر کا رخ کیا۔ آنحضرتؐ کے مایوس اُٹھنے پر ابوطالب کا دل بھر آیا اور ایک کہن سال باعزت بہادر کی حیثیت سے اُنھون نے کہا "اچھا جاؤ اپنا کام دیکھو۔ جو جی مین آئے زندہ ہون تمھارا بال بیکا نہین ہو سکتا"۔

جب آنحضرتؐ کو کفار کے سپرد نہ کیا تو خود کفار آنحضرتؐ کی فکر مین ہے آپ کو ہلاک کرین۔ ابوطالب نے تمام ہاشمیون (بنو ہاشم) کو رت حال بیان کی۔ سب نے ابوطالب کا ساتھ دیا اور مذہبی لڑائی کی خاندانی لڑائی ٹھن گئی۔ بنو ہاشم مین اسوقت تک بہت کم مسلمان تضائے حمیت خاندانی یہ ایک طرف تھے اور تمام قریش دوسری طرف ماتون کو یہ خوف تھا کہ مبادا رات کو یا دن کو اچانک قریش حملہ آور ہون یے آنحضرتؐ مع تمام اصحاب کے ابوطالب کے وسیع مکان مین چلے آئے اور وہین تمام بنو ہاشم بھی رہنے لگے۔ اس مکان کو ایک گڑھی فرض کرنا چاہیے مورخون نے اسے شعب لکھا ہے۔ ماہ محرم کی پہلی تاریخ کا یہ واقعہ ہے۔ کفار نے یہ حالت دیکھ کر لڑنے کی تو ہمت نہ کی۔ لیکن آپس مین اتفاق کر کے اس شعب کے رہنے والو نکو

بنو ہاشم خارج از برادری

اپنی قوم سے علیحدہ کردیا۔ اور اُنکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ شروع کیا جیسا ہندوستان مین اکثر اقوام خطاکارون کو خارج از برادری یا کوذات کردیتے ہین۔ اہل شعب کے ساتھ اُنھون نے مناکحت مبایعت مخالطت اور مکالمت بند کردی۔ اور ایک عہد نامہ لکھا گیا کہ جب تک اہل شعب محمدؐ کو قتل کے لیے اہالی مکہ کے سپرد نہ کردین انکے ساتھ ایسا ہی برتاؤ ہوتا رہے۔ یہ عہدنامہ در کعبہ پر آویزان کیا گیا اور نقل اُسکی ابوجہل کی خالہ ام الخلاس کی محافظت مین رکھی گئی۔ شعب سے جب کوئی نکلتا تھا تو لوگ اُسکو مارتے تھے۔ بازار مین چیز خریدنے یا بیچنے نہ دیتے تھے۔ حتی کہ ایام حج مین شعب سے باہر نکلنے نہ دیتے تھے۔ انسان کی فطرت یون رکھی گئی ہی کہ ایک دوسرے سے استعانت چاہے بغیر نہین رہ سکتا۔ اس قید نے اہل شعب پر بڑی مصیبت ڈالی۔ جسمانی اور روحانی تکلیف کے علاوہ رزق کی تنگی بھی شروع ہوئی۔ ناتے کنبے والے جب کبھی چھپ کے کوئی چیز بھیجتے تھے اور لوگون کو خبر ہوجاتی تھی تو وہ اپنے ہچشمون مین رسوا کیے جاتے تھے اور بد عہد قرار پاتے تھے۔ تین برس یون ہی گذرے۔ اہل شعب کی حالت روز بروز زبون ہونے لگی۔ انکے لڑکے بھوک سے شور مچاتے تھے تو رات کو پڑوسیون کی نیند حرام ہوجاتی تھی۔ شروع مین جو تکلیف اہل اسلام کو اُٹھانا پڑی آج اُسکا عشر عشیر بھی مسلمانون پر پیش کیا جائے تو ایک بھی اُسکا متحمل نہ ہوگا۔ پھر کیا ہم اور ہماری مسلمانی۔

بنو ہاشم کا پھر برادری مین داخل ہونا

کب تک وہ لوگ انسانی حمیت سے کام نہ لیتے۔ آخر اُن لوگون کو اصحاب محمدؐ پر رحم آیا۔ سب کے پہلے ہشام بن عمر بن حارث کے دل مین یہ خیال گذرا کہ ہم اور ہمارے بچے کھاتے پیتے ہین اور بنو ہاشم فاقے کرتے ہین۔ یہ ٹھیک نہین۔

ابوجہل کے اپنے یگانے بنو ہاشم کی سی حالت مین ہوتے اور ہم لوگ ابوجہل سے
شرکت چاہتے تو وہ ہرگز ہم لوگون کا شریک نہ ہوتا۔ یہ کیا حماقت ہوئی کہ لوگون کے
بہکانے سے ہم لوگ اپنے اعزہ یعنی بنو ہاشم سے الگ ہو گئے۔ ابوجہل کی تخصیص
اسلیے ہوئی کہ محضرنامہ لکھانے مین زیادہ تر وہی ساعی تھا۔ ہشام نے زہیر بن ابی
امیہ۔ مطعم بن عدی۔ ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کو بھی اپنا ہم خیال بنایا
دوسرے دن یہ لوگ قریش کے مجمع مین جاکر بیٹھے۔ زہیر کہنے لگا "یامعاشر القریش کیا
یہ مناسب ہی کہ ہم لوگ اپنے بال بچّون مین عیش سے بسر کرین۔ اور بنو ہاشم ہمارے
عزیز ہوکر فاقہ کشی سے زندگی کرین"۔ ابوجہل نے کہا تم ہنستے ہو عہدنامہ سے تم
ہرگز نہ پھروگے۔ زمعہ نے بھی عہدنامہ کے نامناسب ہونے پر گفتگو کی اور کہا کہ "ہم لوگ
تو اچھی طرح سے راضی بھی نہ ہوئے تھے کہ جھٹ پٹ وہ مکمل کرلیا گیا"۔ ہشام مطعم
اور ابوالبختری نے بھی یکے بعد دیگرے اسی تحریک کی تائید کی اور رنگ محفل کا بالکل بدل
گیا۔ ابوجہل بولا "یہی بدی باتین قابل لحاظ نہین ہوسکتین۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی
کہ ابوطالب وہان پہونچے اور کہنے لگے کہ "جو عہدنامہ تم لوگون نے لکھا ہی اسمین کیڑے
لگ گئے ہین۔ نام خدا کے سوا کوئی حرف پڑھا نہین جاتا۔ محمدؐ نے مجھسے ایسا بیان
کیا ہی۔ اس پرچہ کو طلب کرو اگر یہ بیان سچ نکلے تو ہم لوگون کو زحمت سے نکالو۔ اور
غلط نکلے تو محمدؐ کو ہلاک کرو"۔ پرچہ طلب کیا گیا اور آنحضرتؐ کا کہنا سچ نکلا۔ وہ کاغذ دیکھکر
پانچون اشخاص مجلس سے اُٹھے اور کہنے لگے کہ ہم اس ردی کاغذ کے پابند نہین ہوسکتے
مطعم نے وہ کاغذ پھاڑ ڈالا۔ اکثر قریش اسکے پھٹنے پر راضی معلوم ہوئے۔ پھر اُسی
دن درشعب پر وہ پانچون آدمی آئے اور ہر ایک کو اُسکے گھر پہونچایا۔ مسلمان جس طرح

پہلے رہتے تھے اسی طرح رہنے لگے ۳ برس تک مسلمان اس شعب مین تھے۔ دسوین سال نبوت کا یہ واقعہ ہی۔

فارسیون کی رومیون پر فتح

اسی سال مین فارسیون نے رومیون پر فتح پائی۔ اس خبر کے سننے سے کفار مکہ نے بڑی خوشی کی۔ وہ کہنے لگے جس طرح اہل فارس نے رومیون پر جو اہل کتاب تھے فتح پائی اسی طرح ہم لوگ بھی اِن کتاب والے مسلمانون پر بھی ہمیشہ غالب رہین گے۔ اُسی وقت آیۃ "الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین"۔ اُتری۔ اس آیت کی پیشینگوئی ۹ برس بعد پوری ہوئی۔ نو برس کی مدت کو بضع کہتے ہین۔ حدیبیہ مین معلوم ہوا کہ رومیون نے فارسیون پر فتح پائی۔

ابوطالب کی وفات سنہ ۱۰ نبوی

نبوت کے دسوین سال ابوطالب نے وفات پائی۔ مرتے دم اُنکے پاس قریش آکر جمع ہوئے اور کہنے لگے "اپنے بھتیجے محمدؐ سے کچھ جنت کے میوے منگواؤ کہ اسوقت کی تکلیف رفع ہو" راے العلیل علیل۔ ابوطالب نے فوراً ہی آدمی بھیجا۔ آنحضرتؐ نے تو جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے صاف کہدیا کہ جنت کے میوے کفار کے لیے نہین ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ خود ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے چچا آپ کے حقوق مجھ پر بہت زیادہ ہین۔ آپ میری خاطر سے ایک کلمہ مُنہ سے کہہ ڈالیے تا روز قیامت مین مجھے آپ کی شفاعت کا موقع ملے۔ ابوطالب نے کہا کونسا کلمہ آنحضرتؐ نے فرمایا "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"۔ ابوطالب نے کہا مجھے اس کہنے مین کوئی عذر نہین ہی مگر خوف یہ ہی کہ لوگ مجھے چھیڑین گے اور کہین گے کہ تمھارے

چچا نے موت سے ڈر کر کلمہ پڑھ لیا۔ عرب کے لوگ بڑے ادیب تھے فی البدیہ اشعار موزون کر دینا اُنکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی۔ آیندہ بعض مقامات پر اشعار نقل کیے جائینگے۔ اسلیے یہان اسقدر توضیح کر دینا بیموقع نہین ہوا۔ ابوطالب نے آنحضرتؐ کے جواب مین جو اشعار پڑھے وہ یہ ہین۔ اشعار

ودعوتنی وعلمت انک ناصحی   ولقد صدقت وکنت فیہ امینا

اظہرت دیناً قد علمت بانہ   من خیر ادیان البریۃ دینا

لو لا الملامۃ او حذار مسبۃ   لوجدتنی سمحاً بذاک مبینا

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد یہ شبہہ پیدا ہوا کہ ابوطالب مسلمان ہوگئے۔ قریش نے پوچھا" ابوطالب تم اپنے باپ دادا عبد المطلب۔ ہاشم عبد مناف کے دین پر نہین مرتے۔ ابوطالب نے کہا مین اپنے بزرگون کے دین پر مرتا ہون۔ اگر یہ گفتگو نہ ہوتی تو شاید ابوطالب کا مسلمان یا غیر مسلمان مرنا بحث طلب رہ جاتا۔ اور گفتگو تو اب بھی ہے کہ مرتے دم اُنکے ایمان کی کیا نوعیت تھی۔ عبّاس ابن عبد المطلب کا قول ہے کہ مرتے دم ابوطالب کے لبون کو جنبش تھی اور کلمۂ توحید زبان سے جاری تھا۔ غرضکہ اسقدر بالاتفاق ثابت ہے کہ اخیر وقت تک ابوطالب بہی خواہ محمدؐ رہے اور مرتے دم عبد المطلب کے بیٹون سے آنحضرتؐ کی حفاظت اور حمایت کے لیے وصیت کر گئے۔

خدیجہ کی وفات

ابوطالب کے مرنے پر چند دنون کے بعد حضرت خدیجہؓ کبریٰ (رضی اللہ عنہا) زوجہ محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے انتقال کیا۔ آنحضرتؐ کو ابوطالب اور خدیجہؓ کے مرنے کا بڑا غم ہوا اور اسی لیے اس سال کو آنحضرتؐ نے عام الحزن رنج کا سال کہا۔ ابوطالب اور خدیجہؓ کی موت نے کافرون کو دلیر کر دیا۔ اُنھون نے پھر زیادتی

شروع کردی۔ ایک مرتبہ آنحضرت پر کافروں نے راہ چلتے خاک ڈال دی۔ آپ اندر آئے تو آپ کی کسی لڑکی نے تمام جسم سے خاک جھاڑی۔ آنحضرت ملول تھے اور کہتے تھے کہ ابو طالب کی حیات میں قریش دبے رہتے تھے خیر کچھ پروا نہیں اللہ تعالیٰ حمایت کرے گا۔

ابولہب کفار کی بے ادبیاں سنکر طیش میں آیا اور آنحضرت کے پاس آکر کہنے لگا۔ "محمد جس طرح تم چاہو خلق اللہ کو دعوت اسلام کرو جب تک میں زندہ ہوں کسی کی مجال نہیں کہ تم سے بول سکے۔ کفار یہ سنکر دب تو گئے لیکن اونھوں نے یہ فکر کی کہ ابولہب بھی آنحضرت سے کسی طرح پھر جائے۔ کفار قریش نے ابولہب سے پوچھا کیا تم بھی باپ دادا کے دین سے پھر گئے۔ ابولہب نے کہا "میں تو اپنے دین سے نہیں پھرا۔ محمد کے ساتھ حق یگانگت ادا کرتا ہوں"۔ لوگوں نے کہا اچھا کرتے ہو ابوجہل بڑا ہی مفسد تھا۔ ایک روز اُسنے عقبہ کے ساتھ آکر ابولہب سے کہا تم محمد سے پوچھو تو سہی کہ عبدالمطلب کہاں ہیں۔ ابولہب کے پوچھنے پر آنحضرت نے جواب دیا کہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ہیں۔ ابولہب تو اسکا مطلب نہ سمجھا لیکن ابوجہل نے سمجھایا کہ باپ دادا کے ساتھ رہنے سے محمد کا یہ منشا ہے کہ دوزخ میں ہیں۔ ابولہب نے آنحضرت سے سمجھنا چاہا۔ آنحضرت نے صاف صاف کہدیا کہ عبدالمطلب کی کیا خصوصیت ہے جتنے اس دین پر مرے ہیں سب کی جگہ دوزخ ہے۔ ابولہب یہ سنکر ناخوش ہوا اور آنحضرت کی حمایت سے کنارہ کش ہو گیا۔

آپ کا طائف جانا

ابولہب کی کنارہ کشی سے اب مکہ اس قابل نہ رہا کہ آنحضرت وہاں قیام کرتے لوگ ہر طرح بے ادبیاں کرنے لگے۔ آنحضرت نے نواح مکہ میں دعوت اسلام کا ارادہ

کیا اور اس غرض سے مع اپنے خادم زید بن حارثہ کے قبیلہ بنی بکر مین بھری قوم قحطان کے پاس تشریف لیگئے۔ لیکن کہین ٹھہرنے کی صورت نظر نہ آئی۔ صرف یہی نہین کہ وہ لوگ اسلام کی طرف مائل نہین ہوئے۔ بلکہ اہل مکہ کی طرح وہ لوگ بھی ایذارسانی کے درپے ہوئے۔ شور کرتے تھے۔ بناتے تھے۔ آوازے کستے تھے۔ پتھر مارتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ جہالت مین وہ کسی طرح اہل مکہ سے کم نہ تھے۔

تھوڑے دنون تک باہر رہکر جب آنحضرت پھرے تو راہ مین چند مسلمانون سے ملاقات ہوئی۔ انھون نے عرض کیا کہ "طائف مین بیہودہ لوگون نے جو کچھ آپ کے ساتھ برتاؤ کیا اہل مکہ اس سے واقف ہین یہان بھی چند سفکڑے آپ کے لیے طیار کیے گئے ہین۔ مکہ چلنا کسی طرح مصلحت نہین" آنحضرت کوہ حرا پر ٹھہرے اور سرداران مکہ کے پاس پیغام بھیجا لیکن کسی نے آپ کو اپنی حمایت مین لینا پسند نہین کیا۔ اخیر مین مطعم بن عدی راضی ہوا اور کوہ حرا سے آنحضرتؐ کو ساتھ لایا اور لوگون کے پوچھنے پر بولا کہ مین محمد کا مجیر اور حمایتی ہون۔ دستور جاہلیت کے موافق پھر کوئی آنحضرتؐ سے بول نہ سکتا تھا۔ مطعم بن عدی آنحضرتؐ کو اپنے گھر لے گیا۔ اور اُسکے تمام گھر والے آنحضرتؐ کی محافظت کرنے لگے۔ اور چند روز تک آنحضرتؐ اور اُنکے اصحاب اُن کے ساتھ رہے۔

آنحضرت کا عقد حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے

عائشہؓ اور سودہؓ

اسی سال ہوا وقت نکاح کے حضرت عائشہؓ کی عمر سات سال تھی اسلیے زفاف بعد کو واقع ہوا۔ حضرت سودہؓ ثیبہ تھین۔ نکاح کے بعد ہی آنحضرتؐ کے ساتھ رہنے لگین۔ ان دونون نکاحون مین خولہ بنت حکیم درمیانی تھین انھین نے دونون

نسبتیں ٹھہرائی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے عقد کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے سے شخص کا داماد ہونا مغتنم اور باعث فخر سمجھے۔ اور آنحضرتؐ کو یہ خیال ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے سے بااثر دوست کی دوستی کو اور استحکام ہوگا۔

نبوت کے گیارہوین سال قبیلہ خزرج کے چار یا چھ شخص جو مدینہ سے حج کرنے آئے تھے مسلمان ہوئے۔ اُنھون نے مدینہ مین جاکر آپ کا ذکر کیا اور یہی گویا ہجرت مدینہ کی بنیاد پڑی۔

معراج

مسلمان مورخون کا بیان ہے کہ نبوت کے بارہوین سال آنحضرتؐ نے رات کے وقت آسمان کی سیر کی جسے اصطلاح شرع مین معراج کہتے ہین۔ اب یہ امر کہ آسمان پر آپ جسد سے گئے یا آپ کی روح گئی۔ عالم بیداری مین ایسا ہوا یا عالم خواب مین؟۔ مذہبی بحث ہے یا علمی مناظرہ ہے تاریخی واقعہ نہین ہے اور معراج مین کیا کیا ہوا اسکو بھی تاریخ سے چندان تعلق نہین ہے۔ لیکن اتنا معلوم رہے کہ معراج ایک اہم مسئلہ مذہب اسلام کا ہے۔ کوئی مسلمان اس سے انکار نہین کرسکتا۔

مصعب بن عمیر کا مدینہ جانا

اس سال ایام حج مین بارہ آدمی اور مدینہ کے ایمان لائے اور جب یہ واپس جانے لگے تو آنحضرتؐ نے مصعب بن عمیر اور شاید عبداللہ بن مکتوم کو بھی دین کی تعلیم کرنے کی غرض سے اُنکے ساتھ کردیا۔ مصعب کے ذریعہ سے بھی

نماز جمعہ کا فرض ہونا

مدینہ مین بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔ غرضکہ مدینہ مین اسلام کا نام آنحضرتؐ کے پہونچنے کے پہلے پہونچ چکا تھا۔ اسی وقت جمعہ کی نماز فرض ہوئی۔ آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا تو مدینہ مین بھی جمعہ کی نماز ہونے لگی۔

تیرہوین سال ایک جماعت کثیر مدینہ سے حج کرنے آئی اور ان مین بہت سے

لوگ مسلمان ہوئے۔ قریش ڈرے کہ کہین مدینہ والے آنحضرتؐ کے ساتھ ہوکر ہم سے لڑائی نہ کرین۔ لیکن پھر بعد کو یہ شبہ رفع ہوگیا۔

ابوبکرؓ کا حبشہ کی طرف چلنا اور پھر آنا

اسی سال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت حبشہ کا ارادہ کیا۔ مکہ کو ترک کرکے یہ حبشہ کی طرف چلے۔ راہ سے ایک مشرک ابن الدغنہ نام انکو پھیر لایا اور اہل مکہ سے کہنے لگا کہ "مین نے ابوبکر ایسے برگزیدہ شخص کا ہجرت کرنا پسند نہین کیا۔ مین نے انھین اپنی حمایت مین لیا۔ اب کوئی انسے مزاحمت نہ کرے" کفار قریش نے کہا کہ "ہمین یہ منظور ہے اس شرط سے کہ ابوبکر خانہ کعبہ مین نماز اور قرآن نہ پڑھین اپنے گھر مین پڑھین اور چھپا کر پڑھین۔ ہماری اولاد خراب نہ ہونے پائے" چند روز تک ابوبکرؓ نے اسپر عمل کیا اور پھر اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنائی۔ مسجد مین آپ قرآن پڑھتے تھے تو قریش کے زن و فرزند سنتے تھے اور متاثر ہوتے تھے۔ قریش نے ابن الدغنہ سے فریاد کی۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ "تم اپنے عہد سے پھر گئے۔ نئی مسجد بناکر قرآن پڑھنے لگے۔ تم اس فعل سے باز آؤ یا میرے جوار سے نکل جاؤ" حضرت ابوبکرؓ نے کہا ذکر خدا تو مین ترک نہین کرسکتا۔ رہا تمھارا جوار اسے مین خوشی سے ترک کرتا ہون اور خدا کی جوار مین پناہ لیتا ہون۔

دوسرے سال ایام حج مین حضرت مصعب مکہ مین آئے اور ستھتر آدمیون کو آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے ساتھ لائے۔ ان لوگون نے مسلمان ہوکر آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ آپ مدینہ مین چل کر قیام فرمائیے۔ جب مدینہ والون سے پورا اطمینان ہولیا تو آنحضرت نے مسلمانان مکہ کو مدینہ جانے کے لیے

ہجرت مدینہ کی ابتدا

عام اجازت دی۔ مکہ مین یہ لوگ زندگی سے بیزار تھے۔ حکم ہوتے ہی انھون نے روانگی شروع کردی۔ پہلا شخص جو مکہ سے مدینہ گیا وہ مصعب بن عمیر تھا۔ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اسکے بعد ابن مکتوم۔ عمار یاسر۔ بلال۔ سعدؓ بن ابی وقاص روانہ ہوئے ان لوگون کے بعد بیس اصحاب کی جمعیت سے حضرت عمرؓ ابن الخطاب وہان گئے حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا لیکن آنحضرتؐ نے روک دیا اور کہا "تم میرے ساتھ چلنا عنقریب ایسا حکم ہوا چاہتا ہے"

محمدؐ کے قتل کی سازش

اہل مدینہ کے سلمان ہونے اور مکہ سے مسلمانون کی ہجرت کرنے سے کفار قریش بہت خائف ہوئے۔ ڈرے کہ محمدیون نے زور پکڑا تو بدلا ضرور لین گے۔ اور سب نے مل کر شوری کیا۔ پہلے آنحضرتؐ کا قید کرنا پھر جلاوطن کرنا شوری مین پیش ہوا۔ اخیر مین ابوجہل نے یہ راے دی کہ محمدؐ ہلاک کیے جائین اور بکثرت راے سے یہی تجویز قرار پائی۔ ہر قبیلہ سے ہلاکت محمدؐ کے لیے دو ایک شخص چھنے گئے۔ اس خیال سے کہ کل مکہ والون سے بنو عبدمناف کو بدلہ لینے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اگر خون بہا پر وہ راضی ہوئے تو سب مل کر دیت دیدینگے۔ ایک شب منتخب اشخاص آنحضرتؐ کے گھر پر آئے اور ادھر اُدھر وقت اور موقع کی تلاش مین ٹہلنے لگے۔ آنحضرتؐ کو پہلے سے خبر مل چکی تھی اور آپ ہجرت مدینہ کے لیے ماذون بھی ہوچکے تھے حضرت علیؓ کو اپنی خواب گاہ مین سلاکر آنحضرتؐ دبے پاؤن گھر سے نکل گئے۔ دیر کے بعد کفار مکان مین گھسے اور حضرت علیؓ کو خوابگاہ رسول پر سوتا پاکر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے گھر پر گئے وہان بھی آنکو نہین پایا تب سمجھے کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا۔ گو آنحضرتؐ کو معلوم تھا کہ حضرت علیؓ کا بال بیکا نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی حضرت علیؓ کی ہمت دیکھنا چاہیے

علیؓ کا محمدؐ کی جگہ سونا

کہ اُنھون نے کس جوانمردی سے معرض ہلاکت مین اپنی جان ڈالنا منظور کرلیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اُنھون نے پیغمبر خدا کی مدد کے لیے جو وعدہ کیا تھا اُسکو سچا کر دکھانے کا ارادہ کیا۔

غار ثور

حضرت ابوبکر صدیق سے دن ہی کو سب باتین آنحضرت نے کہہ دی تھین۔ روانگی کا سامان درست کرلیا گیا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ اپنے اپنے مکان سے دونون آدمی رات کو پیادہ پا مدینہ کا راستہ پکڑین۔ غار ثور تک پہونچ کر ٹھہر جائین اور تین روز تک اسی غار مین چھپے رہین کہ اتنے عرصہ مین کفار اپنی تلاش پوری کرچکین گے عبد اللہ بن ابوبکرؓ کے تعلق یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ اگلے دن کفار قریش کی آہٹ لیکر رات کو غار مین آئین اور خبر پہونچائین۔ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام عامر بن فہیرہ کے تعلق یہ خدمت کی گئی کہ وہ رات کو دودھ غار مین پہونچایا کرے۔ ایک رہبر بھی قبیلہ بنی دیل سے ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تیسرے دن یا تین دن کے بعد غار ثور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دونون اونٹون کو لائے اور وہان سے مدینہ تک راہ بتائے۔

محمدؐ کے خیالی قاتل

اُس رات کو جن اشخاص نے آنحضرتؐ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا اُنکے نام یہ ہین۔ ابوجہل۔ حکم بن ابی العاص۔ عقبہ بن ابی معیط۔ نضر بن الحارث۔ امیہ بن خلف۔ ابن عیطلہ۔ طلحہ بن عدی۔ ابولہب۔ ابی بن خلف۔ انکے علاوہ دو چار اشخاص اور بھی تھے۔ ان لوگون نے آنحضرتؐ کو بہت تلاش کیا لیکن وہ

غار ثور مین چھپنا

نکو مین تھے ہی نہین ملتے کیونکر۔ یہ اپنے دوست ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ گھر سے نکل کر مکہ سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر دکن جانب غار ثور مین جا چھپے تھے۔ راستہ مین آنحضرتؐ برہنہ پا انگوٹھون کے بل چلتے تھے کہ کفار سراغ نہ پائین۔ لیکن کفار نے

آپ کا تعاقب غار ثور تک کیا۔ اللہ کی قدرت۔ غار کے مُنھ پر مکڑی کے جالے پیدا ہوگئے۔ کفار نے کہا بھلا اسمین کوئی کیا چھپا ہوگا۔ کفار کو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا اور خوف سے کانپ کر کہا کہ ہم تو دو ہی ہین۔ آنحضرتؐ نے کہا ڈرو نہین تیسرا اللہ ہے۔ غرضکہ اللہ کے نام لینے والے یون کفار کے ہاتھ سے بچے۔ غار ثور سے کفار واپس آئے۔ مکہ مین ابوجہل نے آنحضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکرؓ کی گرفتاری کے لیے انعامی اشتہار دیے۔ اور لالچی کفار ہر وقت اسی جستجو مین ادھر اُدھر پھرنے لگے۔

غار ثور کی کیفیت

بیان کیا جاتا ہے کہ غار مین پہلے ابوبکرؓ داخل ہوئے اور رہنے کے قابل اُسے بنایا۔ زمین کو صاف کیا۔ اور کپڑے پھاڑ کر سوراخون کو بند کیا ایک سوراخ بند کرنے سے رہ گیا تھا اُسمین اپنا انگوٹھا لگا دیا۔ کسی موذی جانور نے انگوٹھے مین کاٹ کھایا آپ نے اُسکی تکلیف بھی گوارا کی۔ روز روشن ہوا تو حضرت ابوبکرؓ کو برہنہ دیکھ کر آپ نے استفسار کیا اور پھر اُنکی غایت انہماک اور فرط خیرخواہی دیکھ کر مرحبا کہا اور فرمایا "یا ابابکر لاتحزن ان اللہ معنا" ابوبکر غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تین دن کے بعد عامر بن فہیرہ کے ساتھ عبداللہ بن اریقط دلیل غار پر دو اونٹ لیے پہونچے۔ ایک پر یہ دونون سوار ہوئے اور دوسرے پر آنحضرتؐ حضرت ابوبکرؓ کے ردیف ہوئے۔ راستہ مین حضرت ابوبکرؓ کے شناسا بہت ملتے تھے۔ سوال پر حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے "ہذا الذی یہدی ا[illegible] [illegible] راستہ بتاتا ہے۔ اسکے اصلی معنی تو ہوئے راہ آخرت بتانے والا اور لوگ کچھ اور سمجھے۔ یہ ذومعنی گفتگو سے غرض یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو کوئی نہ پہچانے۔

آنحضرتؐ نے تین دن تک غار ثور مین صرف اسلیے قیام کیا کہ قریش کی دوڑ

دھوپ کا زمانہ گذر جائے۔ لیکن قریش نے جو انعام کا لالچ دکھایا تو یہ خبر اس قلیل عرصہ مین دور دور پھیل گئی۔ راہ مین سُراقہ نے انعام کی طمع سے آنحضرتؐ کا تعاقب کیا اتفاقاً وہ گھوڑے سے گرا۔ گھوڑا اڑ گیا۔ کچھ ایسا خوف اُسپر طاری ہوا کہ وہ حملہ کی جرأت نہ کرسکا اور آنحضرتؐ سے آشتی پیش آیا۔ واپس تو گیا ہی تھا یہ وعدہ بھی کرتا گیا کہ کسی کو پتہ نہ بتلائے گا اور ایسا ہی اُسنے کیا۔ گو اسوقت علانیہ وہ مسلمان نہین ہوا لیکن بعد کو مسلمان ہوگیا اسکے بعد بریدہ بن الحصیب کی باری آئی اُسنے آپ کو آکر گھیر لیا لیکن گفتگو کی نوبت آتے ہی پانی پانی ہوگیا۔ فوراً ایمان لایا۔ آپ کے ساتھ مدینہ گیا اسی نے اپنی پگڑی کا ٹکڑا ایک لکڑی مین باندھکر علم درست کیا کہ مدینہ پہونچتے وقت آنحضرت کے آگے آگے ایک عزت اور سرداری کا نشان رہے۔ راستہ مین ان مسافرون کے کپڑے بہت پھٹ گئے تھے۔ مشہور ہے کہ زبیر بن العوام یا طلحہ بن عبید اللہ شام سے آتے ہوئے راہ مین ملے۔ اور اِن جلاوطنون کے سازوسامان درست کردیے۔

سراقہ بن مالک

بریدہ بن الحصیب

فصل چہارم

ہجرت مدینہ سے وفات رسولؐ تک

مدینہ مین آنحضرتؐ پہونچے تو لوگون نے بڑے اہتمام سے استقبال کیا اور آپ کے اصحاب کو بہ ان لوگون سے لیا۔ پہلے آنحضرت قوم بنی عمر بن عوف مین مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر مقام قبا ٹھہرے اور وہین مسجد قبا کی بنیاد ڈالی تین دن کے بعد حضرت علیؓ بھی مکہ سے آپہونچے گئے۔ مکہ سے آپ پیادہ پا آئے دن کو چھپتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ اس سفر نے آپکی حالت زبون کردی تھی۔

سنہ ہجری مطابق ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ء

بنو عمر محلہ قبا مین شہر کے کنارے رہتے تھے۔ جمعہ کو آنحضرتؐ شہر کی سیر کو آئے قوم بنی سالم بن عوف مین آپ نے نماز جمعہ پڑھی لوگون نے پھر وہان سے جانے نہ دیا۔ آپ نے وہین قیام کیا اور وہین مسجد نبوی کی بنا ڈالی۔

مسجد نبوی

مسجد نبوی کو آنحضرتؐ نے اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ نے تعمیر کیا۔ دیوارین کچی اینٹون کی اور لکڑیان خرمے کی لگائی گئین۔ سایہ تو پیچھے سے ہوا پہلے قناتی دیوار ایک چبوترہ پر قایم کرلی گئی تھی۔ مسجد مین ایک طرف عام دروازہ رکھا گیا اور ایک طرف کا دروازہ اُن مکانون کی طرف تھا جو اپنی بیبیون کے لیے آنحضرتؐ نے دیوار مسجد سے ملا کر رفتہ رفتہ بنایا تھا۔ تیسرے دروازے کا نام باب الرحمۃ تھا۔ اسوقت بیت المقدس قبلہ تھا۔ لیکن تھوڑے ہی دنون کے بعد کعبہ کی طرف قبلہ ہوا۔ آنحضرتؐ کے بعد جب نمازیون کی کثرت ہوئی تو خلیفہ دوم عمر بن الخطاب نے اس مسجد کو وسیع کیا لیکن ساخت نہ بدلی۔ حضرت عثمان بن عفان نے اپنے زمانہ خلافت مین اسے متغیر کیا پتھر اور گچ سے اسکو منقش اور مستحکم بنایا۔ ولید بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین یہ اور وسیع کیگئی اور خانہاے ازواج پیغمبرؐ اسمین داخل کیے گئے۔ مامون الرشید نے اس مسجد کو اور بھی رونق دی۔ مامون کو مسجد نبوی سے شاید وہی نسبت ہو جو عبد الملک بن مروان کو کعبہ سے ہو۔ جو لوگ ٹھیٹھ اسلام کے عاشق تھے انکے نزدیک مسجد نبوی کی زیب و زینت پسندیدہ نہین ہوئی چنانچہ ذوالنون مصری کی حکایت مشہور ہو

ذوالنون مصری

کہ جب وہ اول اول مدینہ مین آگئے تو بیتابی کی حالت مین اُنھون نے تمام مدینہ کی خاک چھان ڈالی انکو مسجد نبوی نہ ملی۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسجد نبوی اپنی

حالت اصلی پر ہو گی۔ لوگون نے جب پتہ بتایا تب وہ کہنے لگے کہ یہ کسی بادشاہ کا محلسرا ہی۔ مین وہ کچی اینٹ والی مسجد درخت خرما کی لکڑیون سے آراستہ ڈھونڈھتا ہون جسپر کنکریون کا فرش تھا اور جسپر آنحضرت رسول اللہ اور اُنکے ساتھی جانباز مسلمانون کے جسم اطہر کو مس ہوا تھا۔ ذوالنون محبت الٰہی اور الفت رسولؐ مین مجذوب تھے یہ کلمہ کہہ کر وہ رونے لگے اور اپنی راہ لی۔

خانہاے ازواج کے بننے تک آنحضرتؐ بنو سالم مین ابوایوب انصاری کے مکان پر مقیم رہے اسی سال زید بن حارثہ اور ابورافع کو بھیجکر آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ حضرت ام کلثومؓ اور سودہ بنت زمعہ۔ اسامہ بن زید اور اُنکی ماں کو بلا بھیجا اور اُنھین کے ساتھ عبداللہ بن ابوبکرؓ بھی اپنے گھر والون سمیت چلے آئے۔ طلحہ بن عبید اللہ بھی ساتھ آئے۔ اور ان سب کے آنے پر آنحضرت اپنے نئے گھر مین رہنے لگے۔

سلمان فارسی عبداللہ بن سلام

اسی سال سلمان فارسی ایک بڑا ہوشیار شخص مسلمان ہوا اور اسکے پہلے عبداللہ بن سلام ایمان لا چکے تھے۔ عبداللہ بن سلام ایک بڑے عالم یہودیون کے تھے۔ آپ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ مین مسلمان ہونا چاہتا ہون۔ لیکن میرے اسلام ظاہر ہونے کے پہلے آپ یہود مدینہ سے میری حالت دریافت کرلین ایسا نہو کہ وہ بعد کو مجھے کمینہ اور بے وقعت کہین۔ آنحضرتؐ کے پوچھنے پر عمایدِ شہر نے عبداللہ کو رئیس بن الرئیس بتایا اور کہا کہ وہ اور اُسکا باپ دونون بڑے زبردست عالم ہین۔ لیکن جب انکو اصل حال معلوم ہوا تو خیالات کے ساتھ عبداللہ کو بُرا کہنا شروع کیا

ہجرت کے اول ہی سال حضرت عائشہؓ سن بلوغ کو پہنچین (عرب کی عورتین وہان کی آب و ہوا کے اثر سے جلد بالغ ہوتی ہین) اور آنحضرت سے ہمخواب ہوئین۔

مسلمانون کے ناتے کنبے والے چھوٹ گئے تھے اسلیے پیغمبرؐ خدا نے کہا "تم باہم ایک دوسرے کو بھائی بنالو"۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ سے۔ طلحہؓ نے زبیر سے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے عبدالرحمن بن عوف سے اخوت قایم کی حضرت علیؓ نے کہا مین کسکا بھائی بنون۔ آنحضرتؐ نے کہا "تم میرے بھائی دین اور دنیا مین ہوئے"۔ اسی طرح مہاجرین نے انصار سے بھی اخوت قایم کی۔ اس حکمت سے غرض صرف یہ تھی کہ مسلمانون کو بیگانگی نہ ستائے۔ اس اخوت کا وہ لوگ بہت خیال کرتے تھے یہ اخوت ویسی ہی سمجھو جیسے ہندوستان مین پگڑی بدل بھائی ہوتے ہین لیکن یہ ہندوستانیون کا کھیل ہے وہ مسلمانان عرب کا قول و قرار تھا۔ وہ بھائیون کی طرح سب باتون مین برتاؤ کرتے تھے حتیٰ کہ "والو الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ" نازل ہونے تک انمین باہم توریث بھی جاری تھی

مہاجرون مین اخوت

مہاجرون (ہجرت کرنے والے مسلمان قریش) کے لیے مدینہ باعتبار آب ہوا کے اچھا نہ تھا۔ مکہ کی بالکل خشک آب و ہوا تھی اور مدینہ کی مرطوب۔ اسپر سے سفر کی بے سروسامانی اور بے اعتدالی۔ مدینہ مین صفائی بھی کم تھی۔ تھوڑے دنون مین مسلمانون کو تغیر آب و ہوا کا اثر معلوم ہونے لگا۔ اکثر مسلمان جاڑے بخار یا دبائی بخار مین مبتلا ہو گئے۔ جب بخار مین وہ ہزیان بکتے تھے تو کفار مکہ کو گالیان دیتے تھے جنکی وجہ سے مکہ کی لطیف آب و ہوا انسے چھوٹی تھی۔ یہ مصیبت زائد عرصہ

مدینہ کی آب و ہوا

تک رہی - کچھ تو آب و ہوا موافق آگئی اور کچھ مسلمانون کی صفائی نے گویا مینوسپل
پائی لاز جاری کرکے تمام شہر کو عفونت اور گندگی سے پاک کردیا -

مہاجرین کا افلاس

اب صرف فاقہ کشی کی ایک تکلیف رہگئی تھی جسمین عرصہ تک مہاجر مبتلا رہے
جب تک متمول مہاجرون کے پاس سرمایہ تھا غریب مہاجرون کی خبرگیری ہوتی رہی
تھوڑے دنون مین امیر و غریب سب برابر ہوگئے - انصار یعنی مسلمانان مدینہ کب
تک مہمانی کا بوجھ اُٹھاتے - پھر بھی وہ بہت کچھ کرتے تھے - مسلمانون پر یہ زمانہ بڑی
عسرت کا تھا اور اسکے ساتھ ہی بڑے امتحان کا بھی تھا - کہین آج کل کے
مسلمان اس امتحان مین ڈالے جائین تو بمشکل ہزار مین ایک یگانہ نکلے
یا شاید ایک بھی نہ نکلے -

سنہ ہجری

غرضکہ ہجرت کے اول ہی سال مسلمانون کا پورا سکہ مدینہ مین بیٹھ گیا صرف
ایک فاقہ کشی کی تکلیف تھی وہ بھی چند سال کے بعد رفع ہوگئی - مسلمانون کی تاریخ
مین ہجرت مدینہ ایک بڑا واقعہ ہے اور اسی سے سنہ ہجری کا آغاز ہوتا ہے - ایک
نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے جس سے سنون کی مطابقت مین آسانی ہوگی -

سنہ ہجری	روز	تاریخ
سنہ ۱ ہجری	روز جمعہ	۱۶ - جولائی سنہ ۶۲۲ ع
سنہ ۱۰۰ ہجری	چہار شنبہ	۳ - اگست سنہ ۷۱۸ ع
سنہ ۲۰۰ ہجری	شنبہ	۱۱ - اگست سنہ ۸۱۵ ع
سنہ ۳۰۰ ہجری	سہ شنبہ	۱۸ - اگست سنہ ۹۱۲ ع
سنہ ۴۰۰ ہجری	پنجشنبہ	۲۵ - اگست سنہ ۱۰۰۹ ع
سنہ ۵۰۰ ہجری	یکشنبہ	۲ - ستمبر سنہ ۱۱۰۶ عیسوی

سنہ ۶۰۰ ہجری	چہار شنبہ	۱۰- ستمبر سنہ ۱۲۰۳ء
سنہ ۷۰۰ ہجری	جمعہ	۱۶- ستمبر سنہ ۱۳۰۰ء
سنہ ۸۰۰ ہجری	دوشنبہ	۲۴- ستمبر سنہ ۱۳۹۷ء
سنہ ۹۰۰ ہجری	پنجشنبہ	۲- اکتوبر سنہ ۱۴۹۴ء
سنہ ۱۰۰۰ ہجری	شنبہ	۱۹- اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ء
سنہ ۱۱۰۰ ہجری	سہ شنبہ	۲۶- اکتوبر سنہ ۱۶۸۸ء
سنہ ۱۲۰۰ ہجری	جمعہ	۴- نومبر سنہ ۱۷۸۵ء
سنہ ۱۳۰۰ ہجری	یکشنبہ	۱۲- نومبر سنہ ۱۸۸۲ء

اذان:

ہجرت کے پہلے ہی سال مین اذان کا دستور مسلمانون مین پڑا- اسکی کیفیت یون بیان کی گئی ہو کہ جب مدینہ مین با امن ارکان اسلام کی تعمیل ہونے لگی جمعہ اور جماعت نے رواج پکڑا تو نماز کے وقت سے مسلمانون کو آگاہ کرنے یا اُنکے بُلانے کی ضرورت ہوئی- آنحضرتؐ نے لوگون سے مشورہ کیا کسی نے بوق بجانے کی صلاح دی- کسی نے کہا ناقوس بجانا اچھا ہوگا- ایک نے کہا آگ سُلگادی جائے واقفیت کے لیے کافی ہو- حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کہا ایک شخص کیون نہ معین کر دیا جائے کہ وقت پر پکار دیا کرے- آنحضرتؐ نے اسے پسند کرکے بلال کو حکم دیا کہ "الصلوٰۃ جامعۃ" پکارو- اسکے بعد عبد اللہ بن زید الغفاری نے اُس طور پر جواب رائج ہو اذان دیتے ہوئے کسی کو خواب مین دیکھا حضرت عمرؓ بن خطاب وغیرہ اصحاب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا- عبد اللہ نے سب کے پہلے اپنا خواب آنحضرتؐ سے عرض کیا- اور آنحضرتؐ نے فوراً ہی بلال کو تعلیم دی- ایک روز صبح کے وقت

آنحضرتؐ کے جگانے کو بلال نے در دولت پر جاکر "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہا آنحضرتؐ نے اذان صبح مین اُسے داخل کر دیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ یہ واقعہ عمرؓ بن خطاب کے وقت کا ہی اور انھین نے اسے اذان مین داخل کیا ہی۔ مسلمانون کا وہ فرقہ جو پچھلی روایت صحیح سمجھتا ہی اور عمرؓ بن خطاب کے اجتہاد کا قائل نہین ہی وہ اذان صبح مین یہ اضافہ پسند نہین کرتا۔

اذان کی نسبت مسٹر ہیمبر ایک نامور عیسائی فاضل نے جو خیالات اپنے انسائیکلو پیڈیا جلد ۶ مین اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ظاہر کیے ہین اُنکا نقل کرنا لطف سے خالی نہین ہی۔ وہ لکھتا ہی "موذن کی آواز جو سادہ مگر نہایت متین اور دلکش ہوتی ہی اگرچہ شہر کے دن کے شور وغل مین بھی مسجد کی بلندی سے دلچسپ اور خوش آیند معلوم ہوتی ہی۔ لیکن رات کے سناٹے مین اسکا اثر اور بھی عجیب طور سے شاعرانہ معلوم ہوتا ہی۔ یہان تک کہ بہت سے اہل یورپ بھی پیغمبرؐ کو اس امر پر مبارکباد دیے بغیر نہین رہ سکتے کہ اُسنے انسان کی آواز کو موسائیون کی تُرہی اور عیسائیون کے گرجا کے گھنٹے پر ترجیح دی"۔

مسجد کی ترمیم

مکہ مین نماز کس رُخ پڑھی جاتی تھی ٹھیک پتہ نہین لگتا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ کعبہ رخ اور بعض کہتے ہین کہ بیت المقدس کی طرف پڑھتے تھے مگر کعبہ کی طرف پیٹھ نہ ہوتی تھی۔ لیکن اسمین کلام نہین کہ سنہ ہجری مین یعنی ہجرت کے پندرہ سولہ مہینے بعد کعبہ رخ نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور مسجد جسکا قبلہ بیت المقدس تھا بقدر ضرورت ترمیم کی گئی۔

ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ اٹھارہ سال کی عمر مین

فاطمہؓ کا نکاح

حضرت علیؓ سے بیاہی گئیں۔ حضرت فاطمہؓ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق اور
حضرت عمر بن خطاب نے بھی خواستگاری کی تھی لیکن حضرت علیؓ کو آنحضرت نے
ترجیح دی۔ حضرت علیؓ کی درخواست پر آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ پونجی
ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک گھوڑا اور ایک زرہ دو ہی چیزیں مالیت کی تھین۔
حضرت علیؓ نے زرہ کو فروخت کرکے اثاثہ درست کیا اور نکاح ہوتے ہی حضرت
فاطمہؓ کے ساتھ علیحدہ رہنے لگے۔ عرب کا یہ دستور نہ تھا کہ بعد نکاح کے پھر لڑکی کا
بار باپ پر رہے۔ یہ رواج ہندوستان ہی مین ہے کہ لڑکیان بیاہی جاتی ہین اور پھر
عرصہ تک اور کبھی کبھی تمام عمر باپ ہی کے ساتھ رہتی ہین۔ لڑکیون کی کیا خصوصیت ہے
ہندوستانی طریقہ تمدن مین ایک خاندان والون کا یکجا رہنا باعث برکت سمجھا جاتا ہے
سیکڑون مصیبتین اس شرکت سے پیدا ہوتی ہین۔ سچی خوشی اور سچی محبت شرکت
کی نذر ہو جاتی ہے پھر بھی کوئی شخص خوشی سے الگ نہین ہوتا۔

رمضان کے روزے

اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عید الفطر کی نماز واجب ہوئی
"اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر" سے جہاد
کی ابتدا پڑی۔

جہاد کی ابتدا

جہاد دو طرح کے ہوتے ہین۔ ایک تو وہ جسمین آنحضرتؐ خود شریک ہوتے
تھے اور دوسرا وہ جسمین آنحضرتؐ خود نہ جاتے تھے کسی دوسرے کو اپنا قایم مقام
بنا کر بھیجتے تھے۔ مسلمان مورخون کی اصطلاح مین پہلے کو غزوہ اور دوسرے
کو سریہ کہتے ہین۔

ابتداے جنگ

آج تک مسلمانون نے جسقدر صبر کیا وہ طاقت بشری سے باہر تھا۔ وہ بھی انسان

تھے۔ عرب کا خون رگون مین تھا تعداد مین کم سہی۔ لیکن کیا کم تعداد کی جماعت میں
عصبیۃ ناپیدا رہتا ہے۔ کمزور زبردست سے کبھی جھنجھلا کر جمیٹ نہین جاتا۔ "کسنور مغلوب
یصول علی الکلب" لیکن مجبوری یہ تھی کہ آنحضرتؐ کے حکم بغیر اصحاب کچھ کر نہ سکتے
تھے اور آنحضرتؐ کا حکم بلا وحی (حکم ربّانی) کے صادر نہ ہو سکتا تھا یا یہ کہ اسکو
ایک وقت خاص کا انتظار رہتا تھا۔ حکم جہاد ہوتے ہی مسلمان اس طرح بپھر گئے جس طرح
بھوکا شیر پنجرے سے باہر کر دیا جائے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ مین غزوات کی تعداد ۱۹ سے
۲۷ تک اور سریہ کی تعداد تقریباً ۵۶ تک بیان کی جاتی ہے۔ انھین سے ابتدائی
حملے مسلمانون کے لوٹ مار کی قسم سے تھے اور اسی لیے یورپ کے بعض متعصب
مورخین نے آنحضرت محمدؐ کو لٹیرون کا سردار لکھا ہے۔ ضرور ہے کہ بیان لوٹ مار کی تشریح
کر دی جائے تاکہ مسلمانون پر یہ اتہام عاید نہو۔

ابتدائی لڑائیان

مکّہ کے رہنے والے شام کو برابر تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے بیچ
راہ مین پڑتا تھا نواحی مدینہ سے جب یہ کفار گذرتے تھے تو مدینہ کے مسلمانون کو
خبر ملتی تھی مکہ والون نے جو زیادتیان مسلمانون کے ساتھ کی تھین وہ اوپر بیان
کی گئین مکہ کا کوئی کافر ایسا نہ تھا کہ مسلمانون کا اُس سے بدلا لینا بیجا سمجھا جاتا اسلیے بلا
استثناء قریش کے کافرون پر مسلمان حملہ کرتے تھے اور کبھی کبھی کامیاب بھی ہوتے
تھے۔ ان حملون کو کسی طرح بیجا نہین کہا جا سکتا اور نہ اسے لوٹ مار سے
تعبیر کر سکتے ہین۔

بعض متعصب انگریز لکھتے ہین کہ پیغمبرؐ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ وہ اپنے
ساتھیون کو لوٹ مار کا حکم دے۔ لیکن کفار کی پچھلی زیادتیون کو سنکر کوئی سمجھدار ایسا

نہین کہہ سکتا۔ تمام قریش نے ایک دل ہوکر مسلمانون کو مدینہ سے نکال دیا اور مال واسباب بھی کچھ کچھ ضبط کرلیا۔ مسلمان ہونے کے جرم مین جہان تک اُنسے ممکن ہوا مسلمانون پر سختیان کین۔ اب کیا پیغمبرؐ کی یہ شان تھی کہ لوگون کو ایمان لانے کے قصور مین اتنی سب سزائین دیجاتین اور وہ پھر بھی سزا پانے والون سے یہی کہے جاتا کہ تم صبر کرو۔ اسلام پھیلانے مین قریش بہت بڑے ہارج تھے انکا زیر کرنا بھی اس حیثیت سے لازم تھا یہی خیال اور بھی چند مورخین کا ہے۔ لیکن بعض مورخین یہ لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے کبھی لوٹ مار کا حکم نہین دیا۔ پیغمبرؐ خدا کو یہ خوف تھا کہ مدینہ پر کہین قریش حملہ نہ کرین۔ اُنکے آنے جانے کی خبرین سُنکر لوگون کو آنحضرتؐ تفحص حالات کے لیے تعینات کرتے تھے۔ تفحص حالات کے لیے اصحاب کا جانا مورخون نے سریہ یعنی جنگ کے لیے فوج کا بھیجا جانا غلط سمجھ لیا ہے۔ اس خیال کے مورخون کا بیان ہے کہ بدر کی لڑائی تک جو لوگ قریش کے قافلہ کی طرف گئے وہ سب تفحص حال کے لیے بھیجے گئے تھے اور بدر کی لڑائی مین آنحضرتؐ جو مدینہ سے نکلے وہ بھی جنگ کی غرض سے نہین۔ بلکہ قریش کی آمد کی خبر سنکر آپؐ یہ مناسب نہ سمجھے کہ مسلمان مدینہ مین چھپے بیٹھے رہین۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ جن لوگون نے مسلمانونکو پناہ دی ہے یہ اُنکے تنغص کا سبب ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر مسلمان قریش کو روکین۔ جو ہونا ہے وہین ہو رہے گا۔ مدینے کے باشندون پر بلا کا نازل ہونا اچھا نہین۔

بعضے حملے مسلمانون کی طرف سے نواحی مدینہ کے باشندون پر بھی کیے گئے۔ نہ اسلیے کہ اُنکے مال ومتاع کو لوٹ کر پیٹ پالا جائے بلکہ اسلیے کہ اُنکی زیادتیون

نے حفاظت خود اختیاری پر مسلمانون کو مجبور کردیا تھا۔

غزوہ ابوا

سال اول کے اخیر یا سال دوم کے شروع مین پہلا غزوہ ابوا کا ہوا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ہی۔ آنحضرتؐ اسعد بن عبادہ کو مدینہ مین اپنا خلیفہ چھوڑکر قریش کے حامی قبیلہ بنی حمزہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے بمقام ابوا قبیلہ بنی حمزہ کے لوگ بصلح پیش آئے اور اسلیے لڑائی کی نوبت نہین آئی صلح اس امر پر ہوئی کہ وہ قریش یا مدینہ کے مسلمان کسی کا بھی ساتھ ندین گے۔

سریہ رابغ با مارت ابو عبیدہ بن الحارث

مکہ سے کچھ قریش کسی کام کو باہر نکلے تھے انکے مقابلہ مین اپنے چچا زاد بھائی ابو عبیدہ بن الحارثؓ کو آنحضرتؐ نے بھیجا رابغ کے میدان مین ابوا کے قریب صرف تیرون سے کچھ مقابلہ ہوا اور کفار بھاگ گئے۔

سریہ سیف البحر با مارت حمزہ

اسی طرح مدینہ مین خبر آئی کہ کچھ قریش شام سے مکہ جاتے ہین۔ آنحضرت نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو تعینات کیا۔ کفار مین ابوجہل بھی تھا سمندر کے کنارہ پر بمقام سیف البحر دشمنون سے مڈ بھیڑ ہوگئی۔ مجدی بن عمر جہنی بیچ مین پڑا اور لڑائی ہونے نہین پائی۔

سریہ خرار با مارت سعد بن وقاص

اسی سال سعد بن وقاص کو بھی آنحضرتؐ نے قریش کے ایک دوسرے کاروان کی خبر لینے کو مامور کیا لیکن ملاقات نہوئی۔ سعد بن وقاص میدان خرار تک جاکر بے نیل مرام واپس آگئے۔

غزوہ بواط

اسی سال خود آنحضرتؐ قریش کے ایک کاروان کی تلاش مین نکلے تھے دو سو اصحاب ساتھ تھے اور سعد بن وقاص علم بردار تھے۔ بواط ایک پہاڑی مقام تک جاکر آپ واپس آگئے اور اس غزوہ کا نام غزوہ بواط مشہور ہی۔

غزوہ ذوالعشیرہ

اسی سال مین ایک غزوہ اور ہوا۔ آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ ابوسفیان بہت سے قریش ساتھ لیکر بغرض تجارت شام کی طرف جاتا ہی۔ ڈوڈیڑھ سو آدمی لیکر آنحضرتؐ اُسکی تلاش مین نکلے۔ علم بردار اُسوقت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اور حضرت علیؓ بھی ساتھ تھے۔ ذوالعشیرہ ایک مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان ینبوع کی طرف واقع ہی وہان تک پہونچکر معلوم ہوا کہ کفار پہلے نکل گئے۔ اس غزوہ کو غزوہ ذوالعشیرہ کہتے ہین۔ اسی سفر مین بنی مدلج کے ساتھ مسلمانون نے صلح کا ڈھنگ ڈالا۔ اور حضرت علیؓ کو "ابوتراب" خطاب دیا گیا۔

ابوتراب

سفر مین درخت کے نیچے کہین یہ پڑے سو رہے تھے آنحضرتؐ نے پیار سے "اباتراب" کہکر پکارا اور پھر یہی کنیت قایم ہو گئی۔

غزوہ بدرالاولی

اسی سال کرز بن جابر فہری آنحضرتؐ کے اونٹ نواحی مدینہ سے ہانک لے گیا تھا۔ آنحضرت نے خود اسکا تعاقب کیا۔ علم حضرت علیؓ کے ہاتھ مین تھا اور کچھ اصحاب بھی ساتھ تھے چشمۂ بدر تک آنحضرتؐ جاکر پھر آئے کہین پتہ نہ لگا اسلیے غزوہ بدرالاولی اسکا نام ہوگیا۔ بدر ایک چشمہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مین وادی صفرا کے نزدیک واقع ہی۔ سمندر کا کنارہ وہان سے رات بھر کا راستہ ہی۔

سریۂ نخلی عبداللہ بن جحش

۲ھ کا ایک واقعہ یہ بھی ہی کہ آنحضرتؐ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کو بہت سے اصحاب کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ کیا ایک تحریر انکے ہاتھ مین دی اور یہ فرمایا کہ دو دن تک باہر چلے جاؤ پھر اس تحریر مین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا۔ دو دن کے بعد عبداللہ نے تحریر کو پڑھا تو اُسمین بطن نخل (جو مکہ اور طائف کے بیچ مین ایک جگہ ہی) مین جاکر کفار سے لڑنے کا یا اُنکے حال دریافت کرنے کا حکم تھا

عبداللہ روانہ ہوئے طائف کی راہ سے آتے ہوئے کفار مکہ کی ایک جماعت مال متاع کے ساتھ انکو ملی۔ مسلمانون نے اپنی صورت عمرہ کرنے والون کی سی بنالی۔ جب کفار غافل ہوئے تو مسلمانون نے چھاپا مارا۔ مسلمانون کے ہاتھ سے عمرو بن عبداللہ الحضرمی مارا گیا۔ اور عثمان بن عبداللہ مخزومی وحکم بن کیسان یہ دو کافر گرفتار ہوئے اور بہت سا مال مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ عبداللہ نے آکر ایک خمس مال غنیمت کا آنحضرتؐ کی خدمت مین پیش کیا اور چار خمس آپس مین تقسیم کیا۔ جس روز وہان مسلمانون نے حملہ کیا تھا وہ شہر رجب کا آخری یا پہلا دن تھا۔ مسلمانون نے حساب لگانے مین غلطی کی۔ مدینہ کے یہودیون نے مسلمانون پر شہر حرام مین لڑنے کی وجہ سے اعتراض کیا آنحضرتؐ کو بھی اعتراض درست معلوم ہوا۔ آنحضرتؐ ناخوش ہوئے اور خمس کے لینے سے انکار کیا۔ غازیون کو بھی ملال ہوا اُنکی تمام کارگزاریون پر پانی پھر گیا۔ اسی موقع پر آیۃ "یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل" نازل ہوئی جسکا منشا یہ ہو کہ ماہ حرام مین لڑنا بیشک بُرا ہو لیکن مسلمانون کو جو کفار مکہ نے مسجد حرام یعنی کعبہ سے نکال دیا تو وہ اس سے بھی زیادہ بُرا تھا اسلیے بُرائی کے بدلے مین بُرائی کی گئی تو کچھ ہرج نہین۔ اس آیت سے تمام مسلمان خوش ہوئے خمس جو حضرؐ کا حصہ تھا قبول ہوا اور بقیہ چار خمس غازیون کی نذر ہوا۔ اس جنگ مین عثمان اور حکم جو گرفتار ہوئے تھے اُنکے لیے کفار مکہ نے فدیہ بھیجا اور وہ اس طرح سے رہا ہوئے۔ حکم تو مسلمان ہوکر وہین رہ گیا۔ عثمان مکہ کو واپس گیا اور کافر ہی مرا۔

اب تک تو چھوٹی چھوٹی لڑائیون کا ذکر ہوا انکے بعد وہ لڑائیان شروع ہوئین جو

تاریخ اسلام مین یادگار سمجھی جاتی ہین - انمین زیادہ تر مشہور یہ ہین - غزوہ بدر کبریٰ - غزوہ احد - غزوہ احزاب - غزوہ بنی قریظہ - غزوہ بنی المصطلق - غزوہ خیبر - فتح مکہ - غزوہ حنین - غزوہ طائف - انمین سے غزوہ بدر نے مسلمانون کو کفار پر غالب کیا اور فتح مکہ نے تمام عرب پر مسلمانون کا سکہ بٹھا دیا -

غزوہ بدر

غزوہ بدر کبریٰ کی کیفیت یون بیان کی گئی ہو کہ ذو العشیرہ تک مسلمانون کا جا کر واپس آنا (جیسا کہ غزوہ ذو العشیرہ مین بیان کیا گیا ہی) ابوسفیان نے شام مین سنا اور مسلمانون کی ہیبت اُسے معلوم ہوئی - شام سے پھرتے ہوئے اُسے نواحی مدینہ سے گذرنا ضرور تھا اور یہ بھی یقینی تھا کہ جب مسلمان بدلہ لینے پر تُلے ہوئے ہین تو جنگ ضرور ہوگی - اسلیے ابوسفیان نے مکہ مین مدد کے لیے ایک آدمی بھیجا - قاصد اونٹ کے کان کاٹ کر زین الٹی باندھ کر گریبان دریدہ شہر مین داخل ہوا تمام شہر مین اُسکے آنے سے تہلکہ مچ گیا چونکہ مال تجارت ساری قوم کا تھا اسلیے تمام اہل مکہ کو اس قافلہ سے تعلق تھا اور یون آنحضرتؐ محمد کی دشمنی ہی کیا کم غرض مشترک تھی - تمام مکہ کے جنگ جو شہر سے نکل پڑے - قومی معاملہ تھا منوہا نتم بھی طوعاً کرہاً ساتھ آگئے - آنحضرتؐ کی بدولت کو ذات ہو کر اِن بیچارون نے کیا کم اذیت اُٹھائی تھی کہ اب پھر وہ لگو بننے کی جُرأت کرتے - عقیل ابن ابی طالب اور عباس ابن عبد المطلب بھی ہمراہ آئے - ابولہب نہین آیا غالباً مسن ہونے کے سبب سے نہین آیا - مکہ کے اکثر اہل الراے اس خروج کے مخالف تھے اور اخیر تک وہ مخالفت پر قایم بھی رہے مگر ابوجہل کی جوڑ بازی کے سامنے کسی کا بس نہ چلا - اُدھر سے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر

فوجین اکٹھا ہو گئین

مدینہ سے چلے - اُدھر شام سے ابوسفیان کا قافلہ آیا - مکہ سے تمام صنادید قریش
ابوجہل کی رہنمائی مین چل کھڑے ہوئے تھے - ابوسفیان ساحل بحر سے دب کر
نکل گیا - مسلمانون کو خبر نہ ہونے پائی - اُسنے ابوجہل کو بھی واپس بُلانا چاہا اور کہلا
بھیجا کہ جب مال بچا لایا گیا تو پھر جنگ سے کیا مطلب - مگر یہان تو اُسکی موت
آ پہنچی تھی بھلا وہ کیونکر راضی ہوتا -

انصار کی مستعدی

مدینہ سے چلتے وقت مسلمانون کو یہ علم نہ تھا کہ اس لڑائی مین تمام قریش سے
مُٹ بھیڑ ہوجائیگی وہ جانتے تھے کہ صرف ابوسفیان کے قافلہ والون سے مقابلہ
ہوگا - جب مسلمانون کو معلوم ہوا کہ جنگ کا پورا سامان ہے تو آنحضرتؐ نے مسلمانون کا
استمزاج لینا چاہا - مہاجرین تو کفار مکہ پر خار کھاتے ہی تھے انکی مستعدی کچھ مستبعد نہ تھی
لیکن انصار کو مستعد پاکر آنحضرتؐ بہت محظوظ ہوئے - مدینہ کے مسلمانون نے کہا
کہ ہم حضرت موسیٰؑ کی نافرمان اُمّت نہین ہین کہ "اذہب انت وربک فقاتلا" کہکر
الگ ہوجائین - ہم آپ کے ساتھ سر دینے کو طیار رہین -

سقونکا گرفتار ہونا

اہل مکہ کے آنے کی خبر مسلمانون کو کیسے معلوم ہوئی اسکے متعلق منقول ہے کہ اہل
مکہ کے چند غلام پانی بھرنے کو اپنی فوج سے چلے اور راہ مین مسلمانون کے ہاتھ
لگ گئے - مسلمانون نے اُنھین پکڑ لیا اور پڑاؤ پر لائے - پوچھنے پر ان سقون نے
اہل مکہ کا آنا بیان کیا - مسلمان سمجھے کہ یہ سب ہکو ڈراتے ہین کیونکہ اُسوقت
تک ابوسفیان کے آنے اور اُسی سے مقابلہ ہونے کی خبر یا امید تھی - ان سقون پر
مار پڑنے لگی تو ڈر کر سبھون نے کہا کہ ہان ہم ابوسفیان کے ساتھ آئے ہین آنحضرتؐ
نماز مین تھے جب یہ سب باتین ہوتی تھین - نماز کے بعد آنحضرتؐ نے کہا کہ پہلی خبر صحیح

تھی۔ تم لوگوں نے ناحق مارکر جھوٹ بلوایا۔ پھر آنحضرتؐ کے سوال پر سقون نے کہا کہ نو۔ دس اونٹ روز ذبح ہوتے ہیں اس سے آنحضرتؐ نے قیاس کیا کہ نو دس سو قریش ہونگے اور یہ قیاس صحیح نکلا۔

ابو سفیان کی جماعت ابوجہل کے ساتھیوں سے ملی جب بھی یہ بحث ہوتی رہی کہ لڑنا مصلحت ہی یا واپس جانا۔ کثرت رائے واپس جانے پر تھی لیکن ابوجہل کو لڑائی کی زیادہ تمنا تھی اُسنے اخیر میں عامر کو لگا تھا جسکا بھائی عمرو ہیں عبداللہ میں مارا گیا تھا۔ وہ ننگے سر "واعمراہ" کہتا ہوا لشکر میں شور مچانے لگا۔ اس آخری فکر میں ابوجہل کامیاب ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔

فریقین کے لشکر کی تعداد

اس جنگ میں ابوجہل کے ساتھ ساڑھے نو سو لڑنے والے تھے اور کچھ ابوسفیان کے بھی ساتھ تھے انکے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ بیان کیا گیا ہی کہ صرف ۳۰۵ مسلمان اس لڑائی میں آنحضرتؐ کے شریک تھے جنمیں سے اسی تو مہاجرین تھے اور باقی انصار تھے۔ جو لوگ مکہ سے مدینہ میں آکر آنحضرتؐ کے ساتھ بسے تھے وہ مہاجر کہلاتے تھے اور مدینہ کے مسلمان انصار بولے جاتے تھے۔ مہاجرین میں سے عثمانؓ بن عفان۔ طلحہ اور سعید تین اشخاص شریک جنگ نہ تھے لیکن اکثروں کے نزدیک شریک بدر سمجھے جاتے تھے۔ اول الذکر تو اسلیے کہ اپنی زوجہ رقیہ بنت رسولؐ کی تیمارداری کے لیے آنحضرتؐ کی اجازت سے مدینہ میں رہ گئے تھے اور باقی دو اشخاص اسلیے کہ وہ آنحضرتؐ کے حکم سے کفار کی خبر لانے کو تعینات تھے۔ اسی طرح پانچ اشخاص انصار کے قسمت غنیمت اور حصول ثواب میں شریک سمجھے گئے اور اس اعتبار سے بعض نے ۳۱۳ تعداد

اہل بدر کی قرار دی ہے۔

مسلمانون نے ایک عمدہ کنوان دیکھکر اُسکے قریب حوض بنایا اور اُسمین پانی بھر دیا کہ پانی پی پی کر لڑین۔ اسی حوض کے قریب مسلمانون نے پڑا جمایا قریب قریب مل کر قاعدہ سے کھڑے ہوئے اور جب تک کفار بالکل قریب نہین آگئے یہ لوگ جگہ سے نہین ہٹے۔ تعداد مین یہ کم تھے لیکن یکجائی نے انکی قوت بڑھا دی تھی۔ آفتاب مسلمانون کے پس پشت تھا اور کفار کے سامنے تھا۔ یہ بھی ایک صورت مسلمانون کے مفید تھی۔ وقت جنگ آندھیان آئین اور کچھ اس طور سے آئین کہ کفار ہی کو نقصان پہونچا۔ رات کو پانی برس گیا تھا۔ مسلمانون کی طرف زمین ریتلی تھی پانی سے سخت ہو گئی اور کفار کی طرف چکنی مٹی تھی پانی برس جانے سے وہ کیچڑ ہو گئی۔ کفار کی جماعت مین عورت اور مرد مکہ ہی سے خواب پریشان دیکھتے آتے تھے۔ بہت سی بدشگونیان ایسی ہوئی تھین جنسے کفار کے دل سہم گئے تھے۔ جھنجھلا کر یا شرما کر پہلے وہی میدان مین آئے جنکے دل لڑائی پر آمادہ نہ تھے واپس جانا چاہتے تھے اور ابوجہل کے اصرار سے کارہ تھے۔ غرضکہ سب سامان مسلمانون کی فتح اور کافرون کی شکست کے مہیا تھے۔ عتبہ نے پہلے ابوجہل کو بہت سمجھایا وہ نہ مانا اور عتبہ کو بزدل کہنے لگا تو عتبہ خفا ہو کر پہلے خود ہی گلا کٹو انے میدان جنگ مین آیا اسکے دو بیٹے بھی ساتھ آئے۔ حمزہؓ۔ علیؓ اور عبیدہؓ نے پہلے انھین پر ہاتھ صاف کیے۔ ہجرت کے انیسوین مہینے بروز جمعہ کہ وہ رمضان المبارک کی سترہوین تاریخ تھی غزوۂ بدر واقع ہوا۔

سعدؓ بن وقاص نے آنحضرتؐ کے لیے ایک عریشہ بنایا تھا جسمین آنحضرتؐ بیٹھے

کوئین پڑھنا

عریشۂ رسول

خدا سے نصرت کی دعا کرتے تھے - حضرت ابوبکرؓ بھی اُسی عریشہ مین تھے - کچھ لوگ محافظت کے لیے قریب کھڑے تھے - باقی لوگ محاربہ مین ساعی تھے - لڑنے والے اخیر مین دو حصّے ہوگئے تھے بعض تو جنگ مین شریک تھے اور بعض مال لینے اور قیدیون کی گرفتاری مین مشغول تھے - آنحضرتؐ برابر عریشہ سے باہر آتے تھے اور دیکھ بھال کر اندر چلے جاتے تھے - حالت دعا مین آپ پر آثار وحی کی سی غنودگی طاری ہوئی اور آپ نے فتح کی خوشخبری سنائی -

کارزار

جنگ کی ابتدا یون ہوئی کہ تین کفار قریش یعنے عتبہ وغیرہ نے میدان مین آکر مرد مقابل طلب کیے - تین شخص انصار کے بڑھے لیکن اُنھون نے کہا کہ ہم انسے لڑنا ننگ سمجھتے ہین یہ سنکر مہاجرین سے حمزہؓ - علیؓ - عبیدہ سامنے آئے - حمزہ اور علی نے تو اپنے اپنے مبارز کو فوراً ہی ہلاک کیا لیکن عبیدہ سے برابر کی لڑائی ہوئی - عبیدہ نے زخم کھایا اور اپنے مبارز کو بھی زخمی کیا - حمزہ اور علی نے بہو نچکر عبیدہ کے مبارز کو بھی ہلاک کیا اسکے بعد پوری جنگ شروع ہوئی - کفار کا تکبر اور پھر اُسپر سے باہمی اختلاف آرا ایک طرف تھا اور دوسری طرف دل چلے مسلمان اور سب سے بڑھکر تائید غیبی - میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - بہت سے کفار مارے گئے اور قید کیے گئے - کفار بھاگے تو مسلمانون نے تعاقب کیا - حالت تعاقب مین کچھ کفار اسیر ہوئے اور مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا - مقتول کفار کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے اور اتنے ہی اسیر بھی ہوئے تھے - مسلمانون کی طرف سے صرف ۱۴ مسلمان کام آئے جنمین سے چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار -

علیؓ ابن ابی طالب

حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کوئی سولہ سترہ کفار قتل کیے - شاید حضرت علیؓ

کو یہ پہلا موقع جنگ کا تھا۔ اوسط بدن۔ میانہ قد۔ استقلال چستی اور چالاکی حد سے حد سے زیادہ تھی۔ آپ کی لڑائی پر لوگ اش اش کرتے تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے کوئی پانچ چھہ کفار ہلاک کیے۔ انکا طرز جنگ بھی بہت اچھا تھا۔ لیکن حضرت علی کی تیزی اور صفائی اور وہ بھی نوآموزی کی حالت مین قابل داد تھی۔

حمزہ بن عبدالمطلب

جنگ کے وقت کچھ کلمات مُنھ سے نکالتے تھے جنسے طبیعت کو زور ہوتا تھا اور یہ بھی غرض ہوتی تھی کہ اپنے اور بیگانے کا پتہ لگے ان کلمات کو شعار کہتے ہین مثلاً اس جنگ مین مہاجرین کا شعار تھا "یا بنی عبدالرحمن" اس سے ایک عبدالرحمن کہنے والا دوسرے عبدالرحمن کہنے والے پر ہاتھ نہ اُٹھا سکتا تھا ان مواقع پر کبھی فخریہ کلمات بھی کہے جاتے تھے اور اُنکو رجز کہتے تھے کبھی کبھی رجز مین شعر بھی پڑھتے تھے اشعار اکثر فی البدیہہ موزون کرلیے جاتے تھے۔ رجز مین باپ دادا کا نام بھی لیتے تھے چنانچہ اس لڑائی مین حارث بن سراقہ نے علی ابن ابی طالب پر تلوار ماری آپ نے تلوار ڈھال پر لی وہ ڈھال مین پھنس گئی۔ موقع پاکر آپ نے ایک خنجر مارا جو زرہ کاٹ کر حارث کے جسم تک پہونچا لیکن وار کچھ ایسا کارگر نہ تھا کہ پیچھے سے آپ نے ایک تلوار چمکتی ہوئی دیکھی۔ آپ نے سر نیچا کرلیا۔ تلوار نے حارث کے سر کو مع خود جسم سے علیحدہ کردیا "مین ابن عبدالمطلب ہون" کی آواز سے معلوم ہوا وہ ضرب آپ کے چچا حمزہ کی تھی۔

شعار

رجز

مسلمانون کی عقیدت

مجاہدین اسلام کی عقیدت کی ایک نقل مورخین نے لکھی ہے کہ صف درست کرتے وقت آنحضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بے قاعدہ کھڑا ہے۔ آنحضرتؐ نے چاہا کہ اُسے چھڑی سے ہٹا دین۔ چھڑی اُسکے سینہ پر لگی اُسنے آنحضرتؐ سے کہا کہ مجھے

بے قصور مارا اُسکے عوض مین قصاص دیجیے - آنحضرتؐ نے اپنا سینہ کھول دیا
کہ اچھا تو بھی مار- اُس نے لپک کر سینہ پر بوسہ دیا- آنحضرتؐ نے متحیر ہوکر اس
مجنونانہ حرکت کا سبب پوچھا- اُس نے جواب دیا کہ مین لڑائی مین آیا تو زندگی
سے ہاتھ دھو چکا- مرتے دم آپ کے جسم اطہر کا میرے ہونٹھون سے چھو جانا میرے
خیال مین بڑی نعمت تہی اور اسلیے مین نے یہ حرکت کی -

جنگ بدر مین بیٹے باپ کو اور بھائی بھائی کو مارتے تھے اور وہ بھی دنیا کی
طمع سے نہین - دنیا کی طمع ہوتی تو مسلمان ہوکر غریب اور مفلس ہی کیون بنتے
بلکہ صرف خدا کی خوشی یا توحید کی محبت مین اُنسے ایسا ہوتا تھا- ایک بوڑھیا کا
لڑکا شہید ہوا اُسنے سنکر کہا کہ مجھے غم نہین اگر محمدؐ کہدین کہ وہ شہید ہونے پر جنت
مین پہونچ گیا- اللہ اکبر کس عقیدت کے مسلمان اُس زمانہ مین تھے -

بنو ہاشم نے جو تکلیفین آنحضرتؐ کی حمایت کی وجہ سے اُٹھائی تھین وہ سب آنحضرتؐ کو
یاد تھین - آنحضرتؐ نے بروز بدر اپنے اصحابؓ سے کہدیا تھا کہ بنو ہاشم خوشی سے
نہین آئے ہین بجبر لائے گئے ہین انکو کوئی قتل نہ کرے اور خصوصاً عباس بن
عبد المطلب کا زیادہ خیال تھا- تین برس تک جو ہمدردی آنحضرتؐ کے ساتھ
بنو ہاشم نے ظاہر کی تھی اسکے لحاظ سے آنحضرتؐ کا کہنا انصاف پر مبنی تھا- عتبہ بن
ربیعہ کے بیٹے ابو حذیفہ نے کہا "کیا اپنے باپ اور بھائی کو ہم قتل کرین اور عباس
کو چھوڑ دین" مقتضاے بشریت تھا کہ یہ بات اُسکے مُنہ سے نکل گئی- حضرت عمرؓ بن
خطاب نے آنحضرتؐ سے کہا کہ یہ منافق تو نہین ہوا حکم ہو تو گردن ماردی جائے-
آنحضرتؐ ساکت رہے لیکن ابو حذیفہ کو تا زیست ندامت رہی وہ ہمیشہ کہا کرتا

تھا کہ اس گناہ کا کفارہ اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ مین لڑائی مین مارا جاؤن چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بروز بدر وہ درجہ شہادت کو پہونچا۔

ابوجہل مارا گیا

ابوجہل بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ معاذ اور معوذ انصار کے دو لڑکے لڑائی مین ابوجہل کو پوچھتے پھرتے تھے۔ اُنکو معلوم تھا کہ وہ سب سے بڑا دشمن آنحضرتؐ کا ہے۔ عکرمہ نے اپنے باپ ابوجہل کے بچانے کی غرض سے معاذ کو ایک تلوار ماری اسکا ہاتھ کٹ کر جھولنے لگا۔ جھولتے ہوئے ہاتھ کو اُسنے پاؤن سے دبا کر جسم سے علیحدہ کر دیا کہ ہتھیار کرنے مین دقت نہ ہو۔ غرضکہ معاذ اور معوذ نے ملکر ابوجہل کا کام تمام کر دیا اور آنحضرتؐ کو آکر خوشخبری سُنائی۔ معوذ تو اسی لڑائی مین پھر شہید ہو گیا۔ لیکن معاذ خلافت عثمانؓ بن عفان تک زندہ رہا۔ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کو جاکر دیکھا کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ ابوجہل نے پوچھا کہ میدان کس کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ نے کہا۔ دشمن خدا تو فرعون سے بھی بدتر ہے وہ مرتے دم نادم ہوا اور تو اب بھی منفعل نہین ہوتا۔ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر کاٹ کر آنحضرتؐ کے پاس پہونچا دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "الحمد للہ الذی لفر عبدہ واعز دینہ" یا کوئی دوسرا کلمہ اسی کے ہم مفہوم فرمایا۔

دشمنین کی ہلاکت

اس لڑائی مین تمام سرا نے دشمن اسلام کے مارے گئے۔ وہ لوگ جو ہجرت کی رات مکہ مین خانہ رسول کے محاصر تھے باستثنا ر ایک شخص کے جو بعد کو مسلمان ہوا اور سب کے سب مارے گئے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمانون کے دشمن معدوم ہوگئے تھے جوش جاہلیت نے اور نئے نئے دشمن پیدا کیے جنگی لڑائیون کا حال آگے لکھا جائیگا۔ عتبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث قیدیون مین آئے اور قتل کیے

گئے ۔ انکے سوا اور قیدی مشکین باندھ کر بند کیے گئے ۔

رات بھر بدر مین رہکر صبح کو آنحضرتؐ نے کوچ کیا۔ آنحضرتؐ کے پہونچنے کے قبل فتح کی خبر مدینہ مین پہونچی لیکن یہود یقین نہ کرتے تھے ۔ پھر جسنے سُنا تعجب کیا۔ اس لڑائی سے اسلام کی بنیاد مین ایک استحکام پیدا ہوا اور اسی وقت سے مہاجرون کا افلاس بھی کچھ کچھ دفع ہو چلا۔

مکہ مین ہزیمت کی خبر

مکہ مین جب قتل کفار کی خبر پہونچی اور اسکے ساتھ فراریون کی جماعت بھی آئی تو تمام سناٹے کی کیفیت تھی۔ کتنے گھر ویران اور کتنے بچے یتیم ہو گئے ۔ عورتین رانڈ ہو گئین ۔ اسباب جاتا رہا ۔ اس حادثہ کا برا اثر پڑا ۔ کفار مکہ اپنی سزا کو پہونچے ۔ ناظرین تو سمجھے ہونگے کہ کفار کا تکبر ٹوٹا ۔ مسلمانون کو انکے ہاتھ سے امن ملا لیکن فی الواقع ایسا نہین ہوا جو لوگ شکست کھا کر واپس گئے وہ اپنی خجالت مٹانے کی فکر مین ہوئے اور یہ صلاح کی کہ ایک مرتبہ پھر طیاری سے لڑین ۔ اب بجائے ابوجہل کے ابوسفیان کو مفسدہ پردازون کا سردار سمجھنا چاہیے شکست کھانے والون مین وہ ایک طور پر سردار تھا اسلیے اُس مجلس کا بھی سردار ہوا جسمین رسول اللہؐ سے دوبارہ لڑنے کی طیاریان ہو رہی تھین ۔ کفار قریش نے حکم دے رکھا تھا کہ کسی کے گھر ماتم نہ ہو ورنہ مسلمانون کو خبر پہونچے گی تو وہ خوش ہونگے ۔ اسود قریشی کے تین بیٹے مارے گئے تھے یہ بڈھا قریش کے ڈر سے رو نہ سکتا تھا اور لڑکون کا غم رونے پر مجبور کرتا تھا مشہور ہے کہ یہ اپنے غلام کو لیکر شہر کے باہر نکل جاتا تھا اور وہان پہاڑ کے کنارے بیٹھکر جی بھر کے آنسو گراتا تھا ۔ ایک روز کسی عورت کے رونے کی آواز آئی یہ سمجھکر شاید اب رونے کا اذن ہو گیا ہے لیکن غلام نے آکر خبر دی کہ وہ عورت اونٹ

گم ہونے پر روتی ہے۔ اسود نے کہا افسوس ہے کہ اونٹ گم ہونے پر لوگ رونے پاتے ہین اور میرے تین جوان لڑکے مارے گئے مگر مین رونے نہین پاتا۔

عباس بن عبد المطلب

قیدیون مین حضرت عباس بن مطلب بھی تھے انکے ہاتھ بہت سخت بندھے ہوئے تھے۔ یہ رات کو بیچین تھے اور ادھر انکی آواز سے آنحضرتؐ بیچین تھے کسی صحابی نے آنحضرتؐ کی بیچینی دریافت کر کے عباس کے ہاتھ ڈھیلے کر دیے عباس کو سکون ہوا۔ جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ عباس کے ساتھ رعایت کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا سب قیدیون کے بند کھول دو۔

قیدیون کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا

اب بحث یہ پیدا ہوئی کہ ان قیدیون کے ساتھ برتاؤ کیا ہونا چاہیے۔ ابوبکرؓ صدیق کی راے فدیہ لیکر چھوڑ دینے کی تھی اور عمرؓ بن الخطاب نے گردن مارنے کی صلاح دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ نے حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کی حضرت ابراہیمؑ کا قول قرآن مین یون منقول ہے "فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم" اور عمرؓ نے حضرت نوحؑ کا قول پسند کیا "رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا" لیکن عمل حضرت ابوبکرؓ ہی کی راے پر کیا گیا کیونکہ اسی طرف اکثر مسلمان مایل تھے فدیہ پر چھوڑنے مین روپیہ کی امید تھی اور اسوقت مسلمان زائد تر اسی کے محتاج بھی تھے۔ پھر مکہ مین خبر پہونچی۔ لوگون نے روپیہ بھیجکر اپنے اپنے اعزہ کو چھڑایا عباس بن عبد المطلب نے کہا مین مسلمان تھا مجھے بلا فدیہ چھوٹنا چاہیے کفار کی طرف سے مین جنگ مین شریک نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کفار کے ساتھیون مین ہتھیار کرنے والے کون کون تھے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو فدیہ دینے کے لائق نہ تھے وہ یون ہی رہا کر دیے گئے۔ کچھ لکھے

پڑھے قیدیوں کی آزادی اس شرط سے روا رکھی گئی کہ وہ انصار کے لڑکوں کو فن کتابت کی تعلیم دیں۔

بدر کی طرف چلتے وقت مسلمان بالکل بے سروسامان تھے کوئی سرمایہ مشترک مسلمانوں کا نہ تھا صرف باہمی اتفاق ساتھ تھا جو سب سے بڑی دولت سمجھی جا سکتی ہے۔ تین سو آدمیوں میں صرف ستر اونٹ تھے جس پر وہ باری باری سے چڑھتے اترتے جاتے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جنکو راستہ میں چڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اور ایسے لوگ بھی ضرور ہی ہونگے جنکو راہ میں فاقہ کی نوبت بھی آئی ہو۔ بدر کی غنیمت میں ایک خمس رسولؐ کا الگ کیا گیا اور چار خمس شرکاے جنگ بدر میں تقسیم کیا گیا رسولؐ کے خمس کو سرمایہ بیت المال یا حال کی اصطلاح میں گورنمنٹ کی مالگزاری سمجھنا چاہیے جو عام مسلمانوں کے نفع یا زمانہ حال کی اصطلاع کے مطابق رعایا کی بہبودی میں خرچ کیا جاتا تھا۔ سریہ عبداللہ میں تو ایک خمس رسولؐ کا خود عبداللہ نے اپنی خوشی سے الگ کر دیا تھا۔ لیکن اب بدر کی تقسیم کے قبل اس مضمون کی نص صحیح نازل ہو چکی تھی اور اسی کے مطابق برابر آنحضرتؐ کے زمانہ میں اور پھر بعد کو بھی عملدرآمد ہوتا رہا۔ مقتول کے سلاح جنگ تو قاتل کو ملتے تھے۔ رہا مال غنیمت اسکی تقسیم ایک خمس اور چار خمس پر کی جاتی تھی۔

تقسیم غنیمت

قیدیان بدر میں حضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی تھے انکے چھڑانے کے لیے حضرت زینب بنت رسولؐ نے اپنی ہیکل فدیہ میں بھیجی تھی۔ یہ ہیکل وہ تھی جو حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں دی تھی۔ ہیکل دیکھ کر آنحضرتؐ کو خدیجہؓ یاد آئیں اور آپ کسی قدر متاثر ہوئے۔ مسلمانوں سے پوچھ کر آپ نے ہیکل واپس کر دی اور ابوالعاص کو

ابوالعاص

اس وعدہ پر رہا کیا کہ وہ جاتے ہی زینب کو مدینہ بھیجدین -

حضرت عمرؓ بن الخطاب معاملات مین سخت تھے - رحم کے موقع پر رحم اور غضب کے موقع پر غضب اور سختی کیا کرتے تھے - آنحضرتؐ کی خدمت مین آپ گستاخ بھی تھے آنحضرتؐ آپ کی باتون کو وقعت سے سُنتے تھے اور اکثر اُنپر کاربند ہوتے تھے - بدر کے قیدیون کی نسبت حضرت عمرؓ کی راے گردن مارنے کی تھی - آپ نے کہا کہ میرے عزیز گردن مارنے کے لیے میرے حوالے کیے جائین عقیل اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کے حوالے ہون - عبّاس کی نسبت اُنکے بھائی حمزہ کو حکم ہو کہ وہ قتل کرین تا عام طور پر معلوم ہوجاوے کہ مسلمانون کو کفار کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین ہی - عمرؓ کی بات تو اُسوقت مانی نہین گئی لیکن بعد کو آنحضرتؐ رسول مقبول کہتے تھے کہ قیدیان بدر کے معاملہ مین عمرؓ ہی کی راے صائب تھی اور عملی طور پر دیکھنے مین بھی آیا کہ تھوڑے دنون کے بعد یہی لوگ جو قید سے چھوٹے تھے ایک جماعت کے ساتھ پھر آئے اور بمقام احد مسلمانون کو شکست فاش دی - فدیہ کے لالچ سے جو نفع مسلمانون کو پہونچا تھا اُس سے زاید نقصان ہوا مسلمانون کا وہ فرقہ جو حضرت عمرؓ کی خوبیون کا قایل نہین ہی اس امر کو تسلیم نہین کرتا کہ آنحضرتؐ کے وقت مین عمرؓ صائب الراے سمجھے جاتے تھے وہ کہتا ہی کہ "عمرؓ جنگ کے کام کے نہ تھے - اُنھون نے لڑائی مین کبھی ہتھیار نہین اُٹھایا - ہان قید یا مجبوری کی حالت مین کوئی اُنکے سامنے پیش ہوا تو اُسکی گردن اُڑا دینے مین یہ بڑے مرد تھے" ع ہر کسے را بہر کارے ساختند - یہ ضرور نہین کہ ایک شخص مین قوت انتظامی اور قوت بازو دونون باتین ہون - اسمین کلام نہین کہ غزوات نبیؐ کے رستم حضرت علی ابن ابی طالب

اسیران بدر سے فدیہ لینا غلطی تھی

تھے۔ فتوحات مین جو کارہاے نمایان انھون نے دکھائے صفحہ روزگار سے وہ مٹ نہین سکتے لیکن اسکے ساتھ ہی اس سے بھی انکار نہین ہوسکتا کہ حضرت عمرؓ نے رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین وزیر ہوکر اور خود اپنے وقت مین خود مختار حکمران ہوکر اسلام کے ساتھ جو سلوک کیے وہ زبانون سے نہ کہے جائین لیکن کتابون کے صفحون سے تو مٹ نہین سکتے۔

مدینہ مین بھی مسلمانون کے دشمن موجود تھے۔ گو مکہ والون کی طرح سخت نہ تھے پھر بھی ضرر پہونچا سکتے تھے۔ لوگون کو بہکاتے تھے اسلام کی ہجو کرتے تھے اور اہل مدینہ کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے۔ منجملہ اُنکے عصما بنت مروان ایک عورت تھی کہ مسلمانون کو بہت بُرا کہتی تھی اور انصار کو بہت ہی ناپاک الفاظ سے یاد کرتی تھی جب مسلمان بدر کو روانہ ہوئے تو اسکی زبان اور بھی دراز ہوگئی تھی۔ عمیر نام ایک نابینا شخص انصار مین تھا جو شریک بدر نہوا۔ جب مسلمان بدر سے واپس آئے تو وہ رات کو اُس عورت کے گھر پہونچا اور ٹٹول کر کلیجہ مین خنجر مارا۔ قتل کرنے پر اُسنے سوچا کہ آنحضرتؐ سے بے پوچھے مین نے ایسا کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے سُنکر کچھ بُرا نہ کہا اور عمرؓ بن خطاب نے تو بہت ہی تعریف کی۔ اسی طرح ابوعفک ایک اور دشمن رسولؐ مدینہ مین تھا جسکو سالم بن عمر نے رات کو اچانک مار ڈالا اور اسی طرح کعب بن اشرف کو چند انصار نے مل کر کسی حیلہ سے قتل کیا کہ وہ بہت ہی موذی تھا آنحضرتؐ کے خلاف سازش کرنے اور کفار کو جنگ کے لیے ترغیب دینے وہ مکہ تک گیا تھا۔ ابتداے اسلام کی حالت ہی ایسی تھی کہ فوجی قانون (مارشل لا) جاری کیے بغیر کام نہ چلتا کہین دو چار ابوجہل یہان بھی پیدا ہوجاتے تو مسلمانون کا رہنا

سریہ عمیر بن عدی

دشوار ہو جاتا۔ اسلیے اہل مدینہ اور اُسکے اطراف کے یہودیون سے جب کوئی زیادتی ہوتی تھی توپھر بدلہ لینے مین مسلمان تامّل نہ کرتے تھے۔ لیکن کسی حالت مین وہ انصاف۔ تہذیب اور اعتدال سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔ اور ایک بات اور بھی تھی کہ مدینہ مین آنحضرتؐ کی حالت سلطان وقت کی سی تھی اور سلطان وقت کے خلاف سازش کرنے والے باغیون کو سزا دینا ہر حالت مین ضرور ہوتا ہی۔

پہلے عرب مین کوئی بادشاہ نہ تھا نہ کوئی بادشاہی قانون تھا۔ آپس کے دستور اور معاہدے کے مطابق ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برتاؤ رکھتا تھا اور قبیلہ کے سردار گویا قبیلے کے حکمران ہوتے تھے۔ جب مسلمان مدینہ مین آئے تو قرب وجوار کی قومون سے دستور کے مطابق معاہدے ہوئے کہ ایک دوسرے کا بُرا نہ چاہے اور باہم مراسم احترام قایم رہین۔ مدینہ مین ایک قبیلہ یہودیون کا بنی قینقاع تھا یہ لوگ اپنے معاہدے پر قایم نہ رہے مسلمانون سے بے ادبیان شروع کین۔ ایک مسلمان عورت سے تمسخر کرنے پر فریقین کے ایک ایک آدمی مارے گئے۔ پیغمبر خدا نے اُنکو بلا بھیجا اور آشتی گفتگو کی مگر اُن لوگون نے کچھ خیال نہ کیا وہ کہنے لگے کہ قریش پر غالب رہنے سے آپ کچھ گھمنڈ نہ کیجیے وہ فن جنگ سے واقف نہ تھے ہم لوگ اس فن کے ماہر ہین ہم سے ڈرتے رہیے۔ اہل سیر نے لکھا ہی کہ مسلمانون کے عروج پر وہ لوگ حاسد بھی تھے۔ غرضکہ باہم لڑائی کی ٹھہر گئی۔ جب مسلمان پہونچے تو وہ اپنی گڑھی مین پناہ گزین ہو گئے اور پھر پندرہ دن کے بعد اسیر ہوئے۔ اخیر مین شہر بدر ہونے پر وہ راضی ہو گئے۔ اور اسی شرط پر اُنکی جان بخشی کی گئی۔

غزوۂ قینقاع

ابو سفیان نے قسم کھائی تھی کہ محمدؐ یا اصحاب محمدؐ سے انتقام لیے بغیر وہ عورت سے صحبت نکریگا۔

سویق

غزوہ سویق

سر مین تیل ڈالے گا۔ آنحضرتؐ سے اب انتقام لینا آسان نہ تھا اسلیے محض قسم اتارنے کو وہ کچھ آدمی لیکر نواحی مدینہ تک آیا۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مسلمان اور اوراسکے ایک مزدور کو مارکر اور چند خرمے کے درختون اور رہنے کے گھرون مین آگ لگا کر چلا گیا۔ آنحضرتؐ نے خبر پاکر تعاقب کیا لیکن ابوسفیان بھاگا اور بھاگتے ہوئے بار شتر ہلکا کرنے کی غرض سے سویق (ستو) کے بورے گراتا گیا اسی وجہ سے اسکا نام غزوہ سویق رکھا گیا اس غزوہ مین بجز سویق کے اور کوئی شے مسلمانون کے ہاتھ نہین آئی اور نہ جنگ کی نوبت آئی۔ یہ واقعہ ۲ھ کا ہے لیکن بعض مورخ اسے ابتدائے ۳ھ ہجری مین داخل کرتے ہین۔

غزوہ قرقرۃ الکدر

عراق اور مکہ کی راہ مین مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر قرقرۃ الکدر واقع ہے۔ مسلمانون کو خبر پہونچی کہ وہان بنو سلیم اور بنو غطفان فساد کے لیے جمع ہوئے ہین آنحضرتؐ نے اُنپر چڑھائی کی۔ وہ لوگ تو بھاگ گئے لیکن اُنکے چرواہے ۵ سو اونٹ سمیت گرفتار ہوئے۔ مال غنیمت مسلمانون مین تقسیم ہوا۔ ان چرواہون مین یسار نام ایک غلام تھا وہ آنحضرتؐ کے حصہ مین آیا اور مسلمان ہوا۔ آنحضرتؐ نے اُسے پھر آزاد کردیا۔

غزوہ اُحد

اب ہجرت کا تیسرا سال شروع ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال اور حکم جہاد کے پہلے ہی سال آنحضرتؐ نے حکمرانی کی ایک حیثیت پیدا کرلی تھی۔ آپ مسلمانون کے سردار اور معتقدا تو تھے ہی اب گرد و نواح کے لوگ بھی آپ کا خیال رکھنے لگے جو عداوت اور کینہ رکھتے تھے (اور ایسے لوگ بہت تھے خود انصار مین کتنے منافق تھے) وہ بھی کھلم کھلا اظہار بغض مین تکلف کرتے تھے۔ اور تکلف نہ کرتے تو باغی قرار پاکر اپنے

اعمال کی سزا پاتے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ مدینہ سے کچھ تھوڑی دور پر نواحی نجد مین بمقام ذی امر کچھ یہود اسلیے جمع ہوئے ہین کہ مسلمانون پر اچانک آ پڑین۔ اور نقصان پہونچائین۔ آنحضرتؐ نے خود پیشقدمی کی اور کوئی ساڑھے چار سو آدمی ساتھ لیکر موقع پر پہونچ گئے۔ یہود پہاڑون مین جا چھپے اور مقابلہ نکرسکے مسلمان متحلّا بالطبع ہوکر ادھر ادھر منتشر ہوگئے۔ آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے تنہا سو رہے تھے کہ ایک یہود شمشیر بکف پہاڑی سے اترا اور کہنے لگا "من یمنعک منّی" بتاؤ تمھیں کون بچائیگا۔ آنحضرتؐ نے کہا اللہ تعالیٰ۔ یہ سنتے ہی وہ ایسا مرعوب ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے گر پڑی۔ آنحضرت نے اُسکی تلوار ہاتھ مین لیکر پوچھا کہ اب بتاؤ تمھین کون بچائے گا۔ اس یہود کے مُنھ سے نکلا "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ" یعنی وہی اللہ جس نے اپنے رسول کو بچایا۔ اس غزوہ مین کوئی لڑائی نہین ہوئی نہ کچھ مال غنیمت دستیاب ہوا۔

سریہ قردہ

جب مکہ والون کو معلوم ہوا کہ مسلمانان مدینہ ہماری تاک مین رہتے ہین تو اُنھون نے یثرب یعنی نواحی مدینہ کا راستہ چھوڑ کر عراق عرب یعنی مدینہ سے مغرب ہوکر شام جانے کا ارادہ کیا۔ مسلمانون کو اسکا پتہ لگ گیا۔ زید بن حارثہ کو آنحضرتؐ نے روانہ کیا

زید بن حارثہ

قریش بھاگ گئے ابکی انکے ساتھ مال بہت تھا اور اسلیے بہت کچھ نقد وجنس مسلمانون کے ہاتھ لگا۔

قتل کعب بن اشرف

کعب بن اشرف یہودی بڑا ہی بدذات شاعر تھا۔ مدینہ کے قریب ہی ایک ٹیلہ پر حصار مین رہتا تھا۔ اپنی قوم کا سردار اور دولتمند بھی تھا۔ جنگ بدر کے بعد یہ مکہ میں گیا اور وہان جانے کی غرض صرف یہ تھی کہ قریش کو اپنی سحر بیانی سے مدینہ پر حملہ کرنے

کے لیے مستعد کرے۔ اسکا فساد مسلمانون کو کھلاتھا۔ آنحضرتؐ کے ایما سے چند انصار نے "الحرب غدعۃ" پر عمل کیا اور اُسے قتل کرڈالا وہ اپنے کردار کو پہونچا اور اسلیے اسکے اعزہ نے زیادہ شوروغل نہین کیا۔

قتل ابورافع

زمین حجاز مین خیبر کے قریب ایک حصار مین ابورافع نام ایک بڑا متمول یہودی رہتا تھا۔ اور حجاز کا تاجر کہلاتا تھا۔ مسلمان اس سے بھی بہ تنگ تھے۔ چند مسلمانون نے اسکے مارڈالنے کا حکم آنحضرتؐ سے حاصل کیا تھا۔ غالباً کعب بن اشرف کے واقعہ نے ابورافع کے قتل کی طرف طبیعتون کو مائل کیا۔ اسکے قتل کی حکایت بہت دلچسپ ہی۔ عبداللہ بن عتبہ چند مسلمانون کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے اور ابورافع کی گڑھی کے پاس پہونچکر ساتھیون سے الگ ہوگئے وہ خود تنہا پھاٹک کے پاس پہونچکر اس طرح میدان مین بیٹھے جیسے کوئی قضاے حاجت کے لیے شہر سے نکلا ہو۔ دربان نے آواز دی کہ جلد آؤ ورنہ پھاٹک بند ہوتا ہی۔ دن چھپ چکا تھا عبداللہ جلدی سے حصار کے اندر داخل ہوگئے اور دیکھتے گئے کہ دربان کنجی کہان لٹکا دیتا ہی۔ جب لوگ سوگئے تو ابورافع کی خوابگاہ مین عبداللہ پہونچے۔ اندھیرے مین پتہ کیونکر لگتا اسلیے اُنھون نے پکارا۔ ابورافع بولا تو اُسکی آواز پر اُنھون نے ہتھیار مارا اور باہر نکل آئے لیکن زخم کاری ہونے مین شبہ تھا اسلیے فوراً پھر اندر داخل ہوئے اور آواز بدل کر حال پوچھا۔ اُسنے گھر کا آدمی سمجھ کر مدد کی درخواست کی اُنھون نے پھر آواز پر خنجر مارا ابکی زخم کاری لگا۔ بھاگتے ہوئے یہ زینہ سے لڑھکے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پگڑی سے اپنی ٹانگ باندھکر اور ایک ہی پاؤن سے پھدکتے ہوئے کسی طرح قلعہ سے باہر نکل آئے اور صبح کو زیر قلعہ سے

ابو رافع کا مرنا تحقیق کر کے مدینہ مین آئے۔ یہان پہونچکر انکی ٹانگ جلد جُڑ گئی یا جوڑی گئی۔

نکاح بحفصہ و زینب

اسی سال مین آنحضرتؐ کے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت حفصہ دختر عمر بن خطاب اور زینب بنت خزیمہ سے آپ نے اسی سال مین یعنی ۳ھ مین نکاح کیے اور اسی سال مین غزوہ احد بھی ہوا مسلمانون نے اسی غزوہ مین اپنی سوء تدبیر سے شکست پائی اور بڑے بڑے صحابی مارے گئے۔

غزوہ احد

قریش نے پورے طور پر سامان کر کے دوبارہ مدینہ پر چڑھائی کی۔ عبّاس بن عبد المطلب نے پہلے سے آنحضرتؐ کو مطلع کر دیا تھا۔ مدینہ کے قریب قریش پہونچے تو مسلمانون نے مشورہ شروع کیا۔ آنحضرتؐ کی رائے تھی کہ لوگ مدینہ سے باہر نہ جائین۔ شہر مین گھس کر قریش کو لڑنا مشکل ہوگا اور مسلمانون کو اسمین سہولت ہوگی بعض اصحاب نے بھی یہی رائے دی۔ لیکن وہان مسلمانون کا شوق شہادت بڑھا ہوا تھا اور جو لوگ بدر مین شریک نہ ہو سکے تھے وہ تو اور بھی زیادہ حریص تھے آنحضرتؐ نے بھی یہی رائے منظور کی۔ جب آنحضرتؐ ہتھیار لگا کر باہر چلنے لگے تو بعض اشخاص نے سوچا کہ پیغمبر خدا کی رائے سے اختلاف کرنا ٹھیک نہ تھا آنحضرتؐ نے سنکر کہا کہ "پیغمبرون کی شان کے خلاف ہے ہتھیار باندھ کر کھول ڈالنا۔ اب جو ہونا تھا ہو چکا"

فوج کی تعداد

قریش تین ہزار کی جماعت سے آئے تھے انمین سات سو جوان زرہ پوش تھے سردار فوج کا ابو سفیان تھا اور اسکے ماتحت بہت سے اکابر قریش تھے مثلاً اسود بن مطلب جبیر بن مطعم۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ حارث بن ہشام

عبد اللہ

عبداللہ بن ابی ربیعہ - خویطب بن عبدالعزیٰ - خالد بن الولید - انکے عورتین بھی ساتھ آئی تھین اور غرض یہ تھی کہ وہ گا بجا کر مثنین پڑھائین مقتولان بدر پر مرثیے پڑھکر لوگون کو جنگ کے لیے ابھارین اور منھ موڑنے والون کو شرم دلائین لڑائی کے باجے سے جو کام اب لیا جاتا ہے اس سے کہین زاید یہ عورتین کام دیتی تھین -

مسلمانون کی طیاری

آنحضرتؐ کے ساتھ ہزار سے زائد لڑنے والے تھے جنمین سے ایک سو زرہ پوش بھی تھے - مدینہ سے نکل کر آنحضرتؐ نے بمقام احد (مدینہ سے کچھ فاصلہ پر یہ ایک سرخ پہاڑ واقع ہی) قیام کیا اسی کوہ کی آڑ مین قریش کا لشکر پڑا تھا - صبح کو آنحضرتؐ نے فوج درست کی - پرا باندھکر اصحاب کھڑے ہوئے - کوہ احد کی طرف فوج کی پشت ہوئی اور مدینہ کی طرف منھ - بائین جانب کوہ عنین رکھا گیا - اس پہاڑ مین ایک تیلی سی راہ تھی - عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیرانداز کی جمعیت سے آنحضرتؐ نے وہان کھڑا کیا اور سمجھا دیا کہ ادھر سے کفار گھسنا چاہین گے - تم لوگ یہان سے ہرگز نہ ہٹنا مسلمانون کو فتح ہو تو مال غنیمت ہرگز لوٹنے نہ آنا اور نہ شکست کی حالت مین حمایت کو دوڑنا -

عبداللہ بن ابی کی واپسی

عبداللہ بن ابی ~~منحرف ہو کر~~ برہم - علیحدہ ہوگیا اور وجہ یہ بیان کی کہ آنحضرتؐ نے مدینہ مین رہکر جنگ نہ کی اور میری راے پر دوسرون کی راے کو ترجیح دی اسلیے مین نہ ٹھہرون گا - اسکی واپسی کی مسلمانون کو کچھ پروا نہ تھی - مسلمانون کو جان نثار رفیقون کی ضرورت تھی تعداد کا بڑھانا انکو منظور نہ تھا ورنہ عبداللہ بن ابی کا حلیف کیون واپس کردیا جاتا -

عبداللہ بن ابی کی حلیف

جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے حمایت کا معاہدہ کرتا تھا تو ایسے معاہد کو حلیف کہتے تھے - عمر کا حلیف زید ہو اسکا یہ مطلب ہی کہ اگر کوئی غنیم زید پر چڑھے تو عمر زید کی مدد کو آئے اور عمر پر کوئی وقت مصیبت کا پڑے تو زید اسکی مدد کو آئے عبداللہ بن ابی کے حلیف یہود مدد کو آئے تھے لیکن آنحضرتؐ نے انکو ٹالدیا یہ پسند نہین کیا گیا کہ بیدل لڑنے والون کی شرکت سرکشف مسلمانون کو بھی بودا بنادے -

مسلمانون کی طرف سے میمنہ میسرہ اور مقدمہ لشکر کے لیے عکاشہ بن محصن -

سرداران لشکر

ابوسلمہ بن عبدالاسد - ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص منتخب کیے گئے - اور کفار کی طرف یہ خدمتین خالد بن ولید - عکرمہ بن ابوجہل - صفوان بن امیہ - عمر بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کے تعلق کیگیئن -

آغاز جنگ یون ہوئی کہ ابوعامر فاسق پچاس آدمی کی جماعت سے باہر نکلا اور

جنگ

مسلمانون پر تیر برسانا شروع کیا - مسلمانون نے بھی تیر سے جواب دیا - ابوعامر کے پاؤن اکھڑ گئے - عورتون نے بہتیرا شوروغل مچایا لیکن بھاگنے والے ذرا خبردار نہ ہوئے - یہ کیفیت دیکھکر طلحہ بن ابی طلحہ علم دار لشکر قریش نے آگے بڑھ کر مبارز طلب کیا - ادھر سے شیر خدا علیؓ ابن ابی طالب نکلے اور نکلتے ہی طلحہ کو اتنے ہی ہتھیار رہا کہ ادھر نکل پڑا - اسکے بعد طلحہ کے دو بھائی عثمانؓ اور ابوسعیدؓ علم بردار ہوکر میدان مین آئے اور حمزہ بن عبدالمطلب اور سعد بن ابی وقاص کے ہاتھون سے مارے گئے - پھر طلحہ کے تین بیٹے مسافع حارثؓ اور کلابؓ باری باری علم بردار ہوئے اور مارے گئے - جب اس خاندان کا کوئی باقی نہ رہا تو ارطاۃ بن شرجیل وغیرہ وغیرہ نے علم اٹھایا اور سب مارے گئے - اسکے

بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے اور مسلمان مال غنیمت لوٹنے مین مصروف ہوئے۔
ناظرین سمجھتے ہونگے کہ مسلمانون کی فتح ہوئی اسوقت مسلمان بھی ایسا ہی سمجھے تھے اور یہی سمجھ اُنکے حق مین زہر ہوگئی۔ عبداللہ بن جبیر کے ساتھیون نے درکوہ چھوڑکر لوٹ مین شرکت کی اور عبداللہ کو مع چند جانبازون کے وہین شہید ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ قریش مین خالد بن ولید ایک تجربہ کار جنگجو تھا جس نے بعد کو مسلمان ہوکر سیف اللہ لقب پایا۔ قریش تو بھاگ گئے لیکن یہ مع چند ساتھیون کے دبکا کھڑا رہا اور اسی وقت کا منتظر تھا عبداللہ کو تنہا پاکر اُس نے شہید کیا اور مسلمانون کے پیچھے اچانک آپڑا۔ اُدھر بھاگے ہوئے قریش بھی واپس آگئے۔ اب مسلمان بالکل دشمنون کے ہاتھ مین تھے۔ مسلمانون کو اس خصوص مین مرنا جلینا برابر تھا وہ کیا بھاگتے لیکن لڑائی کا انداز ہی بدل گیا۔ ہڑمین دوست دشمن کا امتیاز جاتا رہا بعض مسلمان خود مسلمانون کے ہاتھ سے زخمی ہوئے۔ پیغمبر خدا خود ہتھیار چلاتے تھے۔ آنحضرتؐ تیر تلوار اور پتھرون کی مار سے زخمی ہوئے۔ آپ کے دانت اسی لڑائی مین شہید ہوئے حالت جنگ مین آپ گر پڑے زرہ کی کڑی رخسارے مین گھس گئی۔ ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے دانتون سے وہ کڑی نکالنا چاہی کڑی تو نکلی لیکن ابو عبیدہ کے دانتون پر آبنی۔ طلحہ [illegible] رضہ۔ علیؓ ابن ابی طالب ابوبکرؓ وغیرہ سات مہاجر اور اسی قدر انصار آنحضرتؐ کی حفاظت کے لیے کھڑے تھے۔ اور کفار تھے کہ خاص آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو پلے پڑتے تھے ایک وقت وہ بھی آیا کہ علیؓ ابن ابی طالب کو حالت جنگ مین آنحضرتؐ کا خیال آیا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آپ کو پایا تو تنہا کوئی گرد و پیش نہین۔ خدا نے اپنے رسولؐ کو بال بال بچالیا۔ فوج مین کسی نے

عبداللہ بن جبیر کی شہادت

مسلمانون کی ابتریت

شور کیا کہ "محمد مارے گئے" بس اس کلمہ نے مسلمانوں کے پاؤں اُٹھا دیے۔ طلحہؓ بن عبداللہ زخم سے خستہ پڑے تھے۔ ایک صحابی سے اُنھوں نے پوچھا "محمدؐ کا حال کہو" اُسنے کہا زندہ ہین۔ طلحہؓ نے جواب دیا پھر کچھ پروا نہین اب سب مصیبتین آسان ہین۔ جب آنحضرتؐ کو طلحہؓ اور علیؓ نے آکر اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ آپ کے مارے جانے کی خبر غلط تھی۔ رفتہ رفتہ اور چند اصحاب جمع ہو گئے۔ کفار آنحضرتؐ کو مقتول سمجھ کر ہٹ گئے تھے۔ آنحضرتؐ نے کوہ احد پر چڑھ جانا چاہا کہ کفار کا دست رس نہو جب پہاڑ پر آپ چڑھ چلے تو کفار نے تعاقب کیا۔ عمرؓ بن الخطاب نے اُنکو روکا اور آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر ایک شعبہ مین جاکر ٹھہرے۔ آہستہ آہستہ تمام جان نثار وہان جمع ہوتے گئے۔ فاطمہؓ بنت رسولؐ مدینہ سے دوڑی آئین اور اپنے شوہر کے ساتھ مل کر آنحضرتؐ کے زخمون کو اُنھون نے دھویا اور کپڑا جلا کر اسمین راکھ بھری۔ کھٹکا تھا کہ کہین کفار مدینہ کا رُخ نہ کرین کچھ اُنپر ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ سوچ سمجھ کر واپس گئے۔ لیکن کچھ فاصلہ پر جاکر اُنکی راے پھر بدلی اور اُنھون نے چاہا کہ مدینہ پر حملہ کرین۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو پہونچی۔ جنگ احد کے دوسرے ہی دن پھر آپ نے کفار قریش کے تعاقب کا قصد کیا۔ مجروح جسم پر آپ نے ہتھیار لگائے اور تمام اصحاب نے متابعت کی۔ بمقام حمراء الاسد مسلمانون کا لشکر اُترا۔ ابوسفیان کو خبر ملی کہ محمدؐ پھر آتے ہین اُسکے ساتھیون مین بھگدڑ پڑی۔ مسلمانون نے کچھ دور تک تعاقب بھی کیا مگر کفار نے سامنا نہ کیا۔ اخیر مین کفار ہی بھاگے اسلیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا لیکن اس خیال سے کہ کفار سے کہین زاید مسلمان اسمین کام آئے۔ کفار کے صرف ۳۰ آدمی مارے گئے اور یہان ستر زخمی اور ستر شہید ہوئے مسلمانون کو

کچھ مال غنیمت نہین ملا۔ عام طور پر یہی سمجھا گیا اور سمجھا جاتا ہی کہ جنگ احد مین مسلمانونکو ہزیمت ہوئی۔

شہدای احد

شہدای احد کا مزار جبہ مسلمان کے نزدیک ہی۔ جہان یہ لوگ دفن کیے گئے وہان آنحضرتؐ اور اُنکے بعد خلیفہ اول اور دوم برابر جاکر سلام بھیجتے تھے۔ اِن شہیدون مین حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی تھے۔ یہ آنحضرتؐ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ آنحضرتؐ کو اُنکے شہید ہونے کا بڑا ہی غم ہوا۔ آنحضرتؐ نے جاکر اُنکی نعش میدان کارزار مین دیکھی کہ ناک اور کان کٹے تھے۔ پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ایسا ہی اور شہیدون کے ساتھ بھی دل ہلا دینے والی جہالت کی گئی تھی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ کفار کی عورتون نے یہ حرکت کی ہی۔ ان شہیدون کے ہاتھ سے جو کفار جنگ بدر مین یا اب مارے گئے تھے اُنکی رشتہ دار عورتون نے یون بدلا لیا تھا۔

حمزہؓ کی شہادت

حضرت حمزہؓ کے قتل کو ایک خاص حبشی غلام بہت بڑے انعام کی طمع پر ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کی طرف سے تعینات کیا گیا تھا۔ عتبہ بدر مین مارا گیا تھا اور اُسی کے بدلہ لینے کو ہند بیچین تھی۔ اسی ہند نے حمزہؓ کا کلیجہ بھی چبایا تھا۔ اس حبشی سے قول تھا کہ محمدؐ۔ حمزہؓ یا علیؓ ان تین مین سے وہ کسی کو مار ڈالے تو انعام پائے۔ وہ حبشی حمزہؓ سے کیا لڑتا صورت دیکھ کر اُسکی روح پرواز کر تی تھی۔ ایک مقام پر وہ پتھر کی آڑ مین چھپ کر بیٹھا اتفاق سے حضرت حمزہؓ وہان گذرے اسکو نیزہ مارنے کا موقع مل گیا نیزہ بازی مین اسے مشاقی تھی حضرت حمزہؓ جانبر نہ ہو سکے۔

حمزہؓ کے گھر ماتم

جب آنحضرتؐ مدینہ مین تشریف لائے تو مسلمانون کے گھر ماتم سرا تھے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تمام گھرون سے رونے کی صدا آتی ہی۔ حمزہؓ کے گھر کوئی رونے والا بھی نہین ہی؟

یہ کہنا اس غرض سے نہ تھا کہ حمزہؓ کے گھر کوئی روئے بلکہ ذہن میں یہ تھا کہ بیچارے مسلمان اپنی سوء تدبیر سے آج اسقدر ہلاک ہوئے کہ اُنکی تعداد بہت گھٹ گئی اور غریب مہاجر اس بیکسی مین مارے گئے کہ اُنپر کوئی رونے والا بھی نہین ہی۔ انصار نے یہ سُنا اور سُنتے ہی اُنھون نے اپنی عورتین رونے کو حمزہؓ کے گھر بھیجدین کہ پہلے وہان رو لو پھر اپنے یہان رونا۔ تھوڑی دیر مین حضرت حمزہؓ کے گھر کہرام مچگیا۔ موتے پر چلاّ کر رونا درست نہین ہی۔ آنحضرتؐ نے فوراً رونا بند کروا دیا اور کہا کہ میرا یہ مقصد نہ تھا کہ حمزہؓ کے گھر لوگ آکر ماتم کرین۔

سریۂ قطن ابو سلمہ مخزومیؓ

اسی ۳ھ مین آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ قطن (ایک پہاڑ ہی قید کی طرف) مین قبیلہ بنی اسد کے چند مفسد جمع ہو کر مسلمانون پر حملے کا قصد رکھتے ہین۔ آنحضرتؐ نے دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد" پر عمل کرکے ابو سلمہ مخزومی کو ڈیڑھ سو مسلمانون کے ساتھ جنمین ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص وغیرہ اکابر بھی تھے دشمن کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ مخالفون نے مقابلہ نہ کیا۔ مسلمان فتحیاب ہوئے اور مع مال غنیمت کے واپس آگئے۔

سریۂ عبداللہ بن انیس

اسی سال مین عرنہ (وادی عرفات کے پاس ایک مقام ہی) کے سفیان بن خالد ہذلی کے قتل کا واقعہ ہی۔ یہ مسلمانون کا بڑا دشمن تھا چند مسلمانون کے قتل کا بھی یہ سبب ہوا تھا۔ اسیطرح یہ ہی کہ مدینہ پر حملہ کرنے کی طیاری کر رہا تھا۔ مدینہ سے عبداللہ بن انیس اسکے پاس گئے اور "الحرب خدعۃ" پر عمل کرکے کسی طرح اسکا سر تن سے جدا کیا دن کو چھپتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ افتان خیزان انھون نے آنحضرتؐ تک دشمن کا سر پہونچایا۔

اب ہجری سنہ کا چوتھا سال شروع ہوا۔ سال کے شروع ہی مین ایک واقعہ

واقعہ بیر معونہ

ایسا پیش آیا کہ بہت سے انصار شہید ہوئے۔ قبیلہ نجد و بنی عامر سے ابو براء نام
ایک بہودی آنحضرتؐ کے پاس مدینہ مین آیا مسلمان تو نہین ہوا لیکن اسلام کا
معتقد معلوم ہوا۔ بظاہر یہ سمجھا گیا کہ وہ تنہا مسلمان ہونا نہین چاہتا کل خاندان کے
ساتھ مومن ہونا دنیاوی مصلحتون کے اعتبار سے مناسب سمجھتا ہی۔ خود اسکی درخواست
پر چالیس یا ستر اصحاب جنمین اکثر انصار تھے روانہ کیے گئے تاکہ وہ لوگ اسکے وطن
مین جاکر اسلام کا وعظ کرین۔ آنحضرتؐ ذرا رُکے۔ لیکن جب ابو براء نے اپنی
حمایت کا ذمہ لیا تب پھر کچھ اندیشہ نہین کیا گیا۔ ابو براء کے بعد یہ لوگ گئے اور بستی کے
قریب بیر معونہ پر ٹھہرے۔ حرام بن ملحان سب کے حکم سے ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل
کے سامنے ایلچی ہو کر گیا کہ اگر وہ بلائے تو مسلمان شہر مین آئین۔ یہ ایلچی وہان مارا
گیا۔ عامر نے قبیلہ نجد سے مدد چاہی لیکن اُنھون نے ابو براء کا معاہدہ یاد کر کے
شرکت سے انکار کیا۔ پھر عامر نے دوسرے قبیلون سے مدد لیکر بیر معونہ کے پاس
مسلمانون کو گھیر لیا۔ یہ بیچارے مسلمان فن جنگ سے کم واقف تھے انکے پاس
زرہین اور عمدہ ہتھیار بھی نہ تھے۔ قرآن پڑھنا پڑھانا اور مزدوری کر کے پیٹ پالنا انکا
کام تھا۔ سب کے سب وہین مارے گئے۔ انکی جماعت کے دو شخص حارث بن صمہ
اور عمرو بن امیہ ضمیری اونٹ چرانے گئے تھے گدھ کو اوڑتے دیکھ کر انکو شبہہ ہوا ٹیلے پر
چڑھے تو اپنے ساتھیون کو مقتول دیکھا۔ مدینہ مین جاکر خبر پہونچانا یہ جانبازی کے
خلاف سمجھے اور بے تکلف حریفون کا مقابلہ کیا۔ حارث نہایت دلیری کے ساتھ چار
شخصون کو مار کر خود شہید ہوئے اور عمرو کی نسبت مورخین کا اختلاف ہی۔ بعض کہتے
ہین کہ وہ گرفتار ہوئے اور پھر عامر نے انکو آزاد کر کے اپنی مان کی منت پوری

کی جس نے ایک غلام آزاد کرنا کسی وجہ سے اپنے اوپر واجب کرلیا تھا۔ اگر یہ صحیح ہی تو صرف ایک عمر کے ذریعہ سے مفصل حالات مسلمانون کو معلوم ہوئے اور نہین تو مدت تک کوئی حال کا کہنے والا بھی پیدا نہ ہوتا۔ ایک قول یہ بھی ہی کہ ابو براء کے بیٹے ربیعہ نے عامر کو کسی موقع پر نیزہ مارکر ہلاک کیا۔ اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس واقعہ مین ابو براء پر کچھ الزام مسلمانون کے نزدیک ثابت نہ تھا۔

بنو نضیر سے آنحضرتؐ کا جھگڑا

ایک مرتبہ تمام اکابر اصحاب کو ساتھ لیکر آنحضرتؐ یہود بنی نضیر (مدینہ کے یہودیون کے ایک قبیلہ) کے گھر گئے وہان سبھون نے آنحضرتؐ کو پتھر لنڈھکا کر شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو پتہ لگ گیا۔ آپ اس طرح اُٹھے جیسے کوئی حاجت بشری کو اٹھتا ہی اور پھر مکان سے باہر نکل کر مدینہ کی راہ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام اصحاب واپس آئے لیکن حیرت کے ساتھ۔ یہان آنے پر اصلی حالات معلوم ہوئے۔ آنحضرتؐ نے قبیلہ بنو نضیر کی سزا جلاوطنی تجویز کی۔ اور اُنکو حکم دیا کہ تم لوگ اپنا تمام مال ومتاع لیکر یہان سے نکل جاؤ۔ وہ لوگ اسپر راضی ہوئے لیکن پھر لوگون کے بہکانے سے منحرف ہوگئے پیغمبر خدا نے چڑھائی کا حکم دیا۔ مسلمانون کی طیاری دیکھ کر وہ قلعہ مین پناہ گیر ہوئے۔ پندرہ روز تک مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ جب بنو نضیر نے دیکھا کہ کوئی مدد کو نہین آتا تو مصالحت کی گفتگو شروع کی جلاوطنی اب بھی تجویز ہوئی لیکن اسقدر سختی کے ساتھ کہ اب ہتھیار انکے اور زرہین انکی مسلمانون کو وقف ہوگئین۔ صرف مال وہ لیجا سکے جو انکی بار برداری کے جانور اٹھا سکے۔

اس طرح بہت کچھ مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا لیکن چونکہ لڑائی کی نوبت نہین پہونچی تھی اسلیے فوج والون کا وہ حق نہ تھا۔ خاص آنحضرتؐ کا حق یا بیت المال کا سرمایہ

سمجھا گیا۔ آنحضرتؐ کو جو چیزین ملتی تھین وہ بھی مسلمانون ہی کو دیجاتی تھین یا کچھ ازواج نبی کے نان و نفقہ مین خرچ ہوتی تھین جب سے مسلمان مکہ سے آئے تھے تمام مہاجر انصار ہی کے گھر مین مہمان تھے ایک ایک مہاجر کو انصار نے لے لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے چاہا کہ یہ مال صرف مہاجرین مین تقسیم ہو اور آج سے مہاجر اپنا گھر الگ بنائین اور انصار کی گردنون سے اُنکے بار اٹھ جائین۔ اگر فی الواقع پوچھیے تو اس مال غنیمت سے مہاجر اور انصار سب کو نفع پہونچا انصار نے نہایت مسرت سے اسے قبول کیا اور کہا کہ ہم تو اس مین راضی ہین کہ یہ مال مہاجر کو دیا جائے کہ محبت اسلام مین یہ بیچارے خانہ برباد ہوئے اور پھر یہ بدستور ہم لوگون کے گھرون مین رہین۔ غرضکہ وہ مال اکثر مہاجرین مین تقسیم ہوا اور بعض مفلس انصار کو بھی دیا گیا۔

اسی سنہ ہجری مین آنحضرتؐ کے نواسہ عبداللہ بن عثمان نے چھ سال کی عمر مین وفات کی۔ مرغ نے آنکھ مین پنجہ یا چونچ ماری جسکے صدمہ سے وہ جانبر نہ ہوسکے زینب بنت خزیمہ نے انتقال کیا عبدالسلام مخزومی کے مرنے پر اُنکی زوجہ ام سلمہ آنحضرتؐ کی زوجیت مین آئین۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی مان فاطمہ بنت اسد بھی اسی سال فوت ہوئین۔ حسینؑ بن علیؓ کی پیدایش اسی سنہ مین ہوئی۔

غزوہ بدر صغری

اسی سنہ مین غزوہ بدر صغری بھی واقع ہوا۔ اسکی کیفیت یہ ہو کہ جنگ احد سے پھرتے وقت ابوسفیان کہتا گیا تھا کہ اب سال آیندہ ہم لوگ پھر آئینگے۔ مسلمانون کو اسکا خیال رہا۔ جب وقت قریب آیا تو مسلمانون نے جنگ کی طیاری کی۔ اس سال مکہ مین قحط پڑا تھا کفار مکہ جنگ کے لیے آنا پسند کرتے تھے اور وہان یہ بھی گوارا نہ تھا کہ مسلمانون کے سامنے خفت ہو۔ ابوسفیان نے ایک شخص اسلیے بھیجا کہ وہ

اجنبی بنکر کفار قریش کے سامان جنگ سے مسلمانون کو ڈراوے - چنانچہ ایسا ہی ہوا
اسی شخص کے آنے سے مسلمانون کی رائین پلٹ چلین - اُسنے کچھ اس شد و مد سے
کفار قریش کی طیاریون کا تذکرہ کیا کہ مسلمانون کے خیال بدل گئے عمرؓ بن الخطاب
نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ رسول برحق ہین تو پھر آپ کے ساتھ ہو کر لڑنا کسی طرح برا
نہین ہو سکتا - مین تو ہرگز گھر بیٹھ رہنے کا مشورہ نہ دونگا" اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا " اگر
کوئی نہ جائیگا تو مین تنہا میدان جنگ مین چلونگا " یہ فرمانا تھا کہ دفعۃً مسلمانون کو جوش
آیا اور طیاریان ہونے لگین - وہ شخص مایوس ہو کر قریش کے پاس آیا - قریش کی
ہمتین بالکل چھوٹ گئین - کسی طرح وہ لوگ مکہ کے باہر بھی نکلے تو مجنہ تک پہونچتے
پہونچتے انکارا ہمہ منصوبہ بھی جاتا رہا اور یہ سمجھکر پھر گئے کہ آیندہ دیکھا جائیگا - اور یہان
مسلمان ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سے بدر تک آئے بدر مین لوگون کے جمع ہونے کا
موسم تھا - بازار یا میلہ کا دن تھا - وہان بیچنے کے لیے مسلمان تجارت کا مال بھی لیتے
آئے تھے - کسی قسم کی جنگ تو نہین ہوئی اور نہ مال غنیمت حاصل ہوا لیکن
تجارت مین نفع اتنا ہوا کہ محنت وصول ہو گئی -

آب آنحضرتؐ کی حالت ایک سردار قوم کی سی بے تکلف تھی اور احکام شاہی جاری
کرنے کے آپ مجاز تھے - زنا کی حالت مین سنگسار کرنا حضرت موسیٰؑ کے وقت سے
محکوم تھا - توریت مین حکم تھا لیکن عملدرآمد نہین تھا - اس سال ایک مالدار یہود کے
لڑکے نے کسی عورت سے زنا کیا - یہودیون نے چاہا کہ دونون صرف رسوا کر کے
چھوڑ دیے جائین ہلاکت کی سزا نہ دی جائے اور آنحضرتؐ سے بیان کیا کہ توریت
مین ایسا ہی محکوم ہے - آنحضرتؐ نے کہا کہ توریت مین ضرور رجم کی سزا ہو گی - یہودیون

نے ہیر پھیر کرکے اپنا مطلب توریت سے نکالنا چاہا۔ لیکن عبداللہ ابن سلام کی موجودگی مین وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ توریت نے بھی رجم ہی کا فتویٰ دیا اور وہ دونون سنگسار کیے گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے زید بن ثابت کو تعنات کیا کہ وہ لوگون کو توریت پڑھائین تاکہ یہود اسمین تحریف نہ کرسکین۔

تعلیم زید بن ثابت

شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال مین نازل ہوا اور بعضون کے نزدیک سنہ ۶ھ یا سنہ ۸ھ مین ایسا ہوا۔ ابتداے اسلام مین لوگ برملا شراب پیتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کبھی نہین پی۔ شراب سے جو مضرتین پیدا ہوتی ہین اُنپر اصحاب اکثر غور کرتے تھے اور پیغمبر خدا سے شراب کے متعلق سوالات کرتے تھے۔ آیہ اُتری "یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما"۔ اس سے وہ شراب کو کچھ کچھ بُرا سمجھے عمرؓ بن الخطاب نے کہا "اللہم بین لنا بیاناً شافیاً فی الخمر" ایک مرتبہ شراب پی کر مسلمانون نے نماز پڑھی۔ نشہ مین امام کے مُنھ سے کچھ کا کچھ نکلا۔ اسپر آیۃ "یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکارے حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا" نازل ہوئی۔ عمرؓ بن الخطاب کو یہ فکر تھی کہ اسکی ممانعت کا قطعی حکم کیون نہین آتا۔ آپ نے پھر فرمایا "اللہم بین لنا بیاناً شافیاً فی الخمر" لیکن اب اکثرون کے یہ خیال ہو چلے تھے کہ جب یہ نماز مین حلال نہین تو پھر کسی حال مین اچھی نہین۔ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ کسی موقع پر شراب پی کر آپس مین لڑے۔ سعد بن وقاص کا سر ٹوٹا۔ آنحضرتؐ کے پاس فریاد آئی۔ عمر بن الخطاب نے ہاتھ اُٹھا کر کہا "اللہم بین لنا بیاناً شافیاً فی الخمر" خدایا شراب کے بارے مین کوئی حکم شافی بھیج۔ اسپر آیۃ "یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر

یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فہل انتم منتہون" نازل ہوئی۔ پیغمبر خدا نے تمام مدینہ میں پکروا دیا کہ شراب حرام ہوئی کوئی نہ پیے۔ وہان مسلمانون مین قاعدے کی پابندی ایسی تھی کہ آج کل کی انگریزی فوج مین بھی ایسی نہ ہوگی۔ حکم سنتے ہی لوگون نے شراب کے خم لنڈھا دیے۔ مدینہ کے گلی کوچون مین پانی کی جگہ شراب ہی شراب نظر آنے لگی اُس روز سے آج تک شرابخواری بہت بڑی معصیت مسلمانون کے نزدیک ہی مسکرات سے علیحدگی عموماً شعار اسلام سمجھا جاتا ہے۔

غزوہ بنی المصطلق یا مریسیع

۵ھ مین آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث ابن ضرار مسلمانون پر لشکرکشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ تصدیق خبر کے بعد آنحضرتؐ نے خود پیشدستی کی۔ یہود کی طرف سے دس آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے ادھر صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔ لڑائی مین یہودیون کے پاؤن اُٹھ گئے۔ مال غنیمت کے ساتھ مسلمان واپس آئے۔ اس غزوہ کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہین کیونکہ قبیلہ بنو المصطلق کی آبادی چشمۂ مریسیع کے کنارہ تھی۔ حارث کی بیٹی جویریہ مسلمان ہوکر آنحضرتؐ کی زوجیت مین داخل ہوئی۔ اور اسی سال مین زینب بنت جحش سے بھی آنحضرتؐ نے نکاح کیا۔

جویریہ زوجہ رسولؐ و زینب بنت جحش زوجہ رسولؐ

اسی غزوہ بنو المصطلق سے پھرتے ہوئے راہ مین مہاجر اور انصار سے کچھ بے لطفی ہوگئی عبد اللہ بن ابی نے فساد بڑھانا چاہا اور کہا کہ ایسے چل کر مہاجرین کو ہم مدینہ مین رہنے نہ دین گے اور آنحضرتؐ کی شان مین بھی کچھ ذومعنی الفاظ استعمال کیے۔ عبد اللہ بن ابی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مدینہ والون کا سردار ہونے والا تھا۔ اگر آنحضرتؐ نہ آتے تو قوم اسی کو حاکم بناتی وہ مصلحت وقت پر نظر ڈال کر مسلمان ہوگیا تھا لیکن دل سے آنحضرتؐ کا بدخواہ اور حاسد تھا اور اسی سے اسکو منافق کہتے تھے اسکے علاوہ اور بھی چند

عبد اللہ بن ابی منافق

منافق تھے۔ یہ لوگ جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے لیکن دل سے جنگ نہین
کرتے تھے بہ نیت ثواب نہین جاتے تھے بلکہ محض غنیمت کی طمع سے شریک ہوتے
تھے یہ وہی ابن ابی ہی جو جنگ احد سے واپس گیا تھا۔ اسی نے بنو نضیر کو بھی بہکایا
تھا کہ وہ جلاوطنی کے حکم پر راضی ہوکر پھر منحرف ہوگئے۔ یہ مسلمانون کا مار آستین تھا۔ عبداللہ
بن ابی کی گفتگو آنحضرتؐ کے گوش مبارک تک پہونچائی گئی یہان تو تحمل کی انتہا نہ تھی
لیکن عمرؓ بن الخطاب سے رہا نہ گیا آپ نے فرمایا کہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماری
جائے۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ لوگ کہین گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیون کو بھی مارتے ہین
اسلیے ایسا کرنا مناسب نہین ہی۔

عبداللہ بن ابی کا ایک بیٹا تھا اور اسکا نام بھی عبداللہ تھا۔ یہ بڑا سچا مومن تھا اسکو
خبر لگی تو یہ دوڑ کر آیا اور آنحضرتؐ سے کہنے لگا اگر میرا باپ گردن زدنی ہی تو یہ کام میرے تعلق
کیجیے۔ مین ابھی اُسکا سر حاضر کرتا ہون۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کسی دوسرے کو حکم دین نفس پر
کسی کو قدرت نہین۔ کہین میرے نفس کو یہ برا لگے اور مین جہنمی ٹھہرون۔ آنحضرتؐ
نے کہا مین اُسکی ہلاکت نہین چاہتا۔ جب لوگ مدینہ کے قریب پہونچے تو عبداللہ
بن عبداللہ بن ابی نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو مدینہ مین داخل ہونے سے
روک دیا اور کہا تم مدینہ مین داخل ہونے کے قابل نہین ہو۔ آنحضرتؐ کو یہ خبر پہونچی
تو آپ نے کہا جانے دو اور تب بیٹے نے باپ کو چھوڑا۔ ایسی ہی بہت سی مثالین
ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب رسولؐ ماں باپ سے کہین زیادہ رسولؐ کو پیار
کرتے تھے اور جب ہی تو عرب ایسے سخت ملک مین آنحضرتؐ کو رسالت مین
کامیابی ہوئی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

قصہ افک

اسی سفر سے پھرتے ہوئے ایک واقعہ یہ ہوا کہ آپ کی زوجہ حضرت عائشہؓ سفر
مین ساتھ تھین۔ راستہ مین ہیکل گر گئی اسکی تلاش مین آپ کو دیر ہو گئی اور اونٹ
والے نے کچھ خیال نہ کیا قافلہ چل کھڑا ہوا۔ قافلہ کے پیچھے ایک شخص چیزون کی دیکھ بھال
کے لیے رہتا تھا۔ آپ کو اُسنے دیکھا اور ساتھ لایا۔ یہ منافق مار آستین کب چوکتے تھے
حضرت عائشہؓ کے پیچھے رہ جانے کو بدنیتی پر محمول کیا۔ بات تو مُنھ سے نکلتے ہی بڑھ جاتی ہی
تمام لشکر مین شہرہ ہو گیا۔ آنحضرتؐ کو بھی اسکا خیال ہوا لیکن چند دنون کے بعد اسکی پوری
تکذیب ہوئی۔ آنحضرتؐ کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ اُنس تھا اسلیے اس غلط خبر کے
مشہور کرنے والون سے آنحضرتؐ کو رنج بھی بہت ہوا۔ اس قصہ کو قصہ افک کہتے ہین
سورۂ نور کے گیارہوین رکوع کے شروع مین ہے "ان الذین جاوا بالافک عصبۃ منکم لا
تحسبوہ شرا لکم بل ہو خیر لکم" یہ آیۃ اکثر مورخین اور مفسرین کا بیان ہی کہ حضرت
عائشہؓ کی برأت کی نسبت نازل ہوئی۔

غزوہ خندق یا احزاب

اکثر مورخین کا بیان ہی کہ غزوہ خندق اسی ۵ھ مین واقع ہوا۔ اس غزوہ کو
غزوہ احزاب بھی کہتے ہین۔ بنو نضیر مدینہ سے جلا وطن ہو کر اطراف عالم مین منتشر
ہو گئے۔ حی بن اخطب جو مع اپنے ساتھیون کے خیبر مین جا کر مقیم ہوا تھا چند یہودیون
کو ساتھ لیکر مکہ پہونچا۔ وہ لوگ آنحضرتؐ سے تو لڑنے والے تھے ہی ان یہودیون کی
مدد نے انکو اور اُبھارا۔ سرداران قریش نے غلاف کعبہ کے اندر گھس کر تصمیم ارادت
کی نسبت قسمین کھائین اور بہت ہی مستعدی اور ہیکڑی سے یہ لوگ باہر نکلے چار ہزار

خروج کفار

آدمی تو قریش کے تھے اور چھ ہزار یہود اور اطراف مکہ کے لوگ جملہ دس ہزار کی جمعیت
سے مسلمانون پر چڑھائی کی گئی۔ مدینہ کے قریب پہونچکر حی بن اخطب نے قبیلہ

بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسید کو بھی گانٹھا۔ اور اس طرح بنو قریظہ بھی قریش کے ساتھ مل گئے۔

فوج اسلام

سلیمان فارسی کی رائے سے مسلمانون نے اپنے لیے ایک چھوٹی سی گڑھی طیار کی۔ مدینہ کے قریب ایک پہاڑی سلع نام ہو۔ اسی کے نیچے مسلمان ٹھہرے اور سامنے پانچ گز چوڑی اور اسی قدر گہری خندق کھود لی۔ ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف خندق بیچ مین بیضادی شکل یا کمان کی صورت مین ایک محفوظ جگہ بنائی گئی جسمین آنحضرتؐ کے لیے سرخ چمڑے کا خیمہ نصب کیا گیا اور شاید مسلمانون کے لیے بھی کچھ تھوڑا بہت سامان ہوا اور پھر کل مسلمان اسمین پناہ گزین ہوئے۔ خندق کھودنے مین خود آنحضرتؐ شریک تھے۔ خندق کھودنے کی محنت بھوک کی تکلیف۔ دشمنون کا مقابلہ اور اوپر سے سردی چلے کی پڑتی تھی دامن کوہ مین رہنا۔ رات کو سرد ہوا برچھی کی طرح لگتی تھی اور مسلمان بیچارے دن کی دھوپ اور رات کی شبنم مین اپنے جسم کی کھال گویا مدبوغ کرتے تھے۔ ۲۴ یا ۲۷ روز تک مسلمان اسی حالت سے محصور رہے۔ ہان ایک مصیبت اور تھی رات کو جاگنا پڑتا تھا کہ کفار رات کو دھاوا نہ کرین اور دن کو بھی پتھر اور تیر لیے مسلمان مستعد رہتے تھے۔ کفار نے یورش کی نہین کہ ادھر پتھر دن سے خبر لی گئی۔

منافقین کی چالی

بعض منافقین مسلمانون کو بہکاتے تھے کہ مدینہ پھر چلو۔ اپنی جانین کیون دیتے ہو۔ وقت کھودنے خندق کے آنحضرتؐ نے ایک بڑے پتھر پر کئی ضربین لگائین پتھر پر لوہے کی رگڑ سے کبھی کبھی آگ نکل پڑتی ہو۔ تین چار مرتبہ کسی قدر غیر معمولی روشنی ہوئی۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ اس روشنی مین مجھے یمن اور شام اور فارس کے

فتوح بلاد کی پیشینگوئی

محل دکھائی دیتے ہین - مسلمانون کے قبضہ مین یہ ملک عنقریب آیا چاہتے ہین
جب کفار کا محاصرہ عرصہ تک قایم رہا تو معتصب بن قشیر کے منہ سے نکلا کہ کہان تو
محمدؐ مین اور شام اور فارس کی حکومت مسلمانون کو عطا کرتے تھے اور اب ہم دیکھتے
ہین کہ مدینہ مین بھی چین سے رہنا دشوار ہی -

کفار کے لشکر مین لوگ اتنے تھے کہ کسی طرح اُنسے مقابلہ کرنا مناسب تھا آنحضرتؐ
نے چاہا کہ اُنکے حمایتی ہٹ جائین تو پھر اچھی طرح سے جنگ ہو قوم غطفان اور فزارہ کے
بہت سے لوگ قریش کے ساتھ آئے تھے - آنحضرتؐ نے اُنکے پاس کہلا بھیجا کہ
اگروہ قریش سے الگ ہوجائین تو مدینہ مین ایک سال کے اندر جتنا میوہ پیدا ہوگا اُسکا
ایک ثلث اُنکو دیا جائیگا - وہ لوگ نصف مانگتے تھے - انصار نے کہا کہ "ہمارے
سیوون پر انکو کبھی جرأت نہوئی - مسلمان ہونے پر ہم اور دلیر ہوئے نہ کہ کمزور کہ انسے
یون مصالحت کرین - ہم کسی طرح لڑائی مین دبنے والے نہین ہین" آنحضرتؐ کو
انصار کی بات پسند آئی اور وہ بات گئی گزری ہوئی -

خندق درمیان مین تھی اسلیے کفار کو یہ قدرت نہوئی کہ ایک دم سے حملہ کرکے
مسلمانون کو کچل ڈالین - لیکن پھر بھی کوئی روز لڑائی سے خالی نہین جاتا تھا - کفار
خندق سے گزر کر آنے کا ارادہ کرتے تھے - جہان وہ خندق کو دنے کی طرف مصروف
ہوئے - مسلمانون نے پتھر مارنے شروع کیے ایک روز عمر بن عبد ود اور نوفل بن
عبداللہ وغیرہ چند نامی لڑنے والے خندق سے گھوڑے کود اکر اس پار آگئے
اور مبارز طلب کیے - اُدھر لڑائی کی کیفیت دیکھنے کو ابوسفیان بھی بہت سے

عمر بن عبد ود

کفار کے ساتھ پرا جمائے کھڑا تھا - عمر بن عبد ود بڑا ہی شجاع تھا - ہزار آدمی کے

ساتھ تنہا لڑنے کی جرأت رکھتا تھا۔ مسلمانون مین سے کسی نے اسکے مقابلہ کی ہمت نہ کی۔ ہمت سے یہ مطلب نہ تھا کہ مرنے سے مسلمان ڈرتے تھے بلکہ لڑائی کے وقت مرنے کے لیے مقابلہ وہی اچھا ہوتا ہے جسمین کامیابی کی بھی امید ہو۔ آنحضرت نے تین مرتبہ اپنے اصحاب سے پوچھا اور تینون مرتبہ علی ابن ابی طالب ہی بولے۔ آنحضرتؐ نے اپنی تلوار علی کی کمر مین باندھی اپنی زرہ اُنکو پہنائی۔ اور عمامہ اپنا سر پر رکھکر کہا "خدایا ابو عبیدہ بدر مین مجھ سے جدا ہوئے اور حمزہ احد مین مارے گئے صرف ایک علی رہگئے ہین ایسا نہ ہو آج مین انسے بھی ہاتھ دھو بیٹھون" علی میدان کارزار مین آگئے۔ عمر بن عبدود سے مقابلہ ہوا۔ عمر کی تلوار علیؓ کی سپر کاٹتی ہوئی سر تک پہونچی کوئی ایسا زخم نہ آیا۔ لیکن جب سنبھل کر حضرت علیؓ نے ہاتھ مارا تو عمر کا سر کئی قدم کے فاصلہ پر جا پڑا۔ مسلمانون کو اس لڑائی کی بڑی فکر تھی۔ ہر ایک دست بدعا تھا۔ گرد مین ہاتھون کی صفائی تو نظر نہ آئی لیکن حضرت علیؓ کی تکبیر سُنکر مسلمانون نے کہا "وہ مارا" بھاگتے ہوئے نوفل کا گھوڑا خندق نہ پھاند سکا وہ خندق مین گر کے مرا۔ عمر اور نوفل کی نعش کفار نے خریدنا چاہی۔ مسلمانون نے یون ہی واپس کر دی اسی طرح کئی مرتبہ مقابلہ ہوا اور مسلمانون ہی کا بول بالا قایم رہا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسلمانون کو کفار کا محاصرہ سخت ناگوار تھا۔ یہ خبر اُڑی کہ کفار مدینہ پر حملہ کرنے لگے تو کچھ لوگ خندق سے نکل کر مدینہ کی حفاظت کو بھی گئے۔ مسلمانون کی عورتین مدینہ کے قلعون مین پناہ گیر تھین۔ خندق کی لڑائی مسلمانون کے لیے سخت مصیبت تھی۔

غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود نام آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ

کفار کی واپسی

مین مسلمان ہوکر آیا ہون اور چاہتا ہون کہ کفار کو کسی حیلہ سے ہزیمت ہو۔ آنحضرت کی اجازت سے وہ بنی قریظہ کے پاس گیا اور دوست بنکر (کیونکہ اسکا مسلمان ہونا مشہور نہین ہوا تھا) کہنے لگا "ہم تم یہودی ہین اور کفار قریش بت پرست ہین ہمکو اُنسے کچھ ہمدردی ہی تو صرف محمدؐ کی عداوت کی وجہ سے ہی۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ قریش کل کوچ کر جائین اور اصحاب محمدؐ تم لوگون سے بدلا لین۔ بہتر ہی کہ تم کچھ سردار قریش کے بطور ضمانت کے طلب کرو۔ تاکہ کفار تمھاری حمایت سے کبھی دست بردار نہ ہون" اور پھر قریش سے جاکر یون کہا کہ "بنو قریظہ محمدؐ سے مل گئے ہین اور تمھارے سرداروں کو گرفتار کر کے محمدؐ کے پاس بھیجنا چاہتے ہین" ابوسفیان نے بنو قریظہ کے پاس امتحاناً کہلا بھیجا کہ "ہم لوگ کل شنبہ کو مسلمانون پر دھاوا کرنیکا ارادہ رکھتے ہین۔ تم بھی طیار رہو۔ اودھر سے جواب گیا کہ شنبہ کو ہم لوگ تو کوئی کام نہین کرتے ہان اسکے بعد ہم ضرور شریک ہین لیکن اس شرط سے کہ تم چند سرداران کو ہمارے پاس ضمانت کے طور پر بھیجدو کہ وہ ہماری حراست مین رہین تاکہ تم ہماری حمایت سے کبھی دست کش نہ ہو سکو۔ ابوسفیان کو نعیم کا کہنا صحیح معلوم ہوا اور ساتھیون کے پھوٹ جانے سے بہت بددل ہوا۔ اتفاقاً اسی رات کو آندھی آئی اور وہ بھی پہاڑ کی طرف سے نہایت ہی سرد۔ قریش تکلیف نہ برداشت کرسکے۔ خیمے اکھڑ گئے چیزین پراگندہ ہوگئین۔ محاصرہ کرتے کرتے کفار کا جی بھی اُکتا گیا تھا اب بنو قریظہ کی بدگمانی نے انکا دل اور چھوٹا کردیا۔ سبھون نے واپسی کا ارادہ کرلیا اور کچھ رات رہے سے دشمن کی فوج مکہ کی طرف روانہ ہونے لگی۔ مسلمان یہ خبر سنکر مسرور ہوئے اور ایک طور پر خود کو فتحیاب سمجھے اور پھر اسکے بعد خوشی خوشی مدینہ مین واپس آئے۔

لیکن ابھی اچھی طرح ہتھیار کھولنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ آنحضرتؐ بنو قریظہ سے بدعہدی کا معاوضہ لینا ضروری سمجھے۔ حکم ہوتے ہی پھر مسلمان گھر سے نکل پڑے اور دوسری نماز کے وقت سب کے سب قبیلہ بنو قریظہ مین تھے حی ابن اخطب ہی کے ورغلانے سے بنو قریظہ کی نیت بگڑی تھی ورنہ وہ لوگ آنحضرتؐ سے بدعہدی کرنے اور کفار کے شریک حال ہونے پر ابتدا مین راضی نہ تھے اسیلیے حی ابن اخطب بھی بنو قریظہ کا شریک حال ہوا اور اُنکے ساتھ وہ بھی قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔

بنو قریظہ پر حملہ

پندرہ یا کچھ زیادہ دنون تک محاصرہ ہونے کے بعد بنو قریظہ نے اپنے کو مسلمانون کے سپرد کر دیا۔ بنو نظیر کے ساتھ رعایت کرنے کا پھل مسلمان چکھ چکے تھے اسیلیے تمام مرد بنو قریظہ کے جنکی تعداد چار سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہو قتل کیے گئے اور عورتین سبایا بنائی گئین۔ مال غنیمت بھی بہت کچھ مسلمانون کے ہاتھ آیا بنو قریظہ کے مکانات مہاجرین کو رہنے کے لیے دیے گئے اور انصار نے بخوشی اسکو پسند کیا۔

بنو قریظہ کا قتل

اس واقعہ کے متعلق ایک دلچسپ حکایت حضرت عائشہؓ سے منقول ہو کہ جس وقت بنو قریظہ کے مردون کی گردنین ماری جاتی تھین ایک عورت اُسی قبیلہ کی جو قید ہو کر آئی تھی حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھی اور اُسکے چہرے پر کسی قسم کا رنج نہ تھا۔ دفعتاً کسی نے اُسے پکارا اور وہ مسکراتی ہوئی چلی۔ عائشہؓ نے پوچھا تم کہان جاتی ہو" اُسنے کہا "مجھے گردن مارنے کے لیے بلاتے ہین" حضرت عائشہؓ نے کہا کہ "عورتین کبھی ماری نہین جاتین" اُسنے کہا کہ "مین نے پہلے سے اپنے مارے جانے کا انتظام کر رکھا ہی" حضرت عائشہؓ کے اصرار پر اُسنے کہا کہ مین اپنے شوہر سے بہت

مانوس تھی - حالت محاصرہ مین میرے شوہر نے کہا کہ "اب جدائی کا زمانہ قریب ہی ہو۔ دشمن کے ہاتھ سے قتل ہونگا اور تو دشمنون کے تصرف مین آئیگی" یہ سُنکر مین نے ایک پتھر لنڈھکا یا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا اور کہا "اب تو جُدائی نہ ہوگی تیرے ساتھ میری بھی گردن ماری جائیگی"۔ آج اُسی خون کے قصاص مین میرے قتل کا فتوی دیا گیا ہی۔

غزوہ دومۃ الجندل

اسی ۵ھ کے اخیر مین آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ دومۃ الجندل مین کچھ لوگ جمع ہوکر قطاع الطریقی کرتے ہین۔ راہ چلنے والون کو سخت مصیبت کا سامنا ہی۔ ہزار آدمی کی جماعت سے آنحضرتؐ روانہ ہوئے وہ لوگ تو بھاگ گئے لیکن اُنکے مواشی مسلمانون کے ہاتھ آئے اور مال غنیمت سمجھے گئے۔ دومۃ الجندل ایک قلعہ ہی جو مدینہ اور دمشق کے بیچ مین واقع ہی۔

حج فرض ہوا

اب چھٹا سال ہجری شروع ہوا۔ بعضون نے لکھا ہی اسی سنہ مین حج فرض ہوا۔ لیکن صحیح یہ ہی کہ نوین سال مین فرض ہوا۔ نوین سال مسلمانون کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حج کو جانا اور دسوین سال آنحضرتؐ کے ساتھ حج کعبہ کو جانا آگے مذکور ہوگا۔

غزوہ ذات الرقاع

آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ جماعت انمار اور ثعلبہ نے لشکر جمع کرکے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہی۔ آپ نے خود سبقت کی۔ دشمنون نے مسلمانون کی مستعدی دیکھکر فرار اختیار کیا۔ مسلمانون کے پاؤن اس سفر مین زخمی ہوگئے تھے۔ زخمون پر چیتھڑا لپٹنے سے یا جھنڈون مین پیوند لگانے سے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہتے ہین یہ واقعہ ابتداے ۶ھ کا ہی۔ اسی سفر مین آنحضرتؐ نے جابرؓ کا اونٹ خریدا اور پھر جابر کی تنگدستی پر نظر ڈالکر اونٹ کی قیمت دیدی اور اونٹ نہین لیا۔

حجاز کے کنارے ایک مقام رجیع نام ہے وہان سے کچھ لوگ مدینہ مین آکر بظاہر مسلمان ہوئے اور چھ مسلمان ارکان دین سکھانے کو اُنکے ساتھ گئے۔ وہ گھر پہونچکر اُنسے لڑے اور اکثرون کو مار ڈالا۔ قصاص خون کے لیے آنحضرتؐ نے بنولحیان پر چڑھائی کی۔

غزوہ بنولحیان

لیکن انکے بھاگ جانے سے لڑائی کی نوبت نہین آئی اور اسی سلسلہ مین محمد بن سلمہ کو آنحضرتؐ نے قضایا کی طرف بکر بن کلاب کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ تھوڑے سے مقابلہ کے بعد دشمن بھاگ نکلے اور مسلمان کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

سریہ قضایا محمد بن سلمہ

آنحضرتؐ کے اونٹ مدینہ کے قریب چرتے تھے۔ عبدالرحمن بن عنیہ نے اونٹون پر چھاپا مارا سلمہ ابن عمر بن رکوع نے لٹیرون کا تعاقب کیا۔ جنگل مین سے وہ لوگ اونٹ لے چلے اور سلمہ نے درختون کی آڑ سے تیر مارنا شروع کیا۔ سلمہ بطرح اُنکے پیچھے پڑا۔ اُنھون نے اونٹ چھوڑ دیے لیکن سلمہ نے اُنکو نہین چھوڑا۔ اپنے اپنے زرہ اور ہتھیار اُنھون نے پھینک دیے کہ انھین لیکر سلمہ پھر جائیگا لیکن سلمہ نہین ہٹا اور دشمن بہت تنگ ہوئے اسکے بعد فریقین کی طرف سے مدد پہونچ گئی اور دشمنون کو بھاگنے کا راستہ بھی صاف مل گیا۔ دور تک مسلمانون نے دشمنون کا تعاقب کیا۔ اور جب پھر کر آئے تو راہ مین چشمہ ذی قردہ کے پاس دیکھا کہ آنحضرتؐ مع اپنے صحابیون کے مسلمانون کی مدد کے لیے تشریف رکھتے تھے۔ مسلمانون نے پھر تعاقب کرنا چاہا مگر آنحضرتؐ نے رائے نہ دی اور وہین سے واپس آئے۔

غزوہ ذی قردہ

اسکے بعد عکاشہ بن محصن محمد بن سلمہ۔ ابوعبیدہ بن جراح اور زید بن حارثہ کو تھوڑی تھوڑی فوج کے ساتھ آنحضرتؐ نے ادھر اُدھر مدینہ کے قرب وجوار مین روانہ کیا لیکن کوئی دلچسپ واقعہ ظہور مین نہ آیا۔

سریہ عیص

آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ قریش کچھ مال لیکر شام کی طرف جاتے ہین - زید بن حارثہ کو آنحضرتؐ نے اس مہم کے لیے تعنات کیا - بمقام عیص قریش کا کاروان ملا - مال مسلمانون نے لوٹ لیا اور اہل کاروان کو گرفتار کرلیا - اسیرون مین آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی تھے انکی بیوی زینب نے انکو اپنی جوار مین لیا آنحضرتؐ نے منظور کیا اور مال انکا واپس کردیا گیا -

آنحضرتؐ نے اسی سنہ ۶ھ مین عبدالرحمن ابن عوف کو دعوت اسلام کے لیے دومۃ الجندل مین بھیجا - انکا پیشوا اصبغ بن عمر کلبی عیسائی مذہب چھوڑکر مسلمان ہوا اور چند دیگر اشخاص نے (جو ایمان نہین لائے) جزیہ دینا قبول کیا - تماضر بنت اصبغ سے عبدالرحمن نے عقد کیا - ابوسلمہ نامی فقیہ جو اکابر تابعین سے شمار کیے جاتے ہین انھین کے بطن سے پیدا ہوئے -

سریہ علی ابن ابی طالب

اسی سنہ ۶ھ مین آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ بنو بکر بن سعد خیبر کے یہودیون کے ساتھ سازش کرکے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہین - حضرت علیؓ ابن ابی طالب باغیون کی سرکوبی کو روانہ کیے گئے بمقام فدک دشمنون سے مقابلہ ہوا - دشمنون کو ہزیمت ہوئی اور مسلمان مال غنیمت کے ساتھ کامیاب واپس آئے -

سریہ زید بن حارثہ

اسی سال ایک مرتبہ زید بن حارثہ کو شام کا سفر پیش آیا - انکے ساتھ بہت کچھ مال تجارت کا تھا وادی قری مین قبیلہ فزارہ کے لوگون نے حملہ کرکے مال اور اسباب انکے چھین لیے اور کچھ ساتھی انکے شہید بھی ہوئے - یہ ہزیمت پاکر مدینہ مین آئے اور یہان سے کافی مدد لیکر دشمنون کے مقابلہ کو گئے فتحیاب واپس آئے اور دشمنون کی عورتین گرفتار کرتے لائے -

قصہ عرینہ

عرنیہ کے چند بدمعاش مدینہ مین آکر مسلمان ہوئے۔ آب ہوا مدینہ کی موافق نہ آئی۔ اسلیے آنحضرتؐ نے قبا کے پہاڑون پر جہان اونٹون کی چراگاہ تھی انکو بھیجدیا وہان دودھ پی کر جب یہ تندرست ہوئے تو نیت ڈانوان ڈول ہوئی آنحضرتؐ کے غلام یسار کو ہلاک کر کے اونٹون کو بھگا لیچلے۔ مدینہ مین خبر آئی تو مسلمان دوڑ پڑے اور راہ ہی مین ان چورون کو گرفتار کرلیا۔ یسار کو اِن لوگون نے برے طور پر ہلاک کیا تھا۔ ہاتھ پیر کاٹ کر آنکھون مین کانٹے چبھو دیے تھے اور پھر مصلوب کیا تھا۔ ایسا ہی برتاؤ اُنکے ساتھ بھی کیا گیا۔ مدینہ کے قریب عرنیہ نام ایک میدان ہے وہین ایک باغ مین یہ چور رہتے تھے اسلیے اس واقعہ کو قصہ عرنیہ کہتے ہین۔

غزوہ حدیبیہ

آنحضرت نے خواب مین اپنے کو مع اصحاب کے حج کرتے ہوئے دیکھا صبح کو حج کا ارادہ کیا۔ کچھ تو زیارت کعبہ کا شوق اور کچھ وطن مین جانے کی خوشی اکثر مہاجر اور اُنکے ساتھ انصار بھی سامان سفر مین مشغول ہوئے۔ کوئی پندرہ سولہ سو مسلمان آنحضرتؐ کے ساتھ چلے اور ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ ہوئے یہ خبر قریش کو پہونچی اور انھون نے مزاحمت کا ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو بھی قریش کا ارادہ معلوم ہوا۔ مکہ کے قریب ایک منزل پر چاہ حدیبیہ کے پاس مسلمان ٹھہر گئے اور وہین سے ایلچیون کی آمد و رفت شروع ہوئی۔

آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو قاصد بنانا چاہا۔ لیکن اس خیال سے کہ اُنکے دشمن مکہ مین زیادہ تھے عثمانؓ ابن عفان منتخب کیے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے قریش سے جاکر کہا کہ "مسلمان زیارت کعبہ کو آئے ہین کسی سے لڑنا مقصود نہین ہے۔ تم کیون برسرِ فساد ہو" لوگون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ "تم چاہو تو

زیارت کر لو لیکن اور دن کو ہم آنے نہ دین گے" عثمانؓ نے کہا "مین تنہا زیارت نہین کرنے کا" یہ جواب سنکر قریش برافروختہ ہوئے اور عثمانؓ کو قید کر لیا۔ عثمانؓ کے واپس آنے مین دیر ہوئی تو مسلمان سمجھے کہ وہ زیارت مین مشغول ہوئے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کہا کہ بغیر میرے وہ زیارت نہ کرین گے۔" اور پھر عام طور پر یہ مشہور ہوا کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو ہلاک کیا یہ خبر سنکر آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوا اور مسلمانون کو سخت طیش آیا اب حالت ایسی تھی کہ بغیر جنگ کے چارہ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے کسی قدر زیادہ اہتمام سے اس لڑائی کی طیاری کی۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام اصحاب سے اس مضمون کا معاہدہ اپنے ہاتھ پر لیا کہ وہ لڑائی سے کبھی مُنھ نہ موڑین گے۔ اس معاہدہ کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین۔ مکہ مین بعض کفار عاقبت اندیش بھی تھے۔ انھون نے لوگون کو باز رکھنا چاہا کثرت رائے فساد ہی پر قرار پائی تھی۔ لیکن مسلمانون کا اہتمام سنکر کفار گھبرائے اور کچھ صلح کی طرف مائل ہوئے۔

ذوالقعدہ کے ایلچی

سب کے پہلے عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے تفحص حال کے لیے آیا۔ وہ واپس گیا تو اہل مکہ سے کہنے لگا۔ مین نے قیصر۔ کسریٰ اور نجاشی ان تینون کا دربار دیکھا۔ لیکن محمدؐ کے ساتھ جو برتاؤ اُنکے اصحاب کا ہی اُسکی شان ہی اور ہی۔ اسکے بعد حلیس آیا وہ بھی مسلمانون ہی کا طرفدار بنکر کفار کے پاس واپس گیا۔

صلح کی گفتگو کرنے کو سہیل آیا۔ مسلمانون کے سامنے اسنے تین شرطین پیش کین

شرائط صلح

(۱) چونکہ مسلمانون کی لوٹ مار سے قریش تنگ آ گئے تھے اسلیے پہلی شرط یہ پیش کی گئی کہ دشمنی برخاست کرنے کے لیے مصالحت کی جائے اور اس درمیان مین ایک فریق دوسرے فریق کے مال یا جان سے کوئی تعرض نہ کرے (۲) اس سال مسلمان واپس

جائین آیندہ سال حج کرنے آئین (۳) کوئی شخص کفار کا مسلمان ہوکر مدینہ مین جائے تو آنحضرتؐ اُسکے ولی کی درخواست پر اُسکو ولی کے حوالہ کردین۔ لیکن کوئی مسلمان مرتد ہوکر مکہ مین واپس جائے تو قریش واپس نہ کرین۔ خیر پہلی شرط تو معقول تھی لیکن پچھلی دو شرطین مسلمانون کو بہت بُری معلوم ہوئین۔ مگر آنحضرتؐ نے کل شرطین منظور کرلین اور تیسری شرط کی نسبت یہ کہا کہ مرتد ہمارے کس کام کا وہ کفار ہی کے پاس رہے۔ رہے مسلمان وہ سچے دل سے مسلمان ہوکر اگر اہل قریش ہی مین رہین گے تو کیا حرج ہی۔ اسی اثنا مین سہیل کا بیٹا ابوجندل مکہ سے بھاگا ہوا مسلمانون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ گھر والون نے مجھے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے قید کر رکھا تھا کسی طرح چھُڑا کر مین چلا آیا ہون۔ سہیل نے آنحضرتؐ سے اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تحریر صلحنامہ کے بعد جو واقعات ہون اُنھین سے شرط صلحنامہ متعلق ہونا چاہیے۔ سہیل نے اصرار کیا اور تحریر صلحنامہ روک دی۔ آپ نے ابوجندل کو سہیل کے حوالے کردیا۔ پھر سہیل نے صلحنامہ کو گواہی سے مکمل کیا اور اپنے بیٹے کو مارتا ہوا گھر لے گیا۔ مسلمانون پر یہ واقعہ بہت سخت گزرا۔ اور اس سے بھی زیادہ سخت یہ امر تھا کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ یہین سے قربانی کرکے اور بال منڈا کر مدینہ پھر چلو۔ اس پچھلے حکم نے بہت زیادہ بیدلی پھیلادی تین مرتبہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی کہا لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آنحضرتؐ اپنی بی بی ام سلمہؓ کے خیمے مین کہ وہ سفر مین ساتھ تھین چلے آئے اور اپنے اصحابؓ کی نافرمانی کا کچھ یونہین سا شکوہ کیا۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ جاکر اونٹ ذبح کیجیے اور بال منڈوا لیجیے لوگ خود پیروی کرین گے۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرتؐ کی تقلید سب نے کی

حدیبیہ مین قربانی

حضرت عمرؓ صلح کے زیادہ خلاف تھے اور خلاف ہونے سے وہ نادم بھی تھے لیکن مسلمانوں کا خلاف ہونا آنحضرتؐ کی دلشکنی کا باعث نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ اپنے جان نثار ساتھیوں کے شوق شہادت پر ضرور خوش ہو گئے۔ پھرتے ہوئے راہ مین سورۂ انا فتحنا لک فتحاً مبینا نازل ہوئی۔ فتح مبین سے یا تو سال آئندہ مین مسلمانون کا کامیاب ہونا مقصود ہی یا یہ مقصود ہو کہ صلح حدیبیہ سے بہت زیادہ اسلام کو ترقی ہوئی۔

فتح مبین

اب تمام قریش کے لوگ بے کھٹکے مسلمان ہونے لگے۔ مکہ مین برابر قرآن خوانی ہوتی تھی کفار شرائط صلح کے مطابق مسلمانون سے مزاحم نہین ہو سکتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ ان دو سالون مین مسلمانون کی تعداد دو چند ہو گئی۔ مشہور ہی کہ کچھ عورتین قریش کی مسلمان ہو کر حدیبیہ مین آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئین۔ لیکن آنحضرتؐ نے انکو واپس نہین کیا کیونکہ مسلمان عورتون کا کفار کے قبضہ مین دینا خدا کے حکم کے خلاف تھا۔

صلحنامہ کی تیسری شرط جو بظاہر مسلمانون کے لیے بہت ہی سخت تھی خود کفار کے لیے مضر ہوئی۔ اسکی صورت یون پیدا ہوئی کہ ابو بصیر بن اسید مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ یہان اسکے لینے کو دو شخص مکہ سے آئے اور آنحضرتؐ نے صلحنامہ کے مطابق ابو بصیر کو ان دو شخصون کے حوالے کر دیا۔ وہ یہان سے تو انکے ساتھ چلا لیکن راہ مین اُسنے دھوکے سے ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کا تعاقب کیا وہ بھاگا ہوا آنحضرتؐ کے پاس آیا اور آنحضرتؐ نے اُسے ابو بصیر کے ہاتھ سے بچایا۔ ابو بصیر کو یہ کھٹکا ہوا کہ شاید وہ دوسرون کے ساتھ پھر مکہ بھیجدیا جاوے اسلیے ایک روز وہ مدینہ سے چل کھڑا ہوا اور ساحل بحر کے قریب ایک مقام عیص نام مین جا کر رہنے لگا

ابو بصیر

ابو جندل بھی خبر پاکر اُسکے پاس کسی طرح پہونچ گیا۔ پھر تو یہ ہوا کہ جو مکہ سے بھاگتا

وہ سیدھا عیص میں چلا جاتا۔ مدینہ کا رخ بھی نہ کرتا کہ آنحضرتؐ کو صلحنامہ کی پابندی
حوالگی پر مجبور کرتی۔ آہستہ آہستہ ایک بڑی جماعت مسلمانون کی وہان اکٹھا ہو گئی اور
انھون نے قریش کے قافلون کے ساتھ وہی برتاؤ شروع کیا جو ہجرت مدینہ کے
بعد مسلمانون نے اختیار کیا تھا یعنے شام سے آتے جاتے کوئی قافلہ انکی زد سے
نہ خالی جاتا۔ کفار قریش نے تنگ آکر آنحضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شرط سوم
سے باز آئے آپ اپنے مسلمانون کو عیص سے طلب کر لیجیے۔ اب یون گویا ہجرت
مدینہ کے چھ برس کے بعد مسلمان ہونا قریش کے قومی قانون کا کوئی جرم باقی نہین رہا۔
صلح حدیبیہ کے بعد تمام حجاز مین مسلمانون کی حکومت تو نہین قایم ہوئی لیکن
اتنا ہو گیا کہ اللہ کا نام لینا اور محمدؐ کو اللہ کا رسول کہنا کوئی جرم نہ رہا۔ ہر شخص اطمینان کے
ساتھ علانیہ ارکان اسلام ادا کرتا تھا اور دوسرون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا
تھا۔ جب حجاز مین ایک گونہ اسلام نے جڑ پکڑ لی تو آنحضرتؐ کو دوسرے ملکون مین دعوت
اسلام کی فکر ہوئی۔ آپ اللہ کے رسول تھے تو رسالت کا انجام دینا بھی لازم تھا۔
چنانچہ گرد و نواح کے بادشاہون کے پاس آپ نے دعوت اسلام کے خطوط بھیجے۔
یہ خطوط آخر ۶ ہجری مین بھیجے گئے۔ اور بعض مورخون کے نزدیک شروع ۷ ہجری
کا یہ واقعہ ہے

نام خط لیجانے والے کا	نام ملک جہان خط بھیجا گیا	نام بادشاہ جسکو خط لکھا گیا
عمرو بن امیہ	حبشہ یا ابی سینیا	نجاشی
دحیہ کلبی	حمص (شام)	ہرقل
عبداللہ بن حذافہ	مدائن (فارس یا ایران)	کسریٰ پرویز

حاطب بن ابی بلتعہ	سکندریہ (مصر)	مقوقس
شجاع بن وہب	دمشق (شام)	حارث بن ابی شمر غسانی
سلیط بن عمر	یمامہ	ہوذہ بن علی حنفی

بجز شاہ مداین کے کہ وہ آتش پرست تھا اور تمام سلاطین جنکے پاس یہ ایلچی بھیجے گئے تھے عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ روم کی شاہنشاہی کمزور ہونے پر یہ خود مختار بادشاہتین جابجا قایم ہوگئی تھین۔

لوگون نے راے دی کہ سلاطین کے نام نامے لکھنے کو مُہر کی ضرورت ہی اور مُہر کے لیے انگوٹھی چاہیے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے طلائی انگوٹھی بنوائی۔ دوسرے دن اکثر اصحاب کے ہاتھ مین طلائی انگوٹھی نظر آئی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ طلائی انگوٹھی مردون کو حرام ہی اور اپنی انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر آنحضرتؐ کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنائی گئی۔ اور اُسپر محمد رسول اللہ یون (محمد رسول اللہ) کندہ کیا گیا۔ اور سربمُہر خطوط قاصدون کے حوالے ہوئے۔

نجاشی تو پہلے ہی سے محمدؐ کو رسول اللہ کہہ چکا تھا اس خط کے پہونچنے پر وہ علانیہ مسلمان ہوگیا۔ اسنے جواب خط مین رسالت کی تصدیق کی اور لکھا کہ مین اپنے بیٹے کو خدمت مبارک مین بھیجتا ہون۔ حکم ہو تو مین بھی حاضر ہون۔ مورخون نے لکھا ہی کہ نجاشی کا بیٹا مدینہ کو روانہ ہوا لیکن کشتی ڈوبنے سے غرقاب ہوگیا اور مدینہ تک نہ پہونچ سکا۔

مہاجران حبشہ مین چند لوگ ایسے تھے جو اپنی بے سر و سامانی کی وجہ سے مدینہ نہ آسکتے تھے منجملہ اُنکے ابوسفیان کی لڑکی ام حبیبہ بھی تھین۔ آنحضرتؐ نے

دوسرا خط نجاشی کو باین مضمون بھیجا کہ " وہ مہاجرین کو مدینہ پہونچوا دے اور ام حبیبہ سے میرے عقد کے لیے کہے " ام حبیبہ نے منظور کیا - نجاشی نے مسلمانون کے لیے سامان سفر درست کیے اور اُنکو مدینہ پہونچوا دیا - مشہور ہو کہ نجاشی نے آنحضرتؐ کے دونون خطوط تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھے اور عرصہ تک وہ سلاطین سوڈان (حبشہ) کے پاس تھے -

ہرقل کے نام کا خط لیکر قاصد بصرہ مین گیا کہ حاکم بصرہ کی رسالت سے ہرقل کے پاس جائے - حاکم بصرہ حمص مین تھا اور ہرقل حمص (اپنے پایہ تخت) کو چھوڑ کر فارسیون پر جو فتح ہوئی تھی اُسکی خوشی منانے کی غرض سے بیت المقدس گیا تھا - آنحضرتؐ کا ایلچی بصرہ سے حمص اور حمص سے بیت المقدس پہونچا - یہان ہرقل سے ملاقات ہوئی - ہرقل نے کچھ دنون پہلے ایک خواب پریشان اپنی زوال سلطنت کا دیکھا تھا - کچھ تو وہ خیال اور کچھ آنحضرتؐ کے حالات سُنکر وہ گرویدہ ہو بھی رہا تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ جب مسلمانون کے ایلچی بادشاہون کے دربار مین جاتے تھے تو سر نہ جھکاتے تھے اور پوچھنے پر کہتے تھے کہ محمدؐ رسول عربی نے ہم لوگون کو تعلیم کی ہو کہ قادر مطلق کے سوا دوسرون کے سامنے سر نہ جھکائین مصرع ہیبت حق است این از خلق نیست - خستہ حال مسلمانون کے مُنھ سے یہ کلمے نکل کر بادشاہون کے غرور توڑنے مین سمریزم کا عمل بنجاتے تھے - ہرقل نے تعظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کے خط کا ترجمہ سُنا اور پھر کہا زمین حجاز کا کوئی شخص یہان ہو جس سے اس نئے پیغمبر کے حالات دریافت کیے جائین - اتفاق سے ابوسفیان اسی طرف تھا - بادشاہ کے متوسلین نے اُسے دربار شاہی مین پیش کیا - ہرقل نے اُس سے

ہرقل اور دحیہ

بہت سے سوالات کیے۔

نمبر	سوال	نمبر	جواب
۱	محمدؐ تم لوگون مین نسب کے اعتبار سے کیسا ہے؟	۱	بہت اچھا ہے۔
۲	پہلے بھی کوئی تم مین اس طرح پیغمبر بنا تھا؟	۲	کوئی نہین۔
۳	محمدؐ کے آبا اجداد مین کوئی بادشاہ تھا؟	۳	کوئی نہین۔
۴	بڑے بڑے لوگ اسکی پیروی کرتے ہین یا فقرا اور ضعفا؟	۴	فقرا اور ضعفا اسکے پیرو زیادہ ہین
۵	اسکے پیرو روز بروز بڑھتے ہین یا گھٹتے؟	۵	بڑھتے جاتے ہین۔
۶	اسکے دین سے کوئی مرتد بھی ہوتا ہے؟	۶	نہین۔
۷	ادعائے نبوت کے پہلے کبھی وہ دروغ کے ساتھ متہم ہوا تھا؟۔	۷	کبھی نہین۔
۸	کبھی بد عہدی کرتا ہے؟	۸	ابھی تک تو کوئی بد عہدی اسکی دیکھی نہین گئی۔
۹	کبھی تم لوگون مین لڑائی ہوئی؟	۹	ہان ہوئی۔
۱۰	نتیجہ کیا ہوا؟	۱۰	کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ۔
۱۱	وہ تم سے کیا کہتا ہے؟	۱۱	کہتا ہے کہ "ایک اللہ کی پرستش کرو کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھہراؤ اور باپ دادا کی رسمونکی پیروی نکرو۔ نماز۔ صدقہ۔ صدق عفاف اور صلہ رحم کا خیال رکھو"

یہ سنکر ہرقل نے مترجم کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ شخص تو پیغمبر معلوم ہوتا ہی۔ ایک پیغمبر کا آنا تو یقینی ہی۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ وہ ہماری قوم سے ہوگا۔ ابوسفیان یہ سنکر بہت پشیمان ہوا اور سمجھا کہ اب محمدؐ کا بخت چمکا چاہتا ہی۔

گو یہ وہ زمانہ تھا کہ روم (دارالسلطنت اٹلی) کی سلطنت کی عظمت جا چکی تھی۔ بہت سی خودمختار عیسائی سلطنتین قایم ہوگئی تھین۔ لیکن امور مذہبی مین روم کو اب بھی پیشوا مانتے تھے۔ ہرقل ایک خودمختار بادشاہ تھا لیکن مذہبی امور مین کوئی آزادانہ راے دینے کی اُسکو جرأت نہ تھی۔ اُسنے وحیہ کو مشورہ کے لیے روم روانہ کیا۔ وہان ایک بڑا مُلّا عیسائیون کا صنعاطر نام تھا۔ مسلمان مورخون کے قول کے مطابق آنحضرتؐ پر ایمان لایا اور کہنے لگا یہی وہ نبی آخرالزمان ہی جسکا تذکرہ توریت اور انجیل مین ہی۔ عیسائیون نے صنعاطر کو مار ڈالا۔ وحیہ ہرقل کے پاس واپس آیا۔ ہرقل نے وحیہ سے کہا کہ جو درجہ عیسائیت مین صنعاطر کا تھا وہ میرا ہرگز نہین۔ تم نے دیکھا کہ اُسکی قوم نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا بھلا یہ مناسب ہی کہ مین مسلمان ہوکر اپنے کو خرابی مین ڈالون۔ یہ بھی مشہور ہی کہ ہرقل نے معزز عیسائیون کو جمع کرکے مسلمان ہو جانے کا مشورہ پیش کیا وہ لوگ بہت برہم ہوئے۔ ہرقل نے دفع الوقتی سے کام لیا اور یہ کہکر بات ٹالدی کہ مین تم لوگون کا امتحان لیتا تھا کہ تم اپنے مذہب مین کہان تک پکے ہو۔ ہرقل نے وحیہ کی بڑی خاطر کی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا۔ لیکن سچ یہ ہی کہ دنیا کو اُسنے دین پر ترجیح دی اور علانیہ مسلمان نہین ہوا۔

ہرقل کا اسلام

آنحضرتؐ کے وقت یمن مین کوئی خودمختار بادشاہ نہ تھا۔ شاہ ایران کا

محمد کا ایلچی یمن میں۔

ایک گورنر باذن نام وہان حکمران تھا۔ ایرانیون نے یمن پر کیونکر قبضہ پایا اسکی کیفیت شروع کتاب مین لکھی جاچکی ہی۔ آنحضرتؐ نے یمن مین کوئی ایلچی اپنا نہین بھیجا۔ سیدھے کسری پرویز کے پاس عبداللہ بن حذافہ کو روانہ کیا۔ کسری پرویز بیٹا تھا ہرمز بن نوشیروان کا۔ آنحضرتؐ کا خط پڑھکر کسری بہت بددماغ ہوا۔ ایلچی کو یون ہی واپس کردیا اور ایک خط باذن گورنر یمن کو لکھا کہ عرب مین جس نے دعوی پیغمبری کا کیا ہی اُسے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو۔ باذن بھی کچھ سوچا سمجھا نہین۔ دو شخصون کو آنحضرتؐ کی گرفتاری کے لیے تعنات کردیا۔ یہ دونون پہلے مکہ مین آئے اور پھر مدینہ پہونچے۔ ابوسفیان انکی آمد کا حال سُنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اب شاہ ایران مخالفت پر آمادہ ہی تو محمدؐ کا رہنا مشکل ہی۔ مدینہ مین پہونچکر یہ دونون شخص جب آنحضرتؐ کے پاس آئے تو کہنے لگے "خیریت اسی مین ہی کہ تم خود کو کسری کے پاس پہونچاؤ" پیغام تو کہہ گئے لیکن انپر ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ بمشکل اپنے کو سنبھال سکے۔ پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ اچھا آج ٹھہرو کل جواب ملے گا دوسرے دن صبح کو دونون سامنے آئے تو ارشاد ہوا کہ جس نے مجھے بُلایا تھا وہ رات مارا گیا اللہ نے اُسکے بیٹے شیرویہ سے اُسکا پیٹ چاک کروایا۔ جاؤ باذن سے یہ حال کہو اور کہو کہ ہمارا دین بہت جلد ایران مین پھیلا چاہتا ہی۔ تو اگر مسلمان ہوجائے گا تو جو کچھ تیرے قبضہ مین ہی بدستور تیرے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا۔ یہ دونون باذن کے پاس واپس گئے اور اُدھر ایران سے شیرویہ نے باذن کے پاس کہلا بھیجا کہ کسری پرویز بڑا ظالم تھا اسلیے مین نے اسے مارڈالا اور اب مین تخت پر بیٹھا ہون لوگون سے میرے لیے بیعت لو۔ باذن یہ خبر سُنکر مسلمان ہوگیا اور اُسکے ساتھ ہی

باذن گورنر یمن

باذن کے ایلچی محمدؐ کے پاس

باذن مسلمان ہوگیا

بہت سے لوگ یمن اور ایران کے مسلمان ہوگئے۔

ایرانیون کی موچھین

حجاز کے لوگ ایران سے بہت کم آمد و رفت رکھتے تھے۔ اِن دو ایرانیون کو ڈاڑھی منڈائے لبین بڑھائے کمرمین زرین پٹکہ باندھے اور تمام ریشمی لباس سے بدن چھپائے جو آنحضرتؐ نے دیکھا تو اِن عجیب الخلقت آدمیون کو پسند نہین کیا مسلمان جو موچھین بڑھانے اور ڈاڑھی منڈانے کو بُرا کہتے ہین وہ اس واقعہ کو بھی سند مین پیش کرتے ہین۔

محمدؐ کا ایلچی مصر مین

جو قاصد اسکندریہ روانہ کیا گیا تھا اُسکے ساتھ مقوقس نے بہت اچھا برتاؤ کیا ایمان تو نہین لایا لیکن بظاہر بہت عزت کی اور آنحضرتؐ کے لیے تحفے بہت سے بھیجے منجملہ انکے ماریہ قبطی نام ایک جاریہ تھی جو مسلمان ہوکر آنحضرتؐ کے تصرف مین رہی۔ اور ایک سفید اونٹ دُلدُل نام تھا جو بعد آنحضرتؐ کے حضرت علیؓ اور بعد حضرت علیؓ کے حسینؑ کی سواری مین امیر معاویہ کے زمانہ تک تھا۔ علیؓ ابن ابی طالب کو اسی رعایت سے صاحب دُلدُل سوار کہتے ہین۔

آنحضرتؐ کا خط جب دمشق مین شجاع بن وہب کے پاس پہونچا تو اُس نے شجاع کو ابتدا بہت ہی برافروختہ کیا۔ لیکن شجاع نے ہرقل سے استصواب راے کیا تو ہرقل کے خیالات اور قسم کے ظاہر ہوئے اور اسلیے شجاع کی حرارت کم ہوئی۔ قاصد وہان سے بھی ناکام پھرا۔ لیکن شجاع کے دربان کو اپنے فیض صحبت سے مسلمان کرتا آیا۔

یمامہ سے ہوذہ بن علی حنفی نے آنحضرتؐ کو جواب مین لکھا کہ آپ جس طرح لوگون کو ہدایت کرتے ہین وہ طریقہ نہایت پسندیدہ ہے [illegible]

ہوذہ بن علی

ملتا رہون - لیکن آپ نبوت مین مجھے شریک کرلین یا کچھ ملک مجھے دیدین - علاوہ صاحب اختیار رہونے کے مین فصیح البیان شاعر بھی ہون - مین زبان سے بہت کچھ مدد آپ کو پہونچا سکون گا - ہوذہ تو تھوڑے دنون کے بعد مرگیا لیکن آنحضرت ؐ کے بعد یہین سے مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت پیش کیا جسکا ذکر آئندہ آئیگا -

ابوہریرہؓ

آخر ۶ھ ہجری مین اونٹون اور گھوڑون کے دوڑانے کا قاعدہ مسلمانون مین جاری ہوا - حضرت عائشہ ؓ کی مان ام رومان نے اسی سال انتقال کیا - حضرت ابوہریرہ ؓ کے مسلمان ہونے کا بھی یہی زمانہ ہے -

رونق اسلام

تیرہ برس تک تو مکہ مین اسلام کو کوئی رونق نہین ہوئی لیکن مدینہ کی ہجرت کے بعد ہی سے اسکی حالت بالکل دوسری ہوگئی - اور چھ ۶ برس پورے نہین ہونے پائے تھے کہ ایران شام اور مصر تک ایک شور مچ گیا - صلح حدیبیہ مین ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اسلام کو دور دور پھیلانے کی کوشش ہونا چاہیے - آپس ہی مین لڑجھگڑ کر قوت زائل کردینا بے سود ہے -

غزوہ خیبر

اب ہجرت کا ساتوان سال شروع ہوا - اسمین غزوہ خیبر سب سے بڑا واقعہ پیش آیا - غزوات سابق مین حضرت علی ؓ نے جو کچھ ناموری حاصل کی تھی اُس سے کہین بڑھکر اس لڑائی مین انکا نام ہوا - صورت اسکی یہ ہے کہ حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد آنحضرت ؐ نے خیبر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا یہ مقام مدینہ سے آٹھ منزل شام کی طرف ہے - اُس زمانہ مین یہان یہودی رہتے تھے - یہ لوگ بڑے زبردست اور سرکش تھے - بنو نضیر جب مدینہ سے اوجڑ کر وہان بسے تو انکے کہنے سے

علی ؓ بن ابی طالب

اہل خیبر نے جنگ خندق مین قریش کی مدد کی - حدیبیہ کی لڑائی مین بھی انکی شرکت کا مسلمانون کو اندیشہ تھا - اور بڑا سبب تو یہ تھا کہ اللہ کے نام کا ظاہر کرنا مسلمانون کو مقصود تھا - ابتدا مین تو مسلمانون نے تلوار سے اسلام پھیلانا پسند نہین کیا - لیکن اتفاقات سے مسلمانون کو اسلام پھیلانا کیا خود اپنی جان کا بچانا بے تلوار کے مشکل نظر آیا -

منافقون کی شرارت

مسلمانون کی روانگی کی خبر منافقین نے پہلے سے خیبر والون کو پہونچا دی - وہ ہر طرح سامان حرب سے درست ہو چکے تھے لیکن پھر بھی یہ ہمت انکو نہ ہوئی کہ مسلمانون سے دو بدو لڑتے - مسلمانون کے پہونچنے پر وہ اپنے قلعہ مین پناہ گیر ہو گئے یا یون کہو کہ شہر پناہ کا پھاٹک اندر سے بند کر لیا - اور مسلمانون کا لشکر شہر پناہ کی دیوار سے کچھ فاصلہ پر اُترا -

اصحاب کبار کے حملے

مسلمان ہر روز دیوار کے گرد چکر لگاتے تھے لیکن فتح نصیب نہ ہوتی تھی - تیر سے برابر مقابلہ ہوتا تھا - کبھی کبھی کوئی یہودی عمداً یا اتفاقاً دیوار شہر کے باہر آپڑتا تو مسلمانون سے مٹ بھیر بھی ہو جاتی تھی - آخر مین مسلمانون نے گھبرا کر فتح مین جلدی کرنا چاہی - مشہور ہی کہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیقؓ ایک جماعت کو لیکر قلعہ فتح کرنے گئے - عمرؓ فاروق نے بھی جماعت کثیر کے ساتھ شہر پر حملہ کرنا چاہا - انکے علاوہ اور لوگون نے بھی یونہی حملے کیے لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا -

علیؓ کا پہونچنا

حضرت علیؓ اپنی بیماری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے اب وہ بھی آ گئے - رسول اللہ نے انکو قلعہ فتح کرنے کا حکم دیا - طبیعت انکی بالکل صحیح نہ تھی آنکھون مین کچھ آشوب تھا - لیکن ایک طرف رسول خدا کا حکم اور دوسری طرف راہ خدا مین لڑنے کا شوق آپنے

دوسرے ہی دن مقابلہ کی طیاری کردی اور کچھ مسلمانون کو ساتھ لیکر دیوار قلعہ کے نیچے پہونچے۔ مرحب اُس قلعہ کا سردار تھا اُسکا بھائی حارث علیؓ کے مقابلہ کو باہر نکلا یا یون سمجھو کہ اُسنے سوت کھینچ کر باہر لائی۔ حارث علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا ممکن تھا کہ اس سے زیادہ اور کچھ مسلمانون کے ہاتھ نہ آتا۔ لیکن شان خدا حارث کے مارے جانے سے مرحب کو طیش آیا۔ بھائی کا بدلا لینے کو وہ خود نکل پڑا اور اُسکے ساتھ اُسکی فوج بھی باہر آئی۔ مرحب بہت بڑا پہلوان اور فن جنگ کا پورا ماہر تھا۔ اپنے گھمنڈ مین حضرت علیؓ کو وہ کچھ نہ سمجھا اور یہان جو ذوالفقار چمک کر اُسکے خود پر آئی تو گردن تک اور بعضون کے نزدیک زین تک اُسکے جسم کو دو حصون مین تقسیم کرتی ہوئی اتر گئی۔ یہ حالت دیکھ کر یہود بھاگے اور مسلمانون نے تعاقب کیا۔ مشہور یون ہی کہ قلعہ کا دروازہ یہودیون نے بند کر لیا تھا مگر حضرت علیؓ نے اپنے جوش مین اُسے اکھاڑ ڈالا یہ دروازہ بہت بڑا تھا۔ مورخون نے اس واقعہ کو بہت اہم لکھا ہی۔ یہود اپنے کو مسلمانون کے ہاتھ مین دیکھ کر امن کے طلبگار ہوئے اور مسلمانون نے اپنے ہاتھ اُنکے قتل سے اُٹھائے۔ یہودیون کے تمام مال اسباب اور اُنکی عورتین مسلمانون کے قبضہ مین آئین۔

علی کا فتحیاب ہونا

حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارونؑ کے نسل کی ایک عورت صفیہؓ نام اسیر ہوکر آئی تھی جو مسلمان ہوکر آنحضرتؐ کے تصرف مین رہی۔

زینب نام ایک عورت نے اس لڑائی کے بعد ایک روز گوشت مین زہر ملاکر آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو اُسکے کھانے سے منع کیا اور کہا اسمین زہر ملا ہوا ہی۔ زینب نے جرم سے اقبال کیا اور کہا کہ میرے اعزہ

زینب نے زہر دیا

جنگ خیبر مین بہت سے مارے گئے۔ گوشت مین زہر ملانے سے میری غرض یہ تھی کہ اسے کھا کر مسلمان مرین گے تو خون کا بدلا مجھے ملجائیگا اور اگر رسالت محمدؐ کی صحیح ہے اور میرے اعزّہ کا مارا جانا حق بجانب ہے تو خدا خود اپنے پیغمبرؑ کو مطلع کر کے زہر سے بچالے گا۔

خیبر کا بندوبست

اس لڑائی مین پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہود مارے گئے۔ مسلمان خیبر سے کامیاب پھرے۔ خیبر کے باغون اور پیداوار آراضی کی نسبت یہ بندوبست کیا گیا کہ جو لوگ وہان اطاعت پذیر تھے اُنکے حوالے اہتمام کیا گیا کہ نصف پیداوار وہ اپنی اُجرت مین لین اور جو بچے اُسے بیت المال مین داخل کیا کرین۔

اہل فدک

خیبر کے قریب پہونچکر ایک آدمی اہل فدک کے پاس دعوت اسلام کے لیے آنحضرتؐ نے بھیجا۔ اِن لوگون نے کہا پہلے مسلمان اہل خیبر سے فرصت پالین جب ہم لوگون کو اسلام پر بُلائین۔ خیبر فتح ہونے پر مسلمان ادھر متوجہ ہوئے۔ فدک کے یہود نے نہ مسلمان ہونا پسند کیا اور نہ لڑنے پر جُرات کی۔ مجبور ہو کر مصالحت پر رجوع ہوئے۔ نصف زمین فدک کی رسول اللہؐ کے نذر کی اور بقیہ نصف پر امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب کے عہد تک وہ قابض رہے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے مصالح مُلکی پر نظر ڈال کر پچاس ہزار درم پر اُنکا نصف حصہ بھی بیت المال کے لیے خرید لیا اور اُنکو شام کی طرف جلاوطن کر دیا کیونکہ مختلف مذاہب کے لوگون کا ملک مین رہنا ملک کی کمزوری کا سبب ہوتا تھا۔

وادی القری اور تیما

اسکے بعد وادی القری اور تیما کے یہودیون نے جزیہ دینا قبول کر کے مسلمانون کی تبعیت اختیار کی۔

دوسرون کے ملک پر زبردستی چڑھ دوڑنا اور جزیہ لیکر چھوڑنا بظاہر مسلمانون کے اخلاق پر دھبہ لگاتا ہی اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اسکی نوعیت بیان کی جائے۔

شروع شروع مسلمانون نے اپنے دشمنون پر محض انتقام کے لیے ہتھیار اُٹھایا جب وہ فی الجملہ مغلوب ہوئے تو آنحضرتؐ کو حاکم وقت کی حیثیت پیدا ہوئی تمام گرد ونواح مین بدامنی تھی۔ نہایت بڑے طور کے قانون جاری تھے چھوٹون اور کمزورون کے ساتھ نہایت خراب برتاؤ ہوتا تھا۔ تمام ظلم پھیلا ہوا تھا۔ مراسم قبیحہ سے سچی خوشی قوم سے مفقود تھی۔ آنحضرتؐ نے عام طور پر یہ ارادہ کرلیا کہ قرآن یعنی قانون ربانی کے مطابق ہر جگہ انصاف کیا جائے۔ اسی غرض سے دعوت اسلام شروع کی۔ دعوت اسلام کا یہ مطلب تھا کہ "تم لوگ اللہ کے قادر مطلق ہونے سے انکار مت کرو اور بجاے اپنے ناقص قانون کے قرآن کے مطابق جو سب سے اچھا قانون ہی حقوق کا تصفیہ کرو جسکا مختصر لفظون مین یون اظہار کیا جاتا تھا کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان نہین لاتے تو خیر نہ سہی لیکن اتنا ضرور کرو کہ مسلمانون کو اپنے ملک کا نگران قرار دو اور اُنکی حفاظت مین رہو تاکہ وہ تمھارے افعال کی نگرانی کرتے رہین۔ نگرانی کے لیے فوج رکھنا پڑے گی اُسکے خرچ کے لیے جزیہ دو" اُسوقت کے مسلمان اپنے افعال اور خیالات کی وجہ سے تمام دنیا کے باشندون سے افضل تھے اور اسلیے ایسا کہنا اُنکو نامناسب نہ تھا۔

جزیہ کیا چیز ہی

جزیہ معرب ہی گزیہ کا۔ مسلمانون نے اسکا ایجاد نہین کیا۔ نوشیروان ایسے عادل کے وقت مین بھی اسکا رواج تھا۔ اور یہ لفظ فارسی زبان کا ہی۔ جو لوگ مسلمان

گزیہ

کی حفاظت مین آتے تھے اُنکے جان ومال کی حفاظت مسلمانون پر فرض ہوتی تھی
اور اسکے خرچ کے لیے ایک خفیف محصول جزیہ کے نام سے لیا جاتا تھا۔ لیکن
یہ محصول مسلمانون پر نہ تھا کیونکہ مسلمانون کا ہر فرد بشر فوج کا ایک سپاہی تھا۔ ہر
ایک پر ضرورت کے وقت مسلح ہوکر میدان جنگ مین آنا فرض تھا اور اسی لیے
وہ جزیہ سے عام طور پر مستثنیٰ تھے۔ اپنی جان کو خطرے مین ڈالکر اگر ایک خفیف محصول
سے اگر مستثنیٰ کیے گئے تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ مسلمان اپنی قوم کے ساتھ ملکی معاملات
مین کوئی رعایت کرتے تھے۔

اسکے بعد بہت سے چھوٹے چھوٹے قبیلون کے مقابلے مین فوجین بھیجی گئین
جنکا تذکرہ تاریخی اغراض کے لیے ضروری نہین ہے۔

سنہ ۷ھ تک مکہ اور مدینہ کے درمیان مین جتنے یہود تھے سب مسلمانون کے
زیر فرمان ہوچکے تھے۔ اسلیے اب کسی قسم کا کھٹکا باقی نہین رہا تھا۔ ماہ ذیقعدہ مین
آنحضرتؐ نے زیارت کعبہ کا ارادہ کیا۔ قریب دو ہزار مسلمانون کے آپ کی معیت مین
روانہ ہوئے۔ جو لوگ ایک سال پہلے حدیبیہ تک جاکر واپس آئے تھے اُنمین
سے تو کوئی بھی بلا وجہ معقول کے جانے سے باقی نہین رہا کیونکہ یہ عمرہ قضا تھا کچھ تو
اپنے قول کا مکہ والون کو پاس تھا اور زیادہ تر مسلمانون کی ہیبت اُنپر چھائی ہوئی
تھی وہ ذرا بھی مزاحم نہین ہوئے۔ تین روز تک مکہ مین رہکر مسلمان واپس آگئے اور
اچھی طرح کعبہ کی زیارت کی۔

عمرہ قضا

مکہ مین عباسؓ ابن عبد المطلب کی بی بی ام فضل کی بہن میمونہ بنت حارث
ہلالیہ سے آنحضرتؐ نے عقد کیا اور چلتے وقت حمزہؓ بن عبد المطلب کی لڑکی مسلمان

کی صورت دیکھ کر رونے لگی۔ اس بے باپ کی لڑکی کو حضرت علیؓ اپنے ساتھ لائے اور مدینہ مین پہونچکر جعفرؓ کی ولایت مین اُسے سپرد کیا۔

آنحضرتؐ نے اسی سال ایک خط جبلہ بن ایہم بادشاہ غسان کے پاس لکھا وہ آپ کا خط پڑھکر مسلمان ہوا لیکن عمرؓ بن الخطاب کے وقت مین پھر مرتد ہو گیا اور حال اسکے مرتد ہونے کا یہ لکھا گیا ہی کہ ایک غریب مسلمان کو اسنے طمانچہ مارا۔ عمرؓ بن الخطاب نے حکم دیا کہ وہ اس غریب کو راضی کرے ورنہ وہ بھی طمانچہ کھائیگا یعنی اُسپر قصاص جاری ہوگا۔ جبلہ نے کہا ایک ادنی شخص کو مین نے بادشاہ ہوکر طمانچہ مارا تو کیا ہرج۔ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اسلام مین امیر اور غریب دونون برابر ہین۔ جبلہ نے کہا کہ اگر اسلام مین یہی اندھیر ہی کہ بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہین ہوتا تو مین اسلام سے باز آیا۔ جواب مین عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر اسلام سے باز آؤگے تو پھر گردن ماری جائے گی کہ ارتداد کی یہی سزا ہی۔ جبلہ نے رات بھر کی مہلت مانگی اور دن نکلنے کے پہلے بھاگ گیا۔ اخیر عمر تک وہ شام مین رہا اور مشہور ہی کہ مرنے سے پہلے پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

جبلہ کا ارتداد

اسی سال ارض بلقا کا عامل فروہ بن جزامی خود بخود مسلمان ہو گیا۔ جب روم کے بادشاہ کو اپنے عیسائی عامل کا مسلمان ہونا معلوم ہوا تو اُسنے اُسے بلاکر بہت سمجھایا اور جب سمجھانے سے کام نہ چلا تو اُسکو قتل کرڈالا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے واقعات ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ گرد و نواح کے عیسائی کفار اور یہود دین محمدی اور اُسکے تابعین کے سخت مخالف تھے اور اسلیے دیندار مسلمانون کے باامن زندگی بسر کرنے کے لیے ضرور تھا کہ گرد و نواح کی قومون پر دباؤ ڈالا جاتا۔

فروہ کا مسلمان ہونا

عمرو بن عاص خالد بن ولید مسلمان ہوئے

ساتوین سال کے اخیر یا آٹھوین سال کے شروع مین عمرو بن عاص اور خالد بن ولید مسلمان ہوئے۔ اور انکے مسلمان ہونے سے مسلمانون کو بہت تقویت ہوئی آگے چل کر انِ دونون نے بڑے بڑے نمایان کام کیے۔

خالد

حدیبیہ کی صلح کے بعد قریش کی کمزوری اور مسلمانون کا عروج دیکھ کر خالد کا دل بہت کڑھا۔ اس بہادر سپاہی نے چاہا کہ مکہ چھوڑ کر حبشہ یا شام کو چلا جائے۔ یہ سمجھا کہ عرب مین رہکر محمدؐ کا تابع ہونا یقینی ہے۔ اسی سوچ مین تھا کہ نجاشی کے مسلمان ہونے کی خبر آئی۔ خالد نے یہودی یا نصرانی ہو جانے کا بھی خیال کیا اور دل مین سوچنے لگا کہ قریش مغلوب ہوئے تو پھر انکا دین کس کام کا۔ اسی ہیص بیص مین تھا کہ اسکے بھائی ولید بن ولید نے اسے خط لکھا کہ "محمد رسول اللہ تمکو پوچھتے تھے کہ تم مسلمان کیون نہین ہو جاتے۔ ناحق پس وپیش کرتے ہو" خط پڑھکر اسکا دل کچھ ایسا مائل ہوا کہ وہ فوراً مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ مین عمرو بن عاص سے

عمرو بن عاص

ملاقات ہوئی۔ یہ بھی خالد کی طرح قریش کو مغلوب دیکھکر شرم سے حبشہ چلا گیا تھا وہان نجاشی کے مسلمان ہونے سے اسکا بھی خیال بدلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا جس طرح یہ دونون (یعنی عمرو بن عاص اور خالد) کفر مین باہم دوست تھے ویسے ہی اسلام مین بھی ساتھ رہے۔ ایک ساتھ اسلام لائے اور پھر بڑے بڑے کام انسے ظہور مین آئے۔ خالد نے شام اور مصر کی فتوحات مین نام پیدا کیا اور عمرو بن عاص نے ایران فتح کرنے کی عزت حاصل کی۔

یہ دونون بڑی عقیدت سے مسلمان ہوئے تھے اور مسلمان ہوتے وقت یہ سنکر انکو بہت خوشی ہوئی تھی کہ "مسلمان ہونا تمام پچھلے گناہون کو مٹا دیتا ہے"

تو مسلم ویسا ہی ہو جاتا ہی جیسا کہ وہ مان کے پیٹ سے نکلا تھا۔ اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ کے احکام پر سچے دل سے ایمان لانا گویا پچھلی برائیون سے توبہ کرنے کا بہترین طریقہ ہی۔ جو کوئی اپنے کیے پر سچی پشیمانی ظاہر کرتا ہی اللہ اُسکے گناہ عفو کرتا ہی۔

سریہ غالب بن عبد اللہ

اسی سال مین بنی بلوح اور اہل فدک کی سرکوبی کو غالب روانہ کیے گئے تھے لیکن یہ کوئی بڑا واقعہ نہ تھا اور نہ اسکی تفصیل مین کوئی دلچسپی ہی۔

آنحضرتؐ نے حاکم بصرہ کو ایک نامہ بھیجا۔ حارث بن عمر نامہ بر تھے۔ راستہ مین انکو شرحبیل عمر عیسائی نے (کہ وہ امراء قیصر مین سے ایک امیر تھا) شہید کیا آنحضرتؐ نے یہ خبر سنکر جہاد کا حکم دیا۔ کوئی تین ہزار مسلمان اکٹھا ہو کر چلے۔ کچھ دور تک آنحضرتؐ بھی انتظام درست کرنے کے لیے ساتھ آئے اسلیے اسکا شمار غزوات مین کیا جاتا ہی۔ شرحبیل کا بھائی سدوس مقابلہ مین آکر مارا گیا۔ شرحبیل نے ڈر کر خود کو قلعہ مین بند کیا اور ہرقل سے مدد مانگی۔ بعض مسلمانون نے بھی محمد رسول اللہ کو مدد کے لیے لکھنا چاہا لیکن کثرت رائے اسپر ہوئی کہ جب شہادت مین بھی عین کامیابی ہی تو پھر مدد مانگنے کی کیا ضرورت ہی۔ عیسائیون کی فوج کوئی لاکھ کے قریب جمع ہوئی تین ہزار مسلمانون کا اتنے لوگون سے لڑنا آسان نہ تھا مسلمان شہید ہونا شروع ہوئے۔ زید بن حارثہ۔ جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ باری باری سے علم بردار (سردار لشکر) ہوئے اور مارے گئے۔ خالد بن ولید سب کے بعد علم بردار ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد آفتاب چھپنے سے لڑائی موقوف ہوئی۔ مسلمان تو مرنے گئے ہی تھے انکو کیا ڈر ہوتا۔ لیکن مسلمانون کی ثابت قدمی دیکھ کر عیسائیون کو بڑی تشویش ہوئی۔ دوسرے دن خالد نے فوج کی آراستگی نئے طور سے کی آگے کی

زید بن حارثہ اور جعفر طیار شہید ہوئے

فوج پیچھے اور داہنے جانب کی بائین جانب کر کے کچھ اس طور پر کھڑا کیا کہ دشمنون کو یقین ہو گیا کہ کچھ نئے لوگ مدد کو آئے ہین اور پھر اس سے اُنکے پاؤن اُکھڑ گئے اس اثنا مین مسلمان بھی مُنھ موڑ چلے تھے لیکن بعض جان بازون کے شرم دلانے سے پھر اُنکے جی کڑے ہو گئے۔ عیسائیون کے بھاگنے پر خالد نے کچھ دور تک تعاقب کیا اور تعاقب مین کچھ مال بھی ہاتھ لگا۔ راستہ مین ایک مسلمان کو ایک عیسائی نے بے وجہ مار ڈالا تھا۔ پھرتے وقت اسکی قوم کا بھی قلع قمع مسلمان کرتے آئے۔ اسی

خالد سیف اللہ

لڑائی سے آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو سیف اللہ خطاب دیا۔ یہ لڑائی علاقہ شام مین دمشق کے قریب موتہ نام ایک گاؤن مین ہوئی تھی اسلیے اس سریہ کو سریہ موتہ کہتے ہین۔ اور چونکہ کچھ دور تک آنحضرتؐ بھی ساتھ گئے تھے اسلیے غزوہ موتہ بھی کہتے ہین۔

جعفر طیار

جعفر بن ابی طالب کو کسی نے خواب مین دیکھا کہ وہ باغ جنان مین اُڑتے پھرتے ہین اُسی دن سے اُنکے نام کے ساتھ طیار کا لفظ بڑھایا گیا جعفر علیؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت زید بن حارثہ۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ کے بعد ہی یہ ایمان لائے تھے اسلیے انکا بڑا درجہ تھا۔ ان دونون کا مرنا آنحضرتؐ پر بڑا شاق گزرا۔

کم ہمتون کا انفعال

مسلمان لڑائی سے فتحیاب ہو کر پھرے لیکن جنھون نے مُنھ لڑائی سے پھیرنا چاہا تھا اہل مدینہ اُنپر بہت نفرین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جہاد مین اصل غرض شرکت کی ہوتی ہے شہادت تو پھر گلا کٹوانے سے مُنھ موڑنا کیا معنی۔ ان لوگون کی ندامت اُسوقت تک نہین گئی کہ رسول اللہؐ نے خود اپنے مُنھ سے کہا کہ "اگر طبیعت ذرا سی رُک گئی تھی اور اُسکے بعد ہی سنبھل گئی تو کچھ پروا نہین نتیجہ پر نظر ہوتا

چاہیے کہ کیا ہوا"۔

غزوہ ذات السلاسل

مدینہ مین خبر پہونچی کہ قبیلہ بلی۔ قضاعہ اور بنوالقین کے لوگ جمع ہوکر مدینہ پر چھاپا مارنا چاہتے ہین۔ سعد بن وقاص کو آنحضرتؐ نے سرکوبی کے لیے تعنات کیا۔ حضرت سعد کو فن جنگ مین بڑی مہارت تھی اور اسکے علاوہ قبیلہ بلی سے اُنسے قرابت بھی تھی۔ انکی تعناتی مین ایک مصلحت یہی تھی کہ باہمی مصالحت سے معاملہ طی ہوجائیگا۔ اسکے بعد ابو عبیدہؓ۔ ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب وغیرہ بھی سعد کی مدد کے لیے بھیجے گئے۔ حضرت سعد رات کو چلتے تھے اور دن کو ٹھہرتے تھے رات کو آگ جلانے نہ دیتے تھے تاکہ مسلمانون کی قلت مخالفین پر ظاہر نہ ہو رات کو سردی کی تکلیف تھی اسپر سے آگ جلانے کی ممانعت۔ اہل فوج حضرت سعد سے رنجیدہ تھے۔ عمرؓ بن الخطاب اور ابو عبیدہ بھی سعد سے کچھ بے لطف ہوگئے حضرت سعد کے مزاج مین سختی تھی اور امارت لشکر کا خیال تھا۔ ادھر اعلیٰ سے اعلیٰ مسلمانون کے دل سے وہ بات نہین بھولتی تھی کہ حضرت سعد کفر کی حالت مین کیسے تھے یہ سب سہی لیکن حضرت سعد اپنی حکمت مین کامیاب ہوئے۔ مخالفین کی تعداد کہین زیادہ تھی لیکن اُنکو مسلمانون کی حالت کا اندازہ نہ ہوسکا اور رہیبت اسلام نے اُنکو بھاگنے پر مجبور کیا۔ جنگ وجدال کی نوبت نہین آئی۔

سریہ خبط

اسی سال حضرت ابو عبیدہؓ قبیلہ جہنیہ کی سرکوبی کو روانہ کیے گئے تھے۔ راستہ مین فوج نے بھوک کی تکلیف اُٹھائی۔ درختون کی پتیان کھانے کی نوبت پہونچی اسی سفر مین دریا کے کنارے پر ایک مردہ مچھلی پہاڑ کے ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی دستیاب ہوئی۔ تمام فوج نے عرصہ تک اسکا گوشت کھایا اور سکھا کر مدینہ تک

ساتھ لائے۔

فتح مکہ کا سامان

عیب سے فتح مکہ کا سامان مہیا ہوگیا۔ حدیبیہ کی صلح کے وقت یہ شرط ٹھہری تھی کہ قریش مسلمانون کے حلیفون یعنی ہم عہدون سے مزاحم نہون اور نہ قریش کے حلیفون سے مسلمان مزاحم ہون۔ مکہ کے قریب خزاعہ اور بنو بکر یہ دو قومین آباد تھین اول الذکر مسلمانون کے حلیف تھے اور ثانی الذکر قریش کے حلیف تھے۔ کسی وجہ سے انمین باہم تکرار ہوئی۔ قریش نے بنو بکر کی طرفداری کی۔ خزاعہ کے چند آدمی مسلمانون کے پاس دوڑے آئے۔ آنحضرتؐ نے نقض عہد کے لیے ایک معقول وجہ پائی اور فوراً مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کردیا۔ لیکن خفیہ طور پر۔ علانیہ اظہار پسند نہین کیا گیا۔

ابوسفیان مدینہ مین آیا

ابوسفیان کو مسلمانون کی طرف سے کھٹکا تھا وہ تجدید عہد کے لیے مدینہ مین آیا۔ اور سمجھا کہ خزاعہ کے حالات ابھی مسلمانون تک پہونچے نہ ہونگے۔ یہان آکر اُسنے بڑی لجاجت سے گفتگو کی اور کتنون سے سفارش کرانی چاہی۔ پہلے اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ زوجہ رسولؐ کے پاس گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت علی اور حسنین کے پاس گیا۔ لیکن کسی نے اسے امان نہین دی۔ ایام جہالت کا دستور تھا اور مسلمانون نے بھی اسے پسند کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص بھولے سے بھی کسی کو زبان دیتا تھا تو کل قوم اسکی پابند ہو جاتی تھی۔ ابوسفیان اسی حکمت سے تمام پھرا لیکن کسی نے بھی اسے زبان نہین دی۔ وہ مکہ واپس آیا ہی تھا کہ مسلمانون نے مکہ پر چڑھائی کی۔ مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مسلمانون کی فوج پہونچ گئی جب کہین قریش کو اطلاع ہوئی۔ پھر اتنا وقت اُنکے پاس نہ تھا کہ لڑائی کی دہ

طیّاری کرتے اور اپنے حلیفون سے حمایت چاہتے۔

آپنے ارادہ کے چھپانے کے لیے آنحضرتؐ نے ابوقتادہ انصاری کو قبیلہ اضم (ازم) کی طرف بھیجدیا جو مدینہ سے تین منزل پر مکہ اور یمامہ کے بیچ مین واقع ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ اُسی طرف مسلمانون کا ارادہ ہی۔ ۱۰ رمضان ۸ھ کو آنحضرتؐ چلے اور راستہ مین تمام گرد و نواح کے مسلمان شریک ہوتے گئے۔ مکہ تک پہونچتے پہونچتے دس بارہ ہزار آدمیون کا غول آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔

سریہ ابو قتادہ

عباس ابن عبدالمطلب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جاتے تھے۔ راہ مین انسے ملاقات ہوئی۔ انکے لواحقین تو مع اسباب کے مدینہ گئے اور یہ خود مجاہدین کے ساتھ ہوئے۔ پیغمبرؐ خدا کو انکے آنے سے بڑی مسرت ہوئی۔

عبّاس عم رسولؐ کی مہاجرت

ابوسفیان تفحص حال کے لیے مکہ سے باہر نکلا رات کا وقت تھا آگ روشن دیکھکر اسکو تعجب ہوا کہ شب عرفہ کی طرح آج اتنے لوگ کہان سے آئے ہین۔ نزدیک آیا تو حضرت عباس سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عباس کے کہنے سے یہ طالب امان ہوکر آنحضرتؐ کے پاس آیا اور ادھر عمر بن خطاب اسے قتل کرنے پر مستعد ہوئے۔ ابوسفیان کو رات بھر کی مہلت دی گئی اور صبح کو وہ آنحضرتؐ کے پاس مسلمان آیا۔ مسلمان ہونے سے اُسکی جان بچ گئی اور مصالح وقت اور حرمت کعبہ پر نظر ڈالکر اور نیز عام اخلاق کے لحاظ سے بھی آنحضرتؐ نے عام حکم دیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو خانہ کعبہ مین چلا جائے اپنے گھر کے کیواڑ بند کرلے یا بلا ہتیار لگائے سامنے آئے اسپر مسلمان ہاتھ نہ اُٹھائین

ابوسفیان مسلمان ہوا

حضرت عباس نے ابوسفیان کو راستہ مین کھڑا کیا اور مسلمانون کی فوج کی

عظمت کوچ کے وقت دکھادی کہ اُسکے اسلام مین کچھ ضعف بھی ہو تو ڈر سے اُسکی تلافی ہوجائے - ابوسفیان بارہ ہزار فوج کی شان دیکھ کر حیران ہوگیا اور فوج کے پہلے خود مکہ مین داخل ہو کر آنحضرتؐ کی منادی کی - وقت ہی نتھا کہ کفار جنگ کی طیاری کرتے - ہر ایک انمین سے بجاے خود ششدر رہا مختلف راستون سے مسلمان مکہ مین داخل ہونے لگے - آنحضرتؐ مکہ سے اپنا بے سرو سامانی کی حالت مین نکلنا اور پھر اس شاہانہ شکوہ سے وہان داخل ہونا خیال کر کے ایک خاص کیفیت سے متکیف ہوئے اور اپنی گردن اظہار شکر گزاری کے لیے اونٹ کے کوہان کی طرف جھکالی -

مسلمان مکہ مین داخل ہوگئے

کچھ دنون تک مکہ مین مسلمان رہے اور پھر واپس آگئے - لڑائی کی نوبت نہین آئی - صرف خالد کی جماعت نے خالد کی غلطی یا سوءِ اتفاق سے کچھ کفار اسلیے مار ڈالے کہ مزاحمت کی ابتدا اُدھر سے ہوئی - آنحضرتؐ نے یہ سنکر خونریزی کی سخت ممانعت کی -

گیارہ مردون اور چھ عورتون کی نسبت آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ اُنکا خون مسلمانون کو معاف ہی کیونکہ ان لوگون سے مسلمانون نے سخت اذیتین اُٹھائی تھین لیکن ان لوگون مین سے بھی بہت کم لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے کچھ مسلمان ہوگئے اور کتنون کی خطا دوسرون کی سفارش پر آنحضرتؐ نے معاف کردی - انہین سے بعض کا تذکرہ لطف سے خالی نہین ہی -

عبداللہ بن سعد بن ابی السرح

عبداللہ بن سعد بن ابی السرج کاتب وحی منافقین مین تھا - وحی لکھتا تھا تو الفاظ مبدل ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ قرآن تو میرے اختیار مین ہی جو چاہون لکھون آنحضرتؐ

کو اسکی خبر ہونچی تو عبد اللہ حبیب کر دینہ سے مکہ چلا آیا اور مرتد ہوگیا۔ آنحضرتؐ نے اسکا خون بھی معاف کر دیا تھا۔ لیکن یہ حضرت عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی تھا۔ حضرت عثمان نے اسکو اپنے گھر مین چھپایا اور کئی دن کے بعد آنحضرتؐ کے سامنے خطا معاف کرانے کے لیے پیش کیا۔ حضرت عثمان کی بات کو دو مرتبہ آنحضرتؐ نے ٹالا اور پھر تیسری مرتبہ منظور کر لیا لیکن نہایت استکراہ کے ساتھ۔ کیونکہ حضرت عثمان کے چلے جانے پر آنحضرتؐ نے حاضرین جلسہ سے کہا کہ تم مین سے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ میری امان دینے کے پہلے عبد اللہ کو قتل کرتا۔ لوگون نے کہا کہ آپ ذرا بھی آنکھ کا اشارا کرتے تو ہم لوگ فوراً ہی اسکا کام تمام کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ آنکھ سے اشارہ کرنا پیغمبرون کی شان کے خلاف ہی یا دوسرے لفظون مین ایک چھوٹی بات ہی۔

حضرت عثمان کی رحم اور حیا

ذکر آگیا اسلیے لکھ دینا بیموقع نہین ہی کہ حضرت عثمانؓ بن عفان پر بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہی کہ انھون نے مروان ایسے موذی شخص کا پاس خاطر اپنے عہد خلافت مین حد سے زیادہ کیا جسکا نتیجہ بہت ہی برا ہوا تھا کہ خود انکی شہادت کو ایک شاخ اسی برائی کی سمجھنا چاہیے۔ عبد اللہ کے واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عثمان بن عفان کے دل مین رحم۔ حیا اور مروت ایسی تھی کہ وہ پیغمبر خدا کے وقت مین بھی کبھی کبھی اپنے کو مورد الزام ٹھہرا لیتے تھے۔ پولیٹکل امور مین انکی ناقابلیت تسلیم کر بھی لی جائے تو اس سے انکے ذاتی مدارج اور خصائل حمیدہ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا۔ مروت ایک وصف تھا جو پیغمبر خدا کے وقت مین بھی انمین تھا اور بعد کو بھی رہا۔ جب آنحضرتؐ نے اُسے ایسا عیب سمجھا جس سے انکی عام خوبیون مین فرق پڑتا تو پھر بعد کو اسی صفت کو

معیوب ٹھہرانا بھلا کب مناسب سمجھا جا سکتا ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل

ابوجہل کا بیٹا عکرمہ فتح مکہ کے دن بھاگ گیا مسلمانون کے ہاتھ نہ آیا کہ قتل کیا جاتا۔ اسکی بی بی مسلمان ہوئی اور پھر اسنے اپنے شوہر کو بھی مسلمان ہونے پر راضی کیا۔ عکرمہ مسلمان ہوکر مدینہ چلا آیا اور پھر برابر مسلمانون کی طرف سے جہاد مین شریک ہوتا رہا اور تلافی مافات مین ساعی رہا۔ کہتے ہین کہ ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت مین یہ ایک لڑائی مین شہید ہوا اور یون اسکا خاتمہ بخیر ہوا۔

کعب بن زہیر

کعب بن زہیر ایک شاعر تھا جو ہجو کے قصائد لکھا کرتا تھا اور اپنی زبان سے مسلمانون کو بہت ایذا پہونچاتا تھا۔ فتح مکہ کے دن وہ بھاگ گیا اور پیچھے سے وہ آنحضرتؐ کی خدمت مین مسلمان ہوکر حاضر ہوا اور آتے ہی قصیدہ "بانت سعاد فقلبی الیوم متبول" پیش کیا۔ یہ قصیدہ اب تک مسلمانون مین مشہور ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ قصیدہ بہت پسند کیا۔

حبشی قاتل حمزہ

جس حبشی نے حمزہ کو مارا تھا وہ بھی آکر مسلمان ہوگیا اور پھر برابر جہاد مین مسلمانون کا شریک رہا۔ مسیلمہ کذاب کو اسی نے نیزہ مار کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے عہد خلافت مین قتل کیا۔ تذکرہ کے طور پر یہ حبشی کہا کرتا تھا کہ کفر مین جس طرح خیر الناس حمزہؓ میرے ہاتھ سے مارے گئے اسی طرح اسلام مین شر الناس مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے فی النار ہوا۔

ہند زوجہ ابی سفیان

ابوسفیان کی بی بی ہند بنت عتبہ جسنے حمزہ کا کلیجہ نکال کر دانت سے چبایا تھا بہت متخوف تھی اسکا خون بھی مسلمانون کو جائز کر دیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے دن بہت سے مرد اور عورتین مسلمان ہوئین۔ مورخین لکھتے ہین کہ عورتون کی بیعت

کے لیے آنحضرت نے اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھ لیا تھا تا غیر عورت کے جسم سے آنحضرت کا جسم مس نہ ہو اور بعض کہتے ہین کہ ایک برتن مین پانی رکھ کر آنحضرت نے اپنا ہاتھ اُسمین ڈال دیا تھا جو عورت بعیت کرتی تھی اُسی پانی مین وہ بھی ہاتھ ڈال دیتی تھی اسی حالت بعیت مین وہان ہندہ بھی برقعہ پوش آئی اور بعیت سے مشرف ہو گئی۔

شوال تک آپ مکہ مین مقیم رہے اس اثنا مین ایک بڑے گھرانے کی عورت چوری مین گرفتار ہوئی۔ آنحضرت نے اُسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ بہت سے لوگ سفارشی ہوئے آنحضرت نے کچھ نہ سُنا اور فرمایا کہ "امیر اور غریب سب کے ساتھ اللہ کے حدود مساوی ہین۔ پہلی اُمتون مین اسی سے تو خرابی واقع ہوئی کہ لوگون نے غریبون ہی کے لیے تمام قاعدے نافذ کیے اور اونچے لوگون کے لیے کوئی قید نہ رہی۔ قسم ہے اُس خدا کی جسکی ید قدرت مین محمد کی جان ہے اگر محمد کی لڑکی فاطمہ چوری کرے تو اُسکا ہاتھ بھی اسی طرح کاٹا جائیگا" اسکے بعد وہ عورت نیک چلن رہی اور آنحضرت اُسپر مہربان رہتے تھے۔ یہین سے مسلمانون نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ گنہگارون کا سزا پانا ہی اچھا ہے اُنکے لیے سفارش درست نہین ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ گنہگار شریر اور موذی نہ ہو اور اتفاقیہ اُس سے کوئی جرم سرزد ہو جائے تو تعذیر مین شفاعت درست ہے۔

قطع ید سارقہ

فتح مکہ کے بعد جتنے بت اور انبیا کی تصویرین خانہ کعبہ مین تھین سب ضایع کر دی گئین اور مٹا دی گئین۔ خود آنحضرت اس کام پر بہ نفس نفیس موجود تھے۔ حتی کہ جو بت طاق پر تھے اُنکے توڑنے کے لیے حضرت علیؑ کو اوپر چڑھایا اور اپنی کتف مبارک کو علیؑ کے چڑھنے کے لیے زینہ بنایا۔ خالد بن ولید۔ سعد بن زید اور عمر بن عاص

کعبے کے بت

وغیرہ گرد و نواح کے بُت سمار کرنے کے لیے مامور کیے گئے۔

بنو خذیمہ پلملم

مکہ ہی سے آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو یلملم کی طرف قبیلہ بنی خذیمہ کی ہدایت کے لیے بھیجا انمین سے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جو باقی تھے اُنکو اسلام پر ترغیب دینا منظور تھی خالد نے وہان کے مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ مسلمان لڑنے سے کنارہ کرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن خالد نے اُن بے گناہون کے خون بہانے سے دریغ نہین کیا۔ خالد نے عندالاستفسار بیان کیا کہ مین نے اُنکے اسلام کو باور نہین کیا۔ اور بعض مورخین لکھتے ہین کہ خالد کے دل مین ایام جاہلیت کا بغض تھا یہ موقع بدلہ لینے کو غنیمت سمجھا گیا۔ کچھ روز تک آنحضرتؐ بھی خالد سے ناخوش رہے۔ ان بے گناہون کے خون کی دیت بیت المال سے دی گئی۔ اخیر مین خالد نے اپنی صفائی کرائی اور غلطی راے پر سب بلا ٹل گئی۔

خالد کی غلطی

مکہ مین خبر پہونچی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے مسلمانون سے لڑنے کے لیے طیار ہین اور کہتے ہین کہ قریش شہر کے رہنے والے فن جنگ سے واقف نہ تھے جب ہی مسلمانون نے اُنکو دبا لیا۔ آنحضرتؐ کو یہ خبر پہونچی تو آنحضرتؐ نے جنگ کا سامان کیا بارہ سولہ ہزار کی جمعیت سے آنحضرتؐ مکہ سے نکلے۔ وادی حنین (جو ایک مقام مکہ اور طائف کے بیچ مین ہی) تک مسلمان پہونچے تھے کہ اُدھر سے غنیم کی فوج بھی آگئی رات کو ان سبھون نے جابجا پہاڑ کے درون مین خود کو چھپا لیا اور مسلمان اس سے واقف نہ تھے۔ صبح کو راستہ کی تنگی کی وجہ سے مسلمان متفرق ہو کر آگے بڑھے اسی اثنا مین دشمن کمینگاہ سے نکل پڑے۔ اور ایسے نکلے کہ مسلمانون کو حیرت سی ہو گئی۔ لڑنے کا موقع نہ تھا مسلمان بھاگ چلے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان

غزوۂ حنین

مسلمانونکی ہزیمت

ہوئے تھے اُنکے اسلام مین بالکل ضعف تھا زیادہ تر وہی بھاگنے کے سبب ہوئے اور پھر وہی مسلمانون پر استہزا بھی کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کے پاس لوگ بہت کم رہگئے تھے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی چار شخص دشمنون کی زد سے آنحضرتؐ کو بچاتے تھے۔ اس حالت مین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے خود حملہ کرنا چاہا لیکن اِن اصحاب نے روک رکھا۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ آنحضرتؐ کے کہنے پر اُنھون نے مسلمانون کو پکارا۔ مسلمان آواز پہچان کر جمع ہونے لگے۔ کفار نے خود مین مقابلہ کی تاب نہ پاکر گریز کی۔ فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ لیکن ابتدا مین ذراسی ہزیمت اس نخوت کا نتیجہ تھی جو کفار کی قلت پر مسلمانون کے دل مین تھی۔ نخوت بہت بُری شے ہے اکثر یہ دھوکا دے دیتی ہے۔ اس لڑائی مین چار مسلمان کام آئے اور ستّر کفار مارے گئے۔

پھر مسلمانون کا فتحیاب ہونا

سریہ ابو عامر

بھاگنے والون کے تعاقب مین ابو عامر اشعری روانہ کیے گئے۔ اوطاس مین یہ مارے گئے اور پھر اُنکے بھتیجے ابو موسی کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

غزوہ طائف

حنین سے کفار بھاگ کر طائف چلے گئے۔ آنحضرتؐ خود وہان تشریف لے گئے طائف والے قلعہ بند ہوئے۔ اور باہر سے مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ طائف کا محاصرہ عرصہ تک رہا لیکن اُسکی فتح کی نوبت نہین آئی۔ آنحضرتؐ وہان سے واپس آئے کوئی بڑا شخص یہان مارا نہین گیا صرف عبداللہ بن ابی بکر صدیق کی نسبت مشہور ہے کہ وہ تیر سے زخمی ہوکر یہین شہید ہوئے۔

اسکے بعد حنین۔ اوطاس اور طائف کی غنیمت مسلمانون مین تقسیم کی گئی بلکہ

عتاب حاکم مکہ

کی طرف آنحضرتؐ نے مراجعت کی - جعرانہ سے احرام باندھا اور مکہ مین پہونچکر ہر شخص کو مطیع پایا - انصار کو یہ کھٹکا ہوا کہ اب شاید آنحضرتؐ مکہ ہی مین رہجائین - لیکن آنحضرتؐ کا خیال ایسا نہ تھا - مکہ سے آپ مدینہ تشریف لائے اور مکہ مین عتاب بن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا اور اُنکی ماتحتی مین ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل کو احکام شرعی کی تعلیم کے لیے چھوڑا - بیان کیا جاتا ہے کہ ایک درہم روز عتاب بن اسید کے لیے بیت المال سے مقرر کیا گیا تھا اور یہی گویا اُنکی تنخواہ تھی -

ابو موسی اور معاذ کا معلم ہونا

حضرت سودہ زوجہ رسولؐ

حضرت سودہ ازواج مطہرات سے تھین - آپ کی عمر اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ مرد کی صحبت آپ کو درکار نہ تھی - اور آنحضرت پر بحیثیت زوج عادل ہونے کے فرض تھا کہ اُنکے پاس بھی شب باش ہوتے - آنحضرت نے سودہ کو طلاق دینا چاہا اسپر سودہ رضہ نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ قیامت کے دن ازواج مطہرات مین میرا شمار ہو - مجھے آپ طلاق نہ دین اور میری باری مین بھی آپ عایشہ کے گھر رہین - آنحضرتؐ نے اسکو منظور کیا اور سودہ کو طلاق نہین دی -

ممبر کی تعمیر

اسی سال مین حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے - زینب بنت رسول نے اسی سال مین وفات پائی - اب تک آنحضرتؐ ستون سے لگ کر بیٹھتے تھے اور کبھی کبھی کھڑے ہو کر خطبہ سناتے تھے - اس سال کے اخیر مین لکڑی کا ممبر بنایا گیا - جسپر خطبہ کے وقت آنحضرتؐ بیٹھنے لگے - اور اب تک تمام مسجدون مین لکڑی یا اینٹون سے پختہ ممبر اسی کی تقلید مین بنایا جاتا ہے اور خطبہ کے وقت پیش نماز اسی پر کھڑا ہوتا ہے -

اخیر سنہ ۸ھ مین علا بن اخضر کو آنحضرتؐ نے منذر بن ساری حاکم بحرین کے پاس

حاکم بحرین کا مسلمان ہونا

روانہ کیا وہ مسلمان ہوا۔ اور آنحضرتؐ کی تحریر کے مطابق یہود اور مجوسی سے جزیہ وصول کرنے لگا۔

اب آٹھوان سال ختم ہوا اور نوان شروع ہوا۔ نوین سال آنحضرتؐ کو شہنشاہ عرب کی پوری حیثیت حاصل تھی۔ مسلمانون پر زکوۃ فرض تھی۔ ہر متمول مسلمان اپنے سرمایہ کا چالیسوان حصہ بیت المال مین جمع ہونے کے لیے ادا کرتا تھا اور جو مسلمان نہ تھے وہ کچھ رقم خفیف بطور جزیہ کے دیتے تھے۔ بس یہی خراج تھا جو آنحضرتؐ کے عہد مین رعایا سے وصول ہوتا تھا۔

شروع ۹ھ مین مسلمان قبیلون سے زکوۃ وصول کرنے کو عمال صدقات مقرر کیے گئے۔ بنو تمیم کے بہکانے سے بنو کعب باوجود مسلمان ہونے کے راہ حق سے منحرف ہو گئے۔ عامل رسول خوف زدہ ہو کر آنحضرتؐ کے پاس بھاگ آیا یہان

سریہ عیینہ

سے عیینہ بن حصن مخالفون کی گوشمالی کے لیے تعنات کیا گیا۔ مخالف مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور کچھ لوگون کو اسیر کرکے مسلمان واپس آئے۔ اسکے بعد اس قبیلہ کے چند سردار آئے اور خطائین معاف کراکے قیدیون کو چھوڑا لے گئے۔

قبیلہ بنو المصطلق سچے مسلمان تھے وہ خود زکوۃ لیکر مزور آنے والے تھے دور سے عامل رسول کو دیکھ کر وہ خود پیشوائی کو نکلے۔ عامل رسول انکو آتے دیکھ کر سمجھا کہ خیر نہین ہے اور بھاگ کر پیغمبر خدا کے پاس آیا پھر وہ لوگ بھی آئے تو عامل کی غلط فہمی ظاہر ہوئی۔

سریہ قطبہ

اسی سال مین قبیلہ خثعم کی طرف قطبہ بن عامر کسی مہم کے لیے تعنات ہوئے تھے فریقین مجروح ہوئے لیکن غلبہ مسلمانون کو ہوا اور کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔

حبشہ کے لوٹیرے

۹ھ کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ نواحی حبشہ سے کچھ لوٹیرے جدہ مین اُتر آئے تھے

اُنکی سرکوبی کو علقمہ بن محرز تعنات ہوا۔ مسلمانون کو دیکھ کر ڈاکو بھاگ گئے اور لڑائی کی نوبت نہین آئی۔

کثرت ازواج رسول

کثرت ازدواج سے جو بے لطفی کبھی کبھی پیدا ہو جاتی ہے آنحضرتؐ بھی اس سے نہین بچے۔ آنحضرتؐ اپنی بیبیون کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ محبت مین تو فرق ضرور تھا لیکن برتاؤ مین کوئی امتیاز نہ تھا اور نہ نفقہ مین کوئی کمی بیشی تھی۔ جب کوئی وافر مال آتا تھا تو اکٹھا سال بھر کا یا ایک معتدبہ زمانہ کا نفقہ آپ سب کو دیدیتے تھے اور پھر اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے۔ کوئی چیز آپ کے پاس رہجاتی تھی تو تردد رہتا تھا۔ ہمیشہ آپ اس طرح رات بسر کرتے تھے کہ کل کے لیے کچھ پاس نہوتا تھا۔ فقر اور توکل پر پورے طور سے عمل تھا۔ یون آپ چاہتے تو شروع سے خدیجہ کے مال کی بدولت آپ کا شمار متمولون مین ہوتا اور شاہ عرب ہونے پر تو فقر پاس نہ پھٹکنے پاتا لیکن آپ اپنی عادت بدلنے کو توکل اور شان پیغمبری کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس شاہی حالت مین بھی کبھی کبھی آپ کو فاقہ کی نوبت آتی تھی اور آپ کے متعلقین پر بھی ایسا ہی گزر جاتا تھا۔

آنحضرتؐ کی زوجات مطہرات کے دو فرقے تھے۔ عائشہؓ۔ سودہؓ۔ حفصہؓ اور صفیہؓ کا ایک غول تھا اور باقی بیبیون کی جماعت الگ تھی۔ اس غول بندی کا یہ منشا نہ تھا کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے لڑتی تھی۔ بس اتنا ہی ہوتا تھا کہ جو راے ایک کی ہوتی تھی وہی اُسکے ساتھ کی سب عورتون کی ہوتی تھی اور اس طرح کبھی باہمی مذاق اور رشک رنجی کی نوبت بھی پہونچ جاتی تھی۔ اسباب مختلف بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ محقق ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے اپنی بیبیون سے

آنحضرتؐ ازواج سے آزردہ ہوئے

ناخوش ہوکر مہینہ بھر کے لیے مسجد کا حجرہ اپنی آرام کے لیے پسند کیا۔ وجہ کچھ ہی ہو لیکن یہ ضرور تھا کہ بعض بیبیون کا صبر وقناعت نہ کرنا آپ کی خفگی کا سبب ہوا۔ لوگون مین مشہور ہوا کہ آنحضرتؐ نے بیبیون کو طلاق دیدی۔ عائشہ اور حفصہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بیٹیان زیادہ گستاخ یا زیادہ پیاری تھین اور اسلیے انھین کے ناز بیجا یا تقتضائے بشریت نے آپکو کسی وقت ملول کیا ہو تو عجب نہین۔ اس حکایت سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بیبیان اعلیٰ درجہ کی بیبیان نہ تھین۔ کیا کہنا ہے۔ آنحضرتؐ کے فیض صحبت سے یہ مشرف تھین اور اسلیے انکے اخلاق حمیدہ مین کیا کلام ہوسکتا ہے لیکن بشریت کے اقتضا سے کوئی بشر خالی نہین۔ اگر تمام عمر مین آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ اپنی بیبیون کی تنبیہ کی تو اس سے اُنکے مدارج مین کچھ کمی نہین ہوسکتی۔ اُسوقت کے حالات ذرا ذرا سے مورخین نے لکھے ہین اگر کوئی بات ناظرین کو مستبعد معلوم ہو تو یون سمجھنا چاہیے کہ وہ لوگ انسان تھے اور انسان ہوکر اگر اتنی ہی کم خطائین اُنسے سرزد ہوئین تو فرشتہ خصلت انسان تھے۔ یہان موقع تھا اسلیے اسقدر لکھدیا ناظرین کو چاہیے کہ تمام بزرگان دین کی وقعت جانچنے مین اس اصول کا ضرور لحاظ رکھین کیونکہ جس طرح بزرگان دین کی تمام بھلائیان مورخین نے لکھی ہین اسی طرح اُنکی بُرائیان بھی ذرا ذرا سی درج کی ہین۔ ہر وقت جو ساتھ رہتے تھے وہ ذرا ذرا سے حالات یاد رکھتے تھے جو بعد کو نہایت صحت کے ساتھ منضبط کیے جاتے تھے۔

لیکن یہ اصول موخرین کے کمالات کی صحیح جانچ کے لیے کافی نہین ہین۔ اخیر زمانہ مین جب مکر وفریب سے کماکھانے کا نام فقر و درویشی قرار پایا تو پھر مریدین نے

پیرون کے خرق عادات لوگون کو سُنا سُنا کر پیر صاحب کو الوہیت کا شریک بنا دیا۔ مثل مشہور ہے " پیران نمی پرند و مریدان می پرانند " مولانا فرماتے ہین " اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستی نباید داد دست ۔ اس کتاب کے لکھنے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ قوم کو تاریخی حالات معلوم ہونگے تو جہالت کم ہو جائیگی۔ پیغمبرؐ صاحب کے تمام حالات اس کتاب مین درج کیے جاتے ہین ۔ پیغمبر صاحب کی امتون مین سے جن بزرگان دین کے حالات پیغمبر صاحب سے بھی بڑھے چڑھے معلوم ہون اُنکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ مریدون یا ناسمجھ لوگون نے قصداً یا اپنی غلطی سے اسقدر بڑھا دیا ہے۔

کثرت ازدواج کا سبب

ایک اعتراض پیغمبر صاحب پر یہ کیا جاتا ہے کہ وہ شہوت پرست تھے اُنکو اتنی بہت سی بیبیون کی کیا ضرورت تھی۔ شہوت پرست ہونے کی نسبت تو یہ کہنا کافی ہے کہ آپ کبھی زنا سے متہم نہین ہوئے۔ پچیس ۲۵ برس تک آپ نے کسی عورت سے قربت نہ کی اور عین شباب کو ستر اسی برس کے بڈھون کی طرح کاٹا۔ اسکے بعد شادی بھی کی تو اپنے سے زیادہ سن والی عورت سے کی۔ پینتالیس کے بعد آپ نے عقد نکاح کرنے شروع کیے۔ مرتے دم سات بیبیان موجود تھین لیکن ان بیبیون مین بجز حضرت عائشہ کے اور کسی بکر سے آپ نے عقد نہین کیا برابر بیواؤن ہی سے عقد کیا۔ سب سے زیادہ آپ عائشہ کو چاہتے تھے لیکن ساتھ ہی عدل کا بھی خیال رکھتے تھے۔ اِن عورتون کا بڑھنا گویا حضرت عائشہ ایسی پیاری بی بی کی ملاقات مین فرق ڈالنا تھا اور اسلیے یہ قیاس کہ یہ عورتین لطف بڑھانے کے لیے عقد نکاح مین لائی گئین بالکل قایم نہین ہوتا۔ جس فقر و فاقہ سے آپ بسر کرتے تھے وہ اظہر

سن الشمس ہے نہ آپ کی زوجات کے گھر درست تھے نہ اُنکے پاس اور کوئی سامان عیش ونشاط کا تھا۔ کیا شہوت پرستی کے یہی نشان ہین کہ سن بیوائین گھر مین بند کرکے اُنکے ساتھ چٹائی چمڑے کی کھال پر سویا جائے اور فقروفاقے سے بسر کی جائے؟ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اتنی بہت سی بیبیون کے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی؟ اسکا جواب تھوڑے غور کے بعد بخوبی سمجھ مین آسکتا ہے۔ آنحضرتؐ قانون ربانی جاری کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ قرآن تو گویا ایک اصول کی کتاب ہے۔ فقہ کے مسئلے حدیث کو قرآن کے ساتھ ملاکر پیدا کیے گئے ہین۔ حدیث نقل کرنے کے ذریعہ تھے اصحاب غیر عورتون سے صحبت رکھنا مناسب نہ تھی اور جو باتین فقہ کی عورتون کے متعلق ہین وہ مردون کے سامنے بیان کرنے کی نہین تھین اور نہ مردون سے پوچھنے کی تھین۔ یہی باعث تھا کہ اتنی بہت سی عورتین آنحضرتؐ کے پاس تھین جنکی بدولت آج حیض نفاس۔ طہارت وغیرہ وغیرہ کے مسئلے اور نیز بہت سی مفید باتین ازواج مطہرات سے دوسری مسلمان عورتون کو معلوم ہوئین اور پھر اُنکے ذریعہ سے عام مسلمانون مین پھیلین۔ ایک یہ غرض بھی تھی کہ لوگ بیواؤن سے عقد کرنے مین عیب نہ سمجھین۔ بکر کے ساتھ نکاح کرنا ہر زمانہ مین انسانی طبیعت کا مقتضا رہا ہے سو پیغمبر خدا نے چاہا کہ لوگون مین بیواؤن کے عقد ثانی کی تحریص اپنے فعل سے پیدا کرین۔ باوجود اسکے آنحضرتؐ کے بعد ہی ایران مین "زن بیوہ مکن اگرچہ حور است" کا مقولہ جاری ہوا۔ اور پھر ہندوستان مین آکر تو بیواؤن سے عقد کرنا بند ہی ہوگیا۔ اگر پیغمبر صاحب کی سنت نہ ہوتی تو شاید شرعی تحریم بھی قایم کرلی جاتی۔ یہ غلط مشہور ہے کہ ہند کے مسلمان اپنی بیوہ بہنون اور بیٹیون کا عقد نہین کرتے وہ خوشی سے کرین لیکن کوئی منظور بھی کرے۔ کیا وہی دہی کرتے

پھریں خدمتگارون کے سر منڈھ دین - بیچارے کیا کرین؟ مین (مولف) دعوی سے کہتا ہون کہ کوئی کفو والا عزت دار کھانے پینے سے خوش راضی ہو تو جس بیوہ سے عقد کرنا چاہے مین کرادون - بیوہ کے والدین کو بھی کوئی تامل ہو تو مین اسکا ذمہ دار ہون - بیواؤن کے ساتھ شادی کرنے مین تو لوگ خود رُکتے ہین اور مشہور یہ کر رکھا ہے کہ بیوہ لڑکیون کے بیاہنے پر اُنکے اولیا راضی نہین ہوتے - چھوٹی چھوٹی حیثیت کے آدمی بھی اپنے لیے بکری ہی تلاش کرتے ہین اور یہ نہین سوچتے کہ شاہ دارین محمد مصطفیٰؐ کے عقد مین بجز حضرت عائشہؓ کے تمام بیوائین ہی بھری تھین - ایک ملکی مصلحت بھی ان بیاہون مین شامل تھی وہ یہ کہ مختلف قبیلون مین شادی کرنے سے آنحضرتؐ سمجھتے تھے کہ مسلمانون کے جان نثارون کا گروہ بڑھ جائیگا - اُسوقت کے دستور کے مطابق ایسا خیال ایک ملکی مسئلہ تھا اور بڑے مصالح پر مبنی تھا - (دیکھو فصل پنجم باب ہذا) -

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصل بات سُنیے کہ عمر بن خطاب پیغمبر خداؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کچھ تمسخر کی باتین یا دل بہلانے والی باتین کر کے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے بیبیون کو طلاق نہین دی ہے - چنانچہ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ اپنی بیبیون کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنے لگے جیسا پہلے تھا

آنحضرتؐ کا برتاؤ گھر والون سے

آپ کا قول تھا کہ "خیرکم خیرکم لاہلہ وشرکم شرکم لاہلہ" اپنے گھر والون کے ساتھ جو اچھا ہے وہ سب سے اچھا ہے اور جو اُنکے ساتھ بُرا ہے وہ سب سے بُرا ہے - اور اِس قول پر آپ کا عمل پورے طور پر تھا - بیبیون کے ساتھ - بچون کے ساتھ - اعزہ کے ساتھ اور اصحاب کے ساتھ - جتنا عمدہ برتاؤ آپ کا تھا اُسکی مثال مشکل سے مل سکتی ہے -

رجم غامدیہ

ایک مسلمان زن غامدیہ پیٹ مین حمل حرام لیکر حاضر ہوئی اور سنگسار ہونے کی خواستگار ہوئی۔ بدکاریون کی زندہ شہادت اُسکے پیٹ مین تھی۔ لڑکا پیدا ہوا اور دودھ مان کا پیتا رہا جب وہ دانہ کھانے لگا اُسوقت عورت پر حد رجم جاری کیا گیا اور پیغمبرؐ خدا نے اُسکے جنازے کو حرمت کے ساتھ دفن کروایا اور ایسا برتاؤ اُسکے ساتھ کیا کہ گویا وہ توبہ کرنے سے گناہون سے پاک ہو گئی۔

غزوہ تبوک

شام سے کچھ لوگون نے آکر بیان کیا کہ نواحی شام مین وہان کے بادشاہ کی طرف سے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا سامان ہو رہا ہی۔ آنحضرتؐ علیؓ ابن ابی طالب کو مدینہ مین خلیفہ کرکے خود شام کی طرف چلے۔ اس سفر کا اعلان عام طور پر کیا گیا۔ اور متمول مسلمانون سے تہیہ سفر کے لیے مدد بھی مانگی گئی۔ حضرت عثمان بن عفان کچھ مال تجارت شام کی طرف بھیجنا چاہتے تھے وہ سب اُنھون نے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کر دیا۔ آنحضرتؐ اُنکے اس فعل سے بہت ہی محظوظ ہوے کیونکہ اُسوقت سب سے زیادہ مدد عثمان ہی سے ملی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق تمام گھر کی دولت اُٹھا لائے

اصحاب کبار کی اعانت

اور کہا کہ بال بچون کو خدا کے سپرد کر دیا ہی۔ حضرت عمرؓ بن خطاب اپنی تمام دولت کا نصف لائے۔ غرضکہ بہت سے لوگون نے اسی طرح مدد کی لیکن پھر بھی فوج تبوک کے لیے یہ مدد کافی نہ ہوئی اور راستہ مین بھوک کی تکلیف مسلمانون کو اُٹھانی پڑی۔ فوجی سامان صرف اسقدر درست ہو سکا کہ آنحضرتؐ نے کہا کہ تم لوگ اپنے جوتے

آنحضرتؐ کا فوجی امور سے واقف ہونا

درست کرالو کہ پاؤن مین جوتا رہنے سے آدمی سوار کے حکم مین رہتا ہی۔ اسوقت نپولین بونا پارٹ کا دستور یاد آتا ہی کہ وہ سب سے پہلے سپاہیون کے جوتے پر نظر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ سپاہیون کے جوتے درست ہون تو کپڑون کی کچھ پروا نہین۔

منافقین مدینہ کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنے عزیز کو اس سخت سفر مین ساتھ نہین لیا اسلیے حضرت علیؓ ابن ابی طالب بھی راستہ مین آنحضرتؐ سے جا ملے اور کہنے لگے کہ جب مین تمام غزوات مین شریک رہا تو اسمین کیون پیچھے رہون۔ یہ سفر دور دراز تھا اور بہت سخت تھا۔ اسکے متعلق مورخین نے بہت سی حکایتین اور نقلین لکھی ہین اور یہ ایک اہم سفر خیال کیا جاتا ہے چشمہ تبوک کے پاس مسلمانون کی فوج جا کر ٹھہری اور وہان معلوم ہوا کہ مسلمانون کے مقابلہ کے لیے کچھ بھی طیاری نہین کی گئی تھی کسی سے مقابلہ نہین ہوا اور نہ کچھ مال غنیمت حاصل ہوا مسلمان جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آئے۔ غزوہ تبوک آخری غزوہ تھا اسکے بعد پھر آنحضرتؐ کو کسی لڑائی مین جانے کا اتفاق نہین ہوا۔

حضرت علیؓ بھی جا ملے

راہ مین خالد بن ولید کو آنحضرتؐ نے اکیدر بن عبد الملک نصرانی پر چڑھائی کرنے کو روانہ کیا۔ خالد گئے اور ظفریاب پھرے۔

سریہ خالد

اسی سال نجاشی کا مرنا آنحضرتؐ کو معلوم ہوا۔ آپ نے کہا کہ اسکے لیے دعاے خیر کرو کہ وہ مسلمان تھا اور بعض لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مدینہ ہی مین اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی۔

اس سال مین عرب کے مختلف مقامات سے لوگ آکر مسلمان ہوئے اور پھر اپنے وطن پہونچ کر اسلام پھیلانے کی کوششین کین۔ اب مسلمان ہونا یا عام طور پر اسلام کی وعظ تمام عرب مین رائج ہو چلی تھی۔ وفود (لوگون کا ایمان لانے کے لیے آنا) کی وجہ سے اس سال کو سنتہ الوفود کہتے ہین۔

سنتہ الوفود

ام کلثوم دختر رسولؐ نے اسی زمانہ مین وفات پائی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق مسلمانون

کے سردار ہوکر حج کعبہ کے لیے مکہ روانہ کیے گئے۔ پہلے آنحضرتؐ نے اپنی قربانی کے اونٹ ابوبکرؓ کے حوالے کیے تھے لیکن پیچھے سے حضرت علیؓ کو بھی بھیجا مسلمانون کا امیر کرکے نہین بلکہ صرف اس لحاظ سے کہ قربانی رسولؐ کی جانب سے رسولؐ کا عزیز کرے تو اچھا ہے۔ آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق حضرت علیؓ نے چار باتون کا اعلان کیا

(۱) غیر مومن بہشت مین نہ جائیگا۔

(۲) برہنہ کوئی طواف نہ کرے۔

(۳) آیندہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔

(۴) جن کافرون سے آج تک کوئی عہد نہین ہوا آیندہ اُنسے کوئی عہد مسلمانون کی جانب سے نہ ہوگا لیکن کافرون کا خون بہانا بھی اشہر حرام مین نہوگا۔

آب دسوان سال شروع ہوا۔ اس سال مین طی۔ خولان۔ خدامان۔ غدعامد وغیرہ بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔

مباہلۂ عیسائی نجران

نجران کے عیسائیون کے پاس آنحضرتؐ نے خط بھیجا اُنہین سے چودہ آدمی مدینہ مین آئے۔ حضرتؐ سے جب گفتگو آئی تو یہ لوگ اسلام پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ آنحضرتؐ سے کچھ گستاخی سے پیش آئے۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ "عیسیٰ اللہ کے نزدیک ایسا ہی تھا جیسا کہ آدم کہ مٹی سے اُسے بنا کر کہا "ہوجا وہ ہوگیا" عیسائیون نے کہا کہ نہین وہ خدا کا بیٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے کہا اگر تم سچے ہو مباہلہ کرو یعنی تم لوگ میرے ساتھ میدان مین چلو اور میرے ساتھ میرے گھر کے لوگ بھی ہون۔ الگ الگ بیٹھ کر ہم دونون کہین کہ جو جھوٹا ہو اُسپر اللہ کی مار پڑے۔ اُسوقت اتنا ہی ہوکر رہ گیا۔ دوسرے دن آنحضرتؐ صبح کو حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ اور حسنینؑ کے

ساتھ گھر سے نکلے اور اُنکو یہ سمجھانے لگے کہ جب مین دعا کرون تو تم آمین کہنا غالباً پنجتن کا مضمون اسی واقعہ سے اخذ کیا گیا ہی۔ عیسائیون نے آنحضرتؐ کی مستعدی دیکھ کر خوف کھایا اور آپس مین کہنے لگے کہ رسول خدا سے شرط ٹھیک نہین ایسا نہ ہو کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہو۔ پھر انہون نے کہا "ابا القاسم (محمدؐ) ہم آپ سے مباہلہ نہین کر سکتے" آنحضرتؐ نے کہا کہ مباہلہ نہین کرتے تو اسلام قبول کرو۔ اور پھر تم بھی اور مسلمانون کی طرح ہو جاؤ۔ اُنھون نے کہا یہ ہم سے نہ ہو گا۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ اچھا ہم سے لڑائی کرو۔ اُنھون نے کہا کہ لڑنے کی ہم مین طاقت نہین لیکن بطور جزیہ کے کچھ ادا کرنا منظور ہی اور یہی اُنسے معاہدہ ہوا۔ چلتے وقت اُنھون نے ایک امین مانگا۔ آنحضرتؐ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو منتخب کیا۔ حضرت ابو عبیدہ کا منصب آج کل کی اصطلاح کے مطابق پولٹیکل ایجنٹ یا رزیڈنٹ کا سا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب کو امین کے لفظ پر یہ خیال تھا کہ دیکھیے کسکو آنحضرتؐ امین سمجھتے ہین اور ابو عبیدہ کے انتخاب پر آپ کو یہ خیال بھی گذرا کہ مین کیون نہ منتخب ہوا اور اسی خیال نے خلافت کے بعد ہی خالد بن ولید کی جگہ پر ابو عبیدہ کو حضرت عمرؓ سے مقرر کروایا جسکا تذکرہ آیندہ آیگا۔ مورخین نے لکھا ہی کہ نجران کے نصاریٰ تھوڑے ہی دنون کے بعد مسلمان بھی ہو گئے۔

باذان حاکم یمن کی وفات

اسی سال مین باذان حاکم یمن نے وفات پائی۔ اور بجائے اُسکے شہر بن باذان عامر بن شہر ہمدانی۔ ابو موسیٰ اشعری۔ علی ابن امیہ اور معاذ بن جبل ارزانی پانچ شخص مقرر ہوئے اور یمن کے حصون کا علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اور پھر حضرت علیؓ بن

اصحاب رسولؐ اور علیؓ کا یمن کی طرف جانا

ابی طالب یمن کی طرف سوارون کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہ تاکید کی گئی کہ

جب تک کوئی مقابلہ کی ابتدا نہ کرے تم ہتھیار نہ اُٹھانا۔

بریدہ اور علی

اس سفر مین بریدہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ اسنے پھر کر کچھ شکایت حضرت علیؓ کی آنحضرتؐ سے کی۔ آنحضرتؐ نے کہا علیؓ کو بُرا نہ سمجھو مین اُس سے ہون اور وہ مجھ سے ہے اور وہ تمھارا والی بھی ہے۔ بریدہ کا بیان ہے کہ اسکے بعد دنیا مین علیؓ سے زیادہ کوئی دوسرا مجکو پیارا نہ تھا۔ یمن مین قبیلہ ہمدان کے سب لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے آنحضرتؐ نے یہ خبر سُنکر سجدۂ شکر ادا کیا۔

حجۃ الوداع

آنحضرتؐ نے حج کا احرام باندھا ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان ساتھ تھے۔ علیؓ بھی یمن سے آکر شریک ہوگئے تھے۔ تمام بیبیان آنحضرتؐ کے ساتھ تھین۔ حضرت فاطمہؓ بھی ساتھ تھین۔ بروز شنبہ ۲۵۔ ذیقعدہ ۱۰ھ کو آنحضرتؐ مدینہ سے چلے۔ بے سِلا ہوا کپڑا یعنی تہمت اور چادر سے احرام باندھا۔ عرفہ کے دن آنحضرتؐ نے اونٹ پر سوار ہوکر نہایت بلیغ خطبہ سُنایا اور عام طور پر پند و نصایح کے کلمات کہے۔ سب سے زیادہ آپس مین لڑنے جھگڑنے کی ممانعت کی۔ عورتون اور

کلمات نصیحت

مردون کے طریقہ گزران کی نسبت بہت کچھ ارشاد فرمایا[1]۔ احکام قرآن کے مطیع رہنے کی سخت تاکید کی۔ پھر لوگون سے پوچھا کہ قیامت کے دن اگر تم سے پوچھا جائے کہ محمد تم مین کیسا تھا تو کیا جواب دوگے۔ لوگون نے کہا کہ ہم کہین گے کہ اُس نے

[1] جو دیکھو اسن قایم ہونے کے بعد ہی عورتون کے مدارج بڑھانے کی طرف پیغمبرؐ خدا مستعد ہوگئے عورتون کا اعزاز جو مسلمانون کے وقت مین بڑھا اُسپر ابتک مسلمان مورخون کو ناز ہے۔ اب مسلمانون مین جو عورتون کی سچی عزت مفقود ہے اسکا سبب یہ ہے کہ قوم سے تمام اچھی باتین مفقود ہوگئین ہین۔ وہ کونسی خوبیان ہین جو موجود ہین۔ اور کونسی بُرائیان ہین جو موجود نہین ہین۔ ہم اپنے اعمال اور افعال کے اعتبار سے ہمیشہ غلامون مین جتنی باتین ہونی چاہیئن وہ ہم مین ہین۔ ایک مردہ قوم سے اور کیا توقع ہوسکتی ہے۔ یورپین جسطرح اپنی بیبیون سے برتاؤ رکھتے ہین اسیطرح مسلمان اپنی بیبیون کی عزت اور خاطرداری کرتے تھے بلکہ چند اعتبار سے

رسالت اور امانت کا حق ادا کیا - ارشاد اور نصیحت کی شرط پورے طور پر بجا لایا -
اسی حالت میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی ماں نے دودھ کا بھرا پیالہ بھیجا اور
آنحضرتؐ نے اُسے پی لیا - آنحضرتؐ نے اُس روز فرمایا کہ مین نے اور میرے پہلے
تمام پیغمبرون نے جو کچھ کہا سب سے بہتر کلام " لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ -
لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شی قدیر " ہے - یعنے سواے اللہ کے دوسرا نہین
وہ تنہا ہے اور اپنا شریک نہین رکھتا - ملک اُسکا ہے اور تعریفون کا سزاوار وہی ہے کیونکہ
تمام چیزون پر اُسی کو قدرت ہے - واہ کیسا یہ نبی جملہ ہے اسپر یقین رکھنے والا دنیا مین
کبھی مغموم نہین رہ سکتا ہے -

الیوم اکملت لکم دینکم

اُسی روز آیت " الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا "
اُتری جسکا ترجمہ ہے - آج مین نے تم لوگون کے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمت
تم پر پوری کی - تمھارے لیے دین اسلام کا مین نے پسند کیا - اور اس آیت سے
سمجھا گیا کہ پیغمبر خدا کی وفات کا زمانہ قریب ہے کیونکہ تکمیل دین کے بعد رسول کے
رہنے کی ضرورت باقی نہین رہتی - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند مہینون کے بعد آنحضرتؐ
نے دنیا سے رحلت کی - اس حج کے بعد پھر آنحضرتؐ کا مکہ مین آنا نہ ہوا اسلیے
اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس خیال سے کہ یہی ایک بارونق حج حضرتؐ کی
موجودگی مین ہوا حجۃ الاسلام بھی اسکا نام رکھا گیا ہے - اس حج مین آنحضرتؐ نے
اپنے سر کا بال مونڈوایا تھا - بال ہوا مین پریشان ہونے نہین پایا مسلمانون نے
اپنے پاس تیمناً رکھ لیا - آج گھر گھر موے مبارک کی زیارت ہوتی ہے جنمین سے
اکثرون کی نسبت لوگ فرضی ہونے کا گمان بھی کرتے ہین - شاید اسی واقعہ سے

موے مبارک کو تبرکاً رکھنے کی ابتدا ہوئی ہے۔

قرآن اور اہل بیت

حضرتؐ نے لوگون سے کہا کہ قرآن اور اہل بیت یہ دو چیزین ہم تم لوگون کے لیے سب سے بڑی چیز چھوڑتے ہین اسکا منشا بظاہر یہ تھا کہ قرآن تمھارے لیے ایسا عمدہ قانون چھوڑتا ہون جو ضروریات زندگی مین تمھارا سب سے بڑا رفیق ہے۔ اور قرآن کے سمجھانے کے لیے اہل بیت یعنی میرے گھر والے عموماً سب سے زیادہ قابل ہین کہ فیض صحبت نے اُنھین دوسرے اصحاب سے زیادہ تر فیضیاب بنا رکھا ہے اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ آیندہ چل کر ایک زمانہ اپنے کو سیّد (آل رسولؐ) بنا کر اپنی پرستش کرائے تو اچھا ہے۔ لیکن اس کہنے کا یہ منشا بھی نہین ہے کہ اگر کسی کو آل رسولؐ سمجھ کر اُس محبت کے جوش مین جو رسولؐ کے ساتھ ہر شخص کو ہونا چاہیے کوئی سلوک کیا جائے تو یہ عمل بیکار جائے گا۔

اسی موقع پر آنحضرتؐ نے یہ بھی کہا تھا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" جسکا مین مولا ہون علی بھی اُسکا مولا ہے۔ زمانہ وفات قریب تھا اسلیے مسلمانون کی آیندہ رہنمائی کے لیے یہ سب باتین اس طور پر کی گئین جس طرح عموماً مرنے والے وصیت کے طور پر وقتاً فوقتاً اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے ہین۔ اسمین کلام نہین کہ ادھر دس بارہ برس کے اندر یعنی ہوش سنبھالنے کے بعد حضرت علیؓ سے ایسے ایسے نمایان کام ہوئے اور اشاعت اسلام مین ایسی کچھ مدد ملی کہ آنحضرتؐ کے نزدیک یہ بہت زیادہ ممتاز اور پیارے تھے جو خونی تعلق آنحضرتؐ کو انکے ساتھ تھا اُس سے قطع نظر کرکے دیکھیے جب بھی مسلمانون کی جماعت مین حضرت علی سے زیادہ کوئی دوسرا بھہ صفت موصوف نہ تھا۔ شجاعت۔ تہور۔ امیدون کے دن

عنفوان شباب - راستی - اتقا - دانشمندی - سخاوت - توکل - اسلام کے جان نثار - محمدؐ پر جان قربان کرنے والے - جس پہلو سے دیکھو یہ شخص اپنا ثانی نہین رکھتا تھا اُنکو پیغمبری کا درجہ نہین ملا ورنہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کے ساتھ اتنا نہین کیا جتنا علیؓ نے محمدؐ کے ساتھ کیا - انگریز مورّخ بھی اس مردِ میدان کے مداح ہین - بعض مسلمانون نے اُنکی محبّت کو جزوِ ایمان سمجھ رکھا ہی -

ذوالکلاع

آنحضرتؐ کی دیکھا دیکھی اور بھی چند لوگون نے جھوٹے دعوی نبوت کے پیش کیے طائف کا ایک بادشاہ ذوالکلاع تو نمرود کی طرح اپنے کو خدا ہی کہلانے لگا - لوگ اسکو سجدہ کرتے تھے اور وہ لوگون سے بالکل الگ ایک بڑی شان سے رہتا تھا آنحضرتؐ کو یہ خبر ملی تو جریر ابن عبداللہ وہان روانہ کیے گئے لیکن اُنکے واپس آنے کے پہلے آنحضرتؐ کا انتقال ہو چکا تھا اسلیے یہ معاملہ یوہین رہ گیا - عمر ابن خطاب کے عہد خلافت مین ذوالکلاع مدینہ آکر اپنے ۱۸ ہزار غلامون کے ساتھ مسلمان ہوا اور پھر اُن غلامون کو آزاد کر کے اور اپنی بادشاہت سے الگ ہو کر اُسنے عام لوگون کی سی زندگی اختیار کی - ایک راوی کہتا ہی کہ ذوالکلاع کو مین نے اُس حالت مین دیکھا تھا جب لوگ اُسے سجدہ کرنے کے لیے مہینون انتظار کرتے تھے اور پھر اُسی ذوالکلاع کو مین نے اخیر مین دیکھا کہ قصاب کی دکان سے خود گوشت خرید کر گھوڑے کی زین مین لٹکا رہا تھا -

ابراہیم کی موت

اسی سال مین ابراہیم ابن رسولؐ نے انتقال کیا - اس لڑکے سے آنحضرتؐ بہت مانوس تھے اسکے مرنے پر آپ کو بہت رنج ہوا لیکن کیا کرتے - مشیت ایزدی سمجھے کہ خدا کو منظور نہین ہی کہ دنیا مین پیغمبر کی اولادِ ذکور کا سلسلہ قایم ہو -

آنحضرتؐ کی بیماری

حج سے واپس آکر آنحضرتؐ بیمار پڑے - بیماری کی خبر پھیلی تو باغیون نے سر اُٹھایا اور اِن باغیون کے بعض سردارون نے بھی اپنے کو رسُول خدا ظاہر کیا اور سمجھے کہ محمدؐ کی طرح ہم لوگون کو بھی کامیابی حاصل ہو جائیگی - نام اِن کاذب رسولون کے مسیلمہ بن سمامہ - طلیحہ بن خویلد اسدی اور اسود بن کعب تھے - حارث کی ایک لڑکی سجاح نام بھی پیغمبر خدا بنی تھی -

مسیلمہ کذاب

اِن مین مسیلمہ سب سے زبردست تھا مسلمان مورخ اسے مسیلمہ کذاب لکھتے ہین یمامہ مین اسنے خروج کیا - کوئی لاکھ آدمی تک اسکا معتقد تھا - یہ بہت بڑا شعبدہ باز تھا لوگون سے کہتا تھا کہ مین رسالت مین محمدؐ کا شریک ہون - اُسنے کہا کہ آپ رسول بیشک ہین لیکن مسیلمہ بھی رسول ہے اور آپ کا شریک ہے - آنحضرتؐ نے کہا قاصدون کے مارنے کا دستور نہین ہے ورنہ تو یہان سے زندہ نہ جاتا - آنحضرتؐ کے بعد جب خالد بن ولید کو ابوبکرؓ صدیق نے اسکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تو کوئی چالیس ہزار آدمی اسکے ساتھ لڑنے والے تھے - خالد ابن ولید کے پاس صرف بیس ہزار فوج تھی - مسیلمہ کے دس ہزار ساتھی مارے گئے اور ایک ہزار مسلمان کام آئے - مسلمانون کو یہ پہلی ہزیمت تھی جو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ مین نصیب ہوئی - اخیر مین مسیلمہ کے ساتھیون کے پیر اُٹھ گئے اور مسلمانون نے تعاقب کیا - آگے بڑھ کر مسلمانون نے اُسے گھیر لیا اور حبشی قاتل حمزہ نے اُسکا کام تمام کیا -

سجاح

سجاح ایک عورت بنی تغلب سے تھی اسنے بھی دعوی نبوت کیا - لوگ گرویدہ ہونے لگے - لوگون کی گرویدگی کچھ عقیدت سے نہ تھی بلکہ محمد رسول اللہ کی دشمنی لوگونکو بہکا کر " اپنا کعبہ الگ بنائین گے " پر عمل کروا تی تھی - اور کچھ لوگ ایسے بھی جاہل تھے

کہ فی الواقع سچے دل سے معتقد تھے۔ بات یہ تھی کہ آنحضرت کی کامیابی دیکھ کر بعض چالاک
اور شعبدہ باز لوگون نے اپنا رنگ الگ جمانا چاہا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان تھے
مگر صحبت محمدی سے فیض نہین پایا تھا۔ اُنکے بہکنے کے لیے شعبدہ بازیان ترا کام
کر گئین وہ سمجھتے تھے کہ بنی اسرائیل کی طرح اس زمانہ مین متعدد نبی ہون تو کیا عجب
ہے۔ یہین سے یہ بات نکلتی ہے کہ اچھے آدمیون کے جانچنے کے لیے صرف اُنکے
اخلاق و اطوار پر لحاظ کرنا چاہیے۔ خرق عادات اور کرامات پر نظر ڈالنا بالکل فضول
ہے۔ حسن اخلاق مین یہ کوئی نسبت آنحضرتؐ سے نہ رکھتے تھے لیکن شعبدہ بازیون مین
ایسے اُستاد تھے کہ جاہل بھینس ہی جاتے تھے۔ اسلام مین اگر ایسی کراتین کچھ قابل
لحاظ ہوتین تو آنحضرتؐ کے زمانہ مین جو پیغمبر پیدا ہوئے تھے وہ کذاب نہ کہلاتے۔ اگر
غور سے دیکھا جائے تو اس زمانہ مین بہتیرے مکار مسلمانون کی صورت مین مسیلمہ
کذاب اور اسود سے بھی بدتر ہین۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب اصل حال سُنیے کہ مسیلمہ نے حکمت عملی سے اُس
عورت کے ساتھ عقد کرلیا۔ اس عقد نے مسیلمہ کو اور بھی قوت پہونچائی مسیلمہ کے مرنے
پر سجاح ایک گمنام حالت مین رہی اور پھر معاویہ کے عہد مین مسلمان ہوکر مری۔

اسود ایک شعبدہ باز اور کاہن تھا۔ کاہن کو نجومی۔ رمّال یا مسمریزم کے عمل جاننے
والے کے قریب قریب سمجھو۔ اسنے بھی خود کو پیغمبر ظاہر کیا اور باذان کے مرنے پر
صنعا یمن کی دار الخلافت پر قابض ہو گیا۔ مسلمان جو یمن کے مختلف حصّون پر آنحضرتؐ
کے حکم سے مامور تھے اُنھون نے آنحضرتؐ کو مطلع کیا۔ آنحضرتؐ نے لکھا کہ تم سب ایک
ساتھ ہوکر اسود کا مقابلہ کرو۔ اب یہان سے مورخین مین اختلاف ہے بعض کہتے

ہین کہ پیغمبرؐ خدا کے وقت مین اسود کو مسلمانون نے کسی حکمت سے سوتے ہوئے قتل کیا اور بعض لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق کے عہد خلافت مین وہ اُس فوج کی مدد سے قتل کیا گیا جو عکرمہ بن ابی جہل کی ماتحتی مین مسلمانان یمن کی کمک کے لیے بھیجی گئی تھی۔

قبیلہ بنی اسد سے طلیحہ نے خروج کیا شاید اسکے خروج کی خبر آنحضرتؐ کے جیتے جی مدینہ مین نہین پہونچی تھی۔ ابوبکرؓ صدیق کے زمانہ مین سیف اللہ خالد ابن ولید اسکی سرکوبی کو مامور ہوئے اسکے ساتھی خالد کے حملہ کی تاب نہ لاسکے اور وہ سب بھاگ گئے۔ طلیحہ بھی بھاگ کر شام چلا گیا طلیحہ کے سبب سے جو قبائل مرتد ہوئے تھے وہ پھر مسلمان ہو گئے اور طلیحہ بھی آکر مسلمان ہوا اور مسلمانون کے ساتھ جنگ نہاوند مین شہید ہوا۔

سنہ ۱۱ھ
۶۳۲ع

۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ کو آنحضرتؐ نے مسلمانون کو جنگ روم کی طیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن اسامہ ابن زید بن حارثہ سے کہا کہ "نواحی ابنی مین اپنے باپ کے مقتل پر جا اور اتنی عجلت کر کہ وہان کے لوگ تیرے پہونچنے کے پہلے تیرے آنے کی خبر نہ پائین۔ اللہ چاہے گا تو تجھے فتح نصیب ہوگی" ۲۸ کو آنحضرتؐ پر بیماری کے آثار پھر ظاہر ہوئے۔ اور اب کے مرض الموت تھا۔ حالت مرض مین آپ نے اسامہ کا جھنڈا اپنے ہاتھ سے درست کر کے فوج کو روانہ کیا۔ اور تمام اکابر اصحاب حضرت ابوبکرؓ صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذی النورین۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ سعید بن زید۔ قتادہ بن نعمان وغیرہ کو اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اسامہ کا باپ زید بن حارثہ غلام تھا۔ غلام کا سردار فوج ہونا

اسامہ بن زید

لوگون کو بُرا معلوم ہوا - آنحضرتؐ کو اسکی خبر پہونچی - آپ نے سب کو بُلاکر سمجھایا کہ زید بن حارثہ برابر فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا - پھر تو کوئی معترض نہوا اسامہ اُسی کا بیٹا ہے اسمین کیا ہرج ہے - علاوہ برین زید سب کے پہلے مسلمان ہوا اور اسلام کے پہلے آنحضرتؐ کا رفیق بھی تھا - مسلمانون مین اسکا درجہ بہت بلند تھا - جب لوگ یہ سمجھے تو اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور اسامہ کے ساتھ چلنے کو شہر سے نکل کر باہر لشکر مین جمع ہونے لگے -

مرض الموت

اتوار کو آپ کی طبیعت بہت بدمزہ ہوئی لوگ لشکر سے ملنے آئے اسامہ بھی رخصت ہونے آیا - لشکر مین پہونچکر دوسرے دن وہ کوچ کی طیاری کر رہا تھا - کوچ کے ذرا پہلے آنحضرتؐ سے بھی مل گیا تھا کہ دفعتہً روانگی لشکر کے وقت فوج مین خبر پہونچی کہ حضرتؐ کی حالت بہت خراب ہے - روانگی رُک گئی اور پھر رُکی ہی رہی ابوبکرؓ صدیق نے اپنے عہد خلافت مین اسامہ کو پھر روانہ کیا جسکا ذکر آگے آئے گا -

بیماری کی اخیر حالت مین تین روز تک آنحضرتؐ صاحب فراش رہے اور

امامت مسجد

امامت مسجد کی ابوبکر کے تعلق رہی - بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے محض تعمیل حکم سے امامت قبول کی ورنہ اُنکو پیغمبرؐ خدا کی جگہ پر کھڑا ہونا بہت ہی گران گزرا تھا اور حضرت عائشہؓ نے بھی کوشش کی تھی کہ نماز پڑھانے کے لیے کوئی اور مامور ہو وہ سمجھتی تھین کہ ابوبکر کی رقت قلب اس کام مین ہارج ہوگی - لیکن آنحضرتؐ نے دوسرے کا امام ہونا پسند نہین کیا - مسجد کی امامت سے لوگ قیاس کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد ابوبکر صدیق کا خلیفہ ہونا مناسب تصور کیا تھا -

لیکن یہ کوئی قوی قیاس نہین ہی۔

آخیر وقت مین آنحضرتؐ نے اصحاب سے ایک مرتبہ کہا کہ دوات قلم لاؤ مین تمھارے لیے کچھ لکھدون تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہو۔ بعضون نے دوات قلم دینا چاہا۔ بعض نے کہا کہ پیغمبرؐ امی محض تھا۔ دوات قلم دینا اُسکے امی ہونے کو زایل کرے گا۔ بعضون کا خیال یہ بھی ہوا کہ اسوقت دوات قلم مانگنا ایسا ہی ہی جیسا کہ بیماری کی شدت مین مریض کچھ کا کچھ کہہ ڈالتا ہی۔ لوگون نے پوچھا بھی تاکہ صاف منشا معلوم ہو۔ لیکن آپ نے پھر کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی کہا کہ مین جس حالت مین ہون وہ تمھارے خطاب سے اچھی ہی۔ عمر فاروق نے لوگون سے کہا "رہنے بھی دو بیمار کو تنگ نہ کرو" "حسبنا کتاب اللہ" اللہ کی کتاب ہمکو کافی ہی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہی کہ لوگون کی حجت سُنکر آنحضرتؐ نے کہا کہ پیغمبرون کے سامنے اتنی گفتگو بیجا ہی۔ میرے سامنے سے اُٹھ جاؤ۔ اس تمام حکایت کا خلاصہ یہ ہوا کہ آنحضرتؐ نے مرتے دم دوات قلم مانگا جسکو لوگون نے عام بیمارون کا سا ہزیان بکنا خیال کیا۔ بات تو بہت مختصر تھی لیکن جب حضرت کے بعد ابو بکرؓ صدیق خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگ علیؓ ابن ابی طالب کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ جسکا اظہار عثمان بن عفان کے خلیفہ ہونے کے قبل تک بخوبی نہین ہوا تھا۔ اور جب حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی خلافت کے لیے مرجح دلائل کی ضرورت ہوئی تو یہ بھی سمجھا گیا کہ کاغذ مانگنا اس غرض سے تھا کہ علیؓ بن ابی طالب کی خلافت کے لیے وصیت نامہ لکھا جاتا اور عمر بن خطاب مانع ہوئے۔ آخر زمانہ مین حضرت علیؓ کی شان مین جو اقوال آنحضرتؐ کے تھے اُنکو اس خیال سے ملاکر سوچا جائے تو ایک بات پیدا ہو سکتی ہی اسکے

دوات قلم

مسئلہ خلافت

خلافت بحث پیش کرنے والے یہ کہتے ہین کہ ابوبکر صدیقؓ کا امامت مسجد کے لیے منتخب کیا جانا اشارہ تھا اس امر کی طرف کہ یہی جانشین رسول ہونگے۔ لیکن سچ بات یہ ہو کہ آنحضرتؐ نے اپنی حیات مین کسی کو صاف جانشین قرار نہین دیا۔ جانشین قرار نہ دینے مین مصلحت کیا تھی اسے سمجھنا آسان نہین ہو۔ آنحضرتؐ کے بعد ابوبکر مسلمانون کے انتخاب سے امیرالمومنین ہوئے اور عمر فاروقؓ انکی وصیت اور عام مسلمانون کی خواہش سے امیر ہوئے۔ انکے وقت مین اسلام نے خوب ترقی کی اور کسی قسم کا فساد مسلمانون مین برپا نہین ہوا اور نہ کبھی یہ بحث پیش ہوئی کہ رسولؐ کے بعد رسولؐ کی خواہش کے مطابق خلافت کسکو ملنا چاہیے تھی۔ ہان عثمان بن عفان کے اخیر وقت یا اُنکے بعد مسلمانون مین فساد کی بنیاد قایم ہوئی اور پھر اسوقت بجاے شخصی خیال کے یہ ایک جماعت کا خیال ہوا کہ حضرت عثمان بن عفان خلافت کے لایق نہ تھے اور پھر کچھ دنون کے بعد یہ بھی سوچا گیا کہ آنحضرتؐ کے بعد ہی حضرت علی کو خلافت ملتی توکیسا تھا اور پھر اُسوقت تمام اگلی پچھلی باتون کو اُٹھا کر کے مطلب نکالے گئے اور اسلام مین جتنا ہی ضعف آتا گیا اس بحث کو بھی رونق ہوتی گئی۔ اب حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل کہنے والے اہل تشیع کہلاتے ہین اور اُنکو خلیفہ چہارم سمجھنے والے اہل سنت وجماعت بولے جاتے ہین۔ اہل خوارج کا بھی ایک فرقہ تھا جو حضرت علیؓ کو سرے سے بُرا ٹھہراتا ہو۔ لیکن اسکا وجود بہت کم پایا جاتا ہو۔

لیکن سنیون اور شیعون کی موجودہ حالت اُسوقت کے اختلاف آرا سے کوئی نسبت نہین رکھتی۔ اب جو باہمی نفاق ہو اُسکی نوعیت ہی دوسری ہو۔

مذہب سے کچھ تعلق نہین ہی صرف آپس کے جھگڑون سے واسطہ ہی۔ایک دوسرے کو بُرا جانتا ہی یہی سب سے بڑی عبادت ہی۔ یہ کیفیت اُس حکمت عملی کا نتیجہ ہی جو شاہان صفوی کے عہد مین خلفاے بغداد اور اُسکے مقتدیون کے خلاف برتنا ملکی مصالح کے اعتبار سے ضروری سمجھا گیا تھا۔ اسکا مفصل ذکر آگے آئیگا۔

جو لوگ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی امامت مسجد سے خلافت کا مضمون پیدا کرتے ہین اُنکے ساکت کرنے کے لیے یہ کہنا کافی ہی کہ پھر اگر یہی قیاس ہی تو اسامہ کی نسبت خلافت کا مضمون زیادہ چسپان ہوتا ہی کہ اُسکے علم کو خود آنحضرتؐ نے درست کر کے تمام صحابہ کبار کو اسکا مطیع ٹھہرایا۔سچ یہ ہی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتون سے آنحضرتؐ کی نیت کا سمجھنا مشکل تھا۔آپ جیسا موقع اور جیسا محل دیکھتے تھے ویسا حکم دیتے تھے۔ آسامہ کا باپ جہان شہید ہوا تھا وہان اسامہ کا بھیجنا فن جنگ اور پولیٹکل مصلحت کے مناسب حال تھا۔ ابوبکرؓ صدیق سب مین معمّر اور باوقعت تھے مصلے کے آگے اُنکا کھڑا ہونا زیادہ زیب دیتا تھا۔اب وہی امور سلطنت مین بھی جانشین ٹھہرے۔ یہ ایک اتفاق تھا یا سرسری طور پر جو عمدہ سے عمدہ طریقہ انتخاب کا پیدا ہو سکا اُسکا نتیجہ تھا۔چونکہ حضرت ابوبکرؓ کا طرز حکومت بے عیب تھا مسلمانون کو کسی قسم کی تکلیف نہین پہونچی۔لوگ عموماً خوش اور راضی رہے اسیلیے یہ کہا جاتا ہی کہ پیغمبر خدا کے بعد اُنکی جانشینی مناسب ہوئی اور انھین معنون مین اُنکو خلیفہ اول کہا اور سمجھا جاتا ہی۔یہان اُن احادیث سے بحث کرنے کا موقع نہین ہی جو چارون خلفا کی شان مین جدا جدا منقول ہین۔پھر تو یہ کتاب تاریخ نرہیگی ایک مذہبی جھگڑے کی کتاب ہو جائیگی۔اور وہ اگر نقل بھی کیجائین تو اُنسے ہر ایک بجاے

خلافت کی بحث

خود اعلیٰ درجہ کا ثابت ہوگا۔ سمجھدار کے لیے یہ فیصلہ کرنا غیر ممکن ہوگا کہ ان اصحاب مین سے کسکو اول درجہ کا کہا جائے اور کسکو دوم درجے کا سمجھا جائے۔ اسلیے اہل سنت وجماعت نے مناسب راستہ یہ خیال کیا ہو کہ جس سلسلہ سے اُنکی خلافتین ہوئین اسی سلسلہ سے اُنکے نام بھی لیے جائین۔

وفات اور دفن

ساٹھ برس سے دو چار روز زاید کی عمر مین آپ نے ۱۱ھ مین دردسر اور بخار مین مبتلا ہوکر انتقال کیا اور مسجد نبوی کے پاس حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین دفن کیے گئے۔ مرتے دم سکرات کی تکلیف سے آپ بھی مستثنیٰ نہ رہے۔

رسولؐ کے تیماردار

حالت بیماری مین آپ ایک مرتبہ انصار اور مہاجر کی تسکین کے لیے مسجد مین تشریف لائے تھے۔ بیمارداری آپکی حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین ہوئی اور تمام بنو ہاشم آپ کے تیماردار رہے جنمین سے حضرت فاطمہؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عباس اور فضل بن عباس وغیرہ زیادہ حاضر باش رہے۔

صدقہ وقت وفات

مرنے کے پہلے آپ کے پاس کوئی دس پانچ اشرفیان تھین جو حضرت عائشہؓ کی تحویل مین رکھدی گئی تھین۔ آپ نے اُسکے صدقے کا حکم دیا تاکہ نبی مرتے وقت دنیا مین کوئی مال نہ چھوڑے۔ مسجد مین آپ نے آواز بلند کہا "مجھپر کسی کا دین ہو وصول کرلے۔ قیامت کا مواخذہ نرہے" ایک شخص نے کہا حضرت آپ نے مجھ سے کسی فقیر کو تین درہم یا دینار دلوائے تھے لیکن پھر مجھے آپ نے نہ دیے آنحضرت نے فوراً اُسکے دیے جانے کا حکم دیا۔

فاطمہ اور حسنین

آنحضرتؐ کو حضرت فاطمہؓ سے بہت اُنس تھا مرتے دم اُنکا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور حسنین کو بُلاکر پیار کیا۔ فاطمہؓ سے کہا کہ میرے مرنے پر "انا للہ وانا الیہ راجعونؔ"

کہنا "ہم اللہ ہی کے ہین اور اُسی کے پاس ہمکو جانا ہے" اب تک یہ دستور مسلمانون مین جاری ہے کہ مرنے کی خبر سنکر وہ یہ آیت پڑھتے ہین۔

علیؓ سے گفتگو

حضرت علیؓ سے بھی آنحضرتؐ سے گفتگو آئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین تمکو ایک وصیت کرتا ہون۔ علیؓ نے کہا فرمائیے۔ آپ نے جواب مین کہا "الصلوۃ وما ملکت ایمانکم" یعنے نماز اور اپنے متعلقین سے بے خبر نہ رہنا۔

مسواک

آپ کو صفائی کا بہت خیال تھا مسواک کا استعمال آپ بہت کرتے تھے چنانچہ مرتے دم بھی آپ نے مسواک کی۔

سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ء

آپ کے مرنے پر شور و غل کی آواز مسجد مین پہونچی۔ تمام اصحاب یہ خبر سُنکر بدحواس ہوگئے۔ منافق کہنے لگے کہ کیسا رسول تھا کہ مرگیا۔ حضرت عمرؓ فاروق کو شبہہ ہوا کہ کہین سکتہ تو نہین ہوا۔ لوگون کے شور و غل پر عمر فاروق نے نیام سے تلوار کھینچ لی اور

یارونکی بدحواسی

کہنا شروع کیا "محمدؐ زندہ ہین کوئی اُنکو مردہ کہے گا تو مین سر اُسکا قلم کردون گا"

عمرؓ کی حالت

ابوبکرؓ صدیق کو خبر پہونچی وہ دوڑے آئے پہلے اندر جاکر آنحضرتؐ کا مرنا تحقیق کیا اور پھر اُسکے بعد عمرؓ کے پاس آئے اور اُنکو باز رکھنا چاہا۔ تین مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا لیکن حضرت عمرؓ نے کچھہ خیال نہ کیا۔ پھر ابوبکرؓ نے بآواز بلند کہا "من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت" اگر محمد کی بندگی کی جاتی تھی تو وہ بیشک مرگئے۔ اور اگر بندگی اللہ کی ہے تو اللہ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ اور اُسکے بعد کچھہ آیتین قرآن کی پڑھین جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک دن سب کو مرنا ہے کوئی مستثنی نہین رہ سکتا۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ "ابوبکرؓ کی تقریر سُنکر میرے ہوش درست ہوگئے۔ اسکے پہلے یہ باتین گویا مجھے معلوم ہی نہ تھین"۔

دستور ہی کہ مردہ سلاطین کے دفن کرنے کے پہلے ہی جانشینی کی بحث طے کر لی جاتی ہی۔ ولیعہد گدی پر بیٹھ لیتا ہی جب کہین بادشاہ کی نعش دفن کی جاتی ہی۔ افسوس کہ خاندان نبوت بھی اس سے مستثنیٰ نہ رہ سکا۔ ابھی حضرت دفن نہین ہوئے تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت پر بحث شروع ہو گئی۔ عمرؓ اور ابوبکرؓ کو خبر لگی کہ وہان لوگ انصار مین سے کسی کو رسولؐ کا جانشین کیا چاہتے ہین۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میرا جانشین قریش سے ہوگا۔ اور علاوہ برین جس اسلام کو مکہ والون نے اس مشکل سے پھیلایا تھا اُسکا انصار کے ہاتھ مین جا کر کمزور ہونا کیونکر پسند کیا جاتا سب پر روشن تھا کہ عرب کے دبانے کے لیے اگر کوئی بادشاہ ہو سکتا تھا تو اُسکو قریش سے ہونا چاہیے۔ مدینہ والے عوام کی نظرون مین یہ وقعت نہین رکھتے تھے کہ انہین عرب کی سلطنت کا بار اُٹھانے کی قابلیت ہوتی۔ اہل مکہ جو آنحضرت پر ابتدا مین ایمان لائے تھے وہ سمجھتے تھے کہ اسلام پھیلانے مین ہم پیغمبر کے شریک ہین اور یہ سمجھنا اُنکا کسی طمع دنیاوی کے لحاظ سے نہ تھا بلکہ اُنکو اُنس اسلام سے ایسا ہی تھا کہ اسلام کا بگڑنا وہ اپنے گھر کی تباہی سے بدرجہا بُرا جانتے تھے۔ عمر فاروق کی بدحواسی کچھ تو رسولؐ خدا کی مفارقت پر تھی اور کچھ اس لحاظ سے بھی تھی کہ دیکھیے اب اسلام کی باگ کس کے ہاتھ مین رہتی ہی اور اسکی حالت مین کیا انقلاب واقع ہوتا ہی۔ یہ بار کون اُٹھاتا ہی یا کسی سے اُٹھتا بھی ہی یا نہین۔

دفن کے پہلے خلافت

فصل پنجم

امہات مومنین۔ ازواج مطہرات رسولؐ

حضرت خدیجہؓ

آنحضرتؐ نے سب کے پہلے حضرت خدیجہ ک[illegible] بیاہ لیا۔ حضرت خدیجہ کی

پہلی شادی ابوہالہ بناش سے ہوئی تھی انکے مرنے پر دوسرا بیاہ عتیق ابن عابد سے ہوا۔ پہلی شادی سے دو بیٹے ہند اور ہالہ دونون زندہ تھے اور دونون آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے۔ دوسرے خاوند سے ایک بیٹی تھین وہ بھی ہند کے نام سے مشہور تھین۔ تیسرا نکاح انکا چالیس برس کی عمر مین آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا انھین کے بطن سے حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئین اور حضرت فاطمہ کی اولاد سید کہی جاتی ہے۔ اور غالباً اور لڑکیون سے سلسلہ اولاد قایم نہ ہوا۔ ہندوستان مین جو جتنا ہی شریف ہے وہ اُتنا ہی عقد بیوگان کو معیوب جانتا ہے۔ عقد بیوگان کو سادات اپنی ہتک سمجھتے ہین لیکن یہ نہین سمجھتے کہ اگر اُنکی دادی حضرت خدیجہؓ اپنا تیسرا نکاح نہ کرتین تو زمانہ اُن سادات سے خالی رہتا جو اپنے وقت مین فخر روزگار تھے۔ اور اب بھی وہ سادات فخر زمانہ سمجھے جاتے ہین جو احکام شرع کے عامل باعمل ہین۔ یہان یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت خدیجہؓ نسل قریش سے تھین۔ تمول۔ عقل اور خوش اخلاقی کی وجہ سے ایام جاہلیت مین بھی مکہ کی تمام عورتون مین ممتاز تھین اور طاہرہ اُنکا لقب تھا۔

حضرت سودہؓ

حضرت سودہؓ قریش کی نسل سے تھین۔ پہلا نکاح انکا سکران ابن عمر سے ہوا تھا اور دوسرا نکاح آنحضرتؐ سے ہوا۔ پہلے نکاح سے عبدالرحمن صحابی تھے جو کسی لڑائی مین شہید ہوئے۔

حضرت حفصہؓ

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ فاروق کی بیٹی پہلے خنیس سے بیاہی تھین۔ حضرت خنیس بدری صحابی تھے اُنکے مرنے پر حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے حضرت حفصہ کو بیاہنا چاہا حضرت عثمانؓ نے کہا "اچھا مین غور کرکے جواب دونگا" پھر کچھ دنون کے بعد

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ابھی شادی نکرون - پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی - یہ چپکے ہو رہے - ہان نان کچھ بھی نہ کہا - حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کا سکوت برا معلوم ہوا - لیکن جب آنحضرت رسولؐ اللہ نے حفصہ کا پیغام بھیجا اور مین نے ان کو آپ سے بیاہ دیا اُسوقت معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ سرور کائنات حضرت حفصہؓ کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے کر چکے تھے - اور یہی وجہ حضرت ابوبکرؓ کے سکوت کی تھی -

حضرت ام سلمہؓ

حضرت اُم سلمہ بھی قریشی النسب تھین - پہلا نکاح انکا عبداللہ ابن عبدالاسد ابن مغیرہ سے ہوا عبداللہ کی کنیت ابوسلمہ تھی - یہ بدری صحابی تھے - ابوسلمہ کے مرنے پر اُم سلمہ آنحضرتؐ کی زوجیت مین داخل ہوئین - پہلے شوہر سے دو بیٹے سلمہ اور عمر اور دو بیٹیان درہ اور زینب پیدا ہوئین - سلمہ کو امامہ بنت امیر حمزہ سے آنحضرتؐ نے بیاہا تھا - عمر کو حضرت علیؓ کے وقت مین فارس اور بحرین کی حکومت ملی تھی -

حضرت ام حبیبہؓ

حضرت اُم حبیبہ سردار مکہ ابوسفیان کی لڑکی تھین - یہ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبش کو ہجرت کر گئین - وہان عبیداللہ کے مرنے پر تنہا رہ گئین عمر ابن عمیہ ضمیری کو بھیج کر آپ نے نجاشی بادشاہ حبش کو اپنا وکیل کیا اور اُس نے آنحضرتؐ کے ساتھ ام حبیبہ کا عقد کیا اور انکو آنحضرتؐ کے پاس مدینہ بھیجدیا -

حضرت زینبؓ

حضرت زینب بنت جحش یہ پہلے زید بن حارثہ کے عقد مین تھین - زید نے طلاق دی - تب آنحضرتؐ نے خواستگاری کی اور زید ہی کو پیغامبر بنایا - اسوقت تک آیت پردہ نازل نہین ہوئی تھی - حضرت زینب نے زید کو دیکھ کر مُنھ پھیر لیا - اور رسولؐ اللہ

کا پیغام سنکر کہا کہ مین نماز پڑھ لون تو جواب دون - اسی اثنا مین آیت " فلما قضیٰ زید منہا وطرا زوجنا کہا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرا " اتری ترجمہ " جب زید اس (زینب) سے اپنی غرض پوری کر چکا یعنی طلاق دیچکا تو ہم نے اُسکو تجھ سے بیاہا تاکہ مومن اپنے لے پالکون کی بیبیون سے نکاح کرنے مین جب وہ مطلقہ ہو جائین کوئی ہرج نہ سمجھین " - آنحضرتؐ زید کو بہت مانتے تھے - گویا وہ آنحضرتؐ کے مُنہ بولے بیٹے تھے - منافق کہنے لگے کہ رسول اللہ نے اپنی بہو سے نکاح کیا - اُسوقت آیہ " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین " نازل ہوئی - ترجمہ " محمد تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے - رسول ہے اور خاتم النبیین ہے " - ممکن ہے کہ اُسوقت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب کو اپنی زوجیت مین قبول کرنا جہلا کے نزدیک نامناسب امر ہو لیکن اس زمانہ کی موجودہ حالت پر نظر رکھکر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آنحضرتؐ کا فعل بڑی ہی مصلحت پر مبنی تھا - پیغمبر نے ہر طور پر نکاح کی آزادیون کا سبق خود اپنے فعل سے اپنی امت کو دیا - لیکن افسوس ہے کہ نکاح کے معاملات کو لوگ نہین معلوم کس طرح کا ڈراونا بھیانک غیر معمولی اور وحشت انگیز معاملہ سمجھنے لگے -

نکاح سے اصل غرض یہ ہے کہ لوگ زنا سے بچین - زنا مین مختلف عوارض لاحق ہونے اور روز کے جھگڑہ قضیہ پیدا ہونے کے علاوہ ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ پرورش اولاد کے لیے کوئی مناسب طریقہ پیدا نہین ہوتا اور انتظام عالم مین فتور واقع ہونے کا احتمال ہوتا ہے - عورتون کی طرف مردون کا اور مردون کی طرف عورتون کا میلان طبع قانون فطرت ہے - اسکا توڑنا خدا سے لڑنا ہے - شرع نے اس میلان طبع کو ذرا مقید اور

مہذب کرنا چاہا ہے کہ زنا کی حالت پیدا نہ ہو۔ یا یہ کہ زنا سے انسان کا عملی طور پر بچنا آسان قرار دینے کے جتنے وسائل تھے اُنکا نکاح۔ طلاق۔ خلع وغیرہ مسائل متعلقہ زناشوئی مین لحاظ رکھا گیا۔ اب ان سیدھی سیدھی پاک باتون کو اپنی جہالت سے کوئی تماشہ بنا لے تو یہ مرض لاعلاج ہے۔

حضرت زید

حضرت زید اور حضرت زینب کے معاملات مین بہت کچھ شرعی تعلیم کی گئی ہے۔ سوا زید کے اور کسی صحابی کا نام قرآن مین نہین ہے حضرت زید ایک شریف عرب کے لڑکے تھے۔ ایک ظالم کسی طرح اُنکو پکڑ لے گیا تھا۔ پیغمبر خدا کے ہاتھ یہ غلام ہو کر بکے جب انکے باپ کو خبر ہوئی تو وہ لینے آئے۔ پیغمبرؐ نے آزاد کر دیا۔ لیکن وہ ایسے مہربان کا ساتھ کب چھوڑتے تھے۔ وہ اپنے گھر نہ گئے اور آزاد ہو کر پیغمبر ہی کے پاس رہنے لگے۔ آنحضرتؐ نے انکو بیٹے کی طرح پالا تھا۔ یہ جوان ہوئے تو چاہا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کے ساتھ انکو بیاہ دین۔ حضرت زینب اور اُنکے بھائی عبداللہ نے زید کی سابق غلامی پر نظر کر کے تامل کیا اُسوقت یہ آیہ "ماکان لمومن ولامومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم" نازل ہوئی۔ ترجمہ "کسی مسلمان مرد یا عورت کو زیبا نہین ہے کہ جب خدا اور رسولؐ اُنکے کام مین حکم دین تو پھر وہ اپنی راے کو دخل دین"۔ ظاہر ہے کہ اس آیت سے صرف یہ مقصود تھا کہ ایک دوسرے کو خارجی اسباب کی وجہ سے معاملات نکاح مین ذلیل نہ سمجھے۔ حضرت زینب نے بیاہ تو کیا لیکن یہ خیال دل سے نہ گیا کہ غلام کو انھون نے شوہر بنایا ہے۔ حضرت زید کو حضرت زینب سے ہمیشہ بے لطفی رہی۔ پیغمبر خدا نے سمجھایا لیکن اُس سے بھی کام نہ نکلا تو حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی۔ اختلاف

مزاج کی حالت مین فریقین کے لیے طلاق سے عمدہ کوئی دوسرا اچھا چارہ کار نہین ہوتا۔ ممکن ہی کہ اس طلاق سے حضرت زینب کچھ ملول ہوئی ہون۔ انکو یہ خیال ہوا ہو کہ غلام بھی مجھے اپنے قابل نہ سمجھا۔ آنحضرتؐ نے اُنکی تسکین کے لیے خود اپنی زوجیت مین انکو لینا چاہا اور زید ہی کی معرفت پیغام نکاح بھی بھیجا گیا۔ حضرت زینب کے پہلے نکاح مین آیت قرآنی نازل ہوئی تھی۔ اُنھون نے ایک شان بے اعتنائی سے فرمایا یا اقتضاے فرط غم سے یہ کہا کہ جیسا خدا حکم دے گا کیا جائے گا۔ کیا عجب کہ حضرت زینب کو بھی پیغمبر خدا کے ساتھ نکاح کرنے مین وہی تامل تھا جو منافقون کے دل مین آیۂ قرآنی اُترنے کے بعد بھی قایم تھا۔ اور یون بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب حضرت زینب کا پہلا نکاح وحی سے حضرت زید کے ساتھ ہوا تھا تو وہ دوسرے نکاح کے لیے بھی نص قرآنی کی منتظر تھین۔ حکم ہوا زوجنا کہا جیسا کہ اوپر پوری آیت پڑھکر بیان کیا گیا ہی۔ حضرت زینب کے سمجھنے کو یہ کافی تھا وہ نہایت مسرت سے پیغمبر خدا کی زوجیت مین داخل ہو گئین۔ لیکن منافقین اسپر بھی ہنستے تھے۔ منافقون کی شان مین تیسری آیت اس مضمون کی نازل ہوئی کہ محمد کسی کا باپ نہین ہی یعنی یہ خیال کر لینا کہ لے پالک کی بیوی سے نکاح بیجا ہی بالکل غلط ہی یہ سب اہتمام صرف اسلیے تھا کہ اُمت محمدی کو نکاح کی حقیقت معلوم رہے لیکن افسوس کہ پھر بھی لوگ اُسے نہین سمجھتے

حضرت زینب بنت خزیمہ

حضرت زینبؓ بنت خذیمہ بھی آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات سے ہین۔ پہلے انکے کئی نکاح ہو چکے تھے۔ بعضون نے لکھا ہی کہ آنحضرتؐ سے انکا پانچوان نکاح تھا۔

حضرت میمونہؓ

حضرت میمونہؓ کی نسبت بھی مشہور ہی کہ آنحضرتؐ کے ساتھ انکا تیسرا یا پانچوان نکاح تھا۔

حضرت جویریہ

حضرت جویریہؓ جب آنحضرتؐ کے نکاح مین آئین اُسوقت اُنکا پہلا شوہر مر چکا تھا۔ آنحضرتؐ کے ساتھ انکا دوسرا نکاح تھا۔

حضرت صفیہ

حضرت صفیہؓ کا نکاح آنحضرتؐ کے ساتھ تیسرا تھا۔

باب چہارم

خلفاے اربعہ

فصل اول

خلافت ابوبکرؓ

حق خلافت

اگر خلافت باعتبار توریث ہوتی تو مردون مین حضرت عباس عم رسول یا اُنکے بعد حضرت علی ابن ابی طالب جانشینی کے مستحق تھے۔ اگر عام مسلمانون مین سے کسی کا منتخب کیا جانا مناسب ہوتا تو اسمین شک نہین کہ یہ انتخاب انھین لوگون مین سے ہونا چاہیے تھا جو جنگ بدر کے پہلے زمرہ مہاجرین مین شامل ہو چکے تھے یعنی جنگ بدر کے پہلے مسلمان ہوکر مکہ کی سکونت ترک کر چکے تھے۔ گو اسوقت بالاتفاق حضرت علیؓ کو خلیفہ بنا ناپسند نہین کیا گیا لیکن یہ ضرور لحاظ رکھا گیا کہ ابتدائی مہاجرون سے انتخاب کا ہونا اولی ہے چنانچہ اسی طور پر چار خلیفہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ کی جانشینی پے در پے تسلیم کی گئی۔ اب یہ کہ انکی جانشینی کی ترتیب کس لحاظ سے رکھی گئی ہے اسکے تذکرے آیندہ مناسب مواقع پر کیے جائین گے۔

خلافت ابوبکر سنہ ۱۱ھ سنہ ۶۳۲ع

غرض کہ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ جب سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ بعض انصار نے سعد بن عبادہ کو خلیفہ رسولؐ قرار دیا ہے یا دینا چاہتے ہین۔ بعض انصار کی حجت یہ تھی کہ مدینہ کے رہنے والے ہم لوگ

ہین - پیغمبرؐ کی بات اور تھی اب اُنکے بعد دوسری جگہ کا رہنے والا ہم لوگون پر حکمران نہین ہوسکتا - مہاجرون کی یہ گفتگو تھی کہ خاص قبیلہ کی حکومت زیر بحث نہین ہی تمام عرب کی سلطنت کا انتظام پیش ہی - سواے قریش کے کوئی دوسرا فرمان روا ہوا تو تمام ملک مین بدامنی پھیل جاوے گی - لوگ اُسکا دباؤ نہ مانین گے اور بعض انصار بھی اس خصوص مین مہاجرون کے ہمزبان تھے - مخالفون نے کہا "اچھا دو بادشاہ منتخب ہون ایک مہاجرین سے ہو اور دوسرا انصار مین سے" مہاجرون نے یہ شرکت بھی پسند نہ کی - مہاجرون مین سنجیدہ گفتگو کرنے والے حضرت ابوبکرؓ تھے اور سختی سے بات کرنے والے حضرت عمر فاروق تھے - حضرت ابوبکرؓ صدیق کی شیرین کلامی نہ ہوتی تو شاید مقابلہ کی نوبت پہونچ جاتی - اور یہ بھی کہا جاسکتا ہی کہ عمرؓ کی سخت کلامی سے انصار دب نہ جاتے تو پھر کچھ کام بھی نہ چلتا کسی طرح انصار گفتگو مین دبے تو مہاجر وقت کو غنیمت سمجھے - جو لوگ موجود تھے انہین سرسری طور پر انتخاب کیا گیا - حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی کہ پیغمبرؐ نے اُنکو ایک مرتبہ "امین ہذہ الامۃ" کہا تھا حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ابوبکر کے لیے راے دی - حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابوعبیدہ مین سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرین - حضرت عمرؓ نے کہا "یہ نہوگا - آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا مستحق نہین ہوسکتا" - اسوقت حضرت علیؓ ابن ابی طالب موجود ہوتے تو کیا ہوتا اس سوال کا جواب دینا مشکل ہی - لیکن یہ ظاہر ہی کہ تمام اصحاب اور اہل بیت کو اکٹھا کرکے امر خلافت کا طی کرنا اسوقت مناسب حال نہ تھا جلدی مین جو کچھ ہوا اچھا ہوا - حضرت ابوبکرؓ مکہ والون کے نزدیک بہت معزز تھے - عمر کے اعتبار سے

بھی بزرگ تھے۔سب کے پہلے ایمان لائے تھے۔رسولؐ اللہ کے بڑے دوست تھے۔ انکا بڑا درجہ تھا۔حضرت علیؓ کی طرف اگر لوگ پیار سے دیکھتے تھے تو انکی طرف ادب سے۔اگر انتخاب کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ دونون خلافت کے دعویدار ہو جاتے تو یہ کہنا مشکل ہی کہ کثرت راے کدھر ہوتی۔غرضکہ سرسری طور پر حضرت ابوبکر منتخب ہوئے۔لوگون نے اُنکے ہاتھ پر بیعتین کین اور پھر اسکے بعد پیغمبرؐ کا جنازہ دفن کیا گیا۔

علی کا دل

حضرت علیؓ کو اپنے خلیفہ نہ ہونے پر ضرور کچھ خیال ہوا۔حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر انھون نے بیعت بھی مہینون کے بعد سوچ سمجھ کر کی۔لیکن اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی قابلیت خلافت مین کچھ اعتراض کرتے تھے مشہور ہی کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ابوبکر کے خلاف کوئی کارروائی آپ کرنا چاہین تو مین فوج سے آپ کی مدد کرسکتا ہون۔حضرت علیؓ نے اسکا جواب اس طور سے دیا کہ ابوسفیان اپنا سا مُنھہ لیکر رہ گیا۔

شخصی سلطنت

آنحضرتؐ کے بعد سلطنت شخصی تھی لیکن تقرر خلیفہ کا کچھ دنون تک کثرت راے سے ہوتا رہا۔گو کثرت راے حاصل کرنے کے طریقے مختلف حالتون مین مختلف رہے لیکن عرصہ تک معاملات سلطنت مین توریث جاری نہین ہوئی۔ابتدا مین شخصی سلطنت کا بھی یہ رنگ تھا کہ محض نام کو شخصی سلطنت کہی جاتی تھی ورنہ خلفا کوئی کام بلامشورہ نہین کرتے تھے۔سلطنت کرنا بھی ان لوگون کے نزدیک ایک قسم کی عبادت تھی۔خلیفہ چہارم علیؓ ابن ابی طالب تک یہی اعتدال قایم رہا۔اور اُنکے وقت تک مسلمانون کا بادشاہ دینی اور دنیادی امور مین مسلمانون کا پیشوا سمجھا

جاتا تھا۔ پھر اسکے بعد سلاطین عجم کا رنگ پیدا ہونے لگا اور نبی کی خلافت کا منصب گھٹنے لگا۔

صحابۂ رسولؐ

تب پیغمبرؐ کے کچھ تو اصحاب ایسے تھے کہ وہ خلافت کے بارے گھبرا کر یا اپنے کو دوسرون سے لیاقت مین کم سمجھکر ادھر رُخ ہی نہین کرتے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ خلافت کے خواہشمند تھے لیکن دنیادی طمع سے نہین بلکہ محض اس خیال سے کہ وہ نیک نیتی سے باور کرتے تھے کہ امور سلطنت وہ سب اچھی طرح سے انجام دینگے اہل سنت وجماعت کا یہ خیال ہی کہ آنحضرتؐ کے بعد چار خلیفہ اسی طور کے ہوئے انکو حکمرانی کی طرف ضرور توجہ تھی لیکن طمع یا نمود کے لحاظ سے نہین بلکہ صرف اسوجہ سے کہ جس اسلام کی بنیاد اِن لوگون نے آنحضرت کے ساتھ ہوکر قایم کی تھی یا جس اسلامی عمارت کے قایم کرنے کے لیے گھربار عزیز واقارب چھوڑ کر اِن لوگون نے آنحضرتؐ کا ساتھ دیا تھا یہ سمجھتے تھے کہ "اُس ادھوری عمارت کے مرتفع کرنے اور عمدہ طور پر مستحکم بنانے کے لیے ہم سب اچھے معمار ہونگے"۔ جب دو لایق وکیلون کے سپرد کوئی مقدمہ کیا جاتا ہی تو اکثر دیکھا گیا ہی کہ بحث کے وقت ہر ایک کا میلان خاطر اس امر پر ہوتا ہی کہ گفتگو وہ ہی شروع کرے اور اس خیال کے ساتھ جو ایک فوری حالت پیدا ہوتی ہی وہ بالکل ہی ناپایدار اور سراسر نیک نیتی پر محمول ہوتی ہی۔ یہ نہین کہا جاسکتا کہ بعد پیغمبرؐ کے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین نہونا ناگوار نہوا ہوگا یا یہ کہ اُنکو یہ خیال نہوا ہوگا کہ "مین نے تمام عمر لڑائیان فتح کین۔ ساری عمر اپنا رہا تھ مین لیے پیغمبرؐ کے ساتھ ساتھ پھرا۔ پیغمبرؐ کی وراثت بھی اگر مدبر کے پہلے مہاجرین مین داخل ہونے سے حضرت عباس ناقابل سمجھے جائین تو مجھی کو پہونچتی ہی۔ علم شجاعت نیک نامی اور حکمت مین بھی کسی سے

کم نہین ہون - پھر کیا وجہ ہی کہ خلافت ایسا اہم مسئلہ چپکے سے طی کر لیا گیا اور مجھے خبر تک نہین ہوئی" ایسا خیال ضرور ہوا اور ہونا چاہیے تھا - چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے کیا کیا جاتا - اسکا جواب حضرت علیؓ نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کیے بغیر نہین رہ سکتا - آپ نے فرمایا "کیا آپ مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبرؐ کا جنازہ چھوڑ کر گھر سے مین خلیفہ بننے کو چلا آتا" - کتنی پُرتاثیر تقریر تھی - بادی النظر مین حضرت علیؓ کی وقعت جتنی اس سے بڑھتی ہی اُتنی ہی ابوبکرؓ صدیق کی گھٹتی ہی لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہی کہ خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا - اسلام کی تمام امیدین خاک مین ملجاتین تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ ایسی نازک حالت مین اپنے حواس درست رکھکے جو کام حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کیا اُسکا احسان تمام مسلمانون کی گردن پر ابد تک رہیگا کہین ابوبکرؓ چوک جاتے تو وہ چوکنا حضرت علیؓ کو کسی طرح مفید نہ ہوتا بلکہ نتیجہ یہ ہوتا کہ جس طرح آنحضرتؐ کے وقت مین حضرت علیؓ کو تمام عمر لڑتے کٹی ویسے ہی انصار کے زیر فرمان ہو کر عرب کے منافق اور مرتد باغیون سے پھر تمام عمر اُنکو لڑائی ہی مین رہنا پڑتا - حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا کہ " فوری انتظام کے طور پر مین مسلمانون کا امیر بنایا گیا - اب اطمینان کی حالت ہی - سب مسلمان جمع ہو کر جسے چاہین سردار بنالین" - لیکن آیندہ چل کر معلوم ہوگا کہ پیغمبر خدا کے مرتے ہی تمام عرب کی کیا کیفیت ہو گئی تھی - بغاوت کے علم تمام بلند تھے ایسے نازک وقت مین کیا مناسب تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو معزول کرکے دوسرا امیر بنایا جاتا - اور دشمنون کی نظرون مین خود کو کمزور دکھایا جاتا - گو حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب سرسری تھا لیکن اسمین شک نہین

بحث خلافت

کہ بعد کو کثرت رائے نے یہ انتخاب پسند کیا۔

خلیفہ ہونے کے دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ صدیق بازار کی طرف چلے یہ لوگ زراعت پیشہ تو تھے نہین۔ تجارت پیشہ تھے بازار نہ جاتے تو گھر کا خرچ کس طرح چلتا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ نے بازار جانے سے آپ کو روکا اور کہا کہ بازار کی آمدورفت امور سلطنت مین خلل انداز ہوگی اور پھر ایک خفیف رقم بیت المال سے انکی گزراوقات کے لیے مقرر کردی گئی۔

ابوبکرؓ کا پولیٹکل انتظام

حضرت ابوبکر کے عہد خلافت مین منصب قضا کا عمر ابن خطاب کو دیا گیا عثمانؓ ابن عفان زید ابن ثابت اور عبداللہ ابن راقم صاحب قلمدان یعنے وزیر سلطنت مقرر ہوئے اگر یہ لوگ وزیر تھے تو ملکی امور کے لحاظ سے عمر ابن خطاب وزیر اعظم تھے اور قاضی القضات بھی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین اتابؓ ابن اسید۔ عثمانؓ ابن ابی العاص۔ مہاجرؓ ابن ابی امیہ۔ زیادؓ ابن لبید۔ یعلیؓ ابن امیہ۔ معاذؓ ابن جبل علاؓ ابن الحضرمی۔ بالترتیب مکہؓ۔ طائفؓ۔ صنعاؓ۔ حضرموتؓ۔ خولانؓ۔ جندؓ۔ بحرینؓ کے عامل یا گورنر تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ انا عبدؓ ذلیل لرب جلیل" کندہ تھا۔ ابوبکرؓ اپنے زمانہ خلافت مین بالکل کثرت رائے کے مطیع تھے اور عمر ابن خطاب گویا اُس جماعت کے صدر انجمن تھے جس سے حضرت ابوبکرؓ صدیق مشورہ کیا کرتے تھے مشہور ہی کہ صرف ایک ہی مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور صرف ایک ہی مرتبہ خالد کے معاملہ مین عمر ابن خطاب کی رائے سے اختلاف کیا۔ یہ دونون واقعات آیندہ مفصل بیان کیے جاتے ہین۔

ابوبکر کا استقلال

پہلے اُس واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہی جو تاریخ اسلام مین آنحضرتؐ کے بعد سب سے اہم واقعہ ہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُسامہ کا لشکر آنحضرتؐ کے حکم سے مدینہ کے باہر پڑا تھا۔ آنحضرتؐ کی موت نے اُسے روک رکھا ورنہ وہ کب کا کوچ کر چکا ہوتا۔ آنحضرتؐ کے مرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اسامہ کو روانگی کا حکم دیا۔ لوگون نے اُسکے خلاف رائین دین لیکن آپ نے کہا کہ جس علم کو پیغمبر خدا نے خود درست کیا مین اُسے میدان جنگ مین جانے سے روک نہین سکتا۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ زکوۃ دینے سے کہ یہی اُس زمانہ مین مُلکی خراج تھا نواحی مدینہ کے مسلمان انکار کرتے ہین۔ عرب کے مختلف قبیلون کے مرتد ہونے کی بھی خبرین آئین۔ جھوٹے پیغمبر جو آنحضرتؐ کے وقت ہی مین پیدا ہو گئے تھے اُنکا بھی خوف لگا تھا یہ سب کچھ تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے استقلال مین فرق نہ تھا۔ اُسامہ کے ساتھ بڑے بڑے اکابر دمشق کی طرف روانہ کیے گئے۔ لوگون کے کہنے سے حضرت عمرؓ روک لیے گئے تھے۔ میدان خالی دیکھ کر مدینہ پر گرد و نواح کے مفسدون نے حملہ کیا۔ جو لوگ اُسامہ کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے وہ باغیون کے مقابلہ کو مدینہ سے نکلے۔ مسلمانون کا یہ استقلال دیکھ کر باغی بھاگے۔ بہت سے لوگ اُنمین سے مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ اُسامہ کا دمشق جانا اور مدینہ مین آکر باغیون کا شکست پانا تمام عرب پر ہیبت چھا جانے کا سبب ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسکے بعد دشمنون کے تعاقب کا حکم دیا اور عام طور پر گرد و نواح مین مسلمان سردارون کو روانہ کیا کہ مرتدون سے وہ مقابلہ کرین اور جو مرتد پھر مسلمان ہو جائے اور زکوۃ دینا منظور کر لے تو اُس سے مقابلہ نہ کیا جائے لیکن جو صرف اسلام ظاہر کرے

مدینہ پر حملہ

اور زکوۃ دینے سے انکار کرے اُس سے بے تکلف مقابلہ کیا جائے مسلمانون
نے یہ حکم تأمل کے ساتھ منظور کیا۔ خود حضرت عمرؓ ایسے جابر شخص کو بھی اسپر اعتراض
تھا کہ مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار کس طرح اُٹھائی جا سکتی ہے۔ لیکن بعد کو معلوم
ہوا کہ بغاوت زیادہ تر حضرت ابوبکرؓ کے استقلال سے فرو ہوئی۔ حضرت عمرؓ کہا
کرتے تھے کہ ابتداے ہجرت مین پیغمبر خدا کے ساتھ ابوبکر کا شریک ہونا اور پھر اپنی
ابتداے خلافت مین کسی قدر غیر معمولی مستقل مزاجی سے کام لینا یہ دونون اعمال
اُنکے میری تمام زندگی کے اعمال سے اچھے ہین۔

مالک بن نویرہ

جو لوگ مرتدون کی سرکوبی کو متعین ہوئے تھے اُنہین خالد بن ولید بھی تھے
مالک ابن نویرہ مسلمان تھا۔ خالد نے اُسکو قتل کیا۔ ابوقتادہ انصاری نے ابوبکر
کے پاس آکر کہا کہ مالک کے قبیلہ کے لوگ ناحق قتل کیے گئے اُنکی مسلمانی پر قایم
رہنے اور نماز پڑھنے پر مین نے خود شہادت دی لیکن خالد اُن اعراب کے قول کو
مرجح سمجھا جو مال غنیمت کی طمع مین مسلمانون کے خون کی پروا نہ کرتے تھے۔ بعض یہ
بھی کہتے ہین کہ مالک ابن نویرہ کی بیوی بدرجہ غایت حسین تھی اُسکے حسن نے
خالد کو اندھا کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو خالد کی گردن مارنے پر اصرار تھا۔ لیکن حضرت
ابوبکر صدیقؓ اُنکے سیف اللہ ہونے کو بھولتے نہ تھے۔ خالد بُلائے گئے۔ حضرت
عمرؓ سے وہ چھپ کر مدینہ مین آگئے اور تخلیہ مین اپنی صفائی حضرت ابوبکرؓ سے
کر والی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس معاملہ کو غلطی اجتہاد پر محمول کیا (یہی خالد کی جوابدہی
تھی) اور مقتول کے وارثون کو بیت المال سے دیت دلوادی۔

طلیحہ اور مسیلمہ کذاب کا ابوبکرؓ کے زمانہ مین مغلوب ہونا اوپر لکھا گیا ہے دوبارہ اعادہ

کی ضرورت نہین ہی - اِن دونون فتوحات مین خالد بن ولید سردار فوج تھے
مالک بن نویرہ کا معاملہ طلیحہ پر فتح پانے کے بعد اور مسیلمہ کذاب کے مقابلہ مین روانہ
ہونے کے پہلے وقوع مین آیا تھا - آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کی بہت تعریف
کی تھی لیکن اسمین شبہہ نہین کہ خالد کا بیدھڑک قتل پر ہاتھ اُٹھانا کبھی کبھی آنحضرتؐ
کو بھی کبیدہ خاطر کردیتا تھا - خالد کی نمایان فتوحات نے گو حضرت ابوبکرؓ کو شیدا بنا رکھا
تھا لیکن حضرت عمرؓ بن خطاب کبھی خالد سے خوش نہ رہے - حضرت عمرؓ بن خطاب
مناسب قتل کے جتنے حامی تھے اُتنے ہی نامناسب خونریزیون کے مخالف
تھے - آپ کے مزاج مین عجیب اعتدال اور انصاف تھا - خالد کے ساتھ حضرت
عمرؓ اپنے عہد خلافت مین کس طرح پیش آئے اسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا -

ارتداد اہل بحرین علاء بن الحضرمی

اوپر لکھا گیا ہی کہ پیغمبر خداؐ کے زمانہ مین اہل بحرین مسلمان ہوچکے تھے - علاء بن
الحضرمی دعوت اسلام کے لیے وہان بھیجے گئے - اور پھر وہی دوبارہ عامل صدقہ
ہوکر بھیجے گئے - اسی اثنار مین آنحضرتؐ نے وفات پائی اور وہان کے لوگ دین سے
مرتد ہوگئے - کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اسلام پر قایم تھے - بنو بکر عموماً مرتد تھے اور
عبد القیس اکثر اسلام پر قایم تھے - اس اختلاف کی وجہ سے بنو بکر اور عبد القیس
مین لڑائی شروع ہوئی - بنو بکر نے کسریٰ شاہ فارس سے مدد چاہی - اور عبد القیس
نے مسلمانان مدینہ سے اعانت طلب کی - ابوبکرؓ نے کچھ فوج مدینہ سے روانہ کی
اور حکم دیا کہ راہ مین جتنے مسلمان قبیلے ملتے جائین اُنسے مجاہدین لیے جائین
مسلمانون نے قریب پہونچکر دشمنون پر شبخون مارا اور فتح پائی - دشمن بھاگے اور
مسلمانون کے لیے مال غنیمت چھوڑتے گئے - مدینہ سے مدد آنے کے وقت

عبد القیس قلعہ بند تھے اور علاء بن الحضرمی بھی اُنکے ساتھ تھے۔ اپنے دینی بھائیون کی فتحیابی کے بعد یہ لوگ قلعہ سے نکلے۔ پھر اسکے بعد مسلمانون نے گرد و نواح کے مفسدون کی خبر لینی شروع کی۔ بہت سے بنو بکر مارے گئے۔ لشکر فارس کے لوگ بھی اکثر مارے گئے اور جو بچے وہ کسریٰ کے پاس ہزیمت کی خبر پہونچانے گئے لیکن منذر بن نعمان جو لشکر عجم کا سردار تھا صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔

ارتداد اہل عمان اور اہل یمن

اسی اثنا مین عمان۔ مہرہ اور یمن کے لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ انکی سرکوبی کو حذیفہ بن محصن اور عرفجہ بارقی روانہ کیے گئے۔ عکرمہ بن ابو جہل جو جنگ مسیلمہ کذاب سے فارغ ہوکر ابھی یمامہ ہی مین تھا بالا بالا یمن مین پہونچا اور کفار کے مغلوب کرنے مین شریک ہوا۔ یمن مین بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اور کفار جو مقتول ہوئے انکی تعداد بھی مورخون نے بہت زیادہ بیان کی ہے۔

ارتداد کندہ وحضرموت

کندہ اور حضرموت کے قبیلے جو مرتد ہو گئے تھے اُنکی گوشمالی کو زیاد نعمان ہوئے اور پیچھے سے عکرمہ بھی آکر شریک ہو گئے تھے۔ مسلمانون کو یہان بھی فتح نصیب ہوئی اور کفار کو ہزیمت ہوئی۔

علی کی بیعت

قول مرجح یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس تعویق کی وجہ کچھ ہی ہو لیکن بیعت سے قبل کوئی بیموقع بات حضرت علیؓ سے سرزد نہین ہوئی اور بعد بیعت کے تو گویا انھون نے بیعت اپنے اوپر لازم ہی کرلی۔

اسوقت تک قرآن کی تدوین نہین ہوئی تھی۔ لوگ عموماً حافظ قرآن تھے۔ جو لکھے پڑھے لوگ تھے اُنکے پاس متفرق آیتین بھی لکھی ہوئی تھین۔

تدوین قرآن

لیکن کیونکر؟ پتھرون کے ٹکڑون پر۔ مٹی کے برتنون پر۔ لکڑیون پر۔ چمڑون اور تختیون پر آیتین لکھ رکھی تھین۔ یمامہ کی لڑائی مین بہت سے قاری (حافظ قرآن) شہید ہوئے حضرت عمرؓ بن خطاب کو انکے مرنے پر تدوین قرآن کی طرف توجہ ہوئی۔ پہلے تو لوگ اس بدعت سے رُکے لیکن پھر حضرت عمرؓ کے اصرار پر ادھر متوجہ ہوئے۔ قرآن کی تدوین تو حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے وقت مین ہوئی لیکن سورتون کی ترتیب جس طرح پر اب قایم ہو یہ عثمانؓ بن عفان کے عہد مین پسند کی گئی اور اسلیے موجودہ قرآن کو لوگ طنزاً عثمانؓ بن عفان کا جمع کیا ہوا قرآن کہتے ہین اور طنز کرنے والے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نے قرآن کی ترتیب دوسرے طور پر کی تھی لیکن اُسکا رواج نہین ہوا۔ اسکا یہ مطلب نہین ہو کہ مسلمانون کا کوئی فرقہ نفس قرآن کی صحت مین تامل کرتا ہو۔ اسکی صحت مین کسی کو کلام نہین ہو۔ بلکہ جو لوگ اسلام کی ضمنی تقسیمون کو ناپسند کرتے ہین اُنکی بڑی حجت یہی ہو کہ جب قرآن سب فرقون کا ایک ہی ہو تو پھر ضمنی تقسیمین کیسی؟ جزئیات مین اگر اختلاف آرا ہو تو اس سے فرقون کے الگ الگ ہو جانے کی ضرورت نہین پیدا ہوتی۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دوسرے سال کے ساتھ ہجرت کا بارہوان سنہ شروع ہوتا ہو۔ آنحضرتؐ کے وقت مین فارس اور شام کی سرحد تک اسلام پھیل چکا تھا۔ آپ کی وفات سے جو ضعف اسلام مین آچلا تھا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا پہلا سال اُسی کی اصلاح مین گذرا۔ اور دوسرے سال کے شروع ہونے پر پھر وہ خیالات تازہ ہوئے جو آنحضرتؐ کے فرمانے سے پیدا ہوئے تھے یعنی بہت قریب ہو وہ زمانہ کہ فارس۔ شام اور مصر مین اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ اِن ممالک کی فتح کے

نقشہ ایران
بحر اسود
آذربیجان
کردستان
اردلان
لورستان
عراق عجم
ہمدان
طہران
مازندران
استرآباد
جرجان
فارس
اصفہان
خوزستان
خراسان
فارستان
شیراز
لارستان
لار
بندر عباس
کرمان
مکران
بلوچستان
افغانستان
خلیج فارس
عمان

اسباب جس طرح پیدا ہوئے انکا ذکر آگے آیگا اسوقت ایران ۔ شام اور مصر کے نقشے کھینچ کر موقع کی صورت دکھائی جاتی ہی جو لوگ نقشہ سمجھنے کے عادی نہین ہین وہ پرانی دنیا اور عرب کے نقشے جو ۱۷ و ۱۸ اصفحون مین ہین انکو دیکھ کر اپنی یادداشتون کو تازہ کرلین کہ ان نقشون کے سمجھنے مین آسانی ہو۔

ایران کی پولیٹکل حالت

ایران سلطنت بہت قدیم تھی ۔ ہندوستان ۔ مصر اور ایران ان تین ملکون کی نسبت یہ کہنا مشکل ہی کہ انمین سے پہلے کس نے ترقی کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ غیر ملک نے ایران پر پہلے کبھی سلطنت نہین کی تھی ۔ اسکندر اعظم کے وقت مین یونانیون نے ایران پر غلبہ پایا تھا لیکن وہ محض ایک حملے کی صورت تھی ۔ یونانیون کو ایران پر کبھی حکومت نصیب نہین ہوئی اسکے بعد رومیون کی ترقی کا زمانہ آیا لیکن یہ لوگ بھی ایران پر غلبہ حاصل نہ کرسکے ۔ ترکون سے ایرانیون کا ہمیشہ مقابلہ رہا اور رومیون سے سرحدی نزاعین آخر آخر مین ہوتی رہین افغانستان ایران کا باجگذار صوبہ ہمیشہ رہا ۔ غرضکہ ایران کی سلطنت بہت قدیم اور بڑی زبردست تھی ۔ لوگ اسکے نام سے ڈرتے تھے کبھی خیال مین بھی نہین آتا تھا کہ عرب کے بدوی ایران پر حکومت کرسکتے ہین ۔

حدود اربعہ

ایران کے حدود اربعہ ۔ اوتر ترکستان اور کیسپین سی (بحیرہ خزر) دکن خلیج فارس خلیج عمان ۔ بحر عرب ۔ پورب افغانستان ۔ بلوچستان ۔ پچھم عراق عرب ۔ لیکن جسوقت مسلمانون نے حملہ کیا عراق عرب بھی ایرانیون کے قبضہ مین تھا بلکہ پایہ تخت بغداد کے قریب مداین مین تھا ۔ اب تو ایران کے حدود ارضی کو ترکی اور روسی سلطنتون نے بہت کم کردیے ہین ۔ لیکن مسلمانون کے حملہ کے وقت عراق عرب ۔ عراق عجم

فارس - خراسان - مازندران - کرمان - یہ سب ممالک ایرانیون کے قبضہ مین تھے
ایرانیون کو عرب اپنی اصطلاح مین عجمی کہتے تھے اور اُنکے ملک کو ملک عجم بولتے
تھے - اور کہین کہین مورخون نے ایران کو فارس اور ایرانیون کو اہل فارس
بھی لکھا ہے - ایران کے علاوہ اور ممالک کو بھی اہل عرب عجم کہتے تھے - کبھی کبھی
غیر ملک کے معنی مین بھی عجم کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا -

وہ ٹکڑہ زمین کا جسکے اوتر بحر اسود - دکن عرب - پورب ایران - پچھم پورب
اور بحر میڈ ٹیرینین واقع ہے اسوقت ترکون کے مقبوضہ ہونے کی وجہ سے
ایشیائی ٹرکی کہلاتا ہے - لیکن فی الواقع اسمین ارض مقدس - پلسٹائن - شام -
عراق عرب - الجزیرہ - کردستان - ارض روم - آرمینیا - تریزنیڈ وغیرہ مختلف مشہور
مقامات داخل ہین - ایشیائی ٹرکی کا ایک جدا نقشہ کھینچا جاتا ہے جسمین یہ سب
مقامات ظاہر ہو جائین گے -

مسلمانون کے حملہ کے وقت یہ تمام زمین کسی قدر شرقی حصہ چھوڑکر کہ وہ ایرانیون
کے دخل مین تھا عیسائیون کی مقبوضہ تھی - یہان عیسائیون کی مختلف خودمختار
ریاستین قایم تھین لیکن مذہبی پیشوا کی حیثیت سے ہرقل سب کا سردار سمجھا جاتا
تھا - اصلی پایہ تخت قسطنطنیہ تھا - لیکن تھوڑے دنون سے انطاکیہ مشرقی
مقبوضات کا دارالامارت قرار دیا گیا تھا - ہرقل سے بھی بڑا بادشاہ (مذہبی خیال
سے) روم کا پوپ سمجھا جاتا تھا اور اسی لیے عیسائیون کی سلطنت کو بعض مسلمان
مورخ رومیون کی سلطنت لکھتے ہین - اور شام سے آگے بڑھکر جو فتوحات
ہوئے اُنکو فتوح روم سے جابجا تعبیر کرتے ہین - جس طرح آج کل انگریز قوم کے

لیے گورے اور کالے کا لفظ ہندوستان مین بولتے ہین - اور کالا آدمی تحقیر کے معنون مین ہندوستانیون کے لیے استعمال کیا جاتا ہے - اسی طرح مسلمانون کی ابتدائی فتوحات کے وقت شام اور شام کے شمالی حصہ کے عیسائی باشندے بنوالاصفر (زرد آدمی) بولے جاتے تھے

افریقہ کے صحرائے کلان کے پورب اور اُتر جو تھوڑی سی آبادی سواحل بحراحمر اور بحر میڈیٹیرینین پر واقع ہے اُسی کا نام مصر ہے لیکن آسانی کے لیے شمالی افریقہ کا پورا نقشہ درج کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے مواقع کا بھی پتہ لگے - مشہور ہے کہ یونانیون کے معلم یہی مصری لوگ تھے - مدت سے یہ ٹکڑہ آباد تھا اور تہذیب اور شایستگی مین بھی شہرہ آفاق تھا - مصریون کے زوال کے بعد یونانیون کو عروج ہوا - یونان کے بعد روم کا دن پھرا - رومیون کا جب عروج تھا تو ایران اور ترکستان کے پیچھے جتنے ممالک ہین سب انکے زیر فرمان تھے - رومیون سے یہان مراد اٹلی کی دارالسلطنت روم کے باشندے - رومیون کے عروج کے وقت مصر بھی انکا ایک باج گزار صوبہ ہو گیا تھا - لیکن زوال سلطنت کے بعد جب بیسیون خودمختار ریاستین قایم ہوئین وہان مصر بھی آزاد ہو گیا - مسلمانون کی چڑھائی کے وقت مصر کا بادشاہ ایک خودمختار عیسائی مقوقس نام تھا -

مصر کی قدیم حالت

سنہ ۱۲ھ مین بنو شیبان کا ایک رئیس مثنیٰ بن حارثہ مدینہ مین آکر مسلمان ہوا اور کوفہ پر چڑھائی کرنے کی خواہش ظاہر کی - حضرت ابوبکرؓ نے اُسے کوفہ روانہ کیا مثنیٰ کے قبیلہ کے گرد و نواح مین جتنے لوگ تھے وہ سب ایران کی حکومت سے ناخوش تھے سبھون نے مثنیٰ کا ساتھ دیا - مثنیٰ کی کامیابیون کی خبر مدینہ پہونچی لیکن

نقشہ افریقہ شمالی

یورپ
اسپین
جبرالٹر (جبل طارق)
بحر اٹلانٹک شمالی
بحر میڈیٹرینین
تونس
طرابلس
تری پولی
صحرائے کلان
سوڈان
بالائی گوینیا
بحر اٹلانٹک جنوبی
اسکندریہ
قاہرہ
مصر
عرب
مصری سوڈان
خرطوم

اسکے ساتھ یہ بھی سننے مین آیا کہ دشمنون نے ایک دل ہو کر جنگ کا بڑا سامان کیا ہی۔ یہان سے خالد بھیجے گئے۔ کہنے کو تو وہ مدد کے لیے گئے لیکن فی الواقع وہی سپہ سالار فوج تھے۔ فارس۔ حیرہ اور کوفہ کی فتح اُنکی تعنائی عمل مین آئی اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ ان مہمون کے طی ہونے پر ایلہ کی طرف بھی بڑھنا چاہیے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب کوفہ اور عراق عرب مین خالد پہونچے تو اُنکے ساتھ دس ہزار مسلمانون کا گروہ تھا۔ پہلے ابن صلوبا حاکم سواد اور پھر ابن ذوبب طائی حاکم حیرہ سے مڈبھیر ہوئی ان دونون نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اسکے بعد خالد ایلہ کی طرف گئے۔ وہان کا گورنر خالد کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور پھر کسریٰ کے حکم سے اہواز کا گورنر قارن پچاس ہزار کی جمعیت سے خالد کے مقابلہ کو چلا۔ یہ معرکہ بہت سخت تھا۔ تیس ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جب خالد نے غنیمت کا خمس مدینہ روانہ کیا تو تمام لوگ دیکھ کر پھڑک گئے اور سب نے خالد کو دعاے خیر دی۔ اس مال کے ساتھ کچھ قیدی بھی تھے۔ حضرت حسن بصری کے باپ انھین لوگون مین تھے اسکے بعد کچھ فوج شاہ ایران کی قارن کی کمک کو اور آئی تھی جس سے دلجہ اور لیس مین مسلمانون سے مقابلہ ہوا تھا اور مسلمان ہی فتحیاب ہوئے تھے۔ لیس کے مقام پر جو کشت و خون ہوا اسکو مورخون نے لکھا ہی کہ دشمن کا خون پانی کی طرح بہ چلا تھا۔ اسکے بعد انبار۔ عین التمر۔ دومۃ الجندل وغیرہ چند نامی قلعے مسلمانون نے فتح کیے۔

سواد

حیرہ

اہواز

آسی زمانہ مین اردشیر شاہ (کسریٰ) ایران نے وفات پائی۔ خالد کی طبیعت ان فتوحات سے بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور یون تبدیل سلطنت بھی خواہ مخواہ

اردشیر

ایک انقلاب کی صورت پیدا کر ہی دیتی ہی۔ یہ موقع غنیمت سمجھ کر خالد نے ایک خط کسریٰ کے نام بھیجا۔

مضمون خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"خالد کی طرف سے بادشاہ عجم کسریٰ کو لکھا جاتا ہی۔ اللہ جس نے تمھاری جمعیت کو متفرق کر دیا اور تمھاری سعادت بخت کو شقاوت سے بدل دیا۔ اُسکے شکر اور اُسکی تعریف کے بعد لکھا جاتا ہی کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ دو نہین تو مین ایسی قوم کو تمھارے پاس بھیجون گا جو موت کو اُسی طرح پسند کرتی ہی جس طرح تم زندگی کو چاہتے ہو۔"

یہ خط پڑھ کر کسریٰ کے ہوش جاتے رہے لیکن استقلال کو اس نے ہاتھ سے جانے نہین دیا خالد کے مقابلہ کے لیے اُسنے فوراً فوج کی درستی کا حکم دیا۔

ایران کی حالت

ایران اور روم کی سلطنتین بہت قدیم تھین۔ ایران کے متعلق تو صرف اتنا کہنا کافی ہی کہ یہ ملک نہین معلوم کس زمانہ سے خود مختار تھا۔ دوسری قوم نے یہان کبھی حکومت نہین کی تھی۔ اور نہ ایران کی سلطنت کبھی مستقل طور پر اور ملکون تک پھیلی تھی۔ ترکستان۔ شام یا عرب کے بعض صوبون پر کبھی ایران کی حکومت ہو جاتی تھی لیکن اسکی حیثیت سرحدی نزاعون سے زیادہ نہ تھی۔ سکندر کے زمانہ مین ایران پر یونانیون کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہا۔ ایران مین آتش پرستون کا مذہب جاری تھا اور وہان کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے جیسا کہ روم کے بادشاہ کو قیصر اور حبشہ کے حاکم کو نجاشی کہتے تھے۔ پیغمبر خدا کے زمانہ

مین ایرانیون اور شامیون مین کچھ نزاع ہوگئی تھی - پہلے ایرانی غالب ہوئے
اسکے بعد شامیون کو غلبہ ہوا عرب کے دو حصے ایرانیون کے قبضہ مین تھے ایک
تو یمن جو آنحضرتؐ کے زمانہ ہی مین مسلمانون کے قبضہ مین آچکا تھا اور دوسرا
عراق عرب جسمین خالد بن ولید کی مداخلت ابھی لکھی جاچکی ہی - عراق عرب کے
بعد اصل ایران پر مسلمانون کا حملہ حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ مین ہوا جسکا تذکرہ
آیندہ آئے گا -

رومیونکی سلطنت

رومیون کی سلطنت کا ایک وہ زمانہ تھا کہ باستثنا سے ہند - چین - ایران
ترکستان اور تاتار کے تمام دنیا پر وہ حکمران تھے - سکندر کے زمانہ کا یہ ذکر نہین ہی
بلکہ اُسوقت کا ذکر ہی جب عیسائیت نے اٹلی کی دارالسلطنت روم مین عروج
پکڑا تھا - عیسائیون کا یہ زمانہ کامل عروج کا خیال کیا جاتا ہی - تمام یورپ مین تو انکا
زور تھا ہی - ایشیا اور افریقیہ کے اکثر سواحل بحر بھی انکے قبضہ مین تھے - رومیون
کی سلطنت کا حال کسی قدر وضاحت سے لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی -

سکندر اعظم کے بعد یونانیون کی تہذیب سے اٹلی والون نے فائدہ اُٹھا کر جو
سلطنت قایم کی اُسکا پایہ تخت روم قرار پایا - عیسائیت کے پھیلنے سے پہلے ہی
سے رومیون کی سلطنت کو پورا عروج ہوچکا تھا عیسوی سنہ کی تیسری چوتھی
صدی مین روم کے ایک بادشاہ نے عیسوی دین قبول کیا اس سے عیسائیت
کو اُسی طرح زور ہوا جیسا دنیاوی قوت کے اعتبار سے عربون کے بعد مغلون اور
ترکون کے مسلمان ہونے سے اسلام کو قوت پہونچی - عیسائی ہونے کے بعد کچھ
عرصہ تک رومیون کی سلطنت کا عروج بدستور قایم تھا پھر زوال یا تنزل شروع ہوا

باہم خانہ جنگی ہوئی اور اس خانہ جنگی سے رومیون کی سلطنت کے دو حصے ہوگئے شرقی اور غربی - غربی حصہ کا دارالسلطنت روم رہا - اور شرقی حصہ کے لیے قسطنطنیہ دارالحکومت قرار پایا - قسطنطنیہ کو کسٹنٹائن اعظم نے بسایا تھا - اپنے موقع کے اعتبار سے قسطنطنیہ یورپ کے تمام شہرون مین اچھا سمجھا جاتا تھا اور اب بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے - روم کی سلطنت مغربی یورپ پر حاوی تھی اور قسطنطنیہ کی سلطنت مین وہ تمام حصے یورپ اور ایشیا کے شامل تھے جو آجکل عثمانی ترکون کے ماتحت ہین اور جنکو ترکش ایمپائر سلطنت ٹرکی کے نام سے یورپین تعبیر کرتے ہین اور اسکے علاوہ سواحل افریقہ پر بھی بعض بعض جگہ یہ قابض تھے -

روم اور قسطنطنیہ کی سلطنت مین روز بروز ضعف آتا گیا - روم کی سلطنت یورپ کی عام ترقیون سے ضعیف ہوگئی - صرف مذہبی امور مین وہ سولھوین صدی تک پیشوا سمجھی جاتی تھی - لیکن اسکے بعد اُسکی وہ حالت بھی زائل ہوئی اور آج وہ یورپین طاقتون کے مقابلہ مین ایک چھوٹی سی ریاست سے زیادہ حیثیت نہین رکھتی - رہی قسطنطنیہ کی سلطنت اسمین اسلام کے پہلے ہی ضعف آگیا تھا اسکے زرخیز حصے شام اور مصر جا چکے تھے - شام کی جدا دارالسلطنت انطاکیہ مین تھی - اسکے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستین تھین لیکن نہ اس طرح کہ شاہ قسطنطنیہ کی مخالف ہون - مذہبی اور دنیوی امور مین اُس سے بے نیاز ہون یا یہ کہ اس تقسیم سے عیسائیت یا عیسائی قوت مین کمی آئی ہو بلکہ ہر ایک بجائے خود ایک مستحکم سلطنت تھی - ممکن ہے کہ انہین کسی وقت اتفاقا

رہا ہو۔ لیکن مسلمانون کے حملون نے توانکے باہمی اتفاق کو بہت کچھ بڑھا دیا۔ اور جس استقلال اور باہمی اتفاق سے ان لوگون نے مسلمانون کا مقابلہ کیا آیندہ بیان کیا جاویگا۔

شام اور مصر کی سلطنتین عمر خلیفہ دوم کے وقت ہی مین مسلمانون کے قبضہ مین یا قابو مین آگئین۔ ہان قسطنطنیہ کا بادشاہ عرصہ تک مسلمانون سے موافق رہکر اور مصلحت وقت کا پابند ہوکر عربون کی سلطنت کے زمانہ کو کسی طرح ٹالتا گیا لیکن بعد کو ترکون کی نمایان فتوحات کا مقابلہ نہ کرسکا یا یہ کہ ترکون نے قسطنطنیہ ایسے عمدہ مقام سے الگ رہنا پسند نہین کیا۔

مفصلہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ روم جداشی ہی۔ قسطنطنیہ الگ چیز ہی۔ شام کی چھوٹی چھوٹی نیم خودمختار یا باج گزار ریاستین جداشی ہین۔ لیکن مسلمان آسانی کے لحاظ سے ان تمام عیسائیون کو رومی لکھتے ہین اور انکے مقابلہ کو رومیون کا مقابلہ کہتے ہین کیونکہ یہ سب قوتین اجزا تھین اس زبردست عیسائی سلطنت کی جو روم (روستہ الکبری) مین کسی زمانہ مین تھی۔ اور قانون مذہب۔ طرز معاشرت اور اخلاق خلاصہ یہ کہ تمام امور مین یہ لوگ اگر پیرو تھے تو اُن رومیون کے تھے جنکا زمانہ تاریخی صفحون مین ہمیشہ کے لیے یادگار ہی۔

اندرونی فسادات مٹنے کے بعد سنہ ۱۳ھ مین رومیون کے مقابلہ کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے طیاری کی۔ انطاکیہ کے متعلق جو نیم خودمختار ریاستین یا گورنرون کے رہنے کے بڑے بڑے چار مقامات فلسطین۔ حمص۔ دمشق اور اردان تھے انکے فتح کرنے کو عمر بن عاص۔ ابوعبیدہ۔ زید بن ابوسفیان اور شرجیل ابن حسنہ

سنہ ۱۳ھ
۶۳۴ء

الگ الگ تعنات کیے گئے اور یہ کہا گیا کہ اگر اتفاقاً چارون لشکر ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ابوعبیدہ کو سردار یا سپہ سالار سمجھنا چاہیے ورنہ عام طور پر ہر ایک اپنے لشکر کا امیر ہے یہ لوگ جُدا جُدا جہاد کو روانہ ہوئے۔ ان سب کے ساتھ جتنی فوج تھی اُسکی مجموعی تعداد سات ہزار سے زیادہ نہ تھی جو اتنے بڑے اہم کام کے لیے بمشکل کافی سمجھی جاسکتی تھی۔

عمرو بن عاص جب فلسطین مین پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ مسلمانون کی خبر پاکر ہرقل شاہ انطاکیہ نے اپنے بھائی تدارق کو مقابلہ کے لیے تعنات کیا ہے۔ اور پچاس ہزار سے زیادہ فوج اُسکے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس سے اطلاع دیگئی تو اُنھون نے سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہاشم کو تین ہزار آدمیون کے ساتھ کمک کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے پھر برابر مسلمان جہاد مین شریک ہونے کو آتے گئے اور اسکے ساتھ ہی خالد بن ولید کو بھی حکم دیا گیا کہ عراق عرب سے شام کی طرف توجہ کریں اور بجائے ابوعبیدہ کے فوج کی امارت اُنکے متعلق رہے۔ چنانچہ خالد نے عراق عرب کی حکومت مثنیٰ بن حارثہ کے متعلق کرکے شام کا قصد کیا۔ عراق عرب کو خالد نے ایسی حالت مین چھوڑا کہ کسریٰ کے پاس خالد کا ایلچی جاچکا تھا اور وہ لڑنے کی طیاری کر رہا تھا۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کا حکم نہ پہونچتا تو خالد ضرور فارس پر چڑھائی کرتے۔ شام کی لڑائی چھڑ جانے سے اسوقت کسریٰ کا مقابلہ ملتوی رہا۔ خالد شام کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ مین چند قلعے فتح کرتے ہوئے بصرے مین ابوعبیدہ سے آملے۔ بصرے والون نے مسلمانون کی کثرت دیکھ کر جزیہ دینے پر صلح کرلی اور اسیلیے شام کے ملکون مین سے بصرہ

بصرہ کی فتح

سب سے پہلے مسلمانون کے قبضہ مین آیا - اب خالد اور ابو عبیدہ آگے بڑھے

جنگ اجنادین

ایلہ اور بیت جبرین کے قریب اجنادین ایک مقام ہی - وہین مسلمانون اور رومیون سے مقابلہ ہوا - مسلمانون کے لشکر کی تعداد ۳۶ ہزار تھی اور رومیون کی تعداد بیان کرنے مین مورخون نے اختلاف کیا ہی لیکن اسمین کلام نہین کہ مسلمانون سے ہر حالت مین وہ زیادہ تھے - مسلمانون نے جب ایک ساتھ حملہ کیا تو رومیون کے پاؤن اُٹھ گئے - کوئی تین ہزار آدمی دشمنون کے مارے گئے - میدان خالد کے ہاتھ رہا اور بہت کچھ نقد و جنس مسلمانون کے قبضہ مین آیا -

اجنادین سے بھاگ کر دشمنون نے گرد و نواح کے قلعون مین پناہ لی - مسلمانون نے ان قلعون پر چڑھائی کا ارادہ کیا - چنانچہ پہلے دمشق کا محاصرہ کیا گیا جسمین بہت سے عیسائی اجنادین سے بھاگ کر پناہ گیر تھے - خالد نے عرصہ تک دمشق کا محاصرہ کیا لیکن اسکے فتح کرنے کی نوبت نہین آئی - خالد - ابو عبیدہ

محاصرہ دمشق

یزید بن ابی سُفیان ہر طرف سے دمشق کو گھیرے تھے اندر جانے کی راہ نہ ملتی تھی نہ شہر والے مقابلے کو باہر نکلتے تھے - اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ دمشق والون کی مدد کو ۲۰ ہزار فوج رومیون کی آتی ہی - خالد نے بڑھ کر مقابلہ کیا - ہزار پانچ سو مارے گئے اور باقی بھاگ گئے - یہ سب کچھ ہوا لیکن دمشق مین گھسنے کی کوئی راہ نہ نکلی -

اب وہان ہرقل کی یہ کیفیت تھی کہ اجنادین کی لڑائی کا حال سُنکر اُسنے بڑے اہتمام سے فوج فراہم کی اور کوئی تین لاکھ فوج مسلمانون کے مقابلہ کے لیے

روانہ کی۔ خالد نے یہ حال دمشق میں سُنا۔ دمشق میں رہکر لڑنا مناسب حال نہ سمجھا اسلیے دمشق کا محاصرہ چھوڑکر خالد آگے بڑھے اور میدان یرموک میں دونوں فوجون کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانون کی جمعیت تیس یا چالیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور دشمنون کی فوج کا تخمینہ تین لاکھ کیا جاتا تھا۔ خالد کو کسی قدر غیر معمولی اہتمام اور استقلال سے کام لینا پڑا۔ اُنھون نے کہا کہ فتح اور شکست فوج کی قلت اور کثرت پر منحصر نہین ہی بلکہ مشیت ایزدی پر موقوف ہی۔ فوج میں سے ایک ہزار مسلمان ایسے چُنے گئے جو پیغمبرؐ کی صحبت سے بہرہ یاب تھے اور وہ سب کے آگے کیے گئے۔ انہین کوئی سو آدمی درویش صفت تھے وہ خداے تعالی کی درگاہ مین گریہ وزاری کرنے کو الگ بٹھا دیے گئے۔

جنگ یرموک

خالد فوج کی درستی مین مشغول تھے کہ سامنے سے ایک قاصد مدینہ سے آتا ہوا نظر پڑا۔ خالد کے پاس چُپکے سے آکر حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کی خبر سُنائی خالد نے کہا کہ یہ خبر کسی کو معلوم نہو۔ ورنہ پھر لڑائی کا رنگ بدل جائیگا۔ قاصد نے کہا بہت اچھا۔ پھر خالد نے پوچھا کہ خلافت کس کو پہونچی۔ قاصد نے کہا عمرؓ بن خطاب کو۔ خالد کو عمرؓ بن خطاب کی طرف سے اندیشہ تھا۔ اسلیے خالد نے کہا اُنھون نے تو مجھے معزول کیا ہوگا۔ قاصد نے کہا ہان۔ خالد نے کہا کچھ پروا نہین۔ مین خدا کے لیے لڑتا ہون۔ امارت کا مجھے شوق نہین ہی لیکن یہ خبر جن کسی پر لڑائی ختم ہونے تک ظاہر نہ ہون۔ لڑائی شروع ہونے پر ایک لاکھ ۳۰ ہزار عیسائی مارے گئے اور تین ہزار مسلمان بھی کام آئے۔ اخیر مین رومیون کے پاؤن اُٹھ گئے۔ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا اور بے انتہا نقد و جنس ملا۔

خالد کی معزولی

لڑائی فتح ہونے کے بعد عمرؓ بن خطاب کا خط ابو عبیدہ کو دیا گیا جسکا ماحصل یہ تھا کہ خالد ایسا شخص ہی جس نے مالک بن نویرہ کو مارا اور جھوٹ بولا۔ اسکو مسلمانون کی سرداری زیب نہین دیتی اگر وہ اپنی خطا سے اعتراف کرے تو خیر اپنی جگہ پر رہے ورنہ مین اُسکو معزول کرتا ہون اور ابو عبیدہ کو اُسکا قایم مقام کرتا ہون۔ ابو عبیدہ بیت المال کا چارج لے لین اور جو دولت غنیمت کے ذریعہ سے خالد نے اب تک حاصل کی ہی اُسمین سے نصف بیت المال مین لے لیا جاوے اور نصف خالد کو دیدیا جاوے۔ دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار تو قاتل کو ملتا تھا باقی مال غنیمت کا ایک جا جمع ہوکر ایک خمس بیت المال خزانہ شاہی کا جزو ہوتا تھا اور بقیہ کا خمس سپہ سالار کو تنہا ملتا تھا اور اسکے بعد جو بچتا تھا وہ فوج مین تقسیم ہو جاتا تھا۔ خالد نے جرم کا اقبال نہین کیا۔ فوج کی سرداری سے بخوشی الگ ہونا قبول کیا۔ اور اپنے مال کا نصف جسکی مقدار چالیس ہزار درہم تھی ابو عبیدہ کے سپرد کردی۔ خالد سرداری سے الگ ہوئے لیکن فوج سے علیحدہ نہین ہوئے۔ جس کوشش اور شوق سے وہ آج تک فوجی کام انجام دیتے آئے تھے مرتے دم تک اُسپر قایم رہے۔ ابو عبیدہ بزرگی اور ورع کے لحاظ سے امیر تھے ورنہ جنگی امور مین خالد کی راے کو وہ بھی بالا سمجھتے تھے اور تمام فوج کے لوگ خالد کو نائب سپہ سالار سے زیادہ موقر جانتے تھے۔

خالد کی معزولی

تمام مسلمان خالد کے مداح تھے۔ فوج والے تو انپر جان دیتے تھے۔ یہ ایک پورے سپاہی اور تجربہ کار سپہ سالار تھے۔ سپاہیون کو دوست رکھتے تھے فن جنگ سے بخوبی واقف تھے۔ ایسے ایسے چُنے ہوئے لوگ اُنکے ساتھ تھے

کہ اُنکے حالات جنگ بالتفصیل بیان کیے جائین تو ناول اور فسانے کا مزا آئے
عربی مورخ تو خالد کے مداح ہین ہی۔ یورپ مین مورخون نے بھی انکی بڑی تعریف
کی ہے۔ غزوات احمدیہ کے رستم اگر علیؓ ابن ابی طالب سمجھے جائین تو مابعد کی لڑائیون
کا خالد بن ولید کو رستم ماننا پڑتا ہے۔ جنگی امور مین بہت کچھ احسانات ان دونون کے
مسلمانون پر ہین۔ یہ سب سہی لیکن جب عمرؓ کے نزدیک خالد ایک گناہ کبیرہ کے
مرتکب تھے اور اُسکے ساتھ ہی بظاہر نادم بھی نہ تھے تو وہ فوجی مسلمانون کے سردار
ہونے کے ہرگز قابل نہ تھے۔ اگر خالد نے اپنے اجتہاد مین مالک کے مارنے مین
غلطی نہین کی تو عمرؓ بھی خالد کے موقوف کرنے مین خطاوار نہین ٹھہر سکتے۔ خالد کو
سب پیار کرتے تھے لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ کو کسی نے الزام نہین دیا۔ حضرت عمرؓ
کی نیک نیتی سب پر ظاہر تھی خصوصاً ایسی حالت مین کہ خالد کا جانشین ایسا شخص
تجویز کیا گیا جسپر پیغمبرؐ کی خلافت کا مسئلہ طے کرتے وقت نظرین پڑتی تھین۔ پہلے لکھا
گیا ہے کہ حضرت عمرؓ جتنے سخت دل تھے اُتنے ہی نرم دل بھی تھے۔ سختی کے موقع پر
سخت تھے اور نرمی کے موقع پر نرم تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مسلمانون کی فوج
قطاع الطریق کا مجمع نہین ہے بلکہ صالحین لوگون کا گروہ ہے جو اسلام پھیلانے اور
سچی راہ بتانے کو اطراف عالم مین نکلے ہین اُسکے بعد تمام ملکی امامت کے لیے ایسا شخص
لایق ہے جو تمام محاسن اخلاق مین آپ اپنا نظیر ہو اور اپنی خوبی اخلاق سے
بھی دلون کے مسخر کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ خالد کے ظاہری اخلاق گو
بُرے نہ تھے لیکن پھر بھی ابو عبیدہ سے انکو کوئی نسبت نہ تھی اور ایک بات
اور بھی تھی کہ حضرت عمرؓ سمجھتے تھے کہ خالد اگر اللہ کے لیے لڑتے ہین تو سرداری جانے

خالد اور عمر

پھر بھی وہ بدستور لڑتے رہینگے اور دنیاوی عزت یا طمع کی وجہ سے وہ شریک جنگ ہین تو پھر وہ کسی طرح اسلامی فوج کی سپہ سالاری کے قابل نہین ہین -

عراق عرب مین مثنی کو چھوڑ کر خالد تو شام کی طرف چلے آئے اور وہان کا حال یہ ہوا کہ اردشیر نے وفات پائی اور اسکی جگہ پر اسکا بیٹا شہریار تخت پر بیٹھا - ہرمز جادو نام ایک شجاع کو تیس ہزار فوج کے ساتھ شہریار نے عراق عجم کی طرف روانہ کیا مثنی نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا - دشمنون کی فوج کے ساتھ ہاتھی بہت سے جو معرکہ جنگ مین دیوار قلعہ کی طرح کھڑے کیے گئے تھے مسلمانون کے نیزون سے ہاتھی جو پیچھے بھاگے تو خود وہ ہاتھی دشمنون کی ہزیمت کے سبب ہوگئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ آیا - اسکے بعد شہریار مر گیا - ایرانی سلطنت کا انتظام نابالغ لڑکون اور شاہی عورتون کے تعلق ہوا - اسلیے پھر کوئی حملہ ایرانیون کی طرف سے نہین ہوا - لیکن عمرؓ بن خطاب کے زمانہ مین خود مسلمانون نے ایران پر چڑھائی کی اور تمام ملک فتح کر لیا - اسکا مفصل بیان آگے آئیگا -

اردشیر کی وفات

شہریار کی وفات

ابوبکر صدیقؓ نے ۶۵ یا ۶۳ برس کی عمر مین ہجرت کے تیرہوین برس وفات پائی - انکی خلافت کی مدت کم و بیش ڈھائی برس تھی - مرنے کے ۲ ہفتہ پہلے انکو بخار آنے لگا اور کچھ سل کی بھی شکایت شروع ہوا سے کو وہ ... رخون نے لکھا ہے کہ غار حرا مین سانپ نے کاٹا تھا اسکا زہر اب ظاہر ہوا - اور کسی نے لکھا ہے کہ ایک یہودی نے زہر دیدیا تھا اسکا اثر سال بھر کے بعد پورے طور پر نمایان ہوا - بہرحال یہ اپنی موت سے مرے اور اپنی حیات مین تحریری وصیت نامہ سے حضرت عمرؓ کو اپنی جانشینی کے لیے نامزد کر گئے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انتخاب کثرت رائے سے ہوا

سنہ ۱۳ھ
سنہ ۶۳۴ع
وفات ابوبکرؓ

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے کسی عزیز کو نامزد نہین کیا اسلیے اُنکی نیک نیتی مین کوئی کلام نہین ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ پر نظر ڈال کر تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابوبکرؓ کے بڑے بڑے اعمال مین شمار کیے جانے کے قابل ہی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے امور سلطنت کو اس لیاقت اور دیانت داری سے انجام دیا کہ پھر اُنکا سا کوئی دوسرا بادشاہ مسلمانون مین آج تک پیدا نہین ہوا۔

فصل دوم

خلافت حضرت عمرؓ بن خطاب

سنہ ۶۳۴ء

حضرت عمرؓ کی کنیۃ ابوحفصہ تھی اور الفاروق اُنکا لقب آنحضرتؐ کا دیا ہوا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کا لقب الصدیق اور حضرت علیؓ کا ابوتراب تھا۔ آنحضرتؐ کے وقت مین یہ رکن اسلام تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین وزیر اعظم اور قاضی القضاۃ تھے اور اب اُنکے مرنے پر امور دینی کے پیشوا اور عرب شام ایران مصر کے شہنشاہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر کو لوگ خلیفہ رسولؐ کہتے تھے امیر المومنین کا لقب حضرت عمرؓ کے وقت مین مستعمل ہوا اور پھر اسکے بعد تمام عربی النسل سلاطین خلیفہ اور امیر المومنین کہلائے۔ امیر المومنین کے معنی ہین مسلمانون کا سردار۔ حضرت عمرؓ نے ازراہ انکسار اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا اور مسلمانون سے کہا کہ خلافت رسولؐ کے لائق تو ابوبکر تھے مین محض تمہارا سردار رہون۔

آپ کے مزاج مین پرہیزگاری بہت تھی۔ عیش پسندی بالکل نہ تھی کھانا

ریاضت اور عبادت

جَو اور تھوڑا کھاتے تھے۔ مزاج مین حلم اور تواضع بہت تھی۔ عبادت اور ریاضت کا بہت شوق تھا اور اسکے ساتھ ہی امور سلطنت کے جزیات پر بھی خیال رکھتے تھے۔

آپ رات کو مدینہ کی بازار مین ضعیفون اور بیمارون کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے نکلتے تھے اور اُنکی دستگیری کرتے تھے۔ ایک رات کو کوئی عورت اپنے شوہر کی مفارقت کا تذکرہ کر رہی تھی اور حضرت عمرؓ فاروق پر الزام دیتی تھی کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مزے کرتے ہین اور میرا شوہر مدت سے فوج کے ساتھ مارا مارا پھرتا ہی۔ حضرت عمر نے دوسرے ہی دن اُسکے شوہر کی طلبی کا خط بھیجا

زوجین کی عدم مفارقت

اور عام حکم جاری کر دیا کہ کوئی فوجی شخص چھ مہینے سے زیادہ اپنی بی بی سے الگ نرہے کیونکہ اس سے زیادہ عورتون کو شوہرون کی مفارقت کی برداشت نہین ہوتی۔ ایک روز آپ نے سُنا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے کہ "دودھ مین پانی ملا دے" لڑکی نے انکار کیا۔ مان نے کہا کہ "اسوقت نہ امیر المومنین ہین نہ اُسکے اہلکار موجود ہین تجھے خوف کیا ہی" لڑکی نے کہا یہ مناسب نہین ہی کہ سامنے تو

عاصم بن عمر کا بیاہ

امیر المومنین کے حکم کی اطاعت کی جائے اور پیچھے اُسکے حکم کا خیال نرہے حضرت عمر کو یہ بات بہت پسند آئی اور اپنے بیٹے عاصم کی زوجیت کے لیے اُسے پسند کیا اسی لڑکی کی نسل مین یعنی اسکی بیٹی کی بیٹی سے عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئی اور اسی لڑکی کے فیض صحبت کا اثر درجہ بدرجہ عمر بن عبد العزیز پر ایسا پڑا کہ مسلمانون مین بعد خلفاے اربعہ کے کوئی قابل استثنا بادشاہ ہوا تو یہ ہوا۔

ایک مرتبہ کوئی مفلس بڑھیا تنگدستی سے رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ خدا

سمجھے گا عمر سے جسکی خلافت مین میرا حال ایسا تنگ ہی اور وہ اپنی رعایا سے ہقدر غافل ہی۔ عمر یہ سُنکر آب دیدہ ہوئے اور فوراً واپس آکر کھانے پینے کی چیزین خود اپنے کاندھے پر لادین اور بیت المال سے اُس بڑھیا تک پہونچا دین۔ بڑھیا اس ہمت اور کرم کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی " اے مرد اجنبی تو خلافت کے لیے عمر سے اولی اور انسب ہی" یہ سُنکر حضرت عمرؓ مسکراتے ہوئے گھر چلے آئے۔

ایک بڑھیا کے ساتھ سلوک

ایک مرتبہ آپ دھوپ مین پریشان پھر رہے تھے اور پھرنے کی وجہ یہ تھی کہ کوئی صدقہ کا اونٹ گم ہوگیا تھا کسی نے کہا امیر المومنین یہ کام آپ کے لائق نہین کسی دوسرے کے سپرد کیجیے۔ آپ نے کہا کہ حفاظت میرے تعلق ہی اور اسلیے قیامت مین بازپرس بھی مجھی سے ہوگی۔ اگر کسی دوسرے سے بازپرس ہوتی تو مین یہ کام اُسکے تعلق کر دیتا۔

صدقہ کا اونٹ گم ہوگیا

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بقدر ضرورت بیت المال سے لینا شروع کیا تھا وہ طریقہ حضرت عمرؓ فاروق کے وقت مین بھی قایم رہا۔ گھر کا خرچ وہ بیت المال سے چلاتے تھے لیکن اوسط حالت مین۔ نہ تنگدستی مین بسر کرتے تھے اور نہ تنعم مین۔ ایک اوسط درجہ کے قریش کی طرح زندگی بسر کرتے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ میرے اختیار مین بیت المال یعنی خزانہ شاہی اس طرح پر ہی جیسے کسی یتیم کا مال اُسکے ولی کے سپرد ہوتا ہی۔ اگر وہ اور طور پر گذر کر سکتا ہی تو مال یتیم چھونا اُسکو روا نہین اور اگر کوئی صورت دوسری نہین ہی تو وہ اپنی گذر اوقات کے لیے کچھ لے سکتا ہی لیکن وہین تک کہ ضرورت مجبور کرے۔ یہی سختی آپ اپنے عاملون کے ساتھ بھی رکھتے تھے۔ جب کوئی عامل آپ تعینات کرتے تھے تو تعیناتی کے پروانہ کا یہ مضمون ہوتا تھا

امیر المومنین کا خرچ

عاملوں پر سختی

"تنعم، تجمل اور تزئین سے دور رہنا۔ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا قیمتی اور باریک کپڑا نہ پہننا۔ سیدے کی روٹی نہ کھانا۔ مکان کا دروازہ بند رکھنا اور نہ دروازہ پر حاجب تعینات کرنا کہ لوگوں کو تم تک پہونچنے میں دقت ہو" تمام عاملوں سے آپ اسی قسم کا عہد لیتے تھے اور آپکے تمام بڑے بڑے عامل ملازمان متعہدہ سمجھے جاتے تھے۔

گھروالوں کی تنبیہ

جب آپ کوئی نئے طور کی نصیحت کسی کو کرتے تھے تو بالالتزام اپنے گھروالوں کو بھی آکر سنادیتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میرے گھروالوں کے فعل سے لوگ حجت پکڑیں۔

عمال کی نگرانی

موسم حج میں آپ تمام عمال کو بلا بھیجتے تھے۔ یہ موقع رعایا سے عمال کی کیفیت دریافت کرنے کے لیے بہت اچھا ہوتا تھا اسوقت ہر طرف کے مسلمان جمع ہوتے تھے اور عمال کے چال چلن کی تفتیش شروع ہوتی تھی۔ بدچلن عمال پھر اپنے عہدوں پر جانے نہ پاتے تھے۔ اس سالانہ امتحان کا خوف عمال کو جادہ اعتدال سے بڑھنے نہ دیتا تھا۔ حضرت عمر فاروق کے وقت کی زیادہ ترمشہور باتیں یہ ہیں کہ اُنھوں نے

عمر کی یادگار

(۱) امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا۔

(۲) قرآن کی تدوین کا حکم دیا۔

(۳) نماز تراویح قایم کی۔

(۴) اسّی کوڑے شرابیوں کی سزا مقرر کی۔

(۵) رات کو چھپ کر رعایا کے حالات دریافت کرنے کا دستور نکالا۔

(۶) قیدیوں کے لیے زندان بنایا۔

(۷) بیت المال کو باقاعدہ مرتب کیا۔

(۸) ہجوگوئی جو عرب مین مدت سے جاری تھی اسپر سختی سے نظر ڈالی۔

(۹) اُن لونڈیون کے بیچنے کی ممانعت کی جنسے لڑکے پیدا ہو جائین۔

(۱۰) نماز جنازہ پر چار تکبیرین معین کردین۔

(۱۱) اسلام مین وقف کا دستور قایم کیا۔

(۱۲) بڑے بڑے شہرون مین جامع مسجدین بنوانے کا حکم دیا۔

(۱۳) تادیب کے لیے دُرّے کا دستور قایم کیا۔

ممالک مفتوحہ

(۱۴) مفصلۂ ذیل مقامات انھون نے فتح کیے یا اُنکے وقت مین فتح ہوئے۔
کوفہ۔ بصرہ۔ سواد عراق۔ جبال۔ آذربائیجان۔ تُستر۔ اہواز۔ شام۔
فارس۔ کرمان۔ جزیرہ۔ موصل۔ مرو۔ اسکندریہ۔

عمر کے اہل بیت

آپ کی بیبیون اور اولاد کی تفصیل یون ہے

پولیٹکل معاملات مین بیدار مغزی
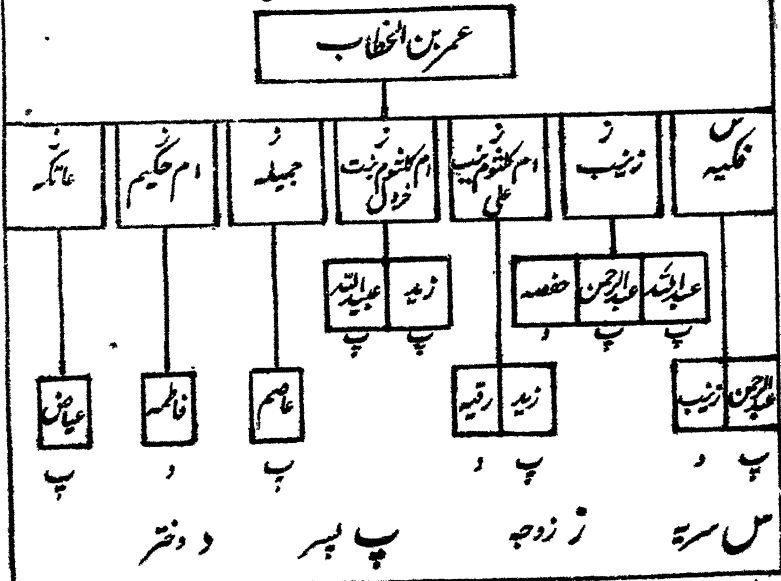
آب کچھ مختصر حال فتوحات اسلام اور پولیٹکل معاملات کا بیان کیا جاتا ہی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کی مدت دس سال چار مہینہ تھی۔ پیغمبر خدا کے وقت یہ مشیر سلطنت تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ مین وزیر اعظم تھے اب خود بادشاہ ہوگئے یا یون کہ علاوہ اپنی ذاتی قابلیت کے رسول اللہ اور خلیفہ اول کی صحبت سے جو تجربہ حاصل ہوا تھا اُس سے کام لینے کا وقت آیا۔ انکے زمانہ مین اسلام نے بڑی رونق پکڑی ملک بہت زیادہ فتح ہوگئے اور ہر جگہ امن رہا۔ عمال کے انتخاب مین آپ کمال لیاقت صرف کرتے تھے اور پھر اُنکی نگرانی مین بڑی بیدار مغزی سے کام لیتے تھے مشہور ہی کہ جب ایام حج مین لوگ ہر طرف سے جمع ہوتے تھے تو عمال (گورنر) بھی آتے تھے اور رعایا سے عمال کے عادات اور حالات کا استفسار کیا جاتا تھا عمال کے لیے یہ سالانہ امتحان بہت سخت تھا جسکے خوف سے وہ جادہ اعتدال سے کبھی بہکتے نہ تھے اور جب کبھی ذرا سا بھی فرق معلوم ہوتا تھا تو پھر اُنکو گورنری کا چارج نصیب نہ ہوتا تھا۔

خالد کی معزولی

نجران کے عیسائیونکی جلاوطنی

حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے جو پولیٹکل کام کیا وہ خالد کی معزولی تھی جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہی۔ اسکے بعد نجران کے عیسائیون (نصرانیون) کو آپ نے جلاوطن کرنے کا حکم دیا اور مصلحت اسمین یہ سوچی کہ جب تک کل عرب مین ایک مذہب نہ ہوگا قومی اتفاق جو ایک بہت بڑی نعمت ہی پیدا نہ ہوگا۔ لیکن افسوس یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کیا کیا فتنے برپا ہونگے۔

حضرت ابو بکرؓ ہی کے وقت مین مثنی عراق عرب سے مدینہ آگیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے چاہا تھا کہ اسکو جنگ فارس کے لیے روانہ کرین کہ موت نے جلدی کی

مثنیٰ کی روانگی

حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کے مطابق عمرؓ نے مثنیٰ کے ساتھ کچھ مہاجر و انصار بھیجنے چاہے۔ خالد کی معزولی سے لوگ بددل ہو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے کہنے پر لوگوں کو تامل ہوا۔ اور ابھی حضرت عمرؓ کا رعب بھی خوب نہیں بندھا تھا اور نہ لوگوں پر انکی قابلیت اچھے طور پر ثابت ہوئی تھی۔ ابو عبیدہ بن مسعود کے کہنے سے لوگ آمادہ ہوگئے اور اسلیے وہی اس ایک ہزار فوج کا سپہ سالار قرار پایا جو مثنیٰ کے ساتھ مدد کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ایرانیون کی طرف سے پہلے رستم سپہ سالار تھا اور بہمن نئی فوج لیکر آیا۔ پہلے رستم کے وقت مین چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین مسلمان کامیاب ہوئے۔ لیکن پھر بہمن کی کمک آنے پر ایک بہت بڑی شکست مسلمانون کو ہوئی جسمین چار ہزار مسلمان مارے گئے۔ بہمن کے ساتھ ایک سفید ہاتھی تھا جسکی سونڈ کاٹنے کی بدولت ابو عبیدہ بھی شہید ہوا۔ اس لڑائی سے تمام مدینہ مین کھلبل پڑ گئی اور لوگون کو اپنے اعزہ کے ضایع جانے کا سخت صدمہ ہوا لیکن ایک طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس لڑائی مین مسلمان ہی کامیاب ہوئے۔

رستم اور بہمن کی بے لطفی

رستم اور بہمن کے ساتھیون مین کچھ ایسی بے لطفی پیدا ہوئی کہ وہ باہم دو فرقہ ہوگئے۔ اس سے بہمن جادو کے لشکر مین بے دلی پھیلی اور وہ سب مدائن (پایۂ تخت) کو واپس چلے گئے۔ ایرانیون کے انقلاب سلطنت اور آپس کی نااتفاقی نے اور بھی مسلمانون کی ہمتین بڑھا دین۔ اسوقت اسکندر اعظم (شاہ یونان) کے حملون کی کیفیت یاد پڑتی ہے کہ اُسوقت بھی ایرانیون کے سپاہ لاروان ہی کی باہمی نااتفاقیون نے اسکندر کو آسانی سے ایران مین در آنے کا راستہ دیدیا تھا۔

اس لڑائی مین مسلمانون کو پوری کامیابی نہین ہوئی۔لیکن عراق عرب پر انکا قبضہ مستحکم ہوگیا۔حضرت ابوبکرؓ کے مرنے پر عراق عرب سے مسلمانون کا قبضہ اُٹھ چلا تھا۔تبنی جب ابوعبیدہ کو لیکر آیا تھا تو عراق عرب خطرہ کی حالت مین تھا۔جا بجا لغاوتین اور سازشین پھیل چلی تھین۔رستم نے باشندون کو ڈرا کر ہموار کرلیا تھا۔خیر اس لڑائی سے اتنا تو ہوا کہ عراق عرب کا قبضہ مخدوش نہین رہا۔اس زمانہ مین کوفہ۔حیرہ (حلہ) تک مسلمانون کی سلطنت پھیل چکی تھی۔بصرہ پہلے سے کوئی شہر نہین تھا بلکہ اسی زمانہ مین وہ حضرت عمرؓ کے حکم سے پولٹیکل مصالح پر نظر ڈال کر آباد کیا گیا اور پھر بہت جلد اسکی آبادی اور رونق مین ترقی ہوئی۔

بصرہ

فتح دمشق

ماہ ۱۴ھ کی ابتدا مین دمشق فتح ہوا۔اور یزید ابن ابی سفیان یہان کا گورنر مقرر کیا گیا۔مورخون نے فتح دمشق کا بیان یون لکھا ہے کہ خالد کی معزولی سُنکر ہرقل کو دلیری ہوئی اور اُسنے بمقام یرموک فوجین روانہ کرنا شروع کین۔اس حال سے خلیفہ دوم (عمر بن الخطاب) کو اطلاع دیگئی یہان سے یہ ہدایت ہوئی کہ مسلمانون کو چاہیے کہ دمشق فتح کرلین اور دمشق کی لڑائی شروع کرنے سے پہلے یہ بندوبست کرلین کہ حموص اور فلسطین سے نصرانیون کی مدد وہان نہ آسکے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ لوگ حموص اور فلسطین کے راستون پر تعینات کیے گئے کہ دشمنون کا آنا روکین اور باقی لوگ ابوعبیدہ اور خالد کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے۔دمشقیون نے اپنے مین مقابلہ کی طاقت نہ پاکر فرار اختیار کیا اور کچھ شہر مین جا چھپے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا۔مسلمانون نے عرصہ تک محاصرہ کیا اور اسکے بعد خالد نے کسی حکمت سے شہر کے اندر اپنا گزر کیا اور شہر فتح ہوگیا۔بیان کیا جاتا ہے کہ اگر خالد پیشدستی نہ کرتے

جب بھی وہ شہر فتح ہوتا کہ اہل شہر صلح پر آمادہ تھے۔ بہرحال شہر کا فتح ہونا بزور شمشیر سمجھا گیا اور گرد و نواح کے باشندون پر مسلمانون کا خوف طاری ہوا لیکن شہر والون نے جزیہ دینا قبول کیا اور کچھ مال و متاع لیکر صلح نامہ مرتب ہوا۔ اسی طرح اور بھی کئی شہر فتح ہوئے دمشق کے آس پاس بہت سے قصبے یزید بن ابی سفیان اور معاویہ نے فتح کیے

فتح طبریہ

میسان کو شرحبیل بن حسنہ نے فتح کیا اور ابوالاعور کی طرف طبریہ کی فتح منسوب ہوئی لیکن یہ کل فتوحات نتیجہ تھین اس ہیبت کی جو خالد نے بٹھا رکھی تھی۔

فتح بعلبک

اسی سال مین بعلبک کو خالد نے فتح کیا۔ اور شرب خمر پر اجراے حد کا حکم بھی اسی وقت مین نافذ ہوا خلیفہ دوم نے خود اپنے بیٹے عبیداللہ یا عبدالرحمٰن پر دُرّے لگائے جسکے صدمہ سے (غالباً) وہ مدینہ کے اندر ہی مرگیا۔ یہ تھی اسلام کی پابندی اور سختی جس سے اسلام نے استحکام کے ساتھ جڑ پکڑی تھی۔

اسی سال مین مثنی بن حارثہ کی مدد کو جریر مع اپنی فوج کے بھیجا گیا۔ اور لکھا گیا کہ جریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت دیکھے ہوئے ہو اسکی تعظیم مثنی پر لازم ہو اب ایسی حالت مین یہ تمیز کرنا ذرا مشکل تھا کہ امیر لشکر کون قرار پایا۔ بہرحال مثنی اور جریر کی شرکت مین جو لڑائی فارسیون سے ہوئی اُسمین فارسیون کا سردار مہران تیر کھاکر گھوڑے سے گرا اور اُسکے ساتھیون کا استقلال جاتا رہا مسلمانون کو فتح نصیب ہوئی اور مال غنیمت اتنا ہاتھ آیا کہ اب تک کسی لڑائی مین نہ ملا تھا۔ اسکے بعد مثنی نے اُس مقام کا رُخ کیا جہان آج بغداد آباد ہو۔ پہلے یہان سالانہ بازار یا ایک میلہ ہوتا تھا جہان

بغداد کے قریب میلہ

دور دور سے لوگ آکر جمع ہوتے تھے اور بہت کچھ مال تجارت کا لاتے تھے۔ اس بازار کی لوٹ سے مسلمانون نے ہزار اونٹ سونے چاندی اور جواہرات اور قیمتی

چیزون سے بھرے ہوئے پائے اور انکے تمول مین اس سے بہت زیادہ ترقی ہوئی۔

ایران پر چڑھائی

ایرانیون کی اب آنکھین کھلین انہین مشورے ہونے لگے۔ کثرت رائے سے یزدجرد کہ بھی سلاطین ایران کی اولاد ذکور مین باقی تھا تخت پر بٹھایا گیا اور عربون سے لڑنے کی فکر ہونے لگی۔ ۱۴ھ کے اخیر مین یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی۔ آپ نے بھی

سنہ ۶۳۴ع

طیاری شروع کی۔ تمام عربی فوجون کو مدینہ کے باہر جمع کیا اور پھر تمام اکابر شہر سے مشورہ شروع کیا۔ بعضون نے یہ رائے دی کہ خود خلیفہ وقت کو ایرانیون کے مقابلہ مین جانا چاہیے۔ لیکن حضرت علیؓ ابن ابی طالب اسے خلاف مصلحت سمجھے اور اسی پر کثرت رائے قرار پائی۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص لشکر عراق کے سپہ سالار تجویز ہوئے اور کفار عجم سے یہ لڑنے کے لیے روانہ کیے گئے۔ مثنی اور جریر کو حکم ہوا کہ وہ انکی مدد مین کام کرین۔

جنگ قادسیہ

غرضکہ ۱۵ھ کے شروع مین سعد بن ابی وقاص قادسیہ مین پہونچے اور انکی مدد کو برابر مدینہ سے فوج آتی رہی۔ جو کوئی مسلمان مدینہ مین آتا تھا اُسے عمر بن الخطاب سعد کے پاس بھیجتے تھے اسی طرح بہت سا لشکر سعد کے پاس جمع ہو گیا۔ ابو عبیدہ بن جراح نے بھی کچھ فوج خلیفہ وقت کے حکم کے مطابق شام سے بھیجدی۔ علاوہ مثنی اور جریر کے مغیرہ۔ شعبہ۔ طلیحہ بن خویلد اسدی۔ عمر بن معدیکرب۔ عاصم بن عمر۔ شرجیل کندی۔ عاصم بن زرار وغیرہ وغیرہ نامی سردار سعد کے پاس پہونچ گئے تھے۔ بہت سے لوگ تو ایسے تھے جو جنگ بدر مین شریک رہ چکے تھے۔ یزدجرد نے بھی مسلمانون کا حال سُنکر خوب طیاریان کین اور رستم بن

فرخ زاد کو امیر لشکر قرار دیکر مسلمانون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سعد نے کچھ لوگ رفع
محبت کے لیے یزد جرد کے پاس پہلے بھیجے۔ یزد جرد سے رو برو گفتگو ہوئی
ان قاصدون نے اپنی پچھلی ذلیل حالت کو تسلیم کر کے شاہ ایران سے کہا کہ محمد
رسول اللہ کے فیض صحبت سے اور اسلام کی برکت سے ہم لوگ کچھ سے کچھ
ہو گئے۔ آپ اور آپ کی رعایا بھی اس سے فیضیاب ہو ورنہ ہم لوگ ایران کی
تمام دولت چھین لین گے اور کافرون کو تباہ کر دین گے۔ یزد جرد کو بہت غصہ آیا۔
قاصدون کا قتل کرنا شان سلطنت کے خلاف تھا اسلیے وہ چپکا ہو رہا لیکن
عربون کے ان بیباکانہ کلمات سے جو تعجب اُسکو ہوا اور جسکو اُسنے خود اُسی مجلس
مین ظاہر کیا وہ اس قطعہ کا ہم مضمون تھا۔

زشیر شتر خوردن و سوسمار — عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو — تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

رستم مسلمانون سے لڑنے چلا لیکن نہایت مایوسی کی حالت مین۔ علم
نجوم سے وہ عربون کی قسمت جان چکا تھا یہ تو بعض مورخون کا قول ہے لیکن یہ
بھی ممکن ہے کہ عربون کی مستعدی اور مستقل مزاجی نے اسکی ہمت کھو دی ہو۔ اُسکی
بے دلی کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ مدائن (پایۂ تخت) سے قادسیہ تک وہ چار مہینہ
مین آیا۔ بہانہ یہ تھا کہ فوج جمع کرنے مین عرصہ ہوتا ہے اور دلی مقصود یہ تھا کہ مسلمان
بے لڑے ہوئے واپس چلے جائین تو اچھا۔ خلیفۂ وقت کا حکم تھا کہ مسلمان قادسیہ
سے آگے نہ بڑھین اور لڑائی مین ایرانیون کی طرف سے سبقت ہونے دین۔
رستم کب تک ٹال بال مین دن کاٹتا آخر ایرانیون کی فوج عربون کے مقابلہ مین خیمہ

رستم کی ہلاکت

زن ہوئی - اور لڑائی چھڑ گئی - رستم بہت بڑا سردار اور بہادر جنرل تھا - جب اُسنے دیکھا کہ لڑے بغیر چارہ نہین ہی - عرب پیچھا نہین چھوڑتے تو نہایت مردانگی سے لڑا اور مسلمانون کو بھی معلوم ہوگیا کہ ایرانیون سے لڑنا آسان نہین تھا - تین روز تک برابر لڑائی رہی - صبح سے شام تک لڑائی ہوتی تھی - طرفین کے لوگ مارے جاتے تھے - آخر روز جنگ کا خاتمہ ہوتا تھا دوسرے دن جنگ پھر شروع ہوجاتی تھی - اگر لڑائی کا پورا حال لکھا جائے تو ایک داستان ہوجائے - خیر یہ تو ایک بڑی لڑائی تھی - چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بھی تفصیلی حالات اگر بیان کیے جائین تو فسانہ کا مزا آجائے - آیندہ شام اور مصر کی لڑائیان ہین انمین سے ہر ایک لڑائی کی کیفیت شرح وبسط کے ساتھ لکھی جائے تو بوستان خیال اور داستان امیر حمزہ کا لطف دکھا جائے لیکن مجبوری ہی کہ اس کتاب مین ان فرعی باتون کے بڑھانے کا موقع نہین ہی - مختصر یہ ہی کہ ایرانیون کے نامی نامی سردار مارے گئے تیسرے یا چوتھے دن رستم کے قتل پر لڑائی کا خاتمہ ہوا - بیشمار غنیمت مسلمانون کے ہاتھ لگی - اس لڑائی مین کوئی لاکھ کفار (عجمی) مارے گئے اور ساڑھے آٹھ ہزار مسلمان شہید ہوئے -

فتوحات ملک روم

اسی سال ابو عبیدہ اور خالد نے مرج الروم - حمص - لاذقیہ - قنسرین انطاکیہ اور حلب وغیرہ فتح کیے - مختصر بیان ان فتوحات کا یہ ہی کہ اس جنگ کے بعد ابو عبیدہ اور خالد حمص کے فتح کرنے کو آگے بڑھے - حمص مین اسوقت ہرقل کا تخت شاہی تھا - ہرقل نے خبر سنکر توذر اور اسنش کو مسلمانون کے مقابلہ مین روانہ کیا - بمقام مرج الروم دونون فوجون مین مقابلہ ہوا - ابو عبیدہ نے اپنے کو اسنش کے مقابلہ مین رکھا اور خالد کو توذر کا حملہ روکنے کو تعنات کیا -

یہان کسی قدر جغرافیہ لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو دمشق تک شام کا ملک سمجھنا چاہیے۔ دمشق فتح کرنے سے گویا شام پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ دمشق سے آگے کوئی ایسی قدرتی تقسیم نہ تھی جس سے اُدھر کوئی نیا ملک سمجھا جاتا۔ زبان کا بھی چندان اختلاف نہین تھا لیکن دمشق سے اوتر جو حصہ واقع ہی اسے ارض روم کہتے تھے اور اب اُسکو ٹرکی ایشیا یا ایشیا ے کوچک بولتے ہین۔ جس طرح اب ترکون کے قابض ہونے سے اُسے ٹرکی کہتے ہین ویسے ہی روم (دار السلطنت اٹلی جسکو عربی مین روم الکبریٰ بولتے ہین) کی سلطنت جب ان اطراف مین پھیلی تو عرب اور ایران کے لوگ رومیون کی سلطنت کہنے لگے گو پولٹیکل اعتبار سے شامیون کا مقابلہ بھی ایک طور سے رومیون ہی کا مقابلہ تھا لیکن عربی مورخون نے دمشق وغیرہ کی لڑائیون کو فتح شام اور اس سے شمال کی لڑائیون کو فتح روم سے تعبیر کرکے اِن لڑائیون کو فتوح الشام والروم لکھا ہی۔

فتح مرج الروم

جب ابو عبیدہ اور خالد کی فوجین نوذر اور اسنش کے مقابلہ مین اترین تو نوذر کی راے نے مسلمانون کی قوت تولنے مین غلطی کی۔ وہ سوچا کہ اسنش اِن دونون کے مقابلہ کو کافی ہی۔ مین ذرا گھوم کر دوسری راہ سے شام کی طرف چلا جاؤن اور وہان کے ممالک جو مسلمانون کے قبضہ مین آگئے ہین چھین لون۔ نوذر کے آنے کی خبر سُنکر یزید والی دمشق مقابلہ کو بڑھا۔ اور پیچھے سے خالد بھی آگئے۔ خالد فن جنگ سے بہت واقف تھے ایسے موقع پر وہ چوکنا جانتے ہی نہ تھے۔ نوذر پر فتح پاکر خالد مرج الروم مین واپس آئے اور وہان ابو عبیدہ کے ساتھ ملکر اسنش کو مغلوب کیا اور مرج الروم پر قبضہ کرلیا۔

اسکے بعد ابو عبیدہ اور خالد حمص کی طرف بڑھے۔ ہرقل نے بطریق (گورنر حمص) کے تعلق مسلمانون کا مقابلہ چھوڑا اور خود رہا مین جاکر فوج جمع کرنے لگا حمص والون سے ردبدو لڑنے کی جرات نہ کی قلعہ بند ہوگئے اور امید یہ رکھی کہ ہرقل کی مدد پہونچ گی۔ جزائر سے زیادہ تر امید مدد کی تھی۔ لیکن وہان سعد بن ابی وقاص کی فتوحات نے لوگون کو ایسا سہما دیا تھا کہ وہ خود اپنی فکر مین مبتلا تھے حمصیون کی مدد کو کیا جاتے۔ غرضکہ شہر والے دمشقیون کی طرح مصالحت کو اولی سمجھے اور اس طرح حمص بھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ کچھ عرصہ تک حمص مین ابو عبیدہ نے قیام کیا اور پھر اسکی حکومت عبادہ بن صامت کے تعلق کرکے وہ آگے بڑھے۔

فتح حمص

حمی اور شیراز بے لڑے بھڑے مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔ ان لاذقیہ مین کچھ عرصہ ہوتا۔ لڑنے مین نہین بلکہ محاصرہ کی دقت اٹھانے مین لیکن اسکا انتظام یون کیا گیا کہ شہر والون پر مقابلہ سے پہلے مسلمانون کا آنا کھلنے نہ پایا اور پھر مسلمانون کے پہونچ جانے پر نہ انہین لڑنے کی قوت تھی اور نہ درشہر بند کرنے کا وقت تھا تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ شہر بھی فتح ہوگیا۔

فتوحات حمی و شیراز ملاذقیہ

اسکے بعد قنسرین پر چڑھائی کی گئی۔ وہان کے لوگون نے بھی اہل حمص کی طرح مصالحہ کرلیا۔ راستہ مین رومیون سے کچھ لڑنا پڑا تھا اسلیے شرائط صلح مین ذرا سختی رکھی گئی۔

فتح قنسرین

خالد نے ابو عبیدہ سے استصواب رائے کرکے رہا پر جہان ہرقل مقیم تھا فوج کشی کرنا چاہی۔ ہرقل یہ خبر سنکر قسطنطنیہ کی طرف راہی ہوا۔ راستہ مین ہرقل نے لوگون سے مسلمانون کا حال دریافت کیا۔ لوگون نے بیان کیا کہ "یہ دن بھر گھوڑے پر سوار

رہتے ہین اور رات بھر خدا کے سامنے ناک رگڑتے ہین" ہرقل نے یہ سُنکر نہایت افسوس سے کہا کہ "اگر ایسا ہی ہو تو پھر سب کچھ انھین کا ہو" ہرقل نے قسطنطنیہ پہونچکر اُسی دار السلطنت پر قناعت کی۔ اور حدود روم کے قریب چتنے شہر اجنادین قیساریہ انطاکیہ وغیرہ تھے انکو خوب فوجون سے مستحکم کیا۔

فتح حلب

میدان خالی پاکر ابو عبیدہ نے تھوڑے سے محاصرے کے بعد حلب فتح کر لیا اور نواحی حلب مین مسلمانون کا سکہ بیٹھ گیا۔

قیساریہ کی فتح کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ معاویہ تعینات کیے گئے۔ خلیفہ وقت نے ایسا ہی لکھ بھیجا۔ قیساریہ کے حاکم قیفار کے پاس پچاس ہزار فوج تھی اور اسکے بعد انطاکیہ سے بھی کچھ مدد آئی۔ فتح معاویہ کے ہاتھ رہی اور وہی وہان کے حاکم مقرر کیے گئے۔

فتح اجنادین

اسکے بعد امیر المومنین کے حکم سے ابو عبیدہ نے عمر عاص کو غزا اور اجنادین فتح کرنے کو روانہ کیا۔ ارطیون حاکم غزا اور اجنادین نے عمر سے شکست کھا کر بیت المقدس کی راہ لی۔

جنگ یرموک

یرموک کی لڑائی خلیفہ اول کے عہد مین لکھی جا چکی ہو۔ مورخون نے خلیفہ دوم کے وقت مین بھی یرموک کی لڑائی قایم کی ہو۔ ممکن ہو کہ ایک ہی واقعہ غلطی سے دو وقتون سے منسوب کیا گیا ہو۔ لیکن صحیح یہ ہو کہ یرموک مین دو مرتبہ لڑائیان ہوئین جو خلیفہ دوم کے وقت مین ہوئی وہ بہت ہی سخت تھی۔ ہرقل جب قسطنطنیہ چلا تو شمال شام کا ملک سردارون کے تعلق کر تا گیا یہ لوگ مذہبی جوش سے اور نیز اس خیال سے کہ اگر مسلمان غالب ہوئے تو شام کی سلطنت ہمین مل جائیگی بہت ہی سامان سے

لڑے - ماہان اس لڑائی کا مدار المہام تھا - مسلمان یرموک سے بہت آگے بڑھ گئے تھے لیکن رومیون کی طیاریان دیکھکر پھر آگئے اور ملک عرب سے بالکل دور جانا کسی قدر خلاف مصلحت سمجھے - یہ پست خیالی کسی قدر حضرت عمرؓ بن خطاب کو ناپسند ہوئی - لیکن نتیجہ بُرا نہین نکلا - اسلیے اسپر کچھ خیال نہین کیا گیا -

بیان کیا جاتا ہی کہ اس لڑائی مین کئی لاکھ فوج غنیم کی تھی - ستّر ہزار تو صرف لڑائی مین مارے گئے - مسلمانون کی تعداد صرف چالیس ہزار تھی - اس لڑائی مین خالد نے بڑا کام کیا - بیان کیا گیا ہی کہ سات تلوارین آنکی لڑائی مین ٹوٹین اور سیکڑون آدمی انھون نے ہلاک کیے -

فتح بیت المقدس

جب ارطبون بیت المقدس کی طرف بھاگا - عمر عاص نے اُسکا پیچھا کیا - ارطبون نے در شہر بند کرلیا اور عمر عاص نے محاصرہ کیا - کچھ دنون کے بعد ارطبون نے عمر عاص کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ناحق کوشش کرتے ہو اس شہر کا فتح کرنا تمکو نصیب نہ ہوگا - اس شہر کا فتح ہونا جس شخص کے ہاتھ سے ہماری کتابون مین لکھا ہی اُسکا حلیہ تم سے نہین ملتا - عمر عاص نے یہ خبر مدینہ کو بھیجی - عمرؓ ابن خطاب نے خود بیت المقدس کا ارادہ کیا - انکا منشاء اس سفر سے اپنی صورت کا دکھانا تھا یا بیت المقدس کی زیارت اصلی منشاء تھا بہرحال وہ خود وہان پہونچے اور اس طرح پہونچے کہ ایک اونٹ پر بالکل معمولی کپڑا پہنے ہوئے عام لوگون کی طرح سادی وضع مین در شہر کے سامنے نمودار ہوئے دشمنون کے دل پر خلیفہ وقت کی سادگی کا بہت اثر پڑا اور اُسکے ساتھ اسلام کے سادے طریقون کی وقعت بھی اُنکے دلون مین قایم ہوئی - اکثر مورخون کے قول کے مطابق اس امر کے بیان کرنے مین بھی کوئی مضایقہ نہین ہی کہ دشمنون نے بیت المقدس کے فاتح کا

حلیہ اپنے پیشوایان مذہب کی پیشینگوئیون کے مطابق پایا۔ ابوعبیدہ یزید بن ابی سفیان اور خالد بھی وہان آگئے۔ بیت المقدس بے لڑے بھڑے فتح ہوگیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ اسی سلسلہ مین اور بھی چھوٹے چھوٹے مقامات پر قبضہ ہوا۔ بیت المقدس کے فتح ہونے کے بعد پورے طور پر شام مین مسلمانون کا دور دور ہوگیا۔ جس طرح عرب کی حکومت فتح مکہ تک ادھوری تھی ویسے ہی بیت المقدس کی فتح تک شام کی حکومت سے مسلمان مطمئن نہ تھے۔

اب خلیفہ وقت نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ تم تمام اہل وعیال لشکر کو قادسیہ مین چھوڑ کر فتح مداین کے لیے آگے بڑھو۔ راستے مین نہر سیر ورس۔ بابل اور ساباط کو فتح کرتے ہوئے سعد مداین کے قریب پہونچ گئے۔ سعد کے پاس ساٹھ ہزار سوار تھے۔ یزدجرد نے دیکھا کہ اُسکے امرا لڑائی کا بیڑہ نہین اُٹھاتے۔

فتح مداین بابل ساباط وغیرہ

مداین کے درمیان مین دجلہ بہ رہا تھا جسکے ایک طرف شاہی مکانات تھے اور دوسری طرف عوام کے رہنے کا مقام تھا۔ یزدجرد نے پچھم کا حصہ مسلمانون کے لیے خالی کرا دیا خود دریا پار ایوان شاہی مین جا چھپا اور بیچ کا پُل توڑوا دیا تاکہ مسلمان عبور نہ کرسکین۔ گو انمین اکثر لوگ ایسے تھے جنھون نے اپنے ملک مین دریا کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ پانی سے ڈرنا انکی فطرت کا مقتضا تھا لیکن حوصلے بڑھے ہوئے تھے اور بخت مساعد تھا۔ پانی کیا آگ کا دریا ہوتا جب بھی یہ لوگ مُنھ نہ موڑتے ان سب نے گھوڑے دریا مین ڈال دیے۔ یزدجرد نے دشمنون کی یہ جرأت دیکھکر راہ گریز اختیار کی اور جہانتک ہوسکا کچھ دولت بھی اپنے ساتھ لی۔ عبور دریا مین عربون کی ایک سوئی بھی ضایع نہین ہوئی۔ صرف ایک لکڑی کا پیالہ کسی

سپاہی کا بہ گیا تھا جو کنارے پر مل گیا اور مالک تک پہونچ گیا بعضون نے اس خصوص مین عربون کے استقلال کی تصویر مبالغہ کے ساتھ یون کھینچی ہی کہ بیالہ کے مالک نے خود گھوڑا تیر اگر اُس پیالے کو اٹھالیا اور کہا کہ "نقدر را بہ نسیہ گزاشتن کار خردمندان نیست" کل مورخون نے اس دریا کو پایاب نہین لکھا ہی لیکن تی معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑون کے ساتھ اونٹ بھی تھے اور اس سے یہ قیاس ہوتا ہی کہ کسی کسی جگہ دریا ضرور پایاب تھا یزدجرد بھاگتے وقت یہ کہتا گیا تھا کہ مقابلہ آدمیون سے نہین ہی جنون سے ہی۔ جب بادشاہ کی یہ حالت تھی تو لڑنے والا کون تھا بے لڑے بھڑے یا کسی قدر رد وکد کے بعد مداین پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چار ہزار برس کی سلطنت کا سرمایہ اندوختہ تھا سونے چاندی کے علاوہ جواہرات کی قسم سے بہت سی چیزین ملین عیش و نشاط کے سامان ایسے ایسے دیکھنے مین آئے کہ عربون کی عقل حیران ہو گئی۔ جو دولت یزدجرد ساتھ لیکر چلا تھا وہ بھی مسلمانون نے تعاقب کرکے چھین لی تھی خمس غنیمت جب مدینہ مین پہونچا تو تقسیم کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہر شخص کو اپنی قسمت پر حیرت اور عجائبات دنیا پر استعجاب تھا۔ ایک ریشمی فرش جواہرات سے مرصع نہایت قیمتی کوئی ستّو ستّو گز کے عرض و طول مین بادشاہ کے خاص خاص مواقع پر استعمال کرنے کا ہاتھ آیا جو بجنسہ مدینہ مین بھیجدیا گیا۔

مداین مین مسلمان

حضرت عمرؓ کی زندگی شاہانہ زندگی نہ تھی اور نہ وہان کوئی دوسرا ایسا تھا جو اُس بساط کو خرید سکتا۔ لامحالہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے تقسیم کیا گیا۔ تقسیم غنیمت مین خلیفہ نے اپنے بیٹون سے کہین زیادہ حصہ حسنینؑ کو دیا۔ عمرؓ کے بیٹون کو حسنینؑ (حضرت امام حسن

اور حضرت امام حسین) کی اتنی خاطر کسی قدر گران گزری۔ لیکن عمرؓ نے یہ کہہ کر اُن کو ساکت کر دیا کہ حسنین کا سا نانا تمھارا نہ تھا۔ یزدجرد کی لڑکی شہر بانو بھی مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آئی تھی اُسکے بدن کے زیورات تقسیم کرنے کے لیے عربون نے اتارنا چاہے ہے۔ وہ بے بسی مین تھی لیکن پھر بھی بادشاہ کی لڑکی تھی۔ عربون کا یہ ندیدہ پن وہ نہایت مکروہ سمجھی۔ اُسکے چہرے کی رنگت غصہ سے متغیر ہوگئی۔ اس تغیر سے عربون کو برافروختہ کیا۔ لیکن بغیر عقل کے بخت یاور نہین ہوتا۔ عربون کو اپنی حرکت پر تنبیہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اُسکی مکافات یون کی کہ مع زیورات کے اُسے حضرت امام حسنؓ بن فاطمہؓ کے حوالے کیا اور اس طرح وہ نوجوان حسین شہزادی شاہ ایران کے نواسے کی زوجیت مین آئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا بھی کہ شہزادی شہزادہ ہی کو مناسب ہے۔

تقسیم غنیمت

شہر بانو

فتح حلوان

یزدجرد مدائن سے حلوان چلا گیا۔ ہاشم بن عتبہ امیر المومنین کے حکم سے اُسکی گرفتاری کو تعینات ہوا۔ یزدجرد نے کچھ فوج بھیجی جو بمقام حلولا مسلمانون سے مقابل ہوئی۔ مسلمانون نے حلولا فتح کیا اور اُسکے بعد حلوان بھی فتح کیا گیا حلوان فتح ہونے سے پہلے یزدجرد ملک رے کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

فتح موصل

مداین کی طرف سے کچھ لوگ بھاگ کر موصل پہونچے۔ وہان ہرقل کی طرف سے ایک عیسائی حکمران تھا۔ ان عجمیون نے حاکم موصل سے مل کر مسلمانون سے لڑنے کا بندوبست کیا۔ عبداللہ ابن معتم نے موصل فتح کیا۔ اسی زمانہ مین ضرار ابن خطاب نے باسندان اور شروان کو حلوان کے قریب فتح کیا اور اسکے علاوہ بہت سے شہر عیاض ابن غنم اور ابوموسی اشعری نے فتح کیے اور اسی سال مین ابوموسی اشعری

کو امارت بصرہ مفوض ہوئی۔

کوفہ

۱۷ھ میں کوفہ آباد کیا گیا۔ مداین کی آب و ہوا ناموافق تھی اسلیے فوج کے رہنے کے لیے ایک ایسی زمین تلاش کی گئی جسکو عربی زبان میں کوفہ کہتے تھے پہلے وہ لشکر کے رہنے کی جگہ قرار پائی۔ پھر یہان سعد آکر رہنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت آباد ہوگیا۔ سعد نے قصر کسریٰ کے نمونے پر اپنے لیے ایک بہت بڑا گھر بنوایا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سُنکر ایک عتابی فرمان بھیجا کہ اتنا بڑا گھر غیر ضروری ہے حاکم کو محکوم کے حالات سے اسمین خبر نہ ہوگی۔ حاجب اور دربان رعایا کی خبر پہونچنے میں مانع ہونگے۔ یہ گھر فوراً جلا دیا جائے۔ اور دوسری جگہ دو نیچے نیچے گھر بنوائے جائین۔ ایک بیت المال کے لیے اور دوسرا سعد کے لیے۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر بڑے بڑے محلون میں کوئی خاص برکت ہوتی تو آج مداین پر عربون کا قبضہ نہ ہوتا۔ سعد نے حضرت نے عمرؓ کی نصیحت پر لفظ بلفظ عمل کیا یہ جلا ہوا گھر معاویہ ابن ابی سفیان کے عہد خلافت تک یونہین ویران پڑا رہا معاویہ کے زمانہ مین جب زیاد گورنر عراق ہوا تو اُسنے اس ایوان کو درست کرکے اپنا ایوان

قصر الامارۃ

قرار دیا اور اسکا نام قصر الامارۃ رکھا۔

سنہ کا رواج

حاکم بصرہ نے امیر المومنین کے پاس لکھا کہ اکثر احکام ہمارے پاس ایسے آتے ہین جو باہم ایک دوسرے کے متضاد ہوتے ہین مقدم اور موخر معلوم نہ ہونے سے ناسخ اور منسوخ کا پتہ نہین چلتا۔ اس دقت کے رفع کرنے کو حضرت عمرؓ نے خطوط مین سنہ اور تاریخ لکھنے کا قاعدہ جاری کیا اور سنہ کی ابتدا اس سال کے محرم سے کی جسمین پیغمبر خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سنہ ہجری کی ابتدا

یون ہی قایم ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام اسلامی ممالک مین اسکا رواج ہوا۔ ورنہ عربون مین اسکے پہلے مختلف واقعات سے مختلف سنون کا شمار کیا جاتا تھا۔ یون کہنے کو توکئی سنہ نافذ تھے لیکن لکھنے پڑھنے مین تاریخ اور سنہ کا دستور نہ تھا۔

ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ لیکن عراق اور شام مین مسلمانون کی ترقی دیکھ کر اُسے یہ خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ بڑھتے بڑھتے قسطنطنیہ تک آئین اور اِس خیال نے اُسے پھر مسلمانون سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ حمص مین خبر پہونچی کہ ہرقل نے مسلمانون سے لڑنے کو بڑی طیاری کی ہے اور اُسکی فوج آرہی ہے۔ خالد کی راے سے مسلمان حمص سے نکل کر ہرقل کی فوج کثیر سے مقابل ہوئے۔ چار ہزار دشمن مارے گئے۔ اور چار ہزار نے دین اسلام قبول کیا۔ باقی لوگ مفرور ہوگئے۔ یہ لڑائی بالکل اجنبی ملک مین ہوئی۔ مسلمانون کے اہل وعیال ساتھ تھے اسلیے ابتدا مین ابوعبیدہ کو بڑا تردد تھا لیکن ختم جنگ ہونے پر پہلے سے زیادہ اطمینان ہوا اور یہ سمجھا گیا کہ اب دشمنون کی ہمتین بالکل قاصر ہوگئین۔ خالد نے اس جنگ مین بڑا نام پیدا کیا۔

مصر کی دوسری لڑائی

اس لڑائی کے فتح ہونے مین جو بہادری خالد نے کی تھی اُسے ایک شاعر نے منظوم کیا اور خالد نے اِس قصیدہ مدحیہ کے صلہ مین دس ہزار درہم شاعر کو عطا کیا۔ یہ خبر امیر المومنین کو پہونچی۔ امیر المومنین نے فوراً ابوعبیدہ کو لکھا کہ خالد کا عمامہ اُتار کر اُسی سے اُسکے بازوٴن کو باندھو اور میرے پاس بھیجدو۔ خالد قیسرین سے طلب کیے گئے اور اُنکے ساتھ امیر المومنین کے حکم کے مطابق برتاؤ کیا گیا۔ بیچارے نے چپ چاپ گردن نیچی کرلی اور مدینہ چلا آیا۔ الزام یہ تھا کہ اگر خالد نے بیت المال سے دس ہزار

خالد کا فوج سے الگ ہونا

دیا تو خیانت کی اور اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا۔ اور اللہ اسراف کو پسند نہین کرتا (اللہ لا یحب المسرفین) ؎ رموز مملکت خویش خسروان دانند + یہ بھی ظاہر ہے کہ خالد کو حضرت عمرؓ اچھا نہین جانتے تھے۔ بہر حال خالد ایک مرد سپاہی تھا اور فوج والونکو اُس سے کمال اُنس تھا خالد کی برطرفی نے ایک عام ناراضی پیدا کی اور پھر حضرت عمرؓ کو یہ عام طور پر کہنا پڑا کہ مین نے خالد کو الزام خیانت مین برطرف نہین کیا۔ بلکہ مصلحت ملکی پر نظر کر کے مین نے ایسا کیا۔ لوگون نے حد سے زیادہ اُسکی بڑائی شروع کی۔ مجھے خوف ہوا کہ جو فتوحات تائید ایزدی سے حاصل ہوتے ہین لوگ اُسے کہین خالد کی طرف منسوب نہ کرنے لگین۔

وسعت مسجد حرام

اس سال امیر المومنین نے کعبہ کی زیارت کی اور مسجد حرام کو وسعت دی۔ مدینہ سے مکہ تک سرائین اور کنوئین جہان تک ہو سکا بنوا دیے تاکہ سفر مکہ مین مسافرون کو تکلیف نہ ہو۔

حد شرابخواری

سنہ ۱۸ھ مین ابو عبیدہ نے لکھا کہ بعض بعض لوگ شرابین پیتے ہین اور منع کرنے سے باز نہین آتے۔ امیر المومنین نے لکھا کہ شراب کی حرمت مین جا ے شبہہ نہین جو اُسے حرام نہ سمجھے اُسکی گردن مار دو کہ وہ مرتد ہو گیا اور حرام سمجھ کر پیتا ہے تو اُسپر حد شرع (اسّی تازیانہ) جاری کر دو۔ پھر کیا تھا شراب پینا لوگون نے یک لخت ترک کر دیا۔

عام رمادہ قحط مدینہ

اسی سنہ مین مدینہ مین بڑا قحط پڑا۔ امیر المومنین نے گوشت گھی۔ دودھ کھانا چھوڑ دیا۔ اور کہا جب رعایا کو کھانا نہین ملتا تو مجھے اچھی غذا کب روا ہے۔ امیر المومنین کے حکم پر ابو عبیدہ نے شام سے اور عمرو عاص نے مصر سے غلہ بھیجے۔

جب کہین قحط رفع ہوا - اس قحط سالی کا نام مورخون نے عام رمادہ لکھا ہی -

طاعون شام

مدینہ مین قحط تھا اور شام مین طاعون (وبائی مرض) پھیلا - ابو عبیدہ نے اسی

وفات ابو عبیدہ

مرض مین رحلت کی اور مرتے وقت معاذ بن جبل کو اپنا قایم مقام کرتے گئے پھر معاذ نے بھی عمر عاص کو اپنا قایم مقام کرکے وفات کی - یزید بن ابی سفیان اور بہت سے اکابر اس بیماری سے مرے - مورخون نے ۲۵ ہزار مسلمانون کے مرنے کا تخمینہ کیا ہی - ابو عبیدہ اور یزید کے مرنے پر امیرالمومنین نے بڑا تاسف کیا - اور لشکر شام کی امارت یزید کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کے تعلق کی گئی -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ابو عبیدہ روانہ ہوئے تھے تو اُنکے ساتھ سعد بن ابی

عمر عاص کا ذکر

وقاص اور عمر عاص بھی روانہ ہوئے تھے - ابو عبیدہ شام کے لیے سعد بن ابی وقاص عراق و عجم کے لیے اور عمر عاص مصر کے لیے مامور ہوئے تھے - لیکن اسکے ساتھ یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ جب تک تینون سردار یکجا رہین امارت ابو عبیدہ کے تعلق رہے گی - عراق عرب کی سمت ہی دوسری تھی اسلیے سعد بن ابی وقاص تو بہت جلد الگ ہوگئے لیکن عمر عاص کچھ دنون تک ابو عبیدہ کے ساتھ رہے اور اسی لیے وہ معاویہ کے پہونچنے تک معاذ کے بعد لشکر شام کے امیر تھے - لیکن عام رمادہ مین مصر سے عمر عاص کا غلہ بھیجنا یہ بتاتا ہی کہ وہ شروع ہی سے سعد کی طرح علیحدہ ہوگئے تھے - ابو عبیدہ کے پاس انکا مصر سے کبھی کبھی آجانا بھی قرین قیاس ہی - بہرحال بعض مورخون کی تحریر کے مطابق عمر عاص کے کارنامے سنہ ۲۰ھ سے بیان کیے جائینگے - ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ مصر کی لڑائی شروع ہونے کے زمانہ مین مورخون نے اختلاف کیا ہی - اور ابو عبیدہ اور عمر عاص کا

قریب قریب رہتا بس یہی سبب اس اختلاف کا ہے-

مسجد نبوی کی وسعت

سنہ ۱۹ ھ مین عباس اور مروان کے مکانات خرید کرکے مسجد نبوی کی وسعت بڑھائی گئی - اور اسی سال مین کوہ لبنان پر ایک قبر نکلی جسکے اندر ایک سونے کی تختی تھی اور تختی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابراہیم کے پوتے یا پروتے کے زمانہ کی وہ قبر تھی - مصریون کے دستور کے مطابق کسی امیر کے مرنے پر بڑے سامان سے اُسمین جنازہ دفن کیا گیا تھا اور تختی زرین پر ستوفی کی طرف سے ناپائداری زمانہ کا بیان رومی زبان مین لکھا ہوا تھا-

کوہ لبنان پر پرانی قبر

فتح مصر

بیت المقدس مین چڑھائی ارطیون (یا ارطفون) کی وجہ سے کیگئی تھی لیکن ارطیون وہان بھی گرفتار یا مقتول نہین ہوا بلکہ بھاگ کر مصر چلا آیا - اب امیر المومنین نے عمر عاص کو مصر مین بھیجا - مصر لڑائی سے فتح ہوا اور ارطیون وہان مارا گیا عمر عاص نے رعایا سے بڑے میل کی باتین کین اور کہا کہ ہمارا پیغمبر اسمعیل کی اولاد سے ہے جو تمھارے بادشاہ مصر کا نواسہ تھا - اسلیے مسلمانون کو تم لوگون سے ایک خاص قسم کا تعلق ہے - مصر کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے اور بڑے استحکام سے وہان اسلام کی بنیاد پڑی -

فتح سکندریہ

اس واقعہ کو بعض مورخون نے سنہ ۲۰ ھ مین بیان کیا ہے جیسا کہ بالتفصیل اوپر لکھا گیا ہے اسکے بعد سکندریہ کو مسلمانون نے صلح سے فتح کیا-

سعد کی علیحدگی

اسی سنہ مین سعد بن ابی وقاص کوفہ سے بلالیے گئے کسی تہمت سے نہیں بلکہ اسلیے کہ لوگ اُنکے شاکی ہوگئے تھے اور اسلیے اُنکا وہان رہنا امیر المومنین کے نزدیک پولٹیکل مصالح کے خلاف تھا - سعد کی جگہ پر عمار بن یاسر مقرر ہوئے-

وفات ہرقل

اسی سنہ مین ہرقل نے وفات پائی اور اُسکے بیٹے قسطنطین کو سلطنت ملی۔ قسطنطین کے وقت مین مسلمانون نے رومیون کے ساتھ کیا کیا؟ اسکا حال اپنے محل پر بیان ہوگا۔

جنگ نہاوند

سعد بن ابی وقاص کی معزولی کی خبر سُنکر یزدجرد نے پھر ہمت باندھی۔ رے۔ خراسان۔ ہمدان اور نہاوند کے لوگ ڈیڑھ لاکھ کے قریب نہاوند مین جمع ہوئے۔ فیرزان امیر لشکر مقرر کیا گیا۔ امیر المومنین کو یہ خبر سُنکر کسی قدر تشویش ہوئی اور بعد مشورہ کے علیؓ ابن ابی طالب کی راے کے مطابق نعمان بن مقرن مزنی کوفہ سے مقابلہ کو روانہ کیے گئے۔ کوفہ۔ بصرہ اور مدینہ سے فوجین بھیجی گئین سنہ ۲۱ھ مین نعمان نے دشمنون کا مقابلہ کیا اور نہایت ہی محنت سے جنگ کی صفین آراستہ کین۔ معرکہ عظیم کے بعد فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ اور فیرزان مارا گیا۔ نعمان بھی شہید ہوئے لیکن آثار فتح دیکھنے کے بعد۔ نعمان کے بعد حذیفہ بن الیمان جیسا کہ امیر المومنین نے ہدایت کی تھی امیر لشکر فارس مقرر ہوا۔ لاکھ آدمی دشمنون کے مارے گئے۔ اور بہت بڑی ناکامی یزدجرد کو حاصل ہوئی۔ اسکے بعد وہ عراق عجم کی طرف چلا گیا اور اس فتح کا نام مسلمانون نے فتح الفتوح رکھا۔ کیونکہ اسکے بعد کوئی بڑی لڑائی عجمیون سے نہین ہوئی۔ رفتہ رفتہ تمام ملک چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد مسلمانون قبضہ مین آتا گیا۔

سنہ ۲۱ھ

فتح الفتوح

مسلمانی سکّے

اسکے قبل عجمیون کا سکّہ ملک مین جاری تھا۔ اب حضرت عمرؓ کو اپنا سکہ جاری کرنا پڑا۔ سونے چاندی کے سکّے ڈھلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ یا سورۂ قل ان سکون پر مضروب ہوتا تھا۔ قل ہو اللہ احد والی اشرفیان احدیہ کہلاتی تھین۔

برقہ و طرابلس

اسی سنہ مین برقہ اور طرابلس (دیار مصر) کو بطریق صلح خود عمرو عاص نے فتح کیا اور عقبہ بن رافع کو بھیجکر زویلہ (صلح سے فتح کروایا۔

فتح اصفہان

اسی سال ایران مین اصفہان عبداللہ بن عتبان کے ہاتھ پر فتح ہوا کرمان کا حکم بن عمر۔ کرمان کا سہیل بن عدی اور ناحیہ سیستان کا عاصم بن عمر کے ہاتھ سے فتح ہونا اکثر مورخان نے اسی سنہ کا واقعہ لکھا ہے۔

کوفہ کے لوگون نے امیرالمومنین سے شکایت کی کہ عمار یاسر ارکان نماز عمدہ طور پر ادا نہین کرتے۔ عمار کو غصہ آیا اور انھون نے ایسی امارت پسند نہ کی اُنکے مستعفی ہونے پر مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ مقرر ہوئے۔

فتح آذربائیجان

سنہ ۲۲ھ مین مغیرہ بن شعبہ نے جو لشکر فارس کے ایک سردار تھے بطریق مصالحہ آذربائیجان فتح کیا۔ ہمدان والون نے کچھ تمردی اختیار کی تھی اسپر اُنکی گوشمالی کی گئی۔ کچھ لوگ وہان سے رے کی طرف بھاگ گئے تھے مسلمانون نے اُنکا پیچھا کیا اور اسی طرح ملک رے پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اور اسی سلسلہ مین قومس اور دامغان بھی ہاتھ آگئے۔

اسی سال احنف بن قیس نے امیرالمومنین کے حکم سے خراسان پر چڑھائی کی یزدجرد وہان سے ترکون کے ملک مین بھاگ گیا اور خراسان پر مسلمان قابض ہوگئے

فتح خراسان

ترکستان کے خاقان نے یزدجرد کا ساتھ دینا چاہا اور خود خراسان تک وہ آیا بھی لیکن مسلمانون سے لڑنے کی ہمت نہ پڑی۔ بے لڑے بھڑے واپس گیا اور یزدجرد بھی اسکے ساتھ چلا گیا۔

اسی سال والی مازندران نے گرگان اور دہستان کا خراج دینا منظور کیا۔

گرگان

طبرستان والون نے بھی مسلمانون سے مصالحت کی۔ ابوموسی اشعری نے تستر فتح کیا۔

عسقلان اور عمودیہ کی فتح

سنہ ۲۳ھ مین عسقلان اور دیگر بلاد روم عمودیہ وغیرہ پر معاویہ نے قبضہ کیا۔

کرمان اور سیستان مکران (فارس) کی فتوحات

کرمان سہیل بن عدی کے ہاتھ سے۔ سیستان عاصم بن عمر تمیمی کی مدد سے اور مکران حکم بن عمیرہ کے ذریعہ سے فتح ہوا۔ اسی وقت یہ خبر پہونچی کہ شہرک حاکم فارس کچھ مقابلہ کا سامان کر رہا ہے۔ امیر المومنین نے اسکے مقابلہ کو فوجین بھیجین

توج شیراز قلعہ اصطخر کی فتوحات

اسی لڑائی مین توج اور شیراز مسلمانون کے قبضہ مین آئے اور قلعہ اصطخر قدیم دار الملک سلیمان پیغمبر پر بھی مسلمانون کا جھنڈا گڑگیا۔ غسا اور دار ابجرد کی طرف جو فوج امیر المومنین نے بھیجی تھی اُسنے بھی کسی قدر وقت کے ساتھ کامیابی حاصل کی غرضکہ شام۔ عراق۔ عرب۔ مصر اور ملک فارس مین مسلمانون کا تسلط خلیفہ دوم کے وقت مین ہوچکا تھا۔

حج امہات المومنین

اسی سنہ مین امیر المومنین نے حج کعبہ کا ارادہ کیا۔ تمام امہات مومنین (ازواج پیغمبر خدا) ساتھ تھین۔ بڑے وقار سے انکے ہودج روانہ ہوے۔ سب کے آگے عثمان بن عفان اور پیچھے عبد الرحمن بن عوف محافظت کے لیے تعنات تھے

فیروز قاتل خلیفہ دوم

فیروز نام ایک شخص نہاوند کا رہنے والا لڑائی مین رومیون کی قید مین آکر رہا غلام بنا۔ پھر مسلمانون نے رومیون کی لڑائی مین اُسے قید کر کے مدینہ مین پہونچایا اور یہان وہ اپنی کنیت ابو لولو سے مشہور ہوا۔ نہاوند کی لڑائی کے قیدی جب مدینہ مین آئے تو ابولولو ہموطنون سے لپٹ لپٹ کر بہت رویا اور بجاے اسکے کہ وہ مسلمانون کا ممنون ہوتا کہ اُنکی بدولت اپنے ہموطنون کی اسنے

صورت دیکھی۔ مسلمانون کی طرف سے اسکے دل مین گرہ پڑی اور امیر المومنین کی طرف سے توگویا ایک خاص نفرت اُسکے دل مین پیدا ہوگئی۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ ایک روز اپنے مدنی آقا کی کچھ شکایت اسنے امیر المومنین کے سامنے پیش کی جسپر امیر المومنین نے کچھ توجہ نہ کی یا یہ کہ اسکے موافق فیصلہ نہین کیا۔ ابولولو کے دل مین کدورت بڑھی اور اُسنے امیر المومنین کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اُسنے دو بہودہ گستاخانہ کلمات کہے۔ ایک طور پر صریح دہمکی دی اور امیر المومنین کو اُسکی برائی کا پتہ بھی چلا۔ لیکن عجمی یا رومی سلطنت تو تھی نہین کہ وہ توپ دم کردیا جاتا یا قتل کیا اُسکے ساتھ کسی قسم کی سختی بھی نہین کی گئی۔ کچھ وقفہ دیکر ایک دن وہ مسجد مین آیا۔ ادہر امیر المومنین نے نماز صبح کی نیت باندھی اور اُدھر ابولولو نے انکے پہلو اور پیٹ مین چاقو مارا۔ زخم ایسا کاری لگا کہ وہ جانبر نہ ہوسکے دوا پی تو وہ زخم سے باہر نکل آئی۔ اسی صدمہ سے اگلے دن امیر المومنین چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو پچاس ساٹھ برس (علی اختلاف المورخین) کی عمر مین وفات پائی۔

قتل امیر المومنین عمر بن خطاب

زنا کی سزا رجم اور شراب خواری کی سزا تازیانہ اِن دُو باتون پر عمرؓ کی خلافت مین سخت عمل کیا گیا۔ حالانکہ قرآن مین یہ سزائین صاف درج نہین ہین۔ عمرؓ نے مرتے وقت فعل رسولؐ سے استدلال کرکے اپنے طرز عمل کے وجوہ لوگون کے ذہن نشین کردیے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ سختی عمرؓ نے بلاوجہ کی تھی۔

رجم اور حد شراب خواری

حجرہ عائشہؓ مین یہی دفن کیے گئے۔ محمدؐ رسول اللہ۔ ابوبکرؓ صدیق۔ عمرؓ فاروق ان تینون کی قبرین قریب قریب ہین اور پھر اسکے بعد وہان جگہ نہ رہی کہ پھر کوئی دفن ہوتا۔ عمرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جاکر عائشہؓ سے پوچھو وہ اپنے حجرہ مین

قبر عمرؓ بن خطاب

عمرؓ کو جگہ دینگی۔ امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ مین اب امیر المومنین نہین رہا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "گو وہ جگہ مین نے اپنے لیے تجویز کی تھی لیکن عمرؓ کو مین ترجیح دیتی ہون"

وصیت عمرؓ دربارہ امر خلافت

حضرت عمرؓ کے مرنے پر بہت بڑا امر خلافت کا پیش آیا۔ مرتے دم انھون نے عثمانؓ بن عفان۔ علیؓ بن ابی طالب۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ زبیرؓ بن العوام۔ طلحہؓ بن عبد اللہ۔ عبد الرحمنؓ بن عوف۔ چھ شخصون کو نامزد کیا اور کہا کہ انھین مین سے ایک شخص خود انکے باہمی شورے سے مقرر کیا جاوے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو کیون نامزد نہین کیا تو حضرت عمرؓ نے بہت برا مانا۔ پھر لوگون نے کہا کہ ان چھ مین سے کسی ایک کو آپ خود کیون نہین نامزد کرتے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ "اتنا بڑا بار اپنے اوپر رکھنا مین پسند نہین کرتا ہون" ہان ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو مین بے تکلف اونکو نامزد کرتا کہ انکو محمدؐ رسول اللہ نے امین امت کہا تھا۔ عمرؓ کو معلوم تھا کہ حضرت عثمان یا حضرت علیؓ غالباً نامزد ہونگے اسلیے ان دونون سے حضرت عمرؓ نے بالتخصیص یہ کہا کہ "اگر خلافت تم لوگون مین سے کسی ایک کو ملے تو اپنے اعزہ و اقربا کا بہت رسوخ نہ بڑھانا۔" افسوس کہ عثمانؓ نے اس نصیحت پر عمل نہین کیا اور اس ذرا سی بات نہ ماننے سے بے انتہا خرابیان مسلمانون مین پیدا ہوئین جنھین سے کسی قدر اس کتاب مین بھی مذکور ہونگی۔

پھر اسکے بعد عمرؓ نے اپنے جانشین آیندہ کو پندنامہ یا دستور العمل کے طور پر کچھ کلمات نصیحت لکھوائے۔ جسکا سرنامہ یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد من عبد اللہ عمر الی الخلیفۃ بعدہ سلام علیک انی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا اللہ ہو الخ۔ ان باتون سے پتہ چلتا ہے کہ عمرؓ کو حکمرانی کا کیسا سلیقہ تھا۔

خلیفہ کے مرتے وقت جو لوگ مختلف مقامات پر گورنر تھے اُنکی تفصیل یہ ہے

مکہ	نافع بن عبد الحارث	دمشق	معاویہ بن ابی سفیان
یمن	یعلی بن امیہ	حمص	عمیر بن سعد
بحرین	عثمان بن ابی العاص	اردن	عمیر بن عبسہ
عمان	حذیفہ بن محصن	کوفہ	مغیرہ بن شعبہ
طایف	سفیان بن عبد اللہ ثقفی	بصرہ	ابوموسی اشعری

فصل سیوم

خلافت حضرت عثمانؓ

مشورہ دربارہ خلافت

حضرت عمرؓ کے بعد خلافت کا جھگڑا پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ کی دانشمندی نے معاملہ کو بہت مختصر کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی انتخاب کا زمانہ بڑی ہی دشواری کا زمانہ تھا۔ چھو آدمی مجلس مین جمع ہوئے۔ عبد الرحمٰن نے صاف کہدیا کہ مجھے خلافت کی خواہش نہین ہے اسکے بعد زبیرؓ نے حضرت علیؓ کو اور طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اور سعد نے عبد الرحمٰن کو اپنا قایم مقام قرار دیا۔ عبد الرحمٰن کو تو خواہش خلافت تھی نہین۔ ہان عثمان اور علی یہ دونون خواہشمند تھے۔ اب عبد الرحمٰن کی راے جدھر جھکے وہی پلہ بھاری ہو۔ جب عبد الرحمٰن نے دیکھا کہ خلیفہ بنانا میری راے پر آرہا تو اُنھون نے غور کرنے کے لیے دو تین روز کی مہلت چاہی اور اس اثنا مین فریقین (یعنی عثمان اور علی) کے رفقا اپنا اپنا زور لگانے لگے۔ عبد الرحمٰن عجب حیص بیص مین تھے حضرت عثمانؓ کا حلم۔ حیا۔ جود۔ سخا۔ ورع۔ تقوی۔ حسن معاش۔ سدارا۔ تساہل اور معاملہ ایک طرف کھینچتا تھا۔ اور حضرت علیؓ کا علم وفضل کیاست فراست۔ قرابت نبیؐ

جلادت ۔ مروت ۔ جوانمردی ۔ عدالت ۔ متانت ۔ سخاوت اور کرم دوسری طرف دامن دبا رہا تھا ۔

عثمان کا انتخاب

بنو ہاشم تو بیشک حضرت علیؓ کی طرف تھے لیکن انکے سوا اور جتنے لوگ تھے انمین کثرت راے حضرت عثمانؓ کی طرف تھی ۔ عثمانؓ کا بار احسان تمام مسلمانون پر تھا ۔ اور عمر مین بھی حضرت عثمانؓ بڑے تھے ۔ لیکن باوجود اسکے عثمانیون کو یہ خیال ہوا کہ حضرت علیؓ کے علم و جلادت پر نظر کرکے عبدالرحمن نے انکو پسند کر لیا تو بہت بُرا ہوگا ۔ عمرو عاص ایک ذہین شخص تھا ۔ ذہانت کے ساتھ چالاکی اکثر دیکھی گئی ہی لوگون نے عمرو سے استعانت چاہی ۔ اسنے ایک جوڑ یہ پھیر کا یا ۔ جاکر حضرت علیؓ کا خیرخواہ بنا اور کہا کہ "کل عبدالرحمن عثمان اور علی دونون سے پوچھینگے کہ اگر انکو خلافت دیجائے تو وہ رسولؐ اور اُسکے دونون خلیفون کی پیروی کرینگے ؟ بہتر ہو کہ تم انشاءاللہ کی شرط لگانا ۔ لوگ یہ نہ سمجھین کہ مارے شوق کے علی اپنے اختیار سے زائد بات کا بھی ذمہ لیتے ہین" ۔ اور وہان حضرت عثمانؓ سے جاکر کہا "کہ تم بلا شرط قبول کر لینا" ۔ پھر اسکے بعد عبدالرحمن سے جاکر اسنے یون کہا کہ "پہلے ان لوگون سے پوچھو کہ وہ رسولؐ اور اسکے دونون خلیفون کی سنت پر عمل کرنے کو بھی راضی ہین" ۔ رسولؐ خدا کے طرز عمل مین تو گفتگو ہی نہین ہو سکتی ۔ لیکن آپ کے بعد خلیفہ اول اور دوم کا زمانہ اتنا محمود تھا کہ عام طور پر لوگ خوش تھے اور عام خواہش یہی تھی کہ جو امن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وقت مین تھا وہی قایم رہے ۔ اس سے چندان بحث نہین کہ کون صاحب حکومت ہو ۔ گو اکثر سردارون کی رائین حضرت عثمانؓ کی طرف تھین ۔ لیکن عبدالرحمن کا میلان حضرت علی کی طرف تھا اور اسکا ثبوت یہ تھا کہ انھون نے پہلے

حضرت علیؑ ہی سے استفسار کیا کہ تم رسولؐ اور اُسکے خلفا کے قدم بقدم چلو گے
حضرت علیؑ نے جواب دیا جہانتک ممکن ہوگا۔ اور حضرت عثمانؓ نے پوچھنے پر کہا
"ہان بیشک"، ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ عمر عاص کی تعلیم نہ ہوتی جب بھی حضرت
علیؑ یہی جواب دیتے اور ہر سمجھدار یہی کہہ سکتا ہے کہ جہان تک ممکن ہوگا مین کرونگا
لیکن اسکا مطلب یہ سمجھا گیا کہ حضرت علی کو خلیفہ اول اور دوم کی سُنت پر چلنے
مین تامل ہے اور حضرت عثمان قدم بقدم چلنے کو طیار ہین۔ مجلس کا رنگ دیکھ کر
عبدالرحمن کو لامحالہ حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کرنا پڑی۔ اور حضرت عثمان
خلیفہ مقرر کیے گئے۔

حضرت علی کی ناکامی

حضرت علیؑ کو پیغمبرؐ کے بعد ہی خلافت کا دعوی تھا لیکن نہ اسطرح کہ کوئی فساد
پیدا کرین بس یہی کہ وہ اپنے کو احق سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافتون
مین بھی اُنکو تامل تھا لیکن اخیر مین اُنھون نے تسلیم کیا کہ دونون خلافتین بہت
اچھی رہین۔ افسوس کہ حضرت عثمانؓ کا آخری زمانہ نہایت پُرشر گزرا اور علاوہ
اپنی ناکامی کے اس بات پر بھی حضرت علیؑ کو ہمیشہ افسوس رہا کہ انتخاب بُرا ہوا۔ اس
افسوس کا یہ مطلب نہین ہے کہ اُنھون نے موجودہ امن کے توڑنے مین کوئی حصہ
لیا یا کبھی خوشی یا خواہش بھی ظاہر کی۔ حضرت عثمانؓ کے ورع اور تقوی مین اُنکو
کلام نہ تھا صرف اُنکی لیاقت حکومت مین اُنکو تامل تھا اور رفتہ رفتہ اکثر عمایدنے اسکو تجربہ
کے بعد تسلیم کیا۔

اکثر مورخین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ رسولؐ خدا کے بعد چار خلیفون تک بادشاہت
مکروہات دنیا سے بچی رہی اور رفتہ رفتہ عام بادشاہون کے سے معمولی خصائل

خلفاے مابعد مین پیدا ہوتے گئے اور سنت رسول کو چھوڑ کر وہ لوگ پیشانی بادشاہون کا ڈھنگ اختیار کرتے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافتین اکثر مورخون کے نزدیک بالکل بے لوث ہین زیادہ سے زیادہ اُنپر یہ الزام عاید کیا جاتا ہی کہ احق خلافت حضرت علیؓ کے ہوتے ہوئے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینا ان دونون کو مناسب نہ تھی بس اسی قدر۔ اسکے علاوہ کوئی چبھتی ہوئی بات مخالفین بھی انکے خلاف نہین کہہ سکتے لیکن عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنے اور فساد کے تخم اسی وقت بوئے گئے۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش پولیٹکل غلطیان سرزد ہوئین۔ اگر حالات کی ایک رخی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ راے قایم ہوگی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اس تعریف کے لائق نہین ہین جو اُنکی طرف منسوب کی جاتی ہی۔ لیکن تمام اعتراضات کا جواب صرف یہ دیا جاتا ہی کہ حضرت عثمانؓ نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا۔ معاملات دنیا مین وہ کسی قدر ضعیف الراے تھے مگر نہ ایسے کہ خلافت کی قابلیت اُنکی بالکل نہ تسلیم کی جائے اُنپر سب سے بڑا الزام یہ عاید کیا جاتا ہی کہ اُنھون نے اپنے زمانہ خلافت مین اعزا و اقربا کی پاسداریان کین بڑے بڑے عہدے اُنکو دیے اور مُلکی معاملات مین اُنکو حصّہ لینے دیا۔ اس اعتراض کے دو جواب ہو سکتے ہین۔ ایک یہ کہ اُنمین مروت بہت زیادہ تھی اور بار مروّت ڈالنے کا موقع اعزّہ کو زیادہ اسلیے ملتا تھا کہ وہ ہر دم اُنکے پاس رہتے تھے۔ پولیٹکل معاملات مین کبھی کبھی بذاتی مروت کو دخل دینا یہ عیب شروع سے نہین تھا رسول اللہ کو بھی دو ایک مرتبہ اسکا تجربہ ہوا لیکن کچھ خیال نہین کیا گیا

عثمانؓ کی تائید

دوسرے یہ کہ ابتداے خلافت سے کچھ عمول بندیون کے آثار پیدا ہو چلے تھے
سلطنت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ رسولؐ خدا کے اصحاب جنپر زیادہ اعتماد کیا جاتا
تھا مر چلے تھے۔ تمام ذمہ داری امیر المومنین ہونے کی وجہ سے حضرت عثمان پر
عائد تھی۔ ایسی حالت مین پولیٹکل معاملات مین اپنے اعزہ پر بھروسا کرنا اچھا ہو
یا بُرا یہ بھی ایک پہلو تھا۔ ان تمام تاویلات کو جب ہی گنجایش ہی کہ ہم انکا اعلیٰ صفت
کے ساتھ مخلوق ہونا پہلے تسلیم کرلین اور اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمانؓ
کے کچھ فضایل حالات خلافت شروع کرنے کے پہلے بیان کردیے جائین۔

عثمانؓ کے اوصاف اور فضائل

(۱) حضرت عثمانؓ کو پیغمبر خدا کی دُو لڑکیان رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے بیاہی
گئین اور اسی وجہ سے اُنکو ذوالنورین لقب دیا گیا اگر انکے کمال مین کوئی نقص
ہوتا تو رسولؐ اپنی دامادی مین انکو قبول نہ کرتے۔
(۲) حضرت عثمانؓ مکہ کے مالدارون مین سے تھے۔ انکے قبل صرف دُو تین آدمی
ایمان لاچکے تھے۔ دین آبائی چھوڑ کر ابتدائی حالت مین اسلام کا ساتھ دینا کوئی
معمولی بات نہ تھی۔
(۳) انکی عبادت مشہور ہی رات رات بھر یہ نماز مین کھڑے رہتے تھے اور برسون
روزے پر روزہ رہتے تھے۔
(۴) جیش عسرہ کا کل سامان عثمانؓ نے اپنے روپے سے کیا۔ جب مسلمان مدینہ
مین آئے تو پانی پینے کے واسطے کوئی کنوان نہ تھا۔ ایک یہودی کا کنوان تھا جسکا
پانی وہ بہت گران قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ مسلمانون کی ابتدائی حالت پانی کی
خریداری کے لایق ہرگز نہ تھی آپ نے وہ کنوان ۳۵ ہزار درم پر خرید کرکے وقف

کردیا۔ مسجد نبوی کی وسعت کے لیے عثمان ہی کے روپیے سے زمین خریدی گئی۔

(۵) آپ نے حبشہ کی ہجرت گوارا کی۔ اور پھر مدینہ کی ہجرت قبول کی۔ باوجود تمول کے صرف اسلام کی محبت مین آپ نے دو دفعہ جلاوطنی اختیار کی اور اسلیے ذو الہجرتین کہلائے۔

(۶) آپ کے مزاج مین انکسار اتنا تھا کہ ایام خلافت مین کبھی کبھی مسجد مین آکر سو رہتے تھے۔ مجلس خلافت مین لوگون کو اچھے اچھے کھانے کھلواتے تھے اور خود روٹی اور سرکہ پر قناعت کرتے تھے۔ ایام خلافت مین بھی اپنے غلام کو خچر پر اپنا ردیف کرتے تھے۔

علاوہ مفصلہ بالا امور کے بہت سی حدیثین عثمان رض کی شان مین ہین اور چند آیت قرآنی کی شان نزول مین بھی انھین کا نام لیا جاتا ہی لیکن اس حدیث و قرآن کے معاملہ مین مسلمانون کے تمام فرقے متفق نہین ہین اور نہ اس کتاب مین ان باتون کا زیادہ تر لکھنا مرکوز خاطر ہی۔

حضرت عثمان رض خود اپنے منھ سے کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ دس فضیلتین مجھ میں ذخیرہ آخرت ہین۔ (۱) مسلمان ہونے مین باعتبار ترتیب کے میرا چوتھا نمبر ہی (۲) مین نے کبھی اظہار تمول نہین کیا (۳) مین کبھی جھوٹ نہین بولا۔ (۴) جس ہاتھ سے مین نے دست رسول سے مبایعت کی پھر اُسکو شرمگاہ پر کبھی نہین رکھا (۵) اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی ہفتہ مین نے غلام آزاد کرنے سے نہین چھوڑا۔ ناغہ جب ہوا کہ میرے ملک مین کوئی غلام نہ تھا (۶) مین نے اپنی عمر مین کبھی زنا نہین کیا (۷) اسلام کے پہلے بھی مین نے شراب نہین پی

کتابوں مین صرف یہی باتین مذکور ہین۔ لیکن مسجد نبوی مین اضافہ کرنا۔ مدینہ مین کنوئین کا خرید کرکے وقف کرنا اور فوج عشیرہ کا تھیہ کرنا شمار کیا جائے تو دسون باتین پوری ہوجاتی ہین۔

عبد بن عمرؓ دعوی قصاص

قاتل عمرؓ نے خودکشی کرلی اور اسلیے اُسے سزا دینے کی ضرورت نہین ہوئی اسکے بعد عبد اللہ ابن عمرؓ نے چار شخصون کو اس گمان سے قتل کیا کہ وہ شریک سازش تھے۔ عبد اللہ کا یہ فعل بظاہر بیجا تھا اگر عمرؓ زندہ ہوتے تو شاید قتل عبید اللہ مین وہ تامل نہ کرتے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین پہلا معاملہ یہی پیش ہوا کہ عبد اللہ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ عبد اللہ پر جرم ثابت تھا ہی اگر اُنکے قتل کا حکم امیر المومنین صادر کرتے تو شاید کچھ غوغا نہ ہوتا۔ لوگون سے مشورہ کرنا ہی غضب ہوگیا۔ رائین مختلف ہوئین۔ کسی نے عبد اللہ کو کشتنی تجویز کیا اور بعضون نے مقتولون پر جرم عاید کیا اور یہ بھی نہین سوچا کہ ایک نابالغ لڑکی اور ایک مسلمان بھی مقتولون مین شامل تھا۔ بحث اتنی بڑھی کہ گفتگو اعتدال سے بڑھ چلی۔ عمر عاص نے یہ راے پیش کی کہ یہ واقعہ خلافت عثمانؓ سے پہلے کا ہے۔ حضرت عثمانؓ کو خواہ مخواہ دخل دینا فرض نہین ہے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ سُنکر کارروائی روک دی۔ ممکن ہے کہ اُسوقت کا سکوت باقتضاے حکمت عملی مناسب تھا لیکن اس سے لوگون کو یہ پتہ چل گیا کہ آیندہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا کیا رنگ رہے گا لیکن عبد اللہ بن عمر کو بالکل بُرا بھی نہ سمجھنا چاہیے۔ عثمان بن عفان کے بعد جو فساد برپا ہوئے اُنمین انکا شریک نہ ہونا بڑی وقعت انکی پیدا کرتا ہے۔ انکی مغلوب الغیظی پر بھی نظر ڈالنا چاہیے یہ اُس باپ کے بیٹے تھے جس نے محمد رسول اللہ کی وفات پر تلوار نیام سے کھینچ لی

تھی کہ جو محمدؐ کا نام منھ سے کہے گا اسکا سر اڑا دیا جائیگا - مغلوب الغیظی کبھی کبھی جنون
دوری کی حد تک بھی پہونچ جاتی ہی اور انسان بالکل مجبور ہو جاتا ہی -

ہمدان - رے اور اسکندریہ کی بغاوتین

خلیفہ دوم کی وفات سے چھ مہینے کے بعد اہل ہمدان نے نقض عہد کر کے
بغاوت اختیار کی - اہل رے نے بھی انکا تتبع کیا - مغیرہ بن شعبہ - ابو موسیٰ اشعری
براء بن عازب اور قرظہ بن کعب کی کوشش سے یہ ممالک خلیفہ سیوم کے وقت مین
پھر مسلمانون کے قبضہ مین آگئے - اسکندریہ والون نے بھی کچھ سر اٹھایا تھا - لیکن وہ
فوراً دبا دیے گئے -

ولید بن عقبہ کا تقرر

عبد اللہ بن مسعود عامل بیت المال کوفہ سے اور سعد سے کچھ رنج بڑھا -
خلیفہ سیوم نے یہ سنکر سعد کو برطرف کر دیا اور انکی جگہ پر اپنے رضاعی بھائی ولید
بن عقبہ عامل جزیرہ کو مقرر کر دیا - ولید ایک مرد فاسق و فاجر تھا اور سعد نہایت
شجاع - کریم اور زاہد تھے - کوفیون کو یہ انقلاب بہت ناپسند ہوا - شروع مین تو
ولید نے اپنے کو بہت سنبھالا - لیکن اخیر مین جب اسکے خصایل ظاہر ہوئے تو
بدمزگیان پیدا ہوئین - اور سعد خلیفہ دوم کے وقت مین حکومت کوفہ سے معزول
ہو چکے تھے - خلیفہ دوم کے مرتے دم کوفہ مین مغیرہ حاکم تھا پھر حضرت عثمانؓ کے
وقت مین سعد کا معزول ہونا ایک مبے جوڑ بات معلوم ہوتی ہی - اور اسلیے یہ فرض
کرنا پڑتا ہی کہ شروع خلافت سیوم مین سعد مقرر ہوئے اور آیندہ چل کر پھر معزول
کیے گئے -

آذربائیجان اور آرمینیا کی فتح

ولید نے عتبہ بن فرقد کو امارت آذربائیجان سے معزول کیا اور اسلیے
وہان فتنہ اور فساد شروع ہوا - ولید خود مفسدون کی سرکوبی کو روانہ ہوا اسکے

اسکے پہونچنے پر آذربائیجان میں پھر مسلمانوں کا تسلط جما اور ملک آرمینیا صلح سے فتح کیا گیا۔ اسی زمانہ میں سلمان بن ربیعہ کو ولید نے معاویہ کی مدد کے لیے شام کی طرف بھیجا اور معاویہ نے بہت سے شہر روم کے فتح کیے۔

بلاد روم کی فتوحات

بعض مورخون نے لکھا ہی کہ آرمینیا کی فتح کو پہلے معاویہ حاکم شام کی طرف سے حبیب روانہ ہوئے تھے۔ اور خلیفہ سوم کے حکم سے سلمان کو ولید نے کوفی فوج کے ساتھ مدد کو روانہ کیا تھا۔ حبیب کے لشکر نے فتح پائی ہی تھی کہ سلمان پہونچا۔ سلمان نے مال غنیمت میں حصہ مانگا۔ حبیب نے انکار کیا طرفین سے تلوار چلی اور کچھ لوگ ضایع بھی ہوگئے۔ مسلمانوں میں باہم تلوار چلنے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اخیر میں دونوں سرداروں نے سمجھ بوجھ کر خلیفہ سے استصواب کیا اور اُنھوں نے دونوں فوجوں کو حصہ دینا تجویز کیا۔ شامیوں اور کوفیوں میں اسی وقت عداوت کی بنیاد پڑی جسکے نتایج آگے بیان کیے جائینگے ایسا ہی ایک واقعہ خلیفہ دوم کے وقت میں بھی پیش آیا تھا اور یہی فیصلہ اُنھوں نے بھی صادر کیا تھا۔ لیکن واقعات میں اتنا فرق ہوا کہ ابکے تلوار چلنے کے بعد خلیفہ سے استصواب کی ضرورت معلوم ہوئی۔ اور پہلے یہ سمجھا گیا تھا کہ بلا اجازت حضرت عمرؓ کے کوئی فعل کرنا ہی نہایت بُرا ہی۔ یہاں لکھنا بے موقع نہیں ہی کہ خلیفہ دوم صرف بادشاہ نہ تھے بلکہ فوج کی سپہ سالاری بھی کرتے تھے۔ مدینہ ہی سے بیٹھے بیٹھے وہ یہ لکھا کرتے تھے کہ جنگ میں آگے کون رہے اور پیچھے کون رہے داہنی طرف کس کی نگرانی رہے اور بائیں طرف کون کھڑا ہو۔ بعض بعض لڑائیاں انکے حکم سے اس طرح ہوئیں گویا شطرنج کی بازی بچھی ہی اور غائب کھیلنے والا مدینہ سے

حبیب اور سلمان کی جنگ

بیٹھا ہوا مہر دن کے بڑھنے کی چالیں بتا رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بھی فتوحات ہوئے لیکن اکثر اہل الرائے متفق ہیں کہ حضرت عمرؓ کے بعد جو کچھ ہوا وہ زیادہ تر حضرت عمرؓ ہی کی باندھی ہوئی دھاک کے ذریعہ سے ہوا۔

عبداللہ بن سعد

اسی سال میں عمر عاص نے عبداللہ ابن سعد کو فوج مصر کے ساتھ ممالک افریقیہ کے فتح کرنے کو بھیجا۔ دور تک جا کر وہ بے نیل و مرام لیکن صحیح اور سالم واپس آئے۔

وسعت مسجد حرام

۲۶ھ میں حضرت عثمان نے مکہ کی مسجد حرام کو کسی قدر اور وسعت دی اور

گازروم اور قلعہ بجرہ کی فتح

اسی سال عثمان بن ابلاس نے شہر گازروم اور قلعہ بجرہ کو سلطنت اسلامی میں شامل کیا۔ اسی سال عبداللہ بن سعد خراج مصر کے عامل مقرر کیے گئے اور فوجی امارت بدستور عمر ابن عاص کے متعلق رہی۔ اِن فوجی اور ملکی حاکموں میں بے لطفیاں ہوتی رہیں جنکا نتیجہ ہوا کہ عمر عاص بالکل برطرف کیے گئے اور عبداللہ ابن سعد کو مصر اور اسکندریہ میں پورے اختیارات دیے گئے۔ عمر عاص نے مدینہ میں آکر

عمر عاص کی معزولی اور امیر المؤمنین سے رنجش

رہنا اختیار کیا اور خلیفہ سیوم سے خلش پیدا ہوئی۔ خلیفہ سیوم کے حلم نے عمر عاص کو زیادہ تیز کیا۔ عمر عاص نے خلیفہ کی بہن کو اپنی زوجیت سے الگ کر دیا (طلاق دیدی) اور کھلم کھلا رنجش کا اظہار کرنے لگے۔

افریقیہ پر چڑھائی

اسی سال خلیفہ سیوم نے عبداللہ ابن سعد کو پھر افریقیہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور عبداللہ ابن نافع انکی مدد کو بھیجے گئے۔ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر بھی اس فوج میں ساتھ تھے۔ پہلے شہر طرابلس پر مسلمانوں نے حملہ کیا پھر

طرابلس فتح ہوا

افریقیہ میں داخل ہوئے اور مختلف مقامات سے لڑائی شروع کر دی۔

افریقیہ

جغرافیہ حال مین افریقیہ اس براعظم غربی کا نام ہی جسمین حبشہ (ابی سینیا) مصر مراکو سوڈان وغیرہ بہت سے ممالک شامل ہین۔ لیکن ملک افریقیہ سے مسلمان مورخون نے اسکندریہ سے پچھم جانب جو حصہ ملک واقع ہی وہی مراد لیا ہی۔ جغرافیہ مین طرابلس کا پتہ نہین لگتا۔ ٹریپولی ایک شہر ساحل بحر پر واقع ہی کیا عجب ہی کہ اسی کو طرابلس لکھا ہی ملک افریقیہ مین برائے نام قیصر روم کی بادشاہت تھی۔ جرجیر نام وہان کے عیسائی حاکم کو خود مختار حکمران سمجھنا چاہیے۔ جرجیر نے بڑی ہمت سے مقابلہ کیا۔ چالیس روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اخیر مین عبداللہ ابن زبیر بھی مدینہ سے فوج لیکر پہونچے

قتل جرجیر اور فتح افریقیہ

عبداللہ ابن زبیر نے اس لڑائی مین بڑا کام کیا۔ اُنھون نے دیکھا کہ عبداللہ ابن سعد فوج سے دور دور رہتے ہین اور وجہ یہ معلوم ہوئی کہ جرجیر نے عبداللہ ابن سعد کے قاتل کو اپنی بیٹی دینے کا وعدہ کیا ہی جسے سنکر عبداللہ بن سعد متخوف رہتے ہین عبداللہ ابن زبیر کی صلاح سے مسلمانون نے بھی مشہور کیا کہ جرجیر کے مارنے والے کو جرجیر کی لڑکی انعام مین دیجائیگی اور لاکھ دینار شرح غنیمت سے ملین گے اب جرجیر کے قتل کے لیے مسلمان مستعد ہوئے اور جرجیر نے اپنی فوج سے علیحدگی اختیار کی۔ عاقبۃ الامر جرجیر عبداللہ ابن زبیر ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اور جرجیر کی لڑکی عبداللہ ابن زبیر ہی کو دیگئی۔

مروان کیساتھ رعایت

مشہور ہی کہ جو خمس افریقیہ کی غنیمت کا مدینہ مین آیا اُسے مروان ابن حکم نے پانچ لاکھ پر خرید کیا۔ قیمت لیتے وقت ایک لاکھ خلیفہ سیوم نے چھوڑ دیا اسپر اہل مدینہ بہت بھنائے۔ مروان کو خلیفہ سیوم سے کیا تعلق تھا اسکا ذکر آگے آئیگا۔

عبداللہ بن نافع حاکم افریقیہ

ایک سال تین مہینہ تک عبداللہ ابن سعد افریقیہ مین مقیم رہے اور اُسکے

بعد امیر المومنین کے حکم سے افریقیہ کی حکومت عبد اللہ ابن نافع کو سپرد کرکے مدینہ کو پھر آئے۔

۲۷ھ مین عبد اللہ ابن نافع کچھ اور بھی بڑھے اور اندلس پر بھی قبضہ کرلیا خلیفہ سیوم کے وقت مین افریقیہ ہی ایک ایسا مقام تھا جسکی غنیمت مدینہ مین زیادہ تر آئی۔ اندلس سے غالباً مغرب اقصیٰ مراد ہے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ اسپین بھی مسلمانوں کے قبضہ مین اگرچہ اندلس مشہور ہوا

جزیرہ سائپرس کی فتح

۲۸ھ مین جزیرہ قبرس پر جسکو انگریزی مین سائپرس کہتے ہین معاویہ نے چڑھائی کی اور شاید یہ مسلمانون کی پہلی بحری لڑائی تھی۔ جزیرہ قبرس مصالحت سے فتح ہوا اور اہل جزیرہ سے ایک سالانہ رقم خراج کی مقرر کرالی گئی۔ جزیرہ رودس بھی اسی سلسلہ مین فتح ہوا۔

جزیرہ رودس

عبد اللہ بن عامر حاکم بصرہ

۲۹ھ مین ابو موسیٰ اشعری اہل بصرہ کی شکایت پر معزول کیا گیا اور اسکی جگہ پر عبد اللہ ابن عامر امیر المومنین کا خالہ زاد بھائی مقرر کیا گیا۔ اسی سال اہل فارس نے عبد اللہ ابن معمر کو قتل کرکے بغاوت اختیار کی تھی جسکو عبد اللہ ابن عامر نے جاکر فرو کیا اور اسی سلسلہ مین قلعہ اصطخر اور جور جس سے غالباً فیروز آباد۔ شیراز مراد ہے ہاتھ آیا۔

قلعہ اصطخر اور جور کی فتوحات

حج

اسی سال کے حج مین حضرت عثمانؓ نے بمقام منا خیمہ نصب کروایا۔ عرب اسے بدعت سمجھے کیونکہ رسولؐ خدا اور انکے بعد دونون خلیفون کے وقت مین ایسا کبھی نہین ہوا تھا۔ اسی سفر مین حضرت عثمانؓ نے ایک بیوہ عورت کو الزام زنا مین رجم کا حکم محض اس ثبوت پر دیا کہ شوہر کے مرنے سے چھ مہینے پر اسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ لیکن اسکے بعد ہی حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے سمجھانے پر انھون نے

غلطی اجتہاد

تسلیم کیا کہ حمل کی اکثر مدت دو برس اور اقل مدت چھ مہینہ خود قرآن سے مستنبط ہو سکتی ہے لیکن افسوس کہ فیصلہ کی نظر ثانی رجم ہو چکنے کے بعد عمل مین آئی۔

ولید کی معزولی

اب ولید ابن عقبہ کی شراب خواری بہت بڑھ گئی تھی لوگون نے امیر المومنین کے پاس اطلاع کی۔ امیر المومنین نے تسامحہ اور مساہلہ کو راہ دیا تو لوگون نے طعن شروع کی۔ آخر مین ولید حکومت کوفہ سے معزول کر کے طلب کیا گیا۔ چالیس کوڑے اسپر لگائے گئے اور کوفہ کی حکومت سعد ابن ایلاس کے سپرد ہوئی۔

سعد ابن ایلاس حاکم کوفہ

اسی سال سعد ابن ایلاس نے طبرستان کی طرف فوجکشی کی اور اُنکے ساتھ حضرت علیؓ کے دونون بیٹے حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ۔ عبداللہ ابن عباس۔ عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن زبیر۔ عبداللہ ابن عمر۔ عمر ابن عاص اور حذیفہ بن الیمان وغیرہ بہت سے صحابہ تھے اور جرجان مصالحت سے فتح کیا گیا۔

طبرستان اور جرجان کی فتوحات

اسی سال معاویہ ابن ابی سفیان اور ابوذر غفاری مین ایک شرعی مسئلہ پر نزاع ہوئی۔ ابوذر کو حضرت عثمانؓ نے شام سے طلب کر لیا اور پھر اُسے حکم دیا کہ مدینہ سے وہ نکل کر نواحی مدینہ مین کسی جگہ سکونت اختیار کرے۔ اسی سال رسول اللہ کی مُہر جس سے اب تک مُلکی کاغذات پر مُہرین ہوتی تھین گم ہو گئی اور اتفاق سے مُہر کا گم ہونا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے لیے فتنہ اور فساد کے دروازے کھل گئے۔

۳۱ھ مین اہل خراسان نے نقض عہد کیا انکی گوشمالی کو لوگ روانہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ سجستان اور کرمان مین بھی بغاوت ہے۔ ان مقامات کی بغاوتین رفع ہوئین اور بہت سے نئے شہر اسی سلسلہ مین مسلمانون کے قبضہ مین آئے منجملہ انکے ایک مقام

نیشاپور بلخ وغیرہ کی فتوحات

مشہور نیشاپور بھی تھا بلخ طخارستان اور جوزجان۔ طالقان بھی مسلمانون کے قبضہ مین آئے۔ ان فتوحات کی شکرگزاری مین عبداللہ ابن عامر نے زیارت مکہ کا قصد کیا اور نیشاپور ہی سے احرام باندھا۔

سنہ ۳۱ھ سنہ ۶۵۱ع

اب ۳۱ھ (۶۵۱ع) مین مسلمانون کے مفتوح ملکونکی حد شمالی و شرقی دریاے جیحون تک تھی۔ دریا پار کے ٹکڑے کا نام ماوراءالنہر (دریا پار) اُسی وقت سے مشہور ہوا۔ اس طرح بلخ اور ہندوکش کے سلسلے کے تمام شمالی حصے ممالک مفتوحہ مین داخل ہوگئے اور حد شرقی وہ ناہموار ٹکڑہ قرار پایا جو ہندوکش کے سلسلے سے سمندر تک شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا۔

یزدجرد کا خاتمہ

یزدجرد نے بیس سال سلطنت کرکے اب وفات پائی۔ چار سال اسکے عیش مین اور سولہ سال مصیبت مین کٹے تھے۔ اُسکے نوکر نے خاقان چین سے اُسکو چینی فوج سے گھروا دیا تھا وہ بیچارہ کوٹھے سے کود کر کسی غریب کے مکان مین چھپا جہان لالچیون نے بدن کے کپڑون کی طمع سے اُسکو ہلاک کیا۔ یزدجرد کے مرنے پر مسلمانون کا تسلط خراسان مین مستحکم ہوگیا۔ اور بعض مورخون نے لکھا ہے کہ خراسان کی بغاوت دیکھ کر یزدجرد مقابلہ مین آیا اور مسلمانون کے ہاتھ سے دریاے جیحون (آکسس) کے قریب مارا گیا۔

اسی سال ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے مصر۔ اسکندریہ۔ اندلس (رفیض) اور افریقہ کو مسلمانون سے چھین لینے کے قصد سے بحر کی طرف سے چڑھائی کی۔ عبداللہ ابن سعد کشتی مین بیٹھکر آگے بڑھے۔ دریا کے اندر فریقین مین مقابلہ ہوا۔ پہلے تو

مسلمانون سے بحری لڑائی

مسلمان بہت گھبرائے۔ ایک تو بحری لڑائی جس سے مسلمان کم واقف تھے اور اسپر طرہ یہ کہ دشمن بڑے سامان سے آئے تھے اور یہان بے سروسامانی تھی۔

بالآخر کشتی سے کشتی ملاکر مسلمانون نے تلوارین مارین اور مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی قسطنطین نے ہزیمت اُٹھاکر مراجعت اختیار کی۔ اسی لڑائی مین محمد ابن ابوبکر اور عبداللہ ابن سعد مین کچھ بے لطفی پیدا ہوئی اور بات اتنی بڑھی کہ ابن سعد کے سامنے خلیفہ سیوم کی شان مین بھی بے ادبی کی باتین محمد کے مُنھ سے نکل گئین۔ محمد نے بہت سی باتین خلیفہ سیوم کی سنت نبوی اور سیرت شیخین کے خلاف ثابت کین۔ عبداللہ بن سعد نے یہ باتین سُنکر بہت بُرا مانا اور محمد کو مع اُنکے ساتھیون کے کشتی سے نکلوادیا۔

عبداللہ ابن سعد اور محمد کا جھگڑا

سنہ ۳۲ھ مین عبدالرحمن ابن ربیعہ نے کالنجر کا محاصرہ کیا اور وہین وہ شہید ہوا۔ جیلان اور جرجان مین بھی بغاوت کے آثار ظاہر ہوگئے۔ اور عبداللہ ابن عامر کے مکہ چلے آنے سے قارن ایک عجمی شخص نے خراسان مین خروج کیا اور اُسی کی دیکھا دیکھی طبسین۔ ہرات۔ بادغیس اور قہستان وغیرہ مین بھی غیر قومون نے خروج کرکے نیشاپور پر چڑھائی کی۔ قیس ابن ہشم نیشاپور سے بھاگ کر عبداللہ ابن عامر کے پاس خبر دینے چلا۔ عبداللہ ابن حازم بموجب وصیت عبداللہ ابن عامر کے قارن کے مقابلہ کو بڑھا۔ قارن مع بہت سے ساتھیون کے ہلاک ہوا۔ حازم نے اس فتح کی خبر مع خمس غنیمت کے مدینہ روانہ کی اور اُسی وقت سے عبداللہ ابن حازم حاکم خراسان مقرر ہوا۔ بلخ۔ جوزجان۔ طالقان۔ جبال غور اور گرجستان کی قومون نے بھی جابجا بغاوت کے جھنڈے بلند کیے۔ لیکن اخیر مین احنف بن قیس کی کوششون سے وہ سب ذلیل وخوار ہوئے۔

خراسان مین پورا تسلط

سنہ ہجری کا تینتسوان سال شروع ہوا اور مسلمانون کی ترقی ذرا رُکی

مسلمانون مین نفاق

اس تنتیس ۳۲ برس مین مسلمانون کے جو کارنامے ہین وہ صفحہ دنیا پر اپنا نظیر نہین رکھتے ۳۳ برس پہلے مسلمانون کی وہ حالت یاد کرو کہ مسلمانون کے پیشوا آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کے لیے مکہ مین ایک گز زمین کا ملنا دشوار تھا اور اُنکے اصحاب کی یہ بے سروسامانی تھی کہ اپنے گھرون مین رہنے نہ پاتے تھے اپنے بیگانے بھی دشمن تھے - مدینہ مین جانے کے بعد پانی پینے کو کنوان ملتا نہ تھا حضرت عثمانؓ آدھا کنوان نہ خریدتے تو مسلمان پانی نہ ملنے سے زندہ نہ رہ سکتے اور اب وہی مسلمان تھے کہ ۳۲ سال کے اخیر تک دنیا کے اکثر زرخیز حصے اُنکے قبضے مین تھے - جنوب مین یمن اور مغرب مین ساحل افریقہ تک پھیل چکے تھے شمال مین قسطنطنیہ کے قریب تک اور مشرق مین سرحد ہندوستان تک انکی حکومت تھی - اسکے پہلے رومیون کی سلطنت بہت بڑھی لیکن یہ اقتدار انکو بھی حاصل نہ ہوا کہ ایرانیون کی سلطنت کو وہ اپنے مین شامل کر لیتے - مسلمانون کی یہ کمال ترقی تھی کہ رومیون اور ایرانیون کی سلطنتین بھی عرب مین شامل کر لی گئین - مسلمانون نے پھر اس سے بھی زیادہ ترقی کی لیکن یہ بات کہ ایک بادشاہ کل اسلامی مقبوضات پر حکمران ہو نصیب نہ ہوئی - عرصہ تک ایسا بھی رہا کہ ایک ہی بادشاہ کی عام حکمرانی تھی - لیکن اُس بادشاہ کو مسلمانون کا بادشاہ کہنا صرف دنیوی امور سے تھا - یلطف کہ محمد رسول اللہ کا قایم مقام تمام دینی اور دنیاوی امور مین مسلمانان روے زمین کا سردار ہو اور یکسان حکم تمام مسلمانون کے لیے نافذ ہو اور عام مسلمانون کے دل مسخر ہون بتیسوین ۳۲ سال کے ختم ہونے پر ختم ہو گیا - انتظام عالم اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ تمام بنی نوع انسانی ایک دل ہو کر بسر کرین ۳۲ھ تک خدا کو اپنا نمونہ قدرت

ممالک مفتوحہ

دکھانا تھا جو اُسنے دِکھادیا اور اسکے بعد وہی اختلاف شروع ہوا جو ابتداے عالم سے چلا آتا ہی اور انتہاے عالم تک چلا جائیگا

حضرت عثمانؓ کے طرز عمل پر بحث

سنہ ۳۳ھ کے ساتھ جو اختلاف مسلمانون کا ظاہر ہونے لگا وہ عثمان ابن عفان کی سوء تدبیری کی طرف منسوب کیا جائے یا سوء اتفاق زمانہ کی طرف اسکی نسبت کی جائے۔ بہر حال اسکی ابتدا یون ہوئی کہ مالک ابن حارث مشہور مالک اشتر مع چند سردارون کے کوفے مین عثمان ابن عفان کی سوء تدابیر کا تذکرہ علانیہ کرنے لگا ان لوگون کے اعتراضات بیجا نہ تھے لیکن حضرت عثمانؓ کو پولیٹیکل امور پر نظر کرکے یا تو اُنکے اعتراضات کا رفع کرنا تھا یا سختی سے اُنکو دبانا تھا۔ سعید ابن عاص کی تحریر پر خلیفہ سیوم نے بس اتنا ہی کیا کہ اُن لوگون کو کوفہ سے دمشق مین بھیجدیا اور معاویہ کو لکھا کہ ان لوگون کو سمجھاؤ۔ جب معاویہ کا سمجھانا کارگر نہوا تو حمص مین عبد الرحمن بن خالد کے پاس بھیجدیا۔ عبد الرحمن نے انکے ساتھ سخت برتاؤ کیے لیکن اسکا کچھ عمدہ نتیجہ نہوا۔ اور وہ لوگ خود حمص سے کوفہ مین چلے آئے یہ وہ زمانہ تھا کہ سعید کوفہ سے حضرت عثمانؓ کے پاس چلا آیا۔ جب یہ پھر واپس چلا تو راستہ مین معلوم ہوا کہ مالک اشتر بر سر فساد ہی اور وہین سے پھر مدینہ چلا آیا۔ حضرت عثمانؓ نے کچھ سوچ سمجھ کر ابو موسی اشعری کو پھر کوفہ مین تعنات کیا۔ ابو موسی کے ساتھ وہان کے باشندے بڑی اطاعت سے پیش آئے اور کہا کہ عثمانؓ کی اطاعت سے ہمین گریز نہین اور نہ تمھاری حکومت مین کچھ عذر ہی سعید کی حکومت ہم پر بار تھی اور بہتر ہوا کہ وہ اُٹھا دیا گئی۔ خلیفہ سیوم کو کوفہ کی طرف سے اطمینان ہوا لیکن اسکے سوا اور بھی بہت سے فتنے تھے جنکے رفع کرنے مین حضرت عثمانؓ کو کامیابی نہوئی۔

عثمانؓ کے طرز عمل پر بحث

۳۴ھ مین بعض صحابہ رسولؐ نے مدینہ مین آکر حضرت عثمانؓ کے طرز عمل پر نکتہ چینیان شروع کین اور اُنکی رائین یہ قرار پائین کہ حضرت علیؓ مرتضی سے جاکر شکایت کی جائے اور اُنکے ذریعہ سے حضرت عثمانؓ سمجھائے جائین۔ یہان تک اُن لوگون کی سراسر نیک نیتی تھی۔ حضرت علیؓ نے جاکر حضرت عثمان کو سمجھایا کہ "تم پر نکتہ چینیان کرنے والے اگر تمھارے دوست ہین تو نصیحت دوستانہ پر عمل کرو۔ اگر تم اُنکو دشمن سمجھتے ہو جب بھی کچھ کرو۔ اُنکو جھوٹا ثابت کرو۔ یا یہ کوشش کرو کہ دشمنون کو زبان ہلانے کا موقع نہ ملے" اسکے علاوہ بہت سی باتین مناسب حال نصیحت کے پیرایہ مین حضرت علیؓ نے بیان کین۔ حضرت عثمانؓ کے جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی باتین اُنکو پسند نہ آئین۔ اُنھون نے کہا کہ "علی اگر تم خلیفہ ہوتے اور اقارب کے ساتھ احسان کرتے تو مین بُرا نہ مانتا۔ مغیرہ بن شعبہ کی خصلتین اچھی نہ تھین اور عمر نے اسکو بصرہ کی ولایت عطا کی تھی پھر کوفے کا بھی اُسے والی کیا اور کسی کی مجال نہ ہوئی کہ زبان کھولے۔ پھر عبداللہ ابن عامر وغیرہ کو مین نے صلہ رحم کے اعتبار سے جگہین دین تو کیا بُرا کیا" حضرت علیؓ نے جواب مین کہا "یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر نے بعض ایسون کو حاکم اور امیر مقرر کیا جنسے اچھے موجود تھے لیکن اسکے ساتھ وہ ڈانٹ ڈپٹ ایسی رکھتے تھے کہ اُن لوگون کو اعتدال سے متجاوز ہونے کی ہمتین نہ ہوتی تھین۔ جب کوئی بات اُنکے کان مین پڑتی تھی وہ فوراً ہی تحقیقات شروع کردیتے تھے اور جُرم ثابت ہونے پر سخت سزائین دیتے تھے۔ تم اسکے برعکس تحقیقات کرنے سے جی چُراتے ہو اور سزائین دینے سے بھاگتے ہو" حضرت عثمان نے کہا "اچھا معاویہ تو عمر کے وقت سے حاکم شام ہے۔ پھر اسبارے مین لوگ مجھپر کیا الزام رکھتے ہین" حضرت علیؓ نے

کہا کہ "حضرت عمرؓ کے وقت مین معاویہ دبتا تھا اور اب وہ تم سے دبتا نہین کتنی باتین اپنے جی سے کرگزرتا ہی اور نام تمھارا لیتا ہی۔ تم سنتے ہو اور کچھ نہین بولتے"
حضرت عثمانؓ نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت علیؓ اُٹھ کر اپنے گھر چلے آئے اسکے بعد حضرت عثمانؓ نے جاکر مسجد مین خطبہ پڑھا جسکو دوسرے لفظون مین یہ کہہ سکتے ہین کہ دربار عام مین اسپیچ دی۔ جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ سے لوگ دبتے تھے اور اُنکی سختیون کو برداشت کرتے تھے۔ مین نے تم لوگون پر نرمی کی میرے تحمل کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگ مجھے گستاخیان کرنے لگے۔ بتاؤ توسہی مین نے تمھارا کیا بگاڑا تمھارے بیت المال سے مین نے کبھی ایک دانہ نہین لیا اور ابوبکرؓ مع اپنے اہل وعیال کے بیت المال سے بسر اوقات کرتے تھے۔ اگر تم یہ کہو کہ مین اپنے اعزہ کو زیادہ دیتا ہون تو کیا سلطان وقت کو بیت المال پر اتنا بھی اختیار نہین ؟۔ ان باتون سے تم لوگ مجھے رنجیدہ نہ کرو۔

مروان کا تذکرہ

مروان حضرت عثمانؓ کا چچیرہ بھائی تھا اور بڑا مفسد تھا۔ رسول خدا نے اسکے باپ کو مع اسکے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔ خلیفہ اول اور دوم کے وقت مین بھی یہ آنے نہ پایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے ایک یہ بھی غلطی کی تھی کہ اپنے عہد خلافت مین اُسے بلا بھیجا اور اسے اپنا عقل کل بنایا صحابہ کبار کو حضرت عثمانؓ سے ایک یہ بھی شکایت تھی۔ حضرت عثمان سے جتنے افعال لائق اعتراض صادر ہوئے وہ اکثر مروان ہی کی تحریک پر مبنی تھے۔ اس موقع پر مروان نے زہر اوگلنا موقوف نہین کیا حضرت عثمانؓ کے خطبہ ختم ہونے پر مروان کھڑا ہو گیا۔ اور حضار سے نہایت سختی سے باتین کین۔ گو حضرت عثمانؓ نے اُسے ڈانٹ کر بٹھا دیا لیکن لوگون کے دلون کی حالت

مروان کی تقریر سے کچھ اور ہی رنگتین بگڑ گئین۔

عبداللہ ابن سبا مخالف عثمانؓ

اسی سال عبداللہ ابن سبا نے حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ یہ صنعا، یمن کا رہنے والا تھا اور حضرت عثمان ہی کے وقت مین مسلمان ہوا تھا۔ کسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اسکے دل مین خلش پیدا ہوئی یہ ایک قابل شخص تھا اور اپنے مذہب کا متعصب عالم تھا۔ اسکا مسلمان ہونا غالباً ایک منافقانہ فعل تھا۔ حضرت عثمانؓ سے یہ دل مین کدورت لیکر یمن سے حجاز۔ پھر وہان سے بصرہ۔ پھر کوفہ پہونچا۔ وہان سے شام اور شام سے مصر مین داخل ہوا۔ ان تمام مقامات پر حضرت عثمانؓ کے خلاف تقریرین کر کے وہ لوگون کو ابھارتا گیا۔ مصر کے لوگ عبداللہ بن سعد سے بہت آزردہ تھے۔ عبداللہ ابن سعد کی شکایت حضرت عثمان نہ سنتے تھے اسلیے حضرت عثمانؓ سے بھی وہ لوگ کشیدہ خاطر تھے۔ مصر مین ابن سبا کا خوب رنگ جما۔ باہم خط و کتابت ہوکر یہ قرار پایا کہ مصر۔ کوفہ اور بصرہ سے لوگ مدینہ مین آئین اور خلیفۂ سوم سے مقابلہ کرین۔

مخالفون کا مدینہ مین آنا

یہ لوگ ایک خاص وقت مین مدینہ پہونچ گئے اور حج کا ارادہ ظاہر کیا تاکہ کہین سے شبہ نہ پیدا ہو۔ یہ تینون جماعتین حضرت عثمانؓ کے معزول کرنے مین تو متفق تھین۔ لیکن خلیفۂ چہارم کون ہو۔ اس امر مین مصریون کی خواہش حضرت علیؓ کو چاہتی تھی۔ اہل بصرہ طلحہ کی طرف جھکتے تھے۔ کوفی زبیر کے خواہان تھے ان تینون گروہون کے سردار اپنے اپنے مطلوب یعنی علی۔ طلحہ اور زبیر کے پاس چھپ چھپ کر آئے۔ لیکن ان تینون نے اُن لوگون کو اس بیجا ارادے

سے منع کیا۔

عثمانؓ کی تشویش

حضرت عثمانؓ یہ حال سنکر بوقت شب حضرت علیؓ کے پاس آ گئے اُن سے اعانت چاہی اور کہا کہ ان دشمنون کو کسی طرح پھیرنا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کس طرح۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا جس طرح مناسب ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا "اب تک تم نے میرا کہنا نہ مانا۔ مروان۔ سعید۔ معاویہ۔ عبداللہ ابن ابی سرح کے کہنے پر تم چلے اور انھین کے مشورہ نے یہ فتنہ کھڑا کیا"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "اب اُنکی رایون سے مین الگ ہوکر تمھارے کہنے پر مین چلون گا۔ حضرت علیؓ نے دوسرے دن تمام باغیون کو سمجھا بجھا کر پھیر دیا۔

اب جب حضرت عثمانؓ کی خاطر جمع ہوئی تو مروان پھر اپنی چال چلا۔ مروان نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ تم نے بالکل بدرعبی کردی۔ اب لوگ سمجھتے ہین کہ تم دب گئے حضرت عثمانؓ نے مروان کے اشارے سے ایک خطبہ پڑھا جسکا مطلب یہ تھا میرے دشمنون کو معلوم ہو کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی اسلیے پشیمان ہوکر واپس گئے۔ عمر عاص بھی اُس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ "عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو ان آدمیون کو تم نے حسن تدبیر سے ٹالا۔ وہ سب پر ظاہر ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عمر کو ڈانٹا کہ پہلے تو خود توبہ کرلے۔ مصر کی حکومت سے مین نے تجھے معزول کیا وہی رنج تیرے دل مین ہے۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم اور تائب ہو حضرت عثمانؓ نے گردن پھیری کہ بولنے والے کی صورت دیکھنے مین آ ئے کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ "عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر" لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا۔ حضرت عثمانؓ یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئے

مومن کو توبہ سے کیا باک ہوسکتا ہی۔ فوراً ہاتھ اُٹھا کر اُنھون نے کہا "اللھم انی اتوب الیک فانی اول تائب" عمر نے اسکے بعد کُھلّم کُھلّا حضرت علیؓ۔ طلحہ اور زبیر سے کہا کہ "عثمان کو خلافت سے الگ کرنا چاہیے"۔

ایک روایت یہ بھی ہو کہ حضرت علیؓ اُن دشمنون کو ہٹا کر آئے تو اُنھون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ تم مسجد نبوی مین جاکر عام طور پر اظہار کردو کہ آیندہ تمام بُرائیون کی اصلاح کی جائے گی تاکہ ہر جگہ امن قایم ہوجائے۔ ورنہ اسی طرح لوگ خروج کرکے آتے رہین گے مجھے بار بار سمجھانا پڑے گا اور ملک مین بدامنی پھیلی رہے گی۔ حضرت عثمانؓ نے ایسا ہی کیا۔ عام طور پر کہا کہ "مین انسان ہون دعوی عصمت نہین کرسکتا۔ آدمی ہی سے خطا ہوتی ہی۔ مین آیندہ اسکی تلافی بہت اچھی طرح سے کرونگا۔ اب مین گھر پر چلتا ہون تمھارے سردار مجھ سے ملاقاتین کرین مین اُنکی شکایت رفع کردونگا۔ مروان سے تم لوگ آزردہ ہو۔ مین اب اُسے مُلکی معاملات مین دخل دینے نہ دونگا" لوگ خوشی خوشی چلے کہ اب حضرت عثمانؓ کے در سے دربان اُٹھ گیا۔ آسانی سے اپنی حاجتین پیش کرینگے حضرت عثمانؓ کی خوبیون مین کیا کلام تھا۔ اپنی غلطیون پر اُنکا نادم ہونا لوگون پر بڑا اثر کرگیا۔ حاضرین زار زار رونے لگے۔ حضرت عثمانؓ بھی روتے ہوئے گھر چلے۔

اس خطبہ کے وقت مروان اور اکثر بنی امیہ غیر حاضر تھے۔ مروان نے گھر پر پہونچکر حضرت عثمانؓ سے کہا "کہیے مین بھی کچھ اسمین بولون یا نہ بولون" حضرت عثمانؓ کی بی بی نائلہ بڑی دانشمند تھی۔ مروان کی شرارتون کو خوب پہچانتی تھی۔

مروان کی شرارت

وہ بول اُٹھی کہ مروان تمکو بولنے کی ضرورت نہین ہی" وہ کچھ اس طور سے گربہ مسکین ہوکر بیٹھا کہ حضرت عثمانؓ متاثر ہو گئے اور دو ہی کلمون مین تمام خیالات حضرت عثمانؓ کے اُسنے پلیٹ دیے وہ بولا کہ" ابو طالب کا لڑکا علی آپ کو لوگون کے سامنے فضیحت کرنا چاہتا تھا اُسکا مطلب حاصل ہو چکا۔ اب بہتر یہ ہی کہ ان لوگون کو آپ اپنے یہان آنے نہ دیجیے۔ یہ آئین اور کچھ بے ادبی کرین تو اور بھی بُرا ہوگا" حضرت عثمانؓ نے کہا ہان مجھے بھی شرم آتی ہی۔ مروان کو اتنا اشارہ کافی تھا۔ اُسنے نہایت رسوائی کے ساتھ اکابر قوم کو حضرت عثمانؓ کے پاس جانے سے روکا۔ لوگ محزون اور ملول واپس گئے۔ اور حضرت علیؓ کو ماجرا سنا گئے حضرت علیؓ نے عبدالرحمن بن اسود سے کہا" دیکھا مضمون خطبہ کیا تھا اور عملدرآمد کیا ہوا۔ مین عجب کشمکش مین ہون اگر کنارے رہتا ہون تو عثمان کہتے ہین تو مدد نہین دیتا اور اگر اُنکے کام مین دخل دیتا ہون تو اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ مروان کے سامنے کسی کی چلنے نہین پاتی" حضرت علیؓ نہایت غصہ مین حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ" مروان تمھین پورے طور سے رسوا کیے بغیر نہ چھوڑے گا اور تم مروان کے حُکم سے باہر ہو گے۔ آیندہ مین تمھارے کام مین دخل نہ دونگا حضرت علیؓ کے اُٹھ جانے پر نائلہ نے حضرت عثمانؓ کو بہت نشیب وفراز سوجھایا اور حضرت علی کی باتون کو اچھا بتایا۔ حضرت عثمانؓ اسیر حضرت علیؓ کے پاس معذرت کرنے آئے لیکن پھر حضرت علیؓ کی ہمت نہ پڑی کہ حضرت عثمانؓ کے کامون مین دخل دیتے جب تک حضرت عثمانؓ زندہ رہے حضرت علیؓ الگ الگ رہے بلکہ جب فساد زیادہ بڑھا تو اُنھون نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا کہ دوست یا دشمن کوئی بھی نہ آئے۔

عثمانؓ اور طلحہ کی عداوت

حضرت طلحہ اور حضرت عثمانؓ مین کھلی کھلی رنجش ہوگئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کو یہ خیال تھا کہ حضرت طلحہ کے پاس اُنکے دشمن جمع ہوتے ہین۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے شکایت کی۔ حضرت علیؓ حضرت طلحہ کے پاس گئے دیکھا کہ اہل غوغہ جمع ہین۔ حضرت علیؓ کے پوچھنے پر حضرت طلحہ نے کہا کہ یہ لوگ میرے اختیار سے باہر ہین۔ حضرت علیؓ نے بیت المال کا خزانہ اُن لوگون پر تقسیم کیا؎ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس جمع ہوئے اور حضرت علیؓ نے اُنکو متفرق کردیا حضرت طلحہ کسی ضرورت سے حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو معذرت کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا " طلحہ تم تائب اور نادم نہین ہو جب مخذول اور مغلوب ہوئے تو کوئی چارہ نہ دیکھا۔

عثمانؓ کی سوء تدبیر

حضرت عثمانؓ ظلم سے مقتول ہوئے۔ صحابہ نے بےشبہ اُنکی مدد مین پہلوتہی کی لیکن وہ پہلوتہی کے وجوہ معقول رکھتے تھے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ابتدا مین خلافت عثمانؓ کا رنگ بہت اچھا تھا اور جب تک اُنسے لغزش نہین ہوئی کسی نے خرخگیری نہین کی۔ اسکے بعد اُنکی طبیعت کا رنگ بدلا اور اُنکی طبیعت کے ساتھ زمانہ بدل گیا۔ اپنے اقارب کے ساتھ اُنھون نے طرفداری شروع کی۔ نوجوان بچون کو صحابہ کرام پر ترجیح دیتے تھے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو ملک کی حکومتین سپرد کرتے تھے۔ لوگون کو یہ بات ناگوار گزری اور اسی سے ملک مین فساد پھیلا۔ مثلاً اُنھون نے عبد اللہ ابن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا اسکے ظلم اور تعدی کی شکایت مدینہ مین پہونچی تو کچھ خیال نہین کیا گیا۔ اسکے پہلے عبد اللہ ابن مسعود اور ابوذر غفاری اور عمار ابن یاسر کی شان مین

غیر مناسب باتین ہوچکی تھین اور ان لوگون کے اعزا اور دوا حقین کے دل حضرت عثمانؓ سے صاف نہ تھے۔ اسیطرح یہ ہوا کہ ابن ابی سرح کے حالات سے جب حضرت عثمانؓ کو واقفیت ہوئی تو یہان سے عتابی حکم بھیجا گیا۔ ابن ابی سرح نے خلیفہ کے حکم کا کچھ خیال نہین کیا اور جن لوگون نے حضرت عثمان تک شکایتیں پہونچائی تھین اُنپر ابن ابی سرح نے بے حد سختیان کین۔ اور اُنمین سے ایک کو مار بھی ڈالا۔ سات آدمی مصر سے پھر فریاد لیکر آئے اور ابن ابی سرح کے عزل اور قصاص مقتول کے دعوی دار ہوئے۔ حضرت علیؓ حضرت طلحہ اور حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمانؓ کو بہت دبایا۔ اسپر حضرت عثمانؓ نے کہا اچھا تمھین کوئی حاکم مصر کے لیے تجویز کرو۔ محمد ابن ابی بکر کو لوگون نے منتخب کیا۔ جب یہ اپنی تقرری اور ابن ابی سرح کی معزولی کا پروانہ لیکر چلے تو راستہ مین حضرت عثمانؓ کا غلام حضرت عثمانؓ کے شتر پر سوار راہ کترا تا ہوا مصر کی جانب اونٹ بھگاتا ہوا نظر آیا۔ محمد کے ساتھیون نے غلام کو روکا اور مشتبہ ناشی ہونے پر اُسکی جامہ تلاشی شروع کی۔ بدقت تمام ایک خط حضرت عثمانؓ کا ابن ابی سرح کے نام نکلا جسکا مضمون یہ تھا کہ "محمد تمھارے پاس جاتا ہے اسکو اور اسکے ساتھیون کو جس طرح ممکن ہو مار ڈالو اور اپنے کام پر بدستور بحال رہو۔ اور جن لوگون نے تمھاری شکایت مجھ تک پہونچائی ہے اُنسے اچھی طرح سمجھو" یہ خط محمد نے بہت سے انصار اور مہاجرین کے سامنے جو اُنکے ساتھ تھے پایا اور پڑھا۔ بالآخر راستہ سے محمد واپس آئے۔ حضرت علیؓ۔ زبیر۔ طلحہ اور سعید کو خط دکھایا۔ حضرت عثمانؓ کی لاعلمی مین توکسی کو شک نہ ہوا لیکن یہ سب سمجھے کہ یہ مروان کی شرارت ہے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا گیا کہ وہ مروان کو الگ کرین

محمد ابن ابی بکر کے قتل کا اقدام

اور تحقیقات جرم کے لیے اِن لوگون کے حوالے کرین - مروان نے حضرت عثمان
کے دل مین یہ جمایا کہ خط مفسدون نے بنالیا ہی اور مروان اگر حضرت علیؓ - طلحہ اور زبیر
کے سپرد کیا گیا تو فوراً مارڈالا جائیگا - حضرت عثمانؓ نے مروان کو علیحدہ کرنے مین
تامل کیا اور اِس تامل نے تمام صحابہ کرام کو حضرت عثمانؓ سے منحرف کردیا - لوگ
سمجھ گئے کہ مروان نے سطرح حضرت عثمانؓ کے دل مین جگہ پکڑی - ہنوز صحابی
حضرت عثمانؓ کے دشمن نہین ہوئے لیکن اسقدر ضرور ہوا کہ حضرت عثمان اور اُنکے
دشمنون کے درمیان مین صحابیون نے دخل دینا یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ جب وہ کسی کا
کہنا نہین مانتے تو پھر جو جی مین آئے خود ہی کیا کرین - اور حضرت عثمانؓ نے
یہ ٹھان لی کہ حالت کتنی ہی ردی ہو لیکن مین اپنے وقت مین مسلمانون مین
تلوار چلنے کا سبب نہ ہونگا - صحابہ کی کنارہ کشی اور حضرت عثمانؓ کا سکوت ان دو
باتون نے اُن غوغائیون کو اور دلیر کردیا جو حضرت عثمانؓ کو بجبر معزول کرنا چاہتے
تھے - اسوقت انکے معزول کرنے مین عبداللہ ابن مسعود - عمار ابن یاسر ابوذر
غفاری اور محمد ابن ابوبکر کے معاون قبیلے بنو زہرہ - بنو مخزوم - ہذیل بنو تمیم زیادہ
تر ساعی تھے اور کچھ لوگ مدینہ کے بھی اسمین متفق تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ اِن لوگون نے
حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا - اور ضد یہ کی کہ وہ خلافت سے الگ ہون یا
مروان کو مسلمانون کے سپرد کردین - یہ محاصرہ چالیس ہم روز تک قایم رہا اور بعضون
نے تو اس سے بہت زیادہ عرصہ تک قایم رہنا اسکا بیان کیا ہی - حضرت عثمانؓ
اندر سے نکلتے نہ تھے - موذن دروازے پر پکار کے امامت کے لیے کسی کی
نسبت اجازت سے لیتا تھا اور پھر یہ بات بھی جاتی رہی اہل غوغا خود ہی امام

مروان کے قتل پر لوگون کا اصرار

عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ

مسجد منتخب کرنے لگے۔

عثمان رض کا اپنی راے پر قایم رہنا

حضرت عثمان خلافت سے دست کش نہ ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ "جو عزت مجھے خدا نے دی ہے اُسے خود کھو نہین سکتا" مروان کے حوالے کرنے مین بھی آپکو کد تھی۔ یہ آپ کے اختیار مین تھا کہ اہل غوغا سے لڑ جاتے انصار نے لڑنے کو کہلا بھیجا تھا۔ آپ کے آزاد کردہ غلام مدینہ مین ہزارون تھے اور وہ ذرا اشارہ پاتے تو دشمنون سے جھپٹ جاتے خود اُنکے غیر آزاد غلامون نے ایک مرتبہ ہتھیار لگا کر دشمنون سے لڑنا چاہا۔ حضرت عثمان رض نے منع کیا اور اُنکو اپنے ارادے سے پھرتا ہوا نہ دیکھ کر یہ لالچ دکھایا کہ جو ہتھیار کھول ڈالے گا میری ملکیت سے آزاد ہو جائیگا۔

ایک مرتبہ حضرت عثمان رض نے کوٹھے پر سے منہ نکال کر کہا کہ "تم لوگ عثمان کو اوس کنوئین کا پانی پینے نہین دیتے جسکو خود عثمان نے مسلمانون کے لیے خرید کرکے وقف کر دیا تھا۔ اور اُس مسجد مین نماز پڑھنے سے روکتے ہو جسکی وسعت خود اُسکے روپیے سے ہوئی ہے" لیکن اُنھون نے کچھ خیال نہ کیا۔ محاصرہ کے زمانہ مین کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ حضرت عثمان رض سے ملتے نہ تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ حضرت عثمان رض سے ملتے تھے لیکن معاملہ خاص مین عثمان رض کی ایسی مدد نہ کرتے تھے جس سے اہل غوغا کو کچھ ہراس ہوتا۔ لوگون کو یہ گمان ہی نہ تھا کہ اس اجتماع کا نتیجہ حضرت عثمان رض کے قتل تک منجر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ مروان کی گرفتاری یا علیحدگی سے یہ معاملہ رفع دفع ہو جائیگا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رض کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رض کے گھر مین پانی نہین ہے۔ آپ نے بہت سا پانی بھجوا دیا اور پھر کسی کی یہ مجال نہوئی

کہ پانی پہنچانے والوں کے مقابلہ میں ہتھیار کرنا۔ اسی طرح اگر بنو ہاشم چاہتے تو بنو امیہ کے ساتھ مل کر حضرت عثمانؓ کی بہت کچھ مدد کر سکتے تھے۔ لیکن مشکل تو یہ تھی کہ محمد والے معاملہ کے بعد بھی مروان حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہا اور اس سے ہر ایک بجائے خود ساکت تھا۔

حضرت عثمانؓ محاصرے کی حالت میں برابر روزہ رکھتے تھے۔ ایک روز انھیں افطار کو پانی نہ ملا بے پانی پیے سو رہے اور دوسرے دن پھر انھوں نے روزہ رکھا۔ پشت مکان سے کچھ لوگ قتل عثمانؓ کے لیے اندر گھس آئے اُنکے ساتھ محمد ابن ابی بکر بھی تھے محمد نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر سبقت کی۔ عثمانؓ نے اُنکی طرف دیکھ کر کہا صاحبزادے تم جانتے ہو کہ میں تمھارے باپ کا بڑا دوست ہوں اگر وہ زندہ ہوتے تو آج تم ایسا نہ کرتے" محمد یہ سُنکر شرمندہ ہو گئے اور وہاں سے چلدیے اور پھر اسکے بعد دو شخصوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا اور پھر ایسا موقع نہ ملا کہ قاتلوں کی تفتیش اور سراغرسانی میں کوشش کی جاتی۔

قتل عثمانؓ

نائلہ اپنے شوہر کے بچانے کو بڑھی تھی کہ اُسکی اُنگلیاں قاتلوں کی تلوار سے کٹ گئیں۔ کٹی ہوئی اُنگلیاں حضرت عثمانؓ کے خون آلودہ کُرتے کے ساتھ معاویہ کے پاس دمشق میں پہونچائی گئیں۔ روز جمعہ تیرہویں یا اٹھارہویں ذی الحجہ ۳۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔

نائلہ زوجہ عثمانؓ کا زخمی ہونا

تاریخ قتل عثمانؓ

حضرت علیؓ نے اہل غوغا کی سختیوں پر نظر کر کے آخر آخر حسنین کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے متعین کر دیا تھا طلحہ کے بیٹے محمد اور زبیر کے بیٹے عبد اللہ بھی اسی غرض سے عثمانؓ کے گھر کے محافظ بنائے گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کا قتل

غفلت سے ہوا۔ تمام لوگ دروازے پر بیخبر بیٹھے تھے کہ اندر سے صدا آئی "حضرت عثمانؓ مارے گئے" یہ خبر سنتے ہی تمام لوگ جمع ہوگئے اور ایک حشر برپا ہوگیا حضرت علیؓ نے آکر حسین کو مارا (بعض مورخین کے قول کے مطابق) اور محمد ابن طلحہ اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی بھلا برا کہا حضرت علیؓ اسوقت نہایت ہی غصہ مین تھے انکا یہ خیال تھا کہ طلحہ نے بھی اس قتل پر اشارہ کیا ہو تو عجب نہین طلحہ نے علیؓ کے گھر آکر پوچھا تم نے حسینؓ کو بلا وجہ کیون مارا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ کیا تمھارے نزدیک یہ تھوڑی بات تھی کہ عثمان ایسا شخص ظالمون کے ہاتھ سے مارا گیا طلحہ نے کہا کہ مروان کو وہ سپرد کردیتا تو کچھ نہ ہوتا۔

اسکے بعد غوغائیون نے عثمانؓ کا گھر لوٹ لیا اور پڑوس مین ہونے کی وجہ سے حضرت ابوہریرہ وغیرہ کے گھر بھی لوٹے گئے۔ رات کو بارہ آدمیون کی مدد سے حضرت عثمان کی لڑکی عایشہ نے حضرت عثمانؓ کی نعش دفن کی۔

حضرت عثمانؓ کی کل بیبیون اور لڑکون کی تفصیل ذیل مین درج کی جاتی ہے لیکن یہ پتہ نہین چلتا کہ انکے مرنے پر کتنے زندہ تھے۔

۸ لڑکے اور ۹ لڑکیاں ہوئین - انمین سے بنین کی نسبت روایت غیر مشہور ہی
جو بیبیاں بے اولاد تھین انکا ذکر مورخون نے نہین لکھا ہی اور اسی وجہ سے
رسول اللہ کی دوسری لڑکی حضرت ام کلثوم جسکی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین
کہتے ہین یہان مذکور نہین ہوئین -

فصل چہارم

خلافت حضرت علیؓ

خلافت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے کے وقت جن لوگون پر نظرین پڑتی تھین
اب بھی وہی لوگ مرجع عوام تھے - صرف عبد الرحمن ابن عوف شاید مر چکے تھے -
طلحہ اور زبیر نے اس ہنگامہ بے تمیزی مین امیر المومنین ہونے کی جرات نہ کی لا محالہ
علیؓ کی طرف سب رجوع ہوئے - حضرت علیؓ نے پانچ روز تک کسی سے ملاقات
نہ کی - اسکے بعد جب لوگون نے بہت گھیرا تو یہ راضی ہوئے اور قتل عثمانؓ کے
ساتوین دن بروز جمعہ انکے ہاتھ پر لوگون نے بیعت کی - بیعت کی ابتدا طلحہ اور زبیر سے
ہوئی - بہت کم لوگ تھے جنھون نے بیعت نہین کی - حضرت عثمانؓ کے مرنے پر
تمام مدینہ مین سناٹا تھا - تمام صحابہ کبار لب بہ سکوت تھے - مالک اشتر غوغائیون کا سردار
تھا اور اُسی کو خلیفہ مقرر کرنے کی زیادہ فکر تھی - حضرت علیؓ کی خلافت مین اُسے
کچھ دلچسپی نہ تھی - لیکن صورت ایسی پیدا ہو گئی کہ خواہ مخواہ عوام کو یہ کہنے کا موقع ہاتھ
آیا کہ حضرت عثمانؓ کی معزولی اور قتل مین جو ساعی تھا وہی حضرت علیؓ کی خلافت کا
باعث ہوا -

حضرت علیؓ نے مروان کو طلب کیا لیکن اُسکا پتہ نہ چلا - نائلہ زوجہ حضرت

عثمانؓ سے حضرت عثمانؓ کے قاتلون کا پتہ پوچھا گیا تو اُسنے دو نامعلوم الاسم شخصون کو بتایا اور محمد کی نسبت یہ اُسنے صاف شہادت دی کہ قتل کے پہلے یہ مکان سے باہر ہو چکے تھے۔ مسلمانون کے قانون مین قصاص کے لیے دعویدار کا ہونا ضرور ہی۔ نائلہ کے سوا دوسرا دعویدار نہ تھا اور نائلہ کسی کا نام بتا سکتی نہ تھی۔ قاتل عثمانؓ کا خود پتہ لگانا حضرت علیؓ کا کام تھا اور حضرت علیؓ نے مختلف مواقع پر یہ ظاہر بھی کیا کہ قاتلان حضرت عثمانؓ سے سخت برتاؤ کیا جائیگا۔ لیکن قاتل عثمانؓ کی سُراغرسانی پر حضرت علیؓ کا دل وجان سے متوجہ ہونا ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ موجودہ فساد کے اور پھیلنے کا سبب ہوتا اسلیے حضرت علیؓ نے مصلحت وقت پر نظر کر کے کسی دعویدار خون کے پیدا ہونے تک کارروائی روک دی۔

عثمانؓ کے قتل کی تفتیش

سعد ابن وقاص۔ عبداللہ ابن عمر۔ محمد ابن مسلمہ اور اسامہ ابن زید نے بیعت نہین کی۔ حضرت علیؓ نے اِن لوگون کو طلب کیا۔ عبداللہ ابن عمر نے صاف لفظون مین کہا کہ مسلمانون مین خونریزی کے سامان مہیا ہین۔ سعد ابن وقاص نے کہا کہ مجھے بیعت کرنے مین کوئی تامل نہین ہی لیکن مجھ سے یہ نہوگا کہ تمھارے حکم سے مسلمانون پر تلوار چلاؤن اور اسی کے قریب قریب سب کا جواب تھا حضرت علیؓ نے کہا کہ خلیفہ بغیر چارہ نہین اور خلیفہ کا حکم ماننا بھی ضرور ہی۔ مجھے نہین تو کسی اور کو منتخب کرو۔ یہ سُنکر وہ مجلس سے اُٹھ گئے اور زبان حال سے کہتے گئے کہ ہم اِن فتنون سے توہم سکوت اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہین۔

خلیفہ ہوتے ہی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے طرفدار حاکمون کو معزول کرنا چاہا۔ لوگون نے سمجھایا کہ یہ امر دانشمندی سے بالکل بعید ہی لیکن حضرت علیؓ نے

علیؓ کی پالیسی

نہایت سیدھے طور پر اسکا جواب دیا کہ مین اُمت رسولؐ پر بُرے لوگون کو حکمران نہین رکھ سکتا - اور نہ اپنے ایمان اور یقین کے خلاف کسی حکمت عملی کو قایم رکھ سکتا

طلحہ اور زبیر کی سرکشی

طلحہ اور زبیر نے بصرہ اور کوفہ کی گورنری کی درخواستین کین - حضرت علیؓ کے دل کی بات خدا جانے - زبان سے اُنھون نے یہ کہا کہ اسوقت تم لوگون کا مدینہ سے باہر جانا مناسب حال نہین ہی - تم سے یہان مجھے ہر طرح کی مدد ملے گی - بات معقول تھی لیکن اُن دونون کو بُری معلوم ہوئی - طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؓ پر یہ اعتراض قایم کیے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون کے پتہ لگانے مین حضرت علیؓ سبت تساہل کرتے ہین - اور اِن لوگون نے یہ بھی کہا کہ ہم نے بہ جبر اور بہ اکراہ بیعت کی تھی - طلحہ اور زبیر نے جو آگ مدینہ مین بھڑکانا چاہی تھی وہ آسانی سے یون رفع ہو گئی کہ حضرت علیؓ نے جلسۂ عام مین نہایت مستعدی سے کہا کہ کوئی میرے سامنے دعویدار ہو اور قاتلون کا نام لے مین ابھی ابھی تحقیقات کرنے اور سزا دینے کو مستعد ہوتا ہون - حضرت علیؓ کے قول سے لوگون کو پوری تسکین ہو گئی -

حضرت عایشہ کی بے دلی

ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہؓ کی ذات سے قایم ہوئی - حضرت عایشہ مدینہ سے حج کرنے گئی تھین - واپسی مین حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی خلافت کا حال اُنھین معلوم ہوا - حضرت عثمانؓ کو وہ بُرا سمجھتی تھین اور حضرت علیؓ کو اچھا لیکن حضرت علیؓ کی طرف سے اُنکو ایک خاص کد تھی جسکی بنیاد رسولؐ خدا ہی کے وقت مین قایم ہو چکی تھی - آنحضرتؐ عایشہ کو زیادہ پیار کرتے تھے اور اُسکے ساتھ ہی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر بھی از حد فریفتہ تھے - عایشہ کو باقتضاے انسانیت اسکا رشک تھا اور وہ رشک مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا

حضرت عائشہ راستہ سے واپس گئین اور کہتی گئین کہ جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو مدینہ مین میرا رہنا نہ ہوگا۔ طلحہ اور زبیر نے موقع غنیمت سمجھ کر خود کو حضرت عائشہؓ کے پاس مکہ مین پہونچایا اور عبداللہ ابن عباس یہ تمام خبرین لیکر مکہ سے مدینہ آئے۔ عبداللہ ابن عباس بھی ان جھگڑون سے کنارہ کرتے تھے لیکن اُنکے مزاج مین بڑا ہی اعتدال تھا جب تک حضرت عثمانؓ زندہ تھے وہ حضرت عثمانؓ کے طرفدار رہے اور حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے پر حضرت علیؓ کے مشیر بنے عبداللہ ابن عباس نے حضرت علی سے کہا کہ آپ نے خلافت اختیار کرنے مین غلطی کی۔ اب مکہ مین جاکر زاویہ نشینی اختیار کیجیے۔ آپ سے اچھا خلیفہ لوگ نہ پائین گے تو تھک کر آپ کی طرف رجوع کرین گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور نہایت مناسب جواب دیا کہ خلافت قبول کرنے کے بعد اب اس راے پر کیونکر عمل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ ابن عباس کو حکومت دمشق عطا کرنا چاہی لیکن اُنھون نے انکار کیا اور کہا کہ "معاویہ سے چھیڑنا اچھی نہین۔ اسوقت کسی کو معزول نہ کیجیے جب پورا تسلط ہو جائے تو آہستہ آہستہ ایک ایک کو دارالخلافت مین طلب کرکے بتدریج برطرف کردیجیے گا۔ حضرت علیؓ نے اسکے جواب مین کہا کہ جان بوجھ کر مین اِن لوگون کو امت نبی پر کیونکر ظلم کرنے دون۔

حضرت علیؓ نے حاکمون کا جو انتظام کیا اوسکی تفصیل یہ ہے۔

علیؓ کے گورنر

(۱)	عبداللہ ابن عباس	کو	یمن	کا حاکم کیا
(۲)	سماجہ ابن عباس	"	تہامہ	"
(۳)	عون بن عباس	"	یمامہ	"

(۴) سعید بن عباس	کو	بحرین	کا حاکم کیا
(۵) قثم بن عباس	"	مکہ	"
(۶) عمارہ بن ہشام	"	کوفہ	"
(۷) قیس بن سعد بن عبادہ	"	مصر	"
(۸) سہل بن حنیف	"	شام	"
(۹) عثمان بن حنیف	"	بصرہ	"

سہل کا نواح شام سے واپس آنا

سہل جب نواح شام مین پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ تمام بنو امیہ یعنی حضرت عثمانؓ کے اہل خاندان شام مین جمع ہین وہ لوگ قاتلان عثمان سے خون کا دعویٰ رکھتے ہین اور حضرت علیؓ کی خلافت کو اسلیے تسلیم نہین کرتے کہ اُنھون نے قاتلان عثمانؓ اور اُنکے معاونون کو پناہ دی۔ سہل مدینہ مین واپس آیا اور معلوم ہوا کہ معاویہ اور اُنکے ساتھی چال چل گئے۔

عائیشہ کا خروج

طلحہ اور زبیر نے مکہ مین پہونچکر عائیشہ کو ترغیب دی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کو حضرت علی پر خروج کرین۔ ناظرین کے ذہن مین یہ گذرا ہوگا کہ جب لوگ موافق نہ تھے تو حضرت عثمانؓ کو خلافت سے الگ ہو جانا کیا بُرا تھا یا خلافت سے دست کش نہ ہونے پر اُنھین کیون اصرار تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ معاویہ اور عائیشہ کا حضرت علیؓ سے منحرف ہونا کتنا بُرا تھا اور اسوقت حضرت علیؓ کا خلافت سے الگ ہو جانا کیسی کچھ بدنظمی پھیلا دیتا۔ اگر حضرت عثمانؓ اپنے طرز عمل سے خلافت سے دست بردار ہونا یا دوسرون کو تمردی کی اجازت دینا جائز قرار دے جاتے تو آج حضرت علیؓ کی دقتین دوبالا ہو جاتین اور مسلمانون مین بدعملی کی کوئی انتہا

نہ ہوتی۔ یہان یہ ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علیؓ نے تمام ہاشمیون کو
بڑے بڑے عہدے دینے شروع کر دیے تھے۔ بنو ہاشم بیشک ملک پر بہت بڑا حق
رکھتے تھے اور تینون خلافتون مین انکے حقوق پامال کیے گئے تھے۔ حضرت علیؓ کو کچھ تو
تلافی مافات منظور تھی اور کچھ حالت کا مقتضا یہی تھا کہ اپنون پر زیادہ بھروسا کیا جاتا۔ حضرت
علیؓ نے جو کچھ کیا برا نہین کیا۔ اُنپر جو کچھ اعتراض ہو سکتا تھا وہ اسی قدر ہی کہ دنیا جالے
زور ہی حکمت عملیون کے بغیر جس سے اُنکو نفرت تھی کام نہین چلتا۔ حضرت علی پر تو
کوئی جائز اعتراض نہ ہو سکا لیکن حضرت علی کی دقتون سے حضرت عثمانؓ کو بہت
کچھ الزام سے بری کیا۔ اور جو لوگ جھگڑون سے الگ تھے اُنکی راے یہ قایم ہوئی
کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونون کا برسرِ حق ہونا قابل تسلیم ہی۔ جب آیندہ چل کر
برے دن آئے اور مذاہب کی تفریق سے اسلام کی کمزوری دکھانا زمانہ کو مقصود
ہوئی تو اہل اعتدال اور اُنکے تابعین اہل سنت اور جماعت کہلائے۔ حضرت
عثمانؓ کے تابعین شامی کہے گئے اور شعیان علی اہل تشعیہ کے نام سے مشہور
ہوئے۔ لیکن یہ تفریق بہت دنون تک مذہبی تفریق کی حد تک نہ پہونچی تھی
مذہبی تفریق کا درجہ اسکو زمانہ اخیر مین حاصل ہوا جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

معاویہ کے خیالات

معاویہ کے خیالات کو طلحہ۔ زبیر اور حضرت عائشہ کے طرز عمل سے زاید تقویت
پہونچی۔ اِن لوگون نے تو غضب ہی کر دیا۔ عبد اللہ ابن عامر بصرہ سے اور یعلی
ابن امیہ یمن سے اپنی معزولیون کی خبر سُنکر مع نقد وجنس کے مکہ مین پہونچے۔
حضرت ام سلمہ زوجہ رسول نے تو حضرت عائشہ کی راے بالکل ہی بدل دی تھی۔
لیکن عائشہ کے بھانجے عبد اللہ ابن زبیر کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور ادھر

عبد اللہ ابن عامر اور یعلی ابن امیہ کی ترغیب نے بھی جوش ٹھرنے نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب کے سب بصرہ کی طرف چلے اور ارادہ کیا کہ وہان سے حضرت علیؓ پر خروج کیا جائے جمل یعنے اونٹ سواری مین زیادہ تر یعلی نے دیے تھے اسلیے جو لڑائی علی اور عائشہ کے درمیان مین ہوئی اُسکا نام جنگ جمل رکھا گیا۔ عبد اللہ بن حضرمی امیر مکہ بھی ان لوگون کے ساتھ ہوا۔

معاویہ کا ارادہ

اُن لوگون نے پہلے شام چلنے کا ارادہ کیا اور سمجھے کہ معاویہ انکا شریک ہوگا معاویہ کا ارادہ دوسرا تھا۔ وہ خود خلیفہ بننا چاہتا تھا بھلا شام مین انکا گھسنا وہ کب پسند کرتا کسی کے نام ایک چٹھی اس نے مکہ مین بھجوائی جسکا مضمون تھا کہ "معاویہ ایک بڑا آدمی ہی وہ تم لوگون کا شریک نہ ہوگا۔ اگر شرکت اُسکو منظور ہوتی تو خود حضرت عثمانؓ کی مدد کو وہ مدینہ کیون نہ جاتا۔ تم یہان آؤگے تو ناحق آپس مین فساد ہوگا"۔ زبیر نے کہا کہ "یہ چٹھی ضرور معاویہ کی تحریک سے لکھی گئی ہی۔ خیر ہم لوگ شام کی طرف نہ چلین بصرہ کو جائین تو اچھا ہی"۔

عمارہ ابن ہاشم جب کوفہ کے قریب پہونچا تو اُسکو معلوم ہوا کہ ابو موسی اشعری کے سوا اور کسی کی حکومت وہان کے لوگ پسند نہ کرین گے غرض کہ عمارہ بھی ناکام مدینہ مین واپس آگیا۔

مصر کی کیفیت

عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح عثمانؓ کا برادر رضاعی تھا۔ اہل مصر اُس سے ناراض تھے قتل عثمانؓ کے بعد اُسنے اپنا مصر مین رہنا مناسب نہ سمجھکر شام کا رُخ کیا اور مصر کو یونہین چھوڑ دیا۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد عثمانیون سے ایک قسم کی ہمدردی مسلمانون کے دلون مین پیدا ہوئی اور اسی بھروسہ پر عبد اللہ ابن

عامر کو نواحی مصر مین پہونچکر فساد پھیلانے کی جرأت ہوئی - قیس مصر مین پہونچ گیا اور حکومت بھی اُسکے ہاتھ آئی - لیکن تمام لوگون کو اپنی طرف جیسا کہ چاہیے اسنے متوجہ نہین پایا - بعض نے تو حضرت علیؓ کے لیے اُسکے ہاتھ پر بیعت کی اور بعض نے عزلت اختیار کی - اور بعضون نے یہ کہا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون کی سزا ہوے جب بیعت کی جائے گی - جب تمام کے حالات حضرت علیؓ کو معلوم ہوئے تو اُنکا اضطراب بڑھا اور بولے "مین پہلے ہی سے کہتا تھا کہ فساد جب بڑھ گیا تو فرو کرنا مشکل ہے" اور یہ بھی کہا کہ "اب بجز اسکے کہ استقلال سے کام لیا جائے کوئی چارہ نہین ہے - حتی الوسع کلمہ گو کے مقابلے مین تلوار اُٹھانے سے مجھے احتراز ہے - لیکن جب اسکے بغیر چارہ نہ ہو گا تو مجبوری ہے"۔

علیؓ کی غلطی

حضرت علیؓ ایسا سمجھ دار اور ایسی فاحش غلطی کرے تعجب ہوتا ہے - لیکن ہم اسکو یون سمجھتے ہین کہ آنحضرت محمدؐ رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت علی کو پولٹیکل معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ مسلمانون کے قلوب ویسے ہی ہونگے جیسے آنحضرتؐ کے وقت مین تھے اور اسی بھروسے پر وہ سیدھی سیدھی چال چلے - انکو معلوم نہ تھا کہ طبیعتون مین بہت کچھ فرق آگیا ہے -

اُم سلمہ سے حضرت عائشہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا لینا ضرور ہے اسپر اُم سلمہ نے جواب دیا کہ "عائشہ کل تم حضرت عثمانؓ کو امور خلافت کی بابت بُرا بھلا کہتی تھین اور آج اُنکی حامی ہو کر بے وجہ حضرت علیؓ کے مقابلہ مین خروج کرتی ہو مجھے تم پر سخت تعجب آتا ہے" - اسکے بعد حضرت حفصہؓ سے اُنھون نے شرکت کی

عائشہ کا بھڑ جانا

درخواست کی - عبداللہ ابن عمر نے حفصہ کو دبا یا - امہات مومنین مین سے جب کسی نے

ساتھ نہین دیا تب حضرت عایشہ نے تنہا اپنے ساتھیون کے ساتھ بصرہ کی طرف
خروج کیا۔ ام سلمہ نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور حضرت علیؓ نے چاہا کہ راستہ
مین یہ لوگ روکے جائین۔ لیکن اہل جمل راہ چھوڑکر چلے اس طرح کہ ایک طرف
حضرت عایشہ کی فوج بصرہ چلی اور دوسری طرف حضرت علی نے کوفہ کا ارادہ کیا
حضرت حسنؑ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نے میرے نزدیک تین غلطیان
کین۔ پہلی غلطی تو یہ کی کہ جب حضرت عثمانؓ کے محاصرے کا زمانہ تھا مین نے
آپ سے کہا کہ کہین ہم لوگون کو لیکر باہر نکل چلیے ورنہ آپ کو لوگ متہم کرین گے
لیکن آپ نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسکے بعد مین نے کہا کہ جب تک تمام لوگ بیعت
نکرین گھر سے باہر نہ نکلیے۔ لیکن آپ نے اسپر بھی عمل نہ کیا۔ پھر جب لوگ بصرہ
چلے تو مین نے کہا کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجیے جس کسی کو قاتل عثمانؓ سمجھینگے
قتل کرین گے۔ آپ سے کیا تعلق؟" حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ" محاصرہ عثمانؓ
کے زمانہ مین باہر نکل چلنے کا میرا ارادہ اسلیے نہین ہوا کہ مین معاملہ کا اسدرجہ
تک پہونچنا بعید از قیاس سمجھتا تھا۔ بیعت کے معاملہ مین مین گھر سے جب ہی نکلا
کہ سب راضی ہو چکے تھے۔ اب بیعت کے بعد کوئی منحرف ہو جائے تو کیا
کیا جائے اور تیسرے امر کی نسبت مین خوب جانتا ہون کہ مخالفون کو عثمانؓ
کے خون کا دعوی نہین ہے۔ یہ لوگ کچھ اور ہی نیت رکھتے ہین۔ مین بھلا کسطرح
انکو مطلق العنان چھوڑ سکتا ہون؟"

طلحہ زبیر اور عایشہ کی رائین کبھی کبھی بدل جاتی تھین۔ لیکن یہ لوگ کچھ
ایسی حالت مین تھے کہ انکو روگردانی سے چارہ نہ تھا۔ جب قریب بصرہ کے

باپ بیٹے کی گفتگو

حضرت عائشہ کا لشکر پہونچا تو احنف بن قیس کو حضرت عائشہ نے بلا بھیجا اور مدد کی درخواست کی۔ احنف نے کہا کہ مجھے یاد ہو کہ "جب حضرت عثمانؓ قریب ہلاکت تھے تو مین نے آپ سے پوچھا تھا کہ حضرت عثمانؓ مقتول ہون تو مین کس پر بیعت کرون۔ اسوقت آپ نے کہا کہ "حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بڑھ کر دوسرا نہین ہو" حضرت عائشہ نے کہا کہ "ان باتون کو تم مجھ سے زیادہ بڑھکر نہین سمجھ سکتے"، احنف نے کہا "کچھ ہی ہو مین آپ کی مدد نہین کر سکتا"۔ یہ کہکر وہ مجلس سے اُٹھ گیا۔ اور چار ہزار آدمیون کی جماعت الگ کر کے بصرہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ امیر المومنینؓ مناسب سمجھے کہ کوفہ سے بھی کچھ فوج لی جائے اور وہان کے لوگون کا ارادہ بھی معلوم کر لیا جائے۔ کوفہ کے قریب امیر المومنین علیؓ ٹھہرے اور عمار یاسر اور اپنے بیٹے امام حسن کو کوفہ بھیجا اور اسکے بعد مالک اشتر کو بھی روانہ کیا ابوموسی اشعری حضرت علیؓ سے مخالف تھے ہی کیونکہ اُنکی معزولی کا حکم امیر المومنین صادر کر چکے تھے اُنھون نے بہت ہی زور مارا کہ لوگ حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دین اور لوگ بھی عرصہ تک تذبذب مین تھے لیکن بالآخر کوفیون نے حضرت علی کا ساتھ دیا اور نو ہزار سے کچھ اوپر کوفی فوج آپ کے ساتھ ہوئی۔

راستہ سے امیر المومنین علیؓ نے طلحہ اور زبیر کو خط لکھا اور یہ بھی متحقق ہو کہ ایک خط ام مومنین عائشہ کے پاس بھی بھیجا۔ خطون کے جواب مین کوئی مطلب برآری نہین ہوئی بلکہ عبد اللہ ابن زبیر نے قاصد کے سامنے اپنے ساتھیون سے مخاطب ہوکر کہا کہ "علیؓ وہ شخص ہو جس نے تمھارے خلیفہ عثمانؓ کو مارا۔ اور اب تمھارے ساتھیون کو بہکانے اور تمھارے ہتھیار چھیننے کو یہان آیا ہو۔ واضح رہے

کہ یہ قول ابن زبیر کا محض فرط جوش مین تھا ورنہ یہ امر متفق علیہ ہے اور اسمین ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ حضرت علیؓ قتل عثمانؓ مین کسی طرح شریک نہ تھے۔ جب یہ خبر حضرت علی کو معلوم ہوئی تو امام حسن نے اُنکے حکم سے اپنی فوج مین خطبہ پڑھا کہ عبد اللہ ابن زبیر علیؓ کو قاتل عثمان کہتا ہے۔ حالانکہ تمام مہاجر اور انصار پر روشن ہے کہ زبیر بحاشیہ حضرت عثمانؓ کا عیب جو تھا اور طلحہ ابن عبد اللہ بھی قتل عثمانؓ کے پہلے غوغائیون کے ساتھ تھا۔ ہم لوگون کی لڑائی ہرگز انصار عثمان سے نہین ہے بلکہ اہل جمل سے ہے۔

عائشہ اور عثمان بن حنیف کی لڑائی

حضرت عائشہ کے بصرہ پہونچنے سے پہلے عثمان ابن حنیف حضرت علیؓ کی طرف سے وہان کا حاکم ہو چکا تھا۔ عثمان ابن حنیف نے اہل جمل کو روکا۔ اہل جمل حضرت عائشہ۔ طلحہ اور زبیر کے ساتھ عثمان بن حنیف کے سامنے صف آرا ہو گئے عائشہ۔ طلحہ اور زبیر حضرت عثمان غنی کا خون یاد دلا کر ساتھیون کو جوش دلا رہے تھے اہالی بصرہ نے جب ان لوگون کے مقولات سنے تو انمین سے بعض نے ان تینون کی راے سے اتفاق کیا اور اکثرون نے یہ سمجھکر کہ انکا اشارہ حضرت علیؓ کی طرف ہے یہ کہا کہ "ایسا ہی تھا تو طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علیؓ سے بیعت ہی کیون کی۔ پہلے انھون نے بیعت کی اور اب منصب خلافت کی طمع سے خون عثمانؓ کا بہانہ ڈھونڈھا" عثمان ابن حنیف کے بعض ساتھیون نے کہا کہ امیر المومنین عثمانؓ کے قتل سے یہ امر زیادہ سخت ہے کہ لوگون نے حرم رسولؐ کو یہان حاضر کیا ہے اسکے بعد عثمان بن حنیف کے لشکر سے حکم بن جبلہ نے حضرت عائشہ کے لشکر پر حملہ کیا اور شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ دوسرے روز بھی تمام دن لڑائی رہی

حضرت عائشہ نے عثمان ابن حنیف سے صلح کرنا چاہی۔ عثمان ابن حنیف نے کہا جب تک طلحہ اور زبیر آپ کے لشکر سے الگ نہ ہونگے صلح نہین ہو سکتی۔ انکو اہل جمل نے عثمان ابن حنیف کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ بہت سے مسلمانون کو جان سے مارڈالا۔ اور عثمان ابن حنیف کو گرفتار کر لیا۔ عثمان ابن حنیف کے مددگار مدینہ مین بہت تھے اسلیے اُسے جان سے نہین مارا لیکن اُسکے تمام داڑھی مونچھ۔ سر اور ابرو کے بال اُکھیڑ ڈالے اور پھر چھوڑ دیا۔ یہ روتا ہوا مدینہ کی طرف چلا۔ راستہ مین امیر المومنین علیؓ سے ملاقات ہوئی۔ امیر المومنین نے پہلے پہچانا نہین۔ اُسنے کہا مین عثمان بن حنیف ہون "آپ نے کہا" یہ تمھارا بوڑھاپا لڑکپن سے کیونکر سبدل ہو گیا" حضرت علیؓ نے جب کل ماجرا سُنا تو رنجیدہ ہوگئے اور بصرہ کی طرف بڑھے بصرہ مین جب اہل جمل جمع ہوئے تو یہ گفتگو پیش ہوئی کہ امور مذہبی کے انجام دینے کے لیے امام بغیر چارہ نہین۔ محمد نے اپنے باپ طلحہ اور عبداللہ نے اپنے باپ زبیر کو نامزد کیا۔ جب حضرت عائشہ کو یہ خبر پہونچی تو وہ سمجھ گئین کہ یہ ایک دوسرا ہی رنگ پیدا ہوا چاہتا ہے۔ انکے حکم سے عبدالرحمن بن اسید۔ عبداللہ ابن زبیر اور محمد ابن طلحہ انہین سے ایک یا سب باری باری نماز پڑھانے لگے۔ کوئی شخص مسلمانون کا امام نامزد نہین ہوا۔

علی سے قعقاع کا رزار ہونا

حضرت علی کو مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانا ناگوار تھا۔ یہ بار بار صلح کی گفتگو پیش کرتے تھے لیکن کوئی سماعت نہ کرتا تھا۔ جب بصرہ کچھ دور رہگیا تو آپ نے قعقاع ابن عمر کو مصالحت کے لیے بھیجا۔ لیکن اُس سے بھی کچھ کشود کار نہ ہوئی قعقاع نے طلحہ زبیر اور حضرت عائشہ سے خوب خوب بحثین کین لیکن کچھ مطلب

نہ نکلا پہلے کچھ اسید بندھی۔ حضرت عایشہ نے قعقاع سے کہا کہ "اگر علی چاہین تو نزاع رفع دفع ہو جائے"، قعقاع سے علیؓ نے کہا کہ ام مومنین نے رسولؐ خدا کی وصیت کے خلاف وطن سے قدم باہر نکالا۔ مجھے طلحہ اور زبیر سے سخت ملال ہو کہ وہ بیعت کر کے پھر منحرف ہو گئے۔ میرے آنے کی غرض صرف یہ ہو کہ طلحہ اور زبیر کو پھر اُنکے عہد پر قایم کرون اور ام مومنین کو با حترام تمام مدینہ پہونچا دون" اہالی بصرہ جو قعقاع کے ساتھ حضرت علیؓ کے پاس آئے تھے واپس جا کر اُنھون نے حضرت علیؓ کی بیحد تعریف اپنے ساتھیون سے کی۔ اُن لوگون مین عاصم بن کلیب ایک سردار تھا جو مع اپنے ساتھیون کے حضرت علی کا مطیع ہو گیا۔ جب اہالی بصرہ کے قاصد بصرہ کی طرف پھرے تو پیچھے حضرت علی کی فوج بھی بصرہ مین پہونچ گئی۔ امیر المومنین نے اہل جمل کے قریب پہونچ کر طلحہ اور زبیر کو پکارا۔ جب وہ قریب آئے تو پوچھا کہ جب اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن تم سے اس لڑائی کی وجہ پوچھے گا اور ضرور پوچھے گا جیسا کہ آیۃ "فوربک لنسا لنہم اجمعین عما کانوا یعملون" سے ظاہر ہوتا ہو تو بتاؤ تم کیا جواب دوگے۔ میرے تمھارے اخوت اور قرابت کے حقوق تو تھے ہی۔ پیغمبر آخرالزمان کی مصاحبت نے جو ہمارے تمھارے درمیان مین رشتہ قایم کیا وہ سب پر بالا ہی پھر تم ہم سے کیون مقابلہ کرتے ہو" اُنھون نے کہا "اسلیے کہ قتل عثمانؓ ابن عفان تمھاری تحریک سے ہوا" حضرت علیؓ کو یہ سُنکر غصہ آیا اور بگڑ کر آپ نے کہا آؤ ہم تم مباہلہ کرین۔ قبلہ کی طرف ہاتھ اُٹھائین اور دعا کرین کہ جس نے عثمان کے خون بہانے مین رضا یا ترغیب اہل غوغا کو دی ہو اُسپر خدا کا غضب نازل ہو تا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ یہہ داغ ہم مین سے کسکی پیشانی

فوج علی بصرہ مین

پر ہے - اسکا اُن لوگون نے کچھ جواب نہ دیا -

زبیر ابن عوام بنو ہاشم سے تھے اور حضرت علیؓ کے خالہ زاد بھائی تھے - کبھی کبھی انکا سیلان حضرت علیؓ کی طرف ہو جاتا تھا - طلحہ نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا - مرجان ابن حکم بھی وہان پہونچ چکا تھا - اُسنے فوراً اتفاق کیا لیکن زبیر نے اس راے کو ناپسند کیا - احنف ابن قیس جسکا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین حضرت علیؓ کے پاس آیا اور حضرت علی سے پوچھا کہ اہل بصرہ کو یہ خوف ہے کہ آپ فتحیاب ہونگے تو مردون کو قتل کروالین گے اور عورتون کو لونڈیان بنا لینگے

حضرت علیؓ نے کہا " بھلا مین مسلمانون کے ساتھ ایسا کرسکتا ہون - مین ظفریاب ہوا تو اپنے دشمنون کے ساتھ نیکیان کرونگا - لیکن تو یہ تو بتا کہ تو میرا ساتھی ہے یا میرے دشمنون کا " اُسنے کہا " مین آپ کا مطیع ہون - اگر مجھے آپ اپنی طرف بلائین تو دو سو آدمیون کے ساتھ آسکتا ہون - اور اگر نہ بلائین تو دشمنون کی جماعت سے چار ہزار آدمی لیکر کنارہ کرسکتا ہون " امیر المومنین نے پچھلی شق پسند کی -

حضرت علیؓ بصرہ مین

عبد اللہ ابن عباس بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے - غالباً اہل جمل کی خبر سُنکر وہ اطراف یمن سے چلے آئے تھے - جب دونو صفین لشکر کی ایک دوسرے کے مقابل ہوئین - تو عبد اللہ ابن عباس نے بیچ مین کھڑے ہوکر پیام مصالحت کا حضرت علیؓ کی طرف سے اہل جمل کو سُنایا اور ابن زبیر کے دل پر کچھ ایسا اثر پہونچایا کہ مصالحت پر غور کرنے کے لیے اُنھون نے رات بھر کی مہلت لی - اسمین کلام نہین کہ معاملہ بہت پیچیدار تھا حضرت عثمانؓ کے دشمن حضرت علیؓ کے طرفدار تھے - حضرت عثمانؓ کا قتل ایک بڑا ہی اہم واقعہ تھا ممکن ہے اور قیاس بھی یہی

زبیر کا تذبذب

چاہتا ہے کہ طلحہ۔ زبیر اور عائشہ ان تینون کی شرکت جنگ جمل مین نیک نیتی سے تھی اور محض نیک نیتی سے تھی اور غلط فہمیون پر مبنی تھی۔ اخیر مین ہر ایک نے اپنی غلطی تسلیم کر کے کنارہ کشی کی اور مصالحت منظور کی جیسا کہ آگے مذکور ہوگا

امیر المومنین نے لوگون کے کہنے سے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قتل عثمانؓ کے وقت غوغائیون مین شریک تھے اُنکی جماعت الگ ہو جائے وہ لوگ الگ تو ہوئے لیکن مصلحت وقت سمجھ نہ سکے۔ خیالات اُنکے پراگندہ ہوئے۔ وہ ڈرے کہ مبادا اس طور سے ہماری جمعیت مین اختلاف پیدا ہو وہ لشکر سے دور جا کر ٹھہرے اور رات کو کچھ سوچ کر اہل جمل پر شب خون مارا۔ طلحہ اور زبیر کو یہ گمان ہوا کہ یہ حرکت حضرت علیؓ کے استصواب سے ہوئی ہے اور کچھ رات رہے طلحہ اور زبیر نے کوفیون پر حملہ کر دیا اور چاہا کہ حضرت علیؓ سوتے ہوئے گھیر لیے جائین۔ حضرت علیؓ اسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اُنھون نے جلدی نماز ختم کر کے فوج کی آراستگی کا حکم دیا اور کہا یہ بھی طلحہ اور زبیر کی بدولت ہے اور اس طرح جنگ شروع ہو گئی۔

شب خون

اہل جمل کی فوج مین حضرت عائشہ کا ہودج اونٹ پر بمنزلہ لوا نمایان ہوا اور ادھر سے امیر المومنین حضرت علی پیراہن۔ چادر اور دستار کے ساتھ رسول اللہ کے اونٹ دُلدُل پر سوار دونون فوج کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور زبیر کو آواز دی۔ زبیر ذرا تامل کر کے آئے۔ حضرت عائشہ نے زبیر کو روکا۔ لوگون نے کہا کچھ ہرج نہین زبیر مسلح جاتے ہین اور علیؓ کے پاس ہتھیار نہین ہے۔ علیؓ ابن ابی طالب نے زبیر سے پوچھا کہ تم یہان کیون

جنگ جمل

آ گئے۔ زبیر نے کہا کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کو۔ حضرت علی نے کہا کہ تم اور تمھارے دوستون نے اُسے قتل کیا، تمکو اپنے نفس سے قصاص طلب کرنا چاہیے۔ اور اسکے بعد پیغمبر خداؐ کے وقت کی باتین حضرت علی نے یاد دلائین جس سے زبیر کی یہ کیفیت ہوئی کہ گویا اب تک وہ بدحواس تھے اور اب حواس مین آ گئے۔ پھر اُنکے ساتھیون نے بہت سمجھایا لیکن وہ اُنکے قابو مین نہ آئے۔ بیٹے سے بھی اسی بات پر تکرار ہو گئی۔ فوج کو چھوڑ کر انھون نے مدینہ کا راستہ لیا۔

زبیر کا عائشہ سے منحرف ہونا

زبیر نے حضرت عائشہ سے کہا کہ مجھے معلوم نہین ہوتا ہو کہ مین کہان قدم رکھتا ہون۔ یعنے یہ ٹھیک نہین ہو کہ اس جنگ مین رہنا مناسب ہو یا نہین۔ عائشہ نے کہا کہ تم حضرت علیؓ کی تلوار سے ڈر گئے یہ سنکر اور کچھ اپنے بیٹے کی گفتگو سے بھی متاثر ہو کر وہ گھوڑا دوڑا کر حضرت علیؓ کی فوج مین آئے۔ حضرت علیؓ نے کہا انپر کوئی ہتھیار نہ اُٹھائے اور راستہ دیدے یہ گھوڑا اُڑاتے ہوئے لشکر سے گزر گئے اور پھر اُسی طرح اپنی طرف آ گئے نہ انپر کسی نے ہتھیار چلایا اور نہ انھون نے کسی پر ہاتھ اُٹھایا۔ زبیر نے حضرت عائشہ اور اپنے بیٹے سے کہا "دیکھا ڈرنے والے کی یہی شان ہو۔ مین ڈرتا نہین بلکہ سمجھتا ہون کہ مین برسرِ خطا ہون" یہ کہا اور وہان سے چلے گئے۔

جنگ جمل

آخر کو حضرت علیؓ بڑھے اور اپنے ایک ساتھی کے ہاتھ مین قرآن دیدیا۔ یہ ایک بات قطع حجت کے لیے اختیار کی گئی تھی کہ ہم لوگ اہل قرآن ہین اور ہمارا خون بہانا مباح نہین ہو۔ طلحہ دیکھ کر بولے کہ ابن ابی طالب کی چالاکی ہو کہ دن کو صلح کرتے ہین اور رات کو شب خون مارتے ہین اور انکے اشارے سے قرآن اُٹھانے والے کو ایک جوان نے مار ڈالا اور قرآن ہاتھ سے گر پڑا یہ کیفیت

دیکھ کر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور دشمنون پر ٹوٹ پڑے۔ پیغمبر خدا کے بعد اس شخص نے اپنی تلوار چھپا ڈالی تھی آج ۲۵ برس کے بعد یہ پھر نکلی۔ اور جب تک یہ زندہ رہے نکلی ہی رہی۔ حضرت علیؓ کی لڑائی کچھ ایسی ویسی نہ تھی داہنے اور بائین یہ جدھر جھکتے تھے صفائی کر دیتے تھے آپ کی تلوار مین خم آگیا تو آپ نے اپنی ران پر دبا کر اُسے سیدھا کر لیا۔ لوگون نے مدد دینا چاہی۔ آپ نے کہا مجھے خدا کی خوشی مطلوب ہی۔ مین اس خفیف کام مین کسی سے کیا مدد لون۔

اہل جمل پر حضرت علی کی فتح

الحاصل اہل جمل بہت مارے گئے۔ حضرت عائیشہ کا لوگ احترام کرتے تھے اور حضرت عائیشہ کا اونٹ ہٹتا نہ تھا اور اسوجہ سے لڑائی ختم ہوتی نہ تھی۔ مالک نے حضرت علیؓ کے اشارے سے مہار شتر اپنے ہاتھ مین لینا چاہی۔ اہل جمل اس موقع پر خوب لڑے ستر آدمی یکے بعد دیگرے مہار پکڑتے گئے اور قتل ہوتے گئے۔ آخر مین مہار شتر ایک کوفی کے ہاتھ مین آئی لیکن اونٹ جگہ سے ہلتا نہ تھا۔ امیرالمومنین کے حکم سے اونٹ کے دونون پاؤن کاٹ دیے گئے اور سینہ کے بھل وہ بیٹھ گیا اُسکے بعد ہودج کی رسیان جو کٹین تو ہودج زمین پر گر پڑا۔ ہودج کے گرجانے سے سپاہ بصرہ بیدل ہوئی اور بھاگ نکلی۔ حضرت علی نے کسی کو اُنکا تعاقب نہ کرنے دیا۔ علی کے حکم سے محمد اپنی بہن عائیشہ کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ اُنکو کوئی گزند تو نہین پہونچا معلوم ہوا کہ نہین۔ اسکے بعد عبداللہ ابن زبیر جنکو عائیشہ نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا زخمی ملے۔ حضرت عائیشہ کے کہنے سے حضرت علیؓ نے عبداللہ کو امان دی اور پھر محمد اپنی بہن اور بہن کے ساتھیون کو

ہمراہ لیکر شہر بصرہ مین گئے اور ایک مکان مین ان سب کو ٹھہرایا۔

قتل زبیر

زبیر ابن عوام جو فوج بصرہ سے نکل کر مدینہ کی طرف چلے تھے راستہ مین مقتول ہوئے۔ قاتل نے اپنی دانست مین حضرت علیؓ کو خوش کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔ لیکن حضرت علیؓ اس سے بہت ناراض ہوئے اور قاتل کے ہاتھ مین زبیر کی تلوار کو جو قتل زبیر کے بعد اُٹھا لایا تھا دیکھ کر کہا افسوس یہ وہ تلوار ہے جس نے ایک مدت تک رسولؐ خدا کی اعانت کی ہے۔ قاتل نے جب اپنے کام کا یہ صلہ دیکھا تو خودکشی کر لی۔

قتل طلحہ

طلحہ میدان جنگ مین مارے گئے اور خود اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مارے گئے حالت جنگ مین یہ ایک طرف کھڑے تھے اور بعضون کا قول ہے کہ علیؓ کی گفتگو سے متاثر اور اپنے فعل سے نادم ہو کر الگ کھڑے تھے۔ مروان ابن حکم نے انکو دیکھا اور کہا یہ بھی عجیب شخص ہے کہ غوغائیون مین قتل عثمانؓ کی ترغیب دے رہا تھا اور آج تعزیہ دارون مین داخل ہو کر خون کا بدلہ چاہتا ہے۔ مروان کے غلام نے مروان کے منھ پر چادر ڈال دی تا کہ اُسے کوئی پہچان نہ سکے مروان نے ایک تیر زہر آلود سے طلحہ کے پاؤن کو نشانہ بنایا۔ طلحہ بعد زخمی ہونے کے فوج سے شہر کی طرف روانہ کیے گئے اور راستہ مین جان بحق تسلیم ہوئے۔ مرنے سے پہلے اُنھون نے

طلحہ کا انجام

ایک کوئی سوار کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا "مین علیؓ کے لیے تیرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون"۔ حضرت علیؓ نے یہ سُنکر کہا کہ خدا نے نہ چاہا کہ علی کی بیعت حاصل کیے بغیر طلحہ بہشت مین جائے۔

عائشہ کو کچھ رنج بھی تھا اور کچھ غصہ بھی تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ سب باتین

انفعال سے بدل گئین۔ حضرت علیؓ نے محمد کے ساتھ انکو مدینہ بھیجا اور بہت سی عورتون کو مردانہ لباس پہنا کر انکے ساتھ کیا۔ عورتون کو احترام کی نظر سے ساتھ کیا اور مردانہ لباس انکو اسلیے پہنایا کہ راستہ مین کوئی متعرض ہونے کی جرأت نکرے

عائشہ سے صلح

حضرت عائشہ نے چلتے وقت حضرت علیؓ سے کہا کہ معاویہ تمھارا سخت دشمن ہی اور اُسکی لڑائی بھی سخت ہی۔ بہتر ہی کہ تم مجھے ساتھ لو کہ میری وجہ سے تمھارے مقابلہ مین مسلمان بہت کم کھڑے ہونگے۔ حضرت عائشہ کی راے ایک اعتبار سے معقول تھی۔ لیکن حضرت علیؓ عملی حکمتون کو سچائی کے مقابلہ مین بالکل بیوقعت سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا زبیر اور طلحہ پر میرا یہی اعتراض تھا کہ وہ اپنی مطلب براری کے لیے حرم رسولؐ کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہین اور بالکل احترام رسولؐ کا خیال نہین کرتے۔ کیا یہ امر ممکن ہی کہ جو امر مین نے دوسرون کے لیے پسند نہین کیا وہ اپنے لیے پسند کرون۔

عائشہؓ کو انفعال

حضرت عائشہؓ نے اخیر مین اپنی حرکتون پر بہت افسوس کیا۔ جب تک وہ زندہ رہین اپنی حرکت پر نادم رہین۔ جنگ جمل کے واقعات یاد کرکے وہ اکثر رویا کرتی تھین اور توبہ کرتی تھین۔

عائشہ۔ طلحہ اور زبیر کو شیعان علی آج تک بُرا کہتے ہین۔ اہل سنت و جماعت کا یہ مقولہ ہی کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"۔ خاتمہ ان تینون کا اچھا ہوا اور اسلیے خدا ایک معینہ کے لیے جو خطائین ان لوگون سے صادر ہوئین اور جنسے یہ لوگ منفعل بھی ہوئے کیا انکے تمام پچھلے کارنامون پر پانی پھیر دیگی رسولؐ خدا کے زمانہ مین جو حالتین ان تینون کی تھین وہ اس کتاب سے

ظاہر ہین اہل الرائے رائین قایم کرلین۔ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ ان لوگون کی حرکتین نیک نیتی سے غلط فہمیون پر مبنی تھین اور فی الواقع تھا بھی ایسا ہی تو پھر کچھ بھی بحث کی گنجایش نہین رہتی "الاعمال بالنیات"۔

مقتولونکی تعداد

جنگ جمل مین حضرت علیؓ کی طرف بیس۲۰ ہزار آدمی تھے جنمین سے ایک ہزار ستر مارے گئے اور عائیشہ کی طرف تیس۳۰ ہزار سے زیادہ تھے جنمین ۹ ہزار مارے گئے۔

حضرت عائیشہ کے نہ ہٹنے سے لوگون پر بڑا اثر پڑا۔ اگر حضرت عائیشہ کے اونٹ کے پاؤن نہ قلم کیے جاتے تو سب کے سب وہین کھیت رہتے۔ حرم رسولؐ کو چھوڑکر بھاگ جانا وہ لوگ پسند نہین کرتے تھے۔ حضرت عائیشہ بمنزلہ لوا تھین جنگ مین جب تک لوا قایم رہتا تھا عرب بھاگنا جانتے ہی نہ تھے۔ عائیشہ پر کوئی حملہ کرتا نہ تھا اسلیے اخیر تک لوا کا قایم رہنا متیقن تھا اور اس طرح گویا عائیشہ کی تمام فوج کا مرکھپ جانا ضروری تھا۔ زبیر اور طلحہ کے چلے جانے سے انکی ہمتین چھوٹ گئین۔ اچھی طرح ہتھیار بھی نہ کرسکتے تھے لیکن جان دینے کے لیے پروانہ کی طرح شمع کے گرد کھڑے تھے۔

اسقدر اوپر لکھا جاچکا ہی کہ محمد ابن ابو بکر فوج مصر مین عبداللہ ابن سعد ابن سرح کے ماتحت تھے اور عبداللہ ابن سعد ابن سرح سے ناخوش ہوکر مصر سے چلے آئے تھے

مصر مین محمد بن حذیفہ

ناخوشی کی وجہ صرف یہی تھی کہ محمد ابن ابی بکر امیر المومنین عثمان کے طرز عمل پر نکتہ چینیان کرتے تھے اور عبداللہ ابن سعد ابن سرح انکو باز رکھنا چاہتا تھا۔ محمد ابن ابی بکر کا ہمخیال محمد ابن حذیفہ مصر مین باقی رہ گیا تھا۔ امیر المومنین عثمانؓ کی وفات پر جب عبداللہ ابن سعد

ابن سرح مصر سے نکل کر شام کی طرف چلا تو محمد ابن حذیفہ وہان کا حاکم بن بیٹھا
قیس ابن سعد
اسکے بعد قیس ابن سعد جناب امیر المومنین علی کی طرف سے مصر مین پہونچا اور حاکم مصر ہوا لیکن لوگ اسکے مطیع نہو سے۔

معاویہ کی نیت خود خلیفہ ہونے کی تھی اور وہ اپنے ملک مین لوگون سے بیعت لے چکا تھا اور یہ بھی جان چکا تھا کہ علیؓ سے لڑے بغیر چارہ نہوگا۔ قیس ایک مدبر شخص تھا معاویہ نے اُس سے استمالت شروع کی۔ معاویہ کو خوف تھا کہ حضرت علی نے اگر کوفہ سے چڑھائی کی اور مصر سے قیس نے دھاوا کیا تو مین بیچ مین گھر جاؤنگا لیکن قیس اسکے دام مکر مین نہ آیا۔

پیغمبر خدا کو مرے ہوئے پچیس برس ہو چکے تھے اُنکے فیض صحبت کا اثر طبیعتون سے زائل ہو چلا تھا۔ جنگ جمل تک کھینچ کھانچ کر نیک نیتی اور غلط فہمی کو کھپا یا گیا۔ لیکن اب اسکی گنجایش نہین رہی۔ اب صاف طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نیک نیتی کے قدم بہ قدم تھے یعنے دین اور دنیا دونون کو ساتھ رکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہ گوارا نہین کر سکتے تھے کہ امت محمدی پر کوئی نااہل حکمران یا امیر ہو اور یہ بھی پسند نہین کرتے تھے کہ جسکو وہ سب سے اچھا سمجھین (یعنی اپنی ذات کو) اُسے پولٹیکل معاملات سے الگ رکھین۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھتے تھے۔ مسلمانون کے مقابلہ مین وہ تلوار بھی اُٹھاتے تھے تو اسلیے کہ بغاوت کا رفع کرنا اور نامزاؤن کو سزا دینا ضروریات سے تھا۔ یہ بھلا یا برا جو اسکے سوا اور کوئی فعل وہ ایسا نہ کرتے تھے جو کسی فریق کے نزدیک مذہب کے خلاف یا اخلاقی خوبیون کے منافی ہوتا۔ مسلمانون کا دوسرا گروہ اُن لوگون کا مجموعہ
علیؓ بے قصور

تھا جو دنیا دی لذتون کو مقدم سمجھتے تھے اور دنیا زور و لا یحصل الا بالزور پر عمل کرنے مین تامل نہ کرتے تھے۔ یہ گروہ دیکھا دیکھی بڑھتا گیا۔ اور سنت نبوی سے الگ ہوکر شام اور عجم کے سلاطین اور اُنکے ارکین کا رنگ پکڑتا گیا۔ معاویہ اس گروہ کا سردار تھا۔ اتفاق زمانہ نے اُسکو سردار بنادیا یا یون کہیے کہ اسکے ذریعہ سے لوگون کو اپنے ما فی الضمیر کے اظہار کا موقع ملا۔

عثمان کے بعد تین گروہ

تیسری قسم مین وہ لوگ داخل تھے جو ان جھگڑون سے الگ ہوکر عزلت گزین ہوگئے تھے۔ امیر المومنین علیؑ کا ساتھ وہ اسلیے دیتے نہ تھے کہ اُنکے ساتھ ہوکر مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانا پڑتی۔ اور معاویہ کے دربار مین اسلیے حاضر نہ ہوتے تھے کہ سنت نبوی سے اُسے خلاف پاتے تھے۔

پہلے اور تیسرے گروہ کا دوسرے سے اچھا ہونا اسمین تو کلام ہی نہین لیکن اسمین گفتگو ہے کہ اول اور سیوم جماعتون مین سے کسکو ترجیح دی جائے تیسرا گروہ کہتا تھا کہ ہم مسلمانون پر تلوار نہ اُٹھائین گے۔ اور امیر المومنین علی کے گروہ کا یہ مقولہ تھا کہ مسلمانون سے ملک مین فساد پھیلا ہوا ہے تو اُسکے رفع کرنے مین تلوار سے کام لینا کوئی مضایقہ نہین رکھتا۔

معاویہ کے بعض ساتھیون کو مکر کرنے۔ جھوٹ بولنے اور مسلمانون کا خون ناحق بہانے مین کوئی تامل نہ تھا۔ اور یہان علی ابن ابی طالب کو بڑی دقت یہ تھی کہ وہ خود کو احکام شرعی کا پابند رکھتے تھے۔ شروع مین وہ تلوار سے کام نہ لیتے تھے۔ تلوار جب اُٹھاتے تھے کہ معاملا اختیار سے باہر ہوجاتا تھا۔ اور اُسپر بھی ایک دقت یہ تھی کہ اُنکے ساتھی بھی کبھی کبھی مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اٹھانے

معاویہ اور علیؓ

سے رُک جاتے تھے ممکن ہی کہ معاویہ کے گردہ مین بھی ایسے لوگ ہون جو حضرت عثمانؓ کے قتل ناحق سے متاثر ہوکر نیک نیتی سے شیعان علی کے مخالف بنے ہون - غرض کہ علیؓ کی حالت اپنی خلافت کے زمانہ مین عجیب کشمکش مین تھی اور رسولؐ اللہ کے صحابیون سے کسی نے بھی حضرت علیؓ کی سی روحانی تکلیف نہین اُٹھائی - لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو نہایت سخت سمجھتے ہین - لیکن میرے نزدیک حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی حالت کشمکش زیادہ تر ہمدردی کے لایق ہی - اگر واقعہ کربلا کو طاعون سے نسبت دین تو حضرت علیؓ کی دقتون کو عارضہ سل سے تشبیہ دے سکتے ہین -

اسقدر تمہید کے بعد اب یہ بیان کیا جاتا ہی کہ معاویہ نے علیؓ ابن ابی طالب کے مقابلہ مین کیونکر کامیابی حاصل کی - بعض کج راے مورخون کا بیان ہی کہ حضرت علیؓ کی خودرائی ناکامی کا سبب ہوئی - لیکن حضرت علی پر خودرائی کا الزام غلط ہی - علم - شجاعت - متانت اور حکمت اُنکے حصہ مین تھی - خودرائی چہ معنی دارد - خودرائی نہین بلکہ وہ حالات اُنکی ناکامیون کے سبب ہوئے جنکا خلاصہ اوپر بیان کیا گیا -

اوپر لکھا گیا ہی کہ معاویہ نے قیس کو دام مین پھنسانا چاہا تھا جب وہ قابو مین نہ آیا تو معاویہ ایک دوسری چال چلا یعنی قیس بن سعد کی تعریف اور تذکرے اپنے دربار مین اس طور پر شروع کروا دیے کہ گویا وہ علیؓ ابن ابی طالب کا دشمن ہی - امیر المومنین علیؓ کے مخبرون نے یہ خبر کوفہ پہونچائی اور امیر المومنین کو شبہ ہوا امیر المومنین نے قیس بن سعد کی جگہ پر محمد ابن ابی بکر کو تعنات کیا - قیس

معزول ہوکر سیدھا مدینہ چلا آیا۔ محمد ابن ابی بکر سے مصر کا انتظام نہ ہوسکا اور اسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ کا تسلط مصر مین جم چلا۔ معاویہ کو وہان لوگ اچھا نہ جانتے تھے
لیکن معاویہ کے ساتھیون کا یہ کہنا کہ "علیؓ قاتلان عثمانؓ کا سردار ہے اور خلافت کسی
طرح اُسکو زیبا نہین ہے۔ دیکھو عثمان کیخوا خواہ تمام مسلمان معاویہ کی طرف رجوع
ہوتے جاتے ہین" جادو کا کام کرتا تھا۔ لوگ اصلی حالات سے تو واقف نہ تھے
آسانی سے لوگون کے ذہن نشین کردیا جاتا تھا کہ علیؓ باغیون کا سردار بنا ہے۔

جنگ جمل کے بعد علیؓ ابن ابی طالب کو بڑی قوت ہوگئی تھی۔ شام سے دکھن
اور پورب جتنے ممالک تھے وہ سب حضرت علیؓ کے قبضہ مین تھے اور مصر بھی
ایک طور پر علیؓ ہی کے قبضہ مین تھا۔ امیر المومنین علی کو یہ خوف ہوا کہ مبادا معاویہ
عراق اور فارس پر اپنا تسلط جمالے تو بڑی مشکل ہوگی اس خیال سے امیر المومنین
علیؓ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافت قرار دیا۔ معاویہ نے موقع پاکر مروان کو مدینہ بھیجدیا کہ
وہ مخبری کرتا رہے اور طبیعتون کو حضرت علیؓ سے مخالف کرتا رہے اس طرح یہ
اہل مدینہ کی طرف سے امیر المومنین علیؓ کے دل مین خدشہ پیدا ہونے کی
وجہ قایم ہوئی۔ مدینہ پہونچکر قیس کو مروان نے بہت اُبھارا لیکن وہ علیؓ
سے بدعقیدہ نہین ہوا اور مدینہ سے کوفہ چلا گیا۔

کوفہ دار الخلافت علیؓ

مصری کھلم کھلا علیؓ کے مخالف تھے اور معاویہ کے تو کسی طرح طرفدار نہ تھے قیس
تدبیر سے کام لینا چاہتا تھا اور امیر المومنین علی کے دل مین یہ بات جمی تھی کہ قیس کو
لڑائی سے گریز ہے۔ محمد ابن بکر نے پہونچتے ہی اُن لوگون سے جو تذبذب مین
تھے جنگ شروع کردی۔ اس جنگ نے مخالفین کو ہزیمت دی لیکن اسکے

ساتھ ہی حضرت علیؓ کی عداوت اور معاویہ کی محبت کا بیج بھی اُنکے دلون مین
بو دیا۔

جب امیرالمومنین عثمانؓ کو غوغائیون نے گھیرا تھا تو عمر ابن عاص مدینہ سے
چلا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کی خلافت اُسنے پسند نہین کی۔ لیکن اہل جمل کا بھی
اُسنے ساتھ نہین دیا۔ وہ کہتا تھا کہ حضرت علیؓ ان لوگون سے اچھے ہین۔ پھر
جب اہل جمل پر حضرت علیؓ کو فتح ہوئی اور معاویہ کے سر اُٹھانے کی خبرین آنے
لگین تو عمر عاص نے اپنے لڑکون سے مشورہ کیا۔ لوگون نے رائے دی
کہ عمر عاص ایسے باتدبیر شخص کی قدر معاویہ کے دربار مین زیادہ ہوگی۔ حضرت
علیؓ خود صاحب حکمت ہین۔ انھین ایسے لوگون کی چندان ضرورت نہین ہے
عمر عاص کی طبیعت پولٹیکل مذاق رکھتی تھی۔ یہی تعجب ہے کہ جنگ جمل مین وہ
کنارہ کش رہا۔ عمر بن عاص جب دمشق پہونچا تو وہان اُس نے سب کو یکدل
خون عثمانؓ کا بدلہ لینے پر آمادہ پایا۔ عمر عاص نے بھی اپنا رسوخ بڑھایا اور معاویہ
کے خاص مشیرون مین داخل ہوگیا۔ معاویہ کو اگر بادشاہ سمجھین تو یہ وزیر بنا۔ آب
حضرت عثمانؓ کا خون آلود پیراہن ہر جمعہ کو نکال کر لوگ نالہ و فریاد کرتے تھے۔ عمر عاص
نے یہ صلاح دی کہ روز کا روتا رنگ پھیکا کر دے گا۔ اسے لگا رکھو خاص خاص
وقتون مین اس سے جوش بڑھایا جائیگا۔ معاویہ نے قیس کو معزول کرانے کی
نسبت جو چال اختیار کی تھی وہ عمر عاص ہی کی صلاح کا نتیجہ تھی۔ محمد ابن ابوبکر
قتل عثمانؓ مین متہم تھے انکا امیر مصر مقرر کیا جانا معاویہ کو وہ نفع دے گیا جو عمر
کے خیال مین بھی نہ تھا۔

عمر عاص دمشق مین پہونچا

ماہوی مرزبان سے صلح

امیر المومنین علیؓ کے وقت میں ماہوی مرزبان جو یزدجرد کے بعد آتش پرستوں کا سردار بنا تھا کوفہ میں حاضر ہوا اور علیؓ سے مصالحت کی۔ امیر المومنین علیؓ نے اُسکے ساتھ خالد بن ولید مردہ کو حاکم خراسان مقرر کرکے روانہ کیا۔

جریر قاصد علی

جریر ابن عبداللہ حاکم ہمدان کو حضرت علیؓ نے معاویہ کے پاس بھیجا کہ وہ معاویہ کو بیعت پر آمادہ کریں۔ عمر ابن عاص نے جریر کو تمام شامی لشکر کا معائنہ کروایا۔ اور باتوں میں وہ جوش انتقام بھی دکھا دیا جو شامیوں کے دلوں میں تھا۔ جریر کے واپس آنے پر حضرت علیؓ کو معاویہ کے اہتمام کا پورا پتہ چلا اور یہی عمر کی غرض بھی تھی۔ مالک اشتر نے جھلا کر کہا کہ میں جاتا تو بآسانی معاویہ کو مطیع کر لیتا۔ امیر المومنین علی نے کہا کہ تم جاتے تو زندہ بھی نہ آتے۔ جریر کی رنجش کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن صورت ایسی پیدا ہو گئی کہ وہ ان باتوں سے دل گرفتہ ہو گیا اور شیعان علیؓ سے الگ ہو کر کوفہ سے چلا گیا اور پھر اُسکو معاویہ نے خط لکھ کر اپنے پاس بُلا لیا۔

علیؓ کا شام کی طرف چلنا

اب شیعان علی کو معاویہ سے لڑنے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے عبداللہ ابن عباس کو بلوایا۔ مکہ اور مدینہ سے فوجیں طلب کیں۔ ابو مسعود انصاری کو کوفہ میں اپنا خلیفہ کر کے امیر المومنین علیؓ شام کی طرف چلے۔ لوگوں کی رائے تھی کہ امیر المومنین خود لڑنے نہ جائیں۔ لیکن امیر المومنین علی اپنا ہی جانا قرین مصلحت سمجھے۔

خبر سنکر معاویہ بھی طیار ہوا۔ اسنے عمر ابن عاص کو لشکر کا سپہ سالار کیا۔ عمر نے پہلے اپنے غلام وردان کو روانہ کیا پھر خود چلا اور سب کے پیچھے معاویہ چلا۔ حضرت علیؓ نے مداین میں پہونچ کر لشکر کی روانگی باقاعدہ شروع کی۔ زیاد ابن نضر

اور شریح ابن حامی کو پہلے روانہ کیا اُسکے بعد مالک کو بھیجا پھر خود چلے۔ دونون لشکر بمقام صفین جمع ہوئے۔ دشمنون کا لشکر فرات کے قریب تھا اور امیر المومنین علیؓ کی فوج فرات سے دور تھی۔ حضرت علیؓ نے معاویہ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ پانی کے لیے نہین لڑتے دین کے لیے لڑتے ہین۔ پانی مند نہ کرو اور پھر لڑو حق اور باطل کا فرق لڑائی سے ظاہر ہوگا۔ حضرت علیؓ کی یہ درخواست عمر عاص کی صلاح سے منظور ہوئی۔ عمر عاص نے یہ مصلحت سوچی کہ علی کے پانی مند ہونے سے ممکن ہی کہ ہماری فوج کے لوگ اُنکی بے بسی پر ترس کھائین اور اُنکی طرف ہو جائین فریقین مین صف آرائیان ہوئین اور بمقام صفین لڑائی شروع ہوگئی۔ علیؓ نے اپنی فوج کے سات ٹکڑے کیے اور ان ٹکڑون کے سردار۔ مالکؓ ابن اشتر۔ حجرؓ ابن عدی۔ شبیثؓ ابن ربعی۔ خالدؓ بن المعم۔ زیادؓ ابن النضر۔ معاویہؓ بن رباعیؓ قیسؓ بن سعد بن عبادہ تھے۔ معاویہ نے بھی اپنی فوج کے سات ٹکڑے کیے جنکے سردار عبدؓ الرحمٰن بن خالد مخذومی۔ ابوؓ الاعور سلمی۔ حبیبؓ بن مسلم فہری ذوالکلاعؓ حمیری۔ عبیدؓ اللہ بن عمر بن خطاب۔ بشرؓ بن مالک کندی اور حمزہؓ بن مالک ہمدانی لڑائی مین ایک شخص آتا تھا اور مبارز طلب کرتا تھا اور جب خوب سخت ہوتی تھی تو واپس جاتا تھا۔ ذی الحجہ مین یونہین مہینہ بھر تک لڑائی ہوا کی اور زیادہ لوگ ضایع نہین ہوئے۔ محرم ۳۵ھ شروع ہوا۔ حضرت علیؓ نے محرم کے احترام سے لڑائی روک لی اور مہینہ بھر تک لڑائی نہین ہوئی۔ حضرت علیؓ نے موقع پاکر مصالحت کی طرف معاویہ کو راغب کرنا چاہا۔ معاویہ کے دربار مین قاصدون کے اجتماع سے جو مباحثہ پیش ہوا وہ ٹھیک ایسا ہی تھا جیسا چند مسلمان اس زمانہ کے

جنگ صفین

مذہبی مسائل پر بیٹھ کر جھگڑتے ہین - پاس سخن کے لیے ہر شخص قرآن اور حدیث رسول ؐ پر تمسک کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی بات طے نہین ہوتی - وہان تو مذہبی نزاع کے ساتھ ملکی نزاع بھی شامل تھی - جھگڑون کا طے ہونا آسان نہ تھا - معاویہ کی یہ حجت تھی کہ قاتلان عثمان ؓ علی ؓ کے لشکر مین ہین وہ مجھے ملجائین اور مین اُنکو مارلون پھر ہر طرح حاضر ہون - شیعان علی ؓ نے کہا کہ تم لوگ عمار ابن یاسر پر تہمت رکھتے ہو اور وہ یاران پیغمبر ؐ اور بہترین اُمت سے ہین - ظاہرا معاویہ کی غرض صرف یہ تھی کہ اسطرح پر علی کے لشکر مین نفاق پھیلے گا اور اس نفاق سے معاویہ فایدہ اُٹھائیگا - اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسکی غرض ٹھیک وہی ہو جو الفاظ سے ظاہر ہوتی تھی - واللہ اعلم مورخون کو اس سے بحث نہین - معاویہ نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر علی کو قاتلان عثمان کے سپرد کرنے مین تامل ہے تو مین بزور تیغ اس تامل کو رفع کرونگا - اور پھر مسلمانون پر چھوڑ دونگا کہ وہ جسے چاہین خلیفہ منتخب کرین - یہ ویسی ہی باتین ہین جیسی غوغائیون نے عثمان بن عفان کے سامنے پیش کی تھین اور جس طرح امیر المومنین عثمان ؓ غوغائیون کی درخواست نہ ماننے مین نیک نیت کیے جاتے ہین اُسی طرح امیر المومنین علی معاویہ کی بات نہ ماننے مین حق بجانب تھے -

ماہ محرم گزر جانے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی - اول صفر کو علی ؓ اور معاویہ مین خوب لڑائی ہوئی - سات روز تک صبح سے شام تک برابر لڑائی ہوا کی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا - یہ لڑائیان بھی سردار دن مین الگ الگ ہوتی تھین - کچھ کشود کار نہ ہوتی تھی آٹھوین روز حضرت علی ؓ نے حکم دیا کہ کل فوج ایک مرتبہ حملہ کرے - آپ نے لڑائی کے طریقے فوج والون کو تعلیم کیے - قلب لشکر مین کھڑے ہو کر دعا پڑھی اور اُسکے بعد لڑائی

جنگ صفین کا خاتمہ

شروع ہوگئی۔ آٹھوین تاریخ کو شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ نوین روز عمر عاص کے اشارے سے جو حملہ حضرت علی کی میمنہ فوج پر ہوا تو وہ بھاگ چلی اور امیر المومنین علیؓ کے پکارنے پر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ پھر حضرت علیؓ نے میسرہ اور قلب فوج سے بڑھنے کو کہا لیکن کوئی جگہ سے نہ ہلا۔ حضرت علیؓ کو جلال آیا اور وہ تنہا تلوار لیکر بڑھے اور پیچھے پیچھے اُنکے بیٹے امام حسن اور امام حسین اور محمد چلے یہ کیفیت دیکھ کر اور لوگ بھی بڑھے اور خوب لڑائی ہوئی۔ حضرت علیؓ کی تلوار اُس روز ویسی ہی بیباک تھی جیسی جنگ جمل مین آخر آخر ہوئی تھی۔ طرفین سے بہت مسلمان مارے گئے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے عمار بن یاسر اور معاویہ کی طرف سے عبید اللہ ابن عمر مقتول ہوئے۔ مالک ابن اشتر اور حضرت علیؓ کا کوئی مقابلہ کرتا نہ تھا۔ یہ جہان پہونچتے تھے میدان صاف کردیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے معاویہ کو دیکھ کر پکارا کہ تم خود میدان مین کیون نہین آتے کہ جلدی سے تصفیہ ہوجائے۔ عمر نے معاویہ کو ترغیب بھی دی لیکن وہ نہ بڑھا اور کہنے لگا کہ حضرت علیؓ کے سامنے سے کوئی زندہ نہین آتا۔ تاریکی شب نے لڑائی روک دی۔ لیکن معاویہ والے اُس روز بہت مایوس میدان سے واپس گئے۔

حضرت علیؓ کی دلیری

دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔ صف آرائی تو صبح ہی سے ہوئی۔ لیکن امیر المومنین علیؓ نے نماز جمعہ کے بعد پورے زور سے حملہ کیا اور معاویہ کی فوج نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ معاویہ کو سخت انتشار رہا۔ دنیاوی امور مین تدبیر کو بھی دخل ہے۔ عمر ابن عاص کا ایک جوڑ یہان بھی چل گیا۔ نیزہ مین قرآن باندھ کر اُسنے ملبند کیا اور یہ آواز دی کہ "مسلمانون مین تمکو دین کی طرف بُلاتا ہون یعنے یہ ساری لڑائی شرعی غرض سے ہی تھیں۔

قرآن نیزہ پر

اختیار ہے اسے مانو یا نہ مانو۔ لڑائی سے تم الگ ہو گئے تو ہمیں آسائش ملے گی۔"
عبداللہ ابن عباس بھی لڑائی میں تھے۔ قرآن دیکھتے ہی اُنکے مُنہ سے نکلا کہ
لڑائی ختم ہوئی اور مکر شروع ہوا۔ اکثر شیعان علی نے قرآن دیکھ کر تلوار روک لی حضرت
علی کتنا ہی چلاتے رہے کہ یہ بالکل دھوکا ہے ڈر سے حیلہ کیا گیا ہے۔ ذرا جمے رہو ابھی ابھی
فتح ہوتی ہے لیکن کسی نے نہیں سُنا لوگوں نے کہا کہ کتاب اللہ کی طرف ہم بلائے
جاتے ہیں ہم کیونکر اجابت نکریں مسعود تمیمی اور زید بن حصین بولے کہ "علی تم خدا
کی کتاب کو مار نہیں سکتے مجھے وہ دین کی طرف بلاتے ہیں اور تم مجکو باز رکھتے ہو
تمھارا خون حلال ہے۔ ہم لوگوں نے عثمانؓ کو اسی لیے مار ڈالا کہ اُسنے کتاب اللہ کے
خلاف عمل کرنا شروع کیا۔" حضرت علیؓ نے کہا تمھاری خوشی لڑو یا نہ لڑو۔ جو لوگ
شیعان علی سے تھے اور پھر منحرف ہو گئے اُنکو سورخین نے اہل خوارج لکھا ہے خوارج
نے حضرت علیؓ سے کہا یہ کچھ نہیں مالک ابن اشتر کو بھی روک دو۔ مالک اُسوقت
بڑھی ہی تاک میں تھا۔ دشمنوں کے پاؤں اُکھڑتے ہوئے گویا دیکھ رہا تھا۔ حضرت علیؓ
کے بُلانے پر وہ آیا۔ مہتران خوارج نے علیؓ کو گھیر لیا اور کہا کہ مالک کو بلاؤ نہیں تو میں
تمھیں ابھی مارے ڈالتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے پھر مالک کے پاس آدمی بھیجا مالک نے
کہا یہ آنے کا وقت نہیں ہے ابھی ابھی فتح ہوجاتی ہے۔ علیؓ نے مالک سے کہلا بھیجا کہ
یہاں میری جان پر بنی ہے اور تمکو دشمنوں کی فکر ہے۔ پھر مالک فوراً آیا۔ مالک نے بھی
سمجھایا لیکن مہتران خوارج نے ایک نہ مانا۔ مالک نے مہتروں سے کہا کہ دشمنوں نے
تمھیں ایسا دھوکا دیا ہے کہ تمھیں عراق جانا مشکل ہو جائیگا۔ مالک کو غصہ آیا اور زبان پر
اسکا قابو نرہا۔ لوگوں نے مالک پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے سمجھایا کہ "جاؤ یہ تم نہیں

لڑتے نہ اگر وہ مالک کو کیون مارتے ہو؟ غرضکہ لڑائی فرو ہو گئی ۔

معاویہ کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ دو شخص حکم کیے جائین اور انکا فیصلہ فریقین منظور کرین - معاویہ کی طرف عمر ابن عاص حکم مقرر ہوئے اور حضرت علیؓ کی طرف سے ابو موسی اشعری - علیؓ نے عبداللہ ابن عباس کو اور در صورت انکار فریق ثانی مالک بن اشتر کو حکم کرنا چاہا تھا - لیکن ان زبردست شخصون کو معاویہ کے طرفدارون نے پسند نہ کیا پیچھے سے ابو موسی اشعری کا نام لیا گیا - ابو موسی معاویہ کے طرفدار نہ تھے لیکن حضرت علیؓ کے ایسے زبردست خیر خواہ بھی نہ تھے کہ عمر عاص کے شریک غالب ہو سکتے - امیر المومنین اپنے ساتھیون کی کم فہمیون سے بہت بددل تھے انھون نے بزبان حال ع انچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم - کہکر اپنی قسمت کا فیصلہ عمر عاص ایسے مکار دشمن اور ابو موسی ایسے سست دوست پر چھوڑ دیا -

حکمین یعنی داور پنچ مقرر ہوئے

مضمون صلحنامہ

صلحنامہ مین یہ لکھا گیا کہ ابو موسی اور عمر ابن عاص اپنے اپنے گھر پھر جائین آیندہ رمضان مین بمقام دومۃ الجندل یہ دونون آدمی آئین - وہان چار سو آدمی حضرت علیؓ کی طرف سے اور چار سو معاویہ کی طرف سے جملہ آٹھ سو آدمی اور جمع ہون - ابو موسی اور عمر عاص تنہائی مین بحث کرین - اگر انکی رائین علیؓ یا معاویہ مین سے کسی ایک کی نسبت قایم ہو تو وہ امیر المومنین قرار پاوے اور اگر دونون کی رائے کسی ایک پر نہ جمے تو آٹھ سو آدمی جو موجود ہون انکی کثرت رائے سے کوئی دوسرا امیر المومنین مقرر کیا جاوے -

جب صلحنامہ ہو گیا تو طرفین کے لوگ میدان جنگ سے روانہ ہونے لگے - خوارج نے اس صلح پر بھی شور مچایا کہ "علیؓ نے حکم پر رضامندی ظاہر کی تو وہ

مسلمان نہین رہا جو حکم اللہ دیتا وہی ٹھیک تھا یعنے لڑائی سے فیصلہ کر لیا جاتا عمر
اور ابو موسیٰ کیا فیصلہ کرین گے" علیؓ نے کہا کہ تم لوگون نے نیزہ پر قرآن دیکھکر بجتی

خوارج کی سرکشی

پر ہاتھ صاف کرنا چاہا تھا۔ اور کہتے ہو کہ حکم کیون مقرر کیے گئے۔ کوفہ تک پہونچتے
پہونچتے انکی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی اور انھون نے اپنے گروہ کا ایک امیر
مقرر کیا اور حضرت علیؓ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔

حضرت علیؓ کو کچھ تو اسلام کا پاس تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ باہمی نفاق کی خبر شایع
ہوئی تو اچھا نہ ہوگا۔ کسی طرح انکو سمجھایا اور راضی کیا۔ کہا کہ کچھ دنون اور صبر
کرو اتنے کچھ روپیہ بھی خرچ کے لیے آجاتے ہین اور ہملوگ سستا بھی لیتے ہین
پھر دیکھین گے کیا ظہور مین آتا ہی اگر کتاب اللہ کے موافق ہوا تو ہم سب منظور کرین گے
اور نہین تو پھر دیکھا جائیگا۔ خیر بمشکل تمام وہ لوگ رام ہوئے۔

آٹھ مہینے کے بعد رمضان المبارک مین بمقام دومۃ الجندل معاویہ کی طرف سے
عمر بن عاص اور امیر المومنین علیؓ کی طرف سے ابو موسیٰ آئے اور اسکے علاوہ چار

حکم جمع ہوئے

چارسو آدمی طرفین سے اکٹھا ہوئے۔ عجب مقام اور عجب بحث تھی۔ سوائے
سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ معاملات دنیا سے الگ ہوکر جنگل مین بکریان چرا کر
گزر کرتے تھے اور تمام صحابی رسول اللہ کے یہان آکر جمع ہوئے۔ ہان ایک
محمد بن ابی بکر بھی موجود نہ تھے۔ شاید مصر کے معاملات سے آنے کی فرصت
نہ پائی۔ اکثرون کو گمان تھا کہ ابو موسیٰ معاویہ کو پسند نہ کرین گے اور نہ عمر ابن عاص
علیؓ کو چاہین گے نتیجہ یہ ہوگا کہ دونون الگ ہونگے اور تیسرا منتخب ہوگا۔ اس
انتخاب مین ہر ایک شخص بجائے خود امیدوار تھا جس طرح معاویہ کا عقل کل عمر ابن عاص تھا

اسی طرح حضرت علیؓ کی طرف مدار المہام عبداللہ ابن عباس تھے۔ حضرت علی کی طرح یہ بھی شرعی حدود سے متجاوز نہ ہوتے تھے اور اسیلیے معاویہ اور عمر ابن عاص کی چالبازیون کا جواب دینے والا ادھر کوئی نہ تھا۔

بموجب شرط کے ابوموسیٰ اور عمر ابن عاص ایک خیمہ مین بیٹھے اور بڑی دیر تک گفتگو ہوا کی۔ عمر عاص نے ابوموسیٰ سے کہا کہ آپ کے معلومات بہت بڑے ہین اور آپ کا درجہ بھی بڑا ہی پہلے آپ اپنی راے بتائیے۔ اُنھون نے کہا کہ مسلمانون کی فلاح تو اسمین نظر آتی ہی کہ علی اور معاویہ دونون الگ ہوجائین۔ عمر ابن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کیا برے ہین۔ ابوموسیٰ نے جواب دیا کہ یون تو علی معاویہ سے کہین اچھے ہین۔ مین رفع شر چاہتا ہون۔ عمر ابن عاص نے پوچھا کہ اچھا پھر آپ کی نظر کس پر پڑتی ہی۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر پر کہ وہ کبھی جھگڑون مین شریک نہین ہوئے وہ اپنے باپ کے طریقہ پر چلین گے تو امن قایم ہوجائیگا عمر ابن عاص نے کہا مین اُنکو پسند نہین کرتا۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ دونون برطرف کردیے جائین اور پھر شورہ سے انتخاب ہورہے گا۔ عمر عاص نے کہا یہی راے میری بھی ہی اب دونون خیمہ سے نکلے اور لوگ فیصلہ سُننے کو ہمہ تن گوش ہوئے۔ عمر نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ”آپ اپنی راے بیان کیجیے“ ابوموسیٰ کہنے کو کھڑے ہوئے اور عبداللہ ابن عباس کو کھٹکا پیدا ہوا اُنھون نے چپکے سے ابوموسیٰ کے کان مین کہا کہ ”عمر کی باتون مین نہ آجانا“ ابوموسیٰ نے کھڑے ہوکر کہا ”لوگو گواہ ہو کہ مین نے علی اور معاویہ دونون کو اس کام سے الگ کیا تم لوگ کوئی دوسرا امام منتخب کرو جیسا کہ عمرؓ کے مرنے پر انتخاب عمل مین آیا تھا“۔ اسکے بعد عمر کھڑا ہوا اور بولا کہ

حکمین کے فیصلہ کا نتیجہ

"ابوموسیٰ نے علی اور معاویہ دونوں کو برطرف کر دیا۔ ابوموسیٰ کی رائے سے جہاں تک اُسکو علی کی برطرفی سے تعلق ہے میں اتفاق کرتا ہوں اور میں بھی علی کو برطرف کرتا ہوں لیکن معاویہ کو میں برطرف نہیں کرتا بلکہ کام خلافت کا میں اُنکے سپرد کرتا ہوں کہ وہ عثمانؓ کے ولی ہیں اور اُنکے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔ ابوموسیٰ کو غصہ آیا اور اُنھوں نے کہا عمرؓ تم مکار اور جھوٹے ہو ہم لوگوں میں ہرگز یہ تجویز نہیں ہوئی تھی جیسا تم نے ظاہر کیا۔ غرضکہ شور و غل میں بات جاتی رہی اور عمرو عاص نے یہ موقع نہ دیا کہ بجائے علی اور معاویہ کے کوئی دوسرا شخص منتخب ہوتا بلکہ اس واقعہ سے معاویہ کو اتنا نفع پہونچ گیا کہ اب تک وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک درجہ اُسکے لیے قایم ہو گیا۔ امیرالمومنین نہیں تو امیر معاویہ کہکر اُسکا پکارا جانا بمیوقع نہ تھا۔ اسکے بعد شام کی فوجوں نے بڑی خوشیاں کیں اور معاویہ کو وہ خلیفہ کہنے لگے اور گویا اسی وقت سے یہ سمجھا گیا کہ علی عراق کے لیے امیرالمومنین ہیں تو معاویہ شام کے لیے ہے۔

خوارج کا حال قابل تذکرہ ہے کہ جب ابوموسیٰ کو حضرت علیؓ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تو خوارج کے جھونڈ دوڑ سے نئے پھر زور پکڑا اور وہ کہنے لگے" علی تم نے اللہ کے حکم کو چھوڑ کر دو پنچوں کے حکم کو بڑا سمجھا۔ تم نے سخت گناہ کیا۔ جلدی توبہ کرو اور فوج جمع کر کے دمشق کی طرف چلو" حضرت علی نے کہا کہ تمھارے ہی دباؤ سے تو میں نے عہد کیا خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب میں کسی طرح سے نقض عہد نہیں کر سکتا۔ وہ علی سے کہتے تھے" خیر ہم نے معصیت کی اور ہم توبہ کرتے ہیں تم بھی اپنے گناہ کا اقرار کرو اور اس سے توبہ کرو اور پھر لڑنے کو چلو" حضرت علیؓ کہتے تھے کہ میں نے گناہ نہیں کیا تو اقرار گناہ کیا کروں۔ امیرالمومنین علیؓ کی نرمی نے اُنکو

سخت بنایا۔ یہ لوگ تعداد مین روز بروز بڑھتے گئے۔ مسجدون مین یہ پکارتے تھے کہ حکم اللہ کا ہی دنیا مین کوئی حاکم یا امیر نہین ہی۔ یہ لوگ علی یا معاویہ کسی کی خلافت تسلیم نہین کرتے تھے۔ چونکہ معاویہ سے لڑنے پر یہ لوگون کو ترغیب دیتے تھے اسلیے شروع شروع انکی سخت کلامیان شیعان علی کو زیادہ شاق نہ گذرتی تھین آخر مین یہ لوگ اعتدال سے بہت زیادہ بڑہ گئے۔ اگر علیؓ طرح دیجاتے تو علیؓ کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانے پر آمادہ تھے۔ امیرالمومنین علیؓ ذرا سبقت کرتے تو یہ لوگ لڑپڑتے۔ جب خارج کی تعداد ۱۵ ہزار سے کچھ اوپر ہوئی تو انھون نے کوفہ چھوڑ دیا اور یہ کہکر باہر نکل گئے کہ کوفہ والے تمام کافر ہین۔ انکے ساتھ رہنا ٹھیک نہین۔

خوارج کا کوفہ سے چلاجانا

جب یہ لوگ کوفہ سے نکلے تو عبداللہ ابن وہب کو ان لوگون نے اپنا سردار مقرر کیا اور انکے انداز رفتہ رفتہ اس طور کے ہوتے گئے جیسے آجکل یورپ مین نہلسٹ اور انارکسٹ وغیرہ کے فرقے پائے جاتے ہین۔ یہ لوگ جاکر نہروان مین ٹھہرے۔ بصرہ کی حکومت عبداللہ ابن عباس کے تعلق تھی اور یہ کسی کام کو کوفہ گئے تھے کوفہ مین یہ خبر پہونچی کہ عبداللہ ابن وہب نے اپنا اثر فوج بصرہ پر بھی پہونچانا چاہا ہی۔ عبداللہ فوراً بصرہ روانہ کیے گئے اور حضرت علی نے کوفیون کے سامنے جنگ شام کا تہیہ کیا اور یہ بیان کیا کہ جب پنچایت کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے موافق کوئی فیصلہ نہین ہوا تو اب مجھکو شامیون پر حملہ کرنے مین کوئی تامل نہین ہی۔ اسی مضمون کا ایک خط عبداللہ ابن وہب کے پاس نہروان بھیجا گیا۔ اسکے جواب مین اُسنے لکھا کہ ہم لوگون کے کہنے کو تم نے نہین مانا اور پنچ مقرر کرکے تم کافر ہوچکے تم اپنے کفر کا اقرار کرکے مسلمان ہو تو ہم آسکتے ہین۔ امیرالمومنین نے یہ جواب

کوفیون کو سُنایا اور کہا کہ انکو صرف فساد بڑھانا ہی کچھ کرنا نہین ہی۔

آسکے بعد بصرہ مین عبداللہ ابن عباس کے پاس فوج کے لیے حکم بھیجا گیا۔ عبداللہ ابن عباس نے بہت زور مارا لیکن ساٹھ ہزار فوج مین سے صرف تین ہزار آدمی لڑائی کے لیے قوی ہوئے۔ امیرالمومنین علیؓ نے اہل کوفہ کے سامنے بصریون کی بیوفائی کا تذکرہ کیا۔ ۲۵ ہزار کوفی لڑنے مرنے کو طیار پائے گئے۔ کوفیون نے یہ بھی کہا کہ پہلے نہروان چل کر خوارج سے بھگت لینا چاہیے حضرت علیؓ نے کہا "نہین۔ پہلے شامیون سے لڑو کہ انسے زیادہ خطرہ ہی"

جنگ کی طیاری

پھر اسکے بعد خبر آئی کہ خوارج نے فساد پھیلا رکھا ہی مسلمانون کو کافر کہکر بلا وجہ وہ مار ڈالتے ہین۔ امیرالمومنین علیؓ سوچے کہ "ہم شام جاتے ہین ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین خوارج کوفہ پر قابض ہو جائین" اسلیے بمجبوری خوارج سے لڑنے کو آپ نہروان چلے۔ اور خوارج کو لڑائی پر آمادہ پاکر اُنکے مقابلہ مین ہتھیار اُٹھایا۔ پہلے خوارج نے حملہ کیا اسکے بعد حضرت علی کی فوج نے تمام خوارج کو جنکی مقدار چار ہزار سے زیادہ نہ تھی گھیر لیا اور سب کو تہ تیغ کر کے بے گور و کفن چھوڑ دیا۔

خوارج نہروان کی شکست

آب امیرالمومنین علیؓ نے براہ موصل شام چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن سرداران فوج کی یہ راے ہوئی کہ ہتھیار خراب ہو گئے ہین کوفہ چل کر نئے ہتھیار لیے جائین اور پھر وہان سے شام کا ارادہ کیا جائے۔ کوفہ مین چل کر سپاہیون نے ہاتھ پاؤن پھیلا دیے جس سے علیؓ نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر لوگون نے امیرالمومنین علیؓ سے معذرت کی اور اُنھون نے بمجبوری معذرت قبول کی

التواے جنگ

معذرت قبول نہ کرتے تو ادر کیا کرتے۔

جنگ نہروان ۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ ۳۸ھ کی ابتدا میں پہلے محمد ابن ابوبکر کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ قیس کی جگہ محمد کو امیر المومنین علیؓ نے متعنات کیا اور محمد نے دشمنوں کو ہزیمت بھی دی۔ مصر میں امیر المومنین علیؓ کے خلاف سازش کرنے والا معاویہ بن حذیفہ تھا۔ جنگ صفین اور فیصلہ پنچایت کے بعد جب اسکو معلوم ہوا کہ اہل شام نے معاویہ کو امیر المومنین کا لقب دیدیا تو اُسنے محمد ابن ابی بکر پر خروج کیا۔ محمد نے امیر المومنین علی سے مدد مانگی۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ مصر میں مالک ابن اشتر اور قیس ابن سعد کے سوا دوسرا کام نہیں کر سکتا قیس نے جانا قبول نہیں کیا۔ مالک کی جگہ قیس حاکم جزیرہ مقرر کیا گیا اور مالک مصر کی طرف بھیجے گئے۔ مالک کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ مالک کی خبر سنکر معاویہ کو سخت تشویش ہوئی۔ راستہ میں مالک کو زہر دیا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ کی سازش سے ایسا ہوا۔ مالک کی موت نے امیر المومنین علیؓ کو سخت صدمہ پہونچایا۔ آپ نے محمد کو لکھا کہ میں نے عبد اللہ ابن عباس کو بھیجنا چاہا۔ اُنھوں نے منظور نہ کیا۔ مالک کو راستہ میں زہر دیا گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ تمھارے لیے کوئی دوسرا مقام تجویز کیا جاتا جہاں تمکو آسانی ہوتی۔ مالک کے مرجانے پر اب کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جس طرح ممکن ہو وہاں کا انتظام کرو۔

قتل محمد بن ابی بکر

مالک کی موت

اب اسکے بعد عمرو بن عاص شام سے مصر کی طرف چلا۔ معاویہ بن حدیقہ بھی آکر اُسکے ساتھ ہولیا۔ محمد نے خوب مقابلہ کیا۔ معاویہ بن حدیقہ کا بیٹا کنانہ محمد کی فوج کا سپہ سالار تھا اور محمد کے بھائی عبد الرحمن ابن ابی بکر عمرو ابن عاص کے

لشکر مین سب سے آگے تھے - معاویہ نے اپنے بیٹے کنانہ کو لڑائی مین مارڈالا اور کہا تو ہی نے امیر المومنین عثمانؓ کے گلے پر چھری پھیری تھی۔ ایک تو محمد کی فوج کم تھی اسپر سے اسکا بھی سپہ سالار مارا گیا تو محمد کے ساتھیون نے فرار اختیار کیا محمد بھاگ کر جھاڑی مین چھپے اور گرفتار ہوئے۔ محمد کے بھائی عبدالرحمن نے اپنے بھائی کے لیے امان طلب کرنے کا ارادہ کیا لیکن معاویہ نے محمد کے مارنے مین جلدی کی اور کہا کہ جب مین نے اپنے بیٹے کا خیال نہ کیا تو محمد کو کب چھوڑتا ہون - محمد کی نعش کو نہایت برے طور پر جلایا جسکا صدمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ ہوا - محمد کے مرنے پر مصر کی حکومت سے امیر المومنین علی کا بالکل قطع تعلق ہو گیا -

عبداللہ ابن عباس زیاد ابن ابی سفیان کو بصرہ مین اپنا قایم مقام کر کے امیر المومنین علیؓ کی دل دہی کے لیے کوفہ مین آئے اور کہا کہ اب میرا آپ سے الگ رہنا مناسب حال نہین ہے - میدان خالی پاکر معاویہ نے کچھ آدمی اپنے بصرہ مین روانہ کیے اور اہل بصرہ نے زیاد سے نافرمانی کی - عبداللہ ابن عمر حضرمی کو جو امیر معاویہ کی طرف سے آیا تھا کوفیون نے آکر شکست دی - وہ ایک گھر مین آکر چھپا گھر مین آگ لگادی گئی اور وہ اپنے ساتھیون کے ساتھ وہین جل گیا - اس طرح زیاد کا پھر تسلط شہر بصرہ مین ہوا -

خوارج نے پھر سر اٹھایا - اصفہان - کرمان - اور سجستان کی طرف زیاد انکی گوشمالی کو روانہ کیا گیا - اسوقت حارث خوارج کا سردار تھا - دن بھر لڑائی ہوئی اور رات کو دشمن پہاڑ دن مین گھس گئے - زیاد بصرہ واپس چلا آیا - پھر دوسرے لوگ خوارج

زیاد کا رسوخ

کی گوشمالی کو تعینات کیے گئے۔ خوارج کا سردار حارث مارا گیا۔ اسکے بعد امیرالمومنین نے زیاد کو فارس کی طرف بھیجا۔ زیاد نے نہایت سنجیدگی سے ملک کا خراج وصول کرکے امیرالمومنین علی کے پاس روانہ کیا اور حضرت علی کو بہت مسرور کیا۔ زیاد کا ملک فارس مین بہت اچھی طرح سے تسلط ہوگیا۔

معاویہ کا حملہ بڑھا

مصر پر قبضہ کرکے امیر معاویہ کو یہ فکر ہوئی کہ مختلف مقامات پر فوجین بھیجکر امیرالمومنین علیؓ کو زچ کرنا چاہیے۔ معاویہ نے سب کے پہلے نعمان ابن بشیر کو عین التمر کی طرف بھیجا جہان وہ خود امیرالمومنین علی سے ہزیمت اُٹھاکر واپس آیا۔ حضرت علی کو اس لڑائی مین یہ معلوم ہوا کہ کوفی لڑائی کے وقت بیوفائی کرتے ہین اسکے بعد امیر معاویہ کی طرف سے کوہی موصل کی طرف چلا اور راستہ مین مقام ہیت امیرالمومنین علی کا عامل اشرش بن حسان ملا۔ اسکے ساتھی تو بھاگ گئے لیکن یہ خود تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ میدان مین قایم رہا اور مارا گیا۔ حضرت علی نے یہ خبر سُنکر تنہا روانگی کا قصد کیا کیونکہ اپنی فوج کی بیوفائی سے وہ بے خبر نہ تھے۔ فوج پر اسکا بڑا اثر ہوا۔ لوگون نے حضرت علیؓ کو باز رکھا اور اُنکی جگہ پر سعد ابن قیس کو بھیجا یہ گئے تو دشمنون سے مقابلہ نہین ہوا۔ کچھ فوج معاویہ کی عبداللہ ابن سعدہ کی ماتحتی مین بہ مقام تیماگئی تھی جہان اُسکو ہزیمت ہوئی۔

اسوقت تک عراق اور فارس کے علاوہ مکہ المدینہ مین بھی حکومت حضرت علی کی تھی۔ امیر معاویہ نے سوچا کہ مسلمانون کا امیر مین اسوقت تک نہین ہوسکتا کہ ارکان حج میرے اہتمام سے ہون۔ معاویہ نے ضحاک ابن قیس کو بڑی فوج کے ساتھ تعینات کیا۔ امیرالمومنین علیؓ نے راستہ مین حجاج کی آرام کیے

لیے جا بجا آدمی بٹھا دیے تھے اور کھانے پینے کا سامان مہیا کر دیا تھا ضحاک نے
اِن سب کو غارت کرنا شروع کیا اور حجاج کو روکا کہ بغیر کسی میر کے تم حج نکرو امیر المومنین
علیؓ نے حاجر ابن کندی کے ذریعہ سے ضحاک کو پسپا کیا۔ قثم ابن عباس امیر المومنین
علی کی طرف سے مکہ کے امیر تھے اور وہی حج مین پیشوا ہوتے تھے۔ امیر معاویہ
کے آدمیون نے قثم کو پیشوائی سے روکا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو پیش کیا
نوبت تلوار چلنے کی پہونچی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون نے ایک تیسرے شخص یعنے
شیبت بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حج کا پیشوا کیا اور یہی غرض معاویہ کی تھی کہ حضرت
علیؓ کی امارت حرمین مین مسلم نہ سمجھی جائے۔

اسی سال معاویہ دجلہ تک آکر واپس گیا۔ حضرت علیؓ یہ خبر سنکر فوراً موقع پر پہونچے
اور امیر معاویہ کا مطلب صرف علیؓ کا منتشر کرنا تھا۔ امیر معاویہ نے بسر کو کچھ فوج دیکر
مدینہ۔ مکہ۔ حجاز اور یمن کی طرف بیعت لینے کو بھیجا۔ بسر نے مدینہ پر قبضہ کر کے
ابوہریرہ کو خلیفہ کیا اور وہان سے وہ مکہ مین پہونچا۔ امیر المومنین علی کے اکثر
ساتھی مسلمانون پر تلوار چلانا پسند نہین کرتے تھے اور امیر معاویہ کے لوگ اس
خصوص مین کسی قدر بیباک تھے اور یہی وجہ اسکے فروغ کی تھی۔ حضرت علیؓ نے
مجبور ہوکر وہب ابن مسعود کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ ابوہریرہ بھاگ گئے اور امیر المومنین
علیؓ کا پھر تسلط ہوا۔ حرمین مین یہ بے ترتیبیان دیکھ کر امیر المومنین علی نے امیر معاویہ
سے کہلا بھیجا کہ شام کے حملے عراق پر اور عراق کے حملے شام پر کب تک ہوتے
رہین گے۔ بہتر ہے کہ شام مین تم رہو اور عراق مین میری حکومت ہو۔ یہ تحریک کسکی
جانب سے ہوئی اسمین مورخون نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن یہ سب نے لکھا ہے کہ

عراق و شام کی حکومت کا تصفیہ

صلح

یہ بات فریقین نے منظور کی۔ پھر بشیر مکہ سے یمن گیا اور امیر المومنین علیؓ کی حیات تک وہ وہین رہا۔ اخیر اخیر امیر المومنین اور عبداللہ ابن عباس کے باہمی لطف مین بھی شاید کچھ یون ہی سا فرق آگیا تھا۔ اسی سال امیر المومنین کے بھائی عقیل بھی امیر معاویہ سے جا ملے۔

قتل علی کرم اللہ

رمضان ۴۰ھ مین بوقت نماز صبح عبدالرحمن بن ملجم نے علیؓ ابن ابی طالب کو زہر آلود خنجر مارا جسکے صدمہ سے آپ دو تین روز کے بعد جان بحق تسلیم ہوگئے۔ صورت قتل کی یون ہی کہ خوارج جو آخر آخر کہتے تھے کہ حکم اللہ کا ہی امیر المومنین کی ضرورت نہین ہی۔ انکمین سے تین شخصون نے امیر المومنین علیؓ امیر معاویہ اور عمر ابن عاص کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور یہ ٹھانا کہ ایک وقت اور ایک تاریخ مین یہ تینون صفحۂ دنیا سے اٹھا دیے جائین۔ عبدالرحمن ابن ملجم کوفہ کی مسجد مین بیٹھا۔ مبارک ابن عبداللہ دمشق کی مسجد مین اور عمر ابن ابی بکر تمیمی مصر کی مسجد مین جا کر چھپا۔ عمر تمیمی نے تو عمر عاص کے دھوکہ مین دوسرے کو مار ڈالا اور مبارک کی تلوار معاویہ پر اوچھی پڑی۔ کچھ دنون کے بعد امیر معاویہ اچھے ہوگئے ابن ملجم کی تلوار سے امیر المومنین علیؓ کو زخم کاری لگا اور وہ جانبر نہ ہو سکے حضرت علیؓ نے زخم کھاتے ہی کہا "فزت و رب الکعبہ" آپ کی زندگی ایسی کشمکش مین تھی کہ موت کو آپ فائز المرامی سے تعبیر کرنے کی وجہ رکھتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ کو کوفہ مین دفن کیا۔ لیکن غیر متعارف مقام پر تا کہ بنو امیہ کے ہوا خواہ یا ام الکفار اور یہود کے ورثا جو لڑائی مین آپ کے ہاتھون سے قتل ہوئے تھے نعش سے بے ادبی نکرین۔ مشہور ہی کہ آپ نے اسی مضمون کی وصیت بھی کی تھی۔ مرتے

وقت لوگون نے چاہا کہ امیر المومنین علیؓ اپنے بیٹے حسن کو اپنا خلیفہ کر جائین ۔حضرت علیؓ نے کہا کہ اتنا بڑا بار مین اپنے سر پر نہین لے سکتا اور یہ کہا کہ مین خود اپنے حال مین مشغول ہون تم لوگ جو مناسب سمجھو کرو۔ اس سے ضمناً حضرت علیؓ کی رضامندی پائی گئی اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے بعد کوفہ مین حضرت حسن امیر المومنین ہوئے

تفصیل اولاد علیؓ ابن ابی طالب

نمبر مسلسل	نام	مان کا نام	کیفیت
نمبر ۱	حسن	فاطمہ بنت رسولؐ	انکو زہر دیا گیا۔
نمبر ۲	حسین	ایضاً	کربلا مین شہید ہوئے۔
نمبر ۳	محسن	ایضاً	لڑکپن مین مرے۔
نمبر ۴	عبّاس	ام بنین	کربلا مین شہید ہوئے۔
نمبر ۵	جعفر	ایضاً	ایضاً
نمبر ۶	عبیداللہ	ایضاً	ایضاً
نمبر ۷	عثمان	ایضاً	ایضاً
نمبر ۸	عبداللہ	لیلی	ایضاً
نمبر ۹	ابوبکر	ایضاً	ایضاً
نمبر ۱۰	یحییٰ	اسما	
نمبر ۱۱	عون	ایضاً	
نمبر ۱۲	عمر	ام حبیبہ	
نمبر ۱۳	محمد	حنفیہ	

آنکے علاوہ اٹھارہ لڑکیاں آپ کی اور تھین۔ تمام عمر مین آپ نے ۹ بیبیاں کی تھین لیکن فاطمہ کی حیات مین آپ نے کوئی دوسرا عقد نہین کیا تھا۔

باب ۵ پنجم

قریشی النسل خلفا

فصل اول

بنو اُمیہ

حسن کا خلافت سے علیحدہ ہونا

امیر المومنین علیؑ کے بعد شیعان علی نے امام حسن ابن علی کے ہاتھ پر بیعت کی حسن رضی اللہ عنہ باپ کی جگہ پر بیٹھے۔ لیکن اُنکی طبیعت لڑنے بھڑنے کی طرف مائل نہ تھی۔ جب لوگون نے دیکھا کہ یہ اس طرف مائل نہین ہوتے اور سمجھے کہ ایک روز معاویہ کا دور دورہ ہوگا تو آہستہ آہستہ لوگ امیر معاویہ کی طرف جانے لگے۔ عبداللہ ابن عبّاس ایسا شخص بھی معاویہ کی طرف کچھ راغب ہوا۔ حسن نے لوگون کا رخ دیکھکر اور امیر المومنین علی کے ساتھ جو سلوک لوگون نے کیے تھے اُنھین سوچ کر امیر معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور شرط یہ ٹھہری کہ حضرت علیؓ کو کوئی بُرا نہ کہے۔ حسن کے مدینہ جانے مین کوئی مزاحم نہو۔ حضرت علیؓ کے اہل بیت تعداد مین بہت زیادہ ہین اُنکو فقر اور فاقہ سے بچانے کے لیے عراق اور کوفہ کا خزانہ جسکی مقدار ۵ ہزار درم سے زاید نہ تھی امام حسن ساتھ لیجائین اور بصرہ کے قریب جو ایک شہر "دارآب کرد" ہے اُسکا خراج سالانہ گزراوقات کے لیے امام حسنؑ کو برابر ملتا رہے۔ امام حسنؓ نے یہ خواہش اسلیے ظاہر کی کہ امیر المومنین علی نے ورثا کے لیے کوئی مال یا دولت چھوڑی نہ تھی۔ معاویہ اس صلح کو بہت ہی غنیمت سمجھا

اور فوراً راضی ہو گیا۔ حسن نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بار خلافت سے اپنا پیچھا چھوڑا کر الگ ہوئے۔ امام حسن اور امام حسین کی طبیعتوں مین فرق تھا۔ حسین نے بھی اُسوقت بیعت کی مگر باستکراہ۔ سچ ہی مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ معاویہ اصحاب رسولؐ سے ضرور تھا۔ لیکن یہ ظاہر ہی کہ اُسکا خاندان شروع مین کیسا دشمن رسولؐ تھا اور اُسکے خاندان کا رسولؐ پر ایمان لانا باستکراہ اور مجبوری تھا۔ ابو سفیان ایسا شخص اُسکا باپ تھا۔ ہند جسنے حمزہ عم رسولؐ کا کلیجہ چابھا تھا اُسکی مان تھی۔ ابتدا مین معاویہ ایک ادنی سپاہی یا چھوٹے درجہ کا سپہ سالار تھا۔ پھر باغی بنا۔ جنگ صفین کے بعد معاویہ سے امیر معاویہ ہوا۔ اب عرب۔ یمن۔ شام۔ مصر۔ عراق فارس اور خراسان کا شہنشاہ ہو کر امیر المومنین ٹھہرا۔ آج ابو سفیان زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ رسول اللہ کی جن کوششوں سے وہ ہمیشہ اختلاف کرتا تھا آج وہی کوششین ہفت اقلیم کی سلطنت کو اسکے خاندان مین لانے پر منتج ہوئین۔

خلفاے اربعہ ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ سے تو امیر معاویہ کو کوئی نسبت تھی ہی نہین۔ لیکن اسکے بعد کے سلاطین پر نظر ڈال کر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ جب اس سے کہین بُرے بُرے سلاطین کو لوگون نے بے تکلف امیر المومنین کہا تو اسے کیون نہ امیر المومنین کہین کہ یہ ابو المومنین یعنی یاران رسولؐ کا بھی امیر تھا اور اسکے بعد کے زمانہ پر نظر کی جائے تو اسکا عہد بھی بیعت حسنین کے بعد فرد منتخب معلوم ہوتا ہی۔

قیس ابن سعد حسن کے علیحدہ ہونے پر بھی دس ہزار فوج کے ساتھ معاویہ سے منحرف رہا۔ لوگون نے کہا کہ بے امیر کے تم کیا جنگ کروگے۔ قیس نے جواب دیا کہ معاویہ ایسے گمراہ امیر کے مطیع ہونے سے بے امیر کے لڑنا اچھا ہی۔ قیس صاحب تدبیر

معاویہ کی عادات

قیس ابن سعد مطیع ہوا

تھا اسلیے معاویہ نے اسے روپیہ کے زور سے دباکر اپنی راے مین کرلیا اور لڑنا پسند نہین کیا۔

حسن کو زہر دیا گیا

آسما زوجہ حسن کے ذریعہ سے حسن کو مدینہ مین زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارہ سے ایسا ہوا یا اُسکے بیٹے یزید کے ایما سے۔ یہان مورخون کا اختلاف ہی۔ حسن کو مزار رسول اللہ کے قریب لوگون نے دفن ہونے نہین دیا۔ اور یہان بھی مورخون کا اختلاف ہی کہ حضرت عائشہ کے ایما سے ایسا ہوا یا اُس شخص کے حکم سے ہوا جو مدینہ مین معاویہ کے حکم سے تعنات تھا حسین ابن علی آمادہ قتال ہوئے لیکن پھر اُنکو امام حسن کی وصیت یاد آئی کہ مزار رسول کے قریب لوگ جگہ نہ دین توکہین اور دفن کرنا۔ قبر کھد چکی تھی کہ فساد ہوا امام حسن کے جنازہ پر تیرون کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسول کے قریب دفن نہین ہوئے۔ اس واقعہ سے امام حسین بددل ہوکر مع تمام اہل بیت کے مدینہ سے مکہ چلے آئے

زیاد کا عروج

زیاد ابن ابی سفیان جو حضرت علی کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا شروع شروع کچھ معاویہ سے منحرف رہا پھر وہ بھی معاویہ کے اختیار مین آگیا۔ اب تک اسے ابن ابی سفیان نہین کہتے تھے۔ سفیان نے اپنی لونڈی زیاد کی مان سے ہمبستری کی تھی۔ جب وضع حمل کو تین مہینے رہ گئے تو اُسنے مادر زیاد کو الگ کر لیا اس راز سر بستہ سے معاویہ واقف تھا اُسنے مصالح وقت پر نظر ڈال کر زیاد کو اپنا بھائی ثابت کیا۔ اسی زمانہ مین عمر ابن عاص مصر مین مرا اور معاویہ نے بجاے عمر عاص کے زیاد کو اپنا قوت بازو تصور کیا۔ معاویہ نے زیاد کو بصرہ کا گورنر کیا اور پھر مغیرہ کے مرنے پر کوفہ کی گورنری بھی زیاد کو ملی۔ کوفہ اور بصرہ دونون جگہ یہ حکمرانی

کرتا تھا۔ یہ بہت ہی سخت مزاج تھا اور اسکے ساتھ ہی مُدبّر بھی تھا۔ کوفہ اور بصرہ کے سرکشون کو اُس نے خوب زیر کیا۔ اسکے بعد خراسان۔ نیمروز۔ کران سندھ اور ہند کی حد تک جتنے ممالک مقبوضہ تھے سب اسی کے تعلق کر دیے گئے۔

معاویہ نے اس سال حج کیا راستہ مین مدینہ پڑا اسنے چاہا کہ مسجد نبوی سے ممبر رسولؐ اُٹھا لے چلے۔ لوگ مزاحم ہوئے تو اسنے بات بنا کر دفع الوقتی کر دی۔

ممبر رسولؐ

اسی وقت مین ماوراء النہر اور ترکستان کے چند شہر مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔

زیاد کا زور حکومت اور انتظام دیکھ کر معاویہ بہت خوش ہوا۔ زیاد نے لکھا کہ بائین ہاتھ سے مین یہ کل کام کرتا ہون۔ داہنا ہاتھ میرا خالی ہے۔ حرمین یعنے مکہ اور مدینہ بھی میرے سپرد کیجئے تو یہ میری کمال آرزو ہے۔ معاویہ نے اسے بھی منظور کر لیا اور چھ مہینہ تک معاویہ کے نام کے بعد زیاد کا نام بھی مکہ اور مدینہ کے خطبہ مین لیا گیا۔

زیاد کا حرمین پر قابض ہونا

اسکے بعد زیاد نے انتقال کیا۔ مدینہ کے لوگ اسکے ظلم سے تنگ تھے وہ لوگ اسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ خصوصاً عبداللہ ابن عمرؓ تو اسکے مرنے کی دعا کرتے تھے۔

زیاد مرا

اسکے مرنے پر کوفہ۔ بصرہ۔ عراق۔ اور خراسان اسکے بیٹے عبیداللہ کے سپرد کیا گیا۔ مکہ مین سعید ابن ابی العاص مقرر ہوا اور مدینہ مین مروان ابن حکم کی حکومت ہوئی عبیداللہ ابن زیاد کو ۲۵ برس کی عمر مین حکومت ملی یہ اپنے باپ زیاد سے بھی زیادہ سنگدل تھا۔ کربلا کا معرکہ اسی کی سنگدلی کا نتیجہ ہے۔ اسی عبیداللہ کے وقت مین ترکون کا ایک شہر بیکند مسلمانون کے قبضہ مین آیا اور بعضون کے نزدیک یہ فتح اسکے عہد مین نہین ہوئی۔

عبیداللہ بن زیاد کا زمانہ

فتح بیکند

۵۶ھ میں امیر المومنین معاویہ دشمنوں کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا اور اُسنے یہ چاہا کہ روم اور عجم کی طرح میری سلطنت خاندانی میراث ہو جائے۔ اُسکا بیٹا یزید اسلامی حیثیت سے بالکل نا اہل تھا۔ امیر المومنین معاویہ نے چاہا کہ اُسی کو ولیعہد مقرر کرے۔ اور اِس غرض سے اُسنے یزید کے لیے بیعت لینا شروع کر دی۔ معاویہ کے دربار میں لوگ ایسے نہ تھے کہ انکو بیعت میں تامّل ہوتا۔ زمانہ کا رنگ دیکھ کر سب نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُسکے بعد تمام بلاد اسلام میں بیعت ہونے لگی۔

یزید کیلیے بیعت

حسینؓ ابن علی۔ عبدؓ اللہ ابن عباس۔ عبدؓ الرحمن بن ابی بکرؓ۔ عبدؓ اللہ ابن زبیر ان چار شخصوں نے بیعت نہ کی۔ انکا بیعت نہ کرنا فرط اتقا کی وجہ سے تھا یا محض اسلیے کہ معاویہ کے بعد طریقہ انتخاب جاری رہنے کی حالت میں وہ اپنے کو بھی امیدوار خلافت سمجھنے کی وجہ رکھتے تھے۔ مورخوں کا اجماع اسی پر ہی کہ یزید ایسے گمراہ کو اپنا امیر کہنا یہ لوگ اپنا ننگ جانتے تھے۔ سعید ابن عثمانؓ نے یزید سے بیعت کر لی تھی لیکن اِن چاروں کا انکار سنکر وہ بھی پشیمان ہوئے تو خراسان کی حکومت دیکر معاویہ نے انھیں راضی کر لیا۔

یزید کے مخالف

یہ محض حکمت عملی تھی تھوڑے دنوں کے بعد پھر خراسان عبید اللہ کے سپرد کر دیا گیا۔ جب خراسان کی طرف سعید روانہ ہوئے تو عمرہ کے بہانے سے معاویہ مکہ میں آیا اور اُن چاروں آدمیوں پر بیعت یزید کے لیے بہت زور ڈالا لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ اسی زمانہ میں معاویہ نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مکہ کا عامل کیا عبید اللہ ابن زیاد سے کوفہ نکال لیا۔ ضحاک بن قیس کو مصر کا حاکم کیا۔ اور کوفہ

یزید کیلیے مکہ میں بیعت

انتظام ملکی

اپنے بھانجے عبدالرحمن ابن ربیعہ کے سپرد کیا پھر ابن ربیعہ سے بھی کوفہ نکال کر خراسان اُنکے تعلق کیا۔ زیاد کے دوسرے بیٹے عباد کو سیستان کا امیر کیا۔

معاویہ کی موت
یزید کی تخت نشینی

رجب سنہ ۶۰ھ مین معاویہ بیمار ہوکر مرا اور اُسکا بیٹا یزید اُسکے بعد تخت سلطنت پر کہ اب بجاے خلافت نبوت کے تخت سلطنت سے خلافت کا تعبیر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جلوہ افروز ہوا۔

بادشاہ کے جیتے جی یا کم سے کم اُسکے مرنے سے پہلے جانشین مابعد کا معین ہو جانا بہت اچھا ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے مرتے وقت حضرت عمرؓ کا نامزد ہو جانا کیسا اچھا ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کسی کو نامزد نہین کیا لیکن پھر بھی اتنا بتا دیا کہ انھین چھ مین سے ایک ہو۔ بالکل نامزد نہ کرنے سے تو یہ اچھا ہوا۔ لیکن کوئی شخص انکے سامنے ہی معین ہو جاتا تو اور بھی اچھا ہوتا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین جو فساد اُٹھے

اصول انتخاب

انھین کسی قدر لوگون کے اس خیال کو بھی گنجایش تھی کہ جو عزت عوام نے دی ہے اُسے عوام واپس بھی لے سکتے ہین حضرت عثمانؓ ابن عفان نے انتظام مابعد کی نسبت کچھ مہلت نہین پائی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ اور علی کے جیتے جی یہ امر طے نہ ہوسکا کہ امیر المومنین کسکو کہا جائے معاویہ نے اپنے جیتے جی جانشین مابعد کی فکر کی اسمین کوئی عیب نہین تھا لیکن بڑا عیب یہ تھا کہ اوسنے ایسے شخص کو نامزد کیا جو کسی طرح مومنون کے امیر ہونیکے لائق نہ تھا۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا نے اپنے جانشین نامزد نکرنےمین غلطی کی پیغمبر خدا کو ہر مسلمان اپنا باپ یا اپنے باپ سے بھی بڑھکر سمجھتا تھا۔ پیغمبرؐ اگر کسیکو اپنا جانشین مقرر کرتے تو اسلام کے پھیلنے مین دقت ہوتی۔ آج سیکڑون فرقے مسلمانونکے ہین لیکن پیغمبر کا برا کہنے

والا کوئی نہین ہی۔ اگر اپنے فعل سے پیغمبر خدا ایک کو دوسرے پر ترجیح دے جاتے تو یہ لطف نرہتا اور اگر کہین اپنے خاندان کے کسی شخص کو آنحضرت ولیعہد کر جاتے تو پیغمبری کی شان مین بٹہ لگ جاتا۔ لوگ سمجھتے کہ اپنے خاندان مین سلطنت قایم کرنے کے لیے آنحضرتؐ نے باپ بیٹے اور بھائی بھائی مین تلوارین چلوائی تھین۔

یزید سے مخالفت

جو لوگ معاویہ کے جیتے جی یزید کی بیعت سے منکر تھے وہ اب بھی منکر رہے اُنکی حجت یہ تھی کہ تقرر امیر کا انتخاب سے ہونا چاہیے۔ معاویہ ہرگز ایسا نہ تھا کہ اُسکا نام ذکر ناپسند کیا جاتا اور اسپر طرہ یہ کہ اُسنے خودغرضی سے نااہل کو نامزد کیا۔ بیعت کرنے کے یہ معنی ہین کہ جسکے ہاتھ پر بیعت کی گئی اُس سے گویا یہ قول و قرار ہوا کہ ہم تمھارے حکم کے پابند ہونگے۔ کوئی سمجھدار شخص جب تک کہ وہ اپنے ایمان پر قایم ہی کسی نااہل سے یہ اقرار نہین کرسکتا کہ مین تمھاری اطاعت کرونگا۔ انھین معنون مین بعض لوگون نے جنپر یزید کا خارجی دباؤ نہین پہونچ سکتا تھا یا جو اپنے ایمان کے سامنے رفتار زمانہ کی کچھ پروا نہین کرتے تھے بیعت یزید سے انکار کیا۔

اس زمانہ مین بادشاہ وقت سے منحرف ہونا بغاوت کہا جاتا تھا اور بغاوت بہت بڑا اخلاقی جرم ہی۔ لیکن جس زمانہ کا یہ ذکر کیا جاتا ہی اُس زمانہ کو زمانہ حال پر قیاس کرنا غلطی ہی۔ اور پھر یون بھی سمجھو کہ اگر کوئی نااہل مستقل پادشاہ ہو جائے تو سمجھداروں کے لئے بیشک یہ مناسب ہی کہ

نا سزائے را چو بینی باختیار عاقلان تسلیم کردند اختیار

پر عمل کرین۔ لیکن وہان یہ بات بھی نہ تھی۔ نااہل لوگون نے شور مچا کر اپنا زور قایم

کرنا چاہا اور مسلمانون کے اس خیال سے کہ وہ مسلمانون سے لڑنا پسند نہ کرینگے اپنی ناجائز غرض مین ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہا تو کیا ایسی حالت مین نالایقون کی کامیابیون کا مزاحم ہونا بغادت کہا جائیگا - ہرگز نہین - معاویہ تک تو خیریت تھی کہ وہ بعیت نہ کرنے والون پر دباؤ نہین ڈالتا تھا - لوگ لالچ سے طمع سے - فریب اور دھوکے مین پڑکر یا مصلحت وقت دیکھکر اُسکے گرد جمع ہوتے تھے - یزیدنے تو یہ غضب کیا کہ بعیت نہ کرنے والون کا خون مباح کردیا - وہ اس امر کی مہلت بھی نہ دیتا تھا کہ لوگ ہان یا نہین پر غور کرلین -

یزید کی زیادتی

ناظرین سمجھتے ہونگے کہ اُسوقت کے مسلمان کیسے سخت اور کیسے وحشی تھے رسول خدا کے اعزہ پر ظلم کرتے تھے آپس مین لڑتے تھے اور پھر مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ اُسوقت سے اچھے مسلمان اس زمانہ مین موجود نہین ہین اس شبہ کے رفع کرنے کے لیے چند امور بیان کیے جاتے ہین -

آج کل ہندوستان مین کسی کے پاس ہتھیار نہین ہے - لڑنا کیسا لڑنے والون کی سی صورت بنانا بھی معیوب ہے - جہان طرز معاشرت مین ہتھیار کا استعمال کرنا غیر معمولی اور انوکھی بات سمجھی جاتی ہے وہان فی الواقع لڑنے جھگڑنے کو بدترین اعمال سمجھین گے - لیکن یہ معلوم رہے کہ لڑنا بھڑنا اتنا بُرا اخلاقی جُرم نہین ہے جیسا سمجھا جاتا ہے - راستی اور بہادری کی ایک شان ہے کہ ہتھیار کے ذریعہ سے دل کا غبار نکال لیا جاوے - یورپ کے بعض شہرون مین ڈویل لڑنا اب تک جرم نہین ہے - فرینچ مین اب تک آپس مین تلوار سے فیصلہ کرلیا کرتے ہین - دو شخصون مین بعض بڑھا دونون نے ہتھیار اُٹھائے اور کہا آؤ قسمت کا فیصلہ کرلین - گورنمنٹ

جنگ کی نوعیت

اِن لڑائیون مین مزاحم نہین ہوتی جتنی لڑائیان حضرت علی کے زمانہ مین ہوئین تقین انمین سے اکثر اسی قبیل کی تھین - ایک گروہ دوسرے گروہ کو خطاوار کہتا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار حق اور باطل کا فیصلہ کر دے - ہان معاویہ کے بعد یزید نے کچھ اسپر مستزاد کیا - بنیاد ظلم در جہان اندک بود + ہر کہ آمد بران مزید کرد + پھر بھی صحابہ کرام تک اور اُنکے بعد اُنکے فیض صحبت سے کئی نسلون تک بہت اچھا زمانہ گزرا - صحابہ کے زمانہ مین ناجائز خونریزیان بھی ہوئین لیکن نہ اتنی کہ وہ زمانہ غنیمت نہ سمجھا جائے تاریخ دنیا کے صفحے اُلٹنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ملکی لڑائیون مین ایسے ایسے ظلم اور خونریزیان ہوئی ہین کہ سُنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ ان ظالمون کے دل درندہ جانورون سے بدل لیے گئے تھے - صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ پھر بھی لاکھ غنیمت معلوم ہوتا ہو -

ایک بات اور بھی لکھنے کی ہو کہ رسولؐ خدا نے اپنے طرز عمل سے لوگون کو یہ باور کرادیا کہ تمام مسلمان اُنکی نظر مین یکسان ہین - رسولؐ اللہ کے اعزہ جتنا اپنے کو رسولؐ خدا کی خدمت مین مقرب سمجھتے تھے اُتنا ہی تقرب اُن تمام مسلمانون کو تھا جو دایرہ اسلام مین داخل ہو کر تمام اصحاب رسولؐ سے اخوت قایم کرتے تھے اور یہی وجہ ہو کہ رسولؐ کے ازواج امہات مومنین کہلاتے تھے - رسولؐ اللہ کو لوگ باپ اور اُنکی بیبیون کو مائین سمجھتے تھے - عقد ثانی مین کوئی کسی قسم کا عیب یا اُسمین کسی قسم کی سبکی عربون کے نزدیک نہ تھی بیوگان رسولؐ کا دوبارہ عقد محض اسلیے نہین ہوا کہ ماؤن کا عقد بیٹون کے ساتھ کیونکر ہوتا -

ایک خیال یہ پیدا ہوتا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مین غیر قومون سے

ممالک مفتوحہ کو مسلمانون کے قبضہ سے چھین کیون نہین لیا۔ اسکا جواب صرف اسقدر ہی کہ حضرت علی اور معاویہ کا نفاق ایسا نہ تھا جو اسلام کی ملکی قوت کے ضعف کا سبب ہوتا۔ آپس مین اُنکے یہ جھگڑتے تھے لیکن وہ اتفاق جو رسولؐ عربی نے مسلمانون مین قایم کیا تھا غیر قومون کے مقابلہ مین اب بھی باقی تھا۔ حضرت علیؓ کے ساتھی معاویہ یا خوارج کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانے سے کبھی کبھی رُک جاتے تھے یہ اُنکے اجتہاد کی غلطی تھی یا اس نازک معاملہ مین جو اُنکو پیش تھا یہ اُسکا نتیجہ تھا۔ کافرون کے مقابلہ مین جان مارنے پر غازی اور مرنے پر اپنی دانست مین یقیناً شہید ہوتے وہ لوگ ویسے ہی امیر المومنین کے فرمانبردار تھے جیسے کہ حضرت عثمان کے وقت تک تھے۔

بیعت کے لیے یزید کی سختی

یزید نے ولید ابن عقبہ والی مدینہ کو لکھا کہ حسین ابن علی عبد اللہ ابن زبیر عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر سے جلد بیعت لو۔ ولید نے مروان سے مشورہ کیا۔ مروان نے یہ مشورہ دیا کہ اگر یہ لوگ راضی نہ ہون تو انکے سر قلم کر ڈالو۔ ولید نے امام حسین کو بُلایا لیکن اُنھون نے غور کرنے کی مہلت چاہی ولید کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ولید نے مروان کے کہنے کے مطابق سختی نہ کی اسلیے وہ مدینہ سے بُلا لیا گیا۔ لیکن اُسکے سامنے ہی تمام اہل مدینہ نے بخوشی یا بہ جبر یزید کے واسطے بیعت کر لی تھی۔

عبد اللہ بن زبیر مکہ مین

عبد اللہ ابن زبیر اور حسینؑ مکہ چلے گئے۔ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ مین پہونچکر حارث امیر مکہ کو نکال دیا اور اپنے کو پیشوا بنایا۔ امام حسین مکہ مین تھے لیکن عزلت گزین تھے۔ عبد اللہ ابن زبیر کی سرکوبی کو اُنکے بھائی عمر تعنات کیے گئے

عمر کو ہزیمت ہوئی اور تیسرے بھائی عبید اللہ نے جو ملکی معاملات سے الگ تھا
اُسکو اپنے گھر مین امان دی۔ اب عبد اللہ ابن زبیر کا پورا تسلط مکہ مین ہو گیا
سب نے اُنکے ہاتھ پر بعیت کی۔ لیکن حسین ابن علی الگ رہے۔ عبد اللہ کے
ہاتھ پر خود اُنکے اہل بیت نے بھی بعیت نہ کی اور نہ اُنھون نے اقرار کیا۔ یہ واقعہ
ذی حجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے۔ کوفی لوگ عبید اللہ ابن زیاد سے تنگ تھے اور یون خود

عبد اللہ ابن زبیر کے ہاتھ پر بعیت سنہ ۶۰ھ

اُنمین بیوفائی اور سرکشی کا مادہ تھا۔ جب اُنھون نے سُنا کہ عبد اللہ ابن زبیر نے
یزید کی بعیت سے انکار کیا۔ لیکن حسینؓ نے ابھی تک عبد اللہ سے بعیت نہین کی
ہے تو کوفہ والون کے خیالات پراگندہ ہوئے اور اُنھون نے چاہا کہ حسینؑ کو مکہ
سے بلا کر اُنکے ہاتھ پر بعیت کی جائے اور وہی امیر مقرر کیے جائین۔ معاویہ کی سلطنت
بہت مستحکم تھی۔ وہ زندہ ہوتا تو کسی کو سر اُٹھانے کی مجال نہ ہوتی۔ لیکن یزید کا
امیر المومنین ہونا صریح بے جوڑ بات تھی اور اسلیے جابجا طبیعتون مین تحریک پیدا ہو گئی
حسین کے پاس کوفیون کا خط آیا۔ حسین نے دریافت حال کے لیے اپنے

کوفیون کا خط حسینؑ کے نام

چچا زاد بھائی مُسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ کوفہ مین خبر ہوئی کہ حسین کے بھائی
مسلم آئے ہین اور پیچھے حسین بھی آتے ہین یا آئین گے۔ اسپر کوئی بارہ ہزار آدمیون
نے مسلم کے ہاتھ پر بعیت کی۔ مسلم نے نہایت خوشی سے حسین ابن علی کو مطلع کیا
حسین نے کوفہ کا ارادہ کر دیا۔ حسین کو جو ذرا توقف ہوا تو پے درپے طلبی کے خطوط
آئے۔ کوفہ والون کی جلدی حق بجانب تھی۔ مسلم کو بعیت لینا مناسب نہ تھی اُنکو
چاہیے تھا کہ عندیہ دریافت کر کے واپس چلے آتے۔ اور جب وہ بعیت لے چکے
تھے تو حسین کو جانا ہی مناسب تھا کہ فوج بے سردار کے کیا کرتی۔ یزید کی اطاعت

مسلم کوفہ میں

سے وہ لوگ الگ ہو چکے اور یہان کوئی دوسرا شخص نہین جسکے سہارے یہ وہ قوت پکڑتے مسلم سے بیعت کرنے کی خبر منتشر ہوئی تو ہوا خواہون نے یزید کو مطلع کیا اور لکھا کہ کوفہ مین حسینؓ کا آنا روکا جائے۔ ورنہ غضب ہو جائیگا۔ یزید اب تک زیاد اور اُسکے لڑکون سے کشیدہ خاطر تھا۔ معاویہ نے جو انکو نسل ابوسفیان مین داخل کرلیا تھا اسکا اسکو رنج تھا اور اسی وجہ سے یزید کی ابتداے حکومت مین کوفہ کی حکومت نعمان کے تعلق تھی۔ ابن زیاد کے قبضہ مین صرف بصرہ تھا لوگون کی صلاح سے یزید نے عبید اللہ ابن زیاد کو پھر بصرہ اور کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اُسکو حسینؓ سے مقابلہ کرنے کا حکم بھیجا عبید اللہ ابن زیاد کے کوفہ پہونچنے کے قبل کوفہ کی یہ حالت تھی کہ نعمان بن بشیر کی واقفیت مین لوگ مسلم کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے اور وہ سکوت کرتا تھا۔ رسولؐ اللہ کے نواسے کا احترام اُسے مزاحمت سے روکتا تھا۔

عبید اللہ رات کے وقت تنہا اونٹ پر سوار امام حسین کا سا لباس پہنے کوفہ مین پہونچا اور سیدھا نعمان کے گھر کی طرف چلا۔ تمام خلقت عبید اللہ کے پیچھے ہولی عبید اللہ نعمان کے دروازہ پر جاکر خاموش کھڑا ہوا۔ نعمان نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا۔ لوگون نے نعمان سے کہا کہ رسولؐ اللہ کا نواسہ کھڑا ہی اور تم دروازہ نہین کھولتے۔ نعمان نے کہا کہ "مین یہ نہین چاہتا کہ میرا وقت حسینؓ کے قتل سے بدنام کیا جائے۔ حسینؓ آپ واپس جائیے یزید پر آپ غالب نہونگے" اسکے بعد جب معلوم ہوا کہ حسینؓ کی جگہ پر عبید اللہ کھڑا ہی تو نعمان نے دروازہ کھول دیا اور اُسی وقت سے خلقت کا رنگ بدل گیا کسی کو یہ جرات نہ تھی کہ عبید اللہ کے

پہونچ جانے پر اپنے کو حسینی کہتا۔

مسلم چھپے

یہ حالت دیکھ کر ہانی بن عروہ کے مکان مین مسلم چھپے اور اُنکی تلاش ہونے لگی۔ جب ہانی کی جان پر بنی تو مسلم باہر نکلے اور لوگون سے کہا کہ اب میرا چھپنا ممکن نہین اور عبید اللہ مجھے قتل کیے بغیر نہ چھوڑے گا۔ لوگون نے کہا کہ بے حسین کے ہم تمھارا ساتھ نہین دے سکتے۔ چار ہزار آدمی مسلم کے ہمدردبھی ہوئے تو وہ کون تھے درویش بے سلاح۔ کوئی فوجی آدمی انکا ساتھی نہین تھا۔ ان چار ہزار آدمیون کے ساتھ مسلم دار الامارت مین پہونچے جمعیت دیکھ کر عبید اللہ چھپ گیا۔ طرفین سے تیر کی بارش شروع ہوئی۔ ایک دن تو محاصرہ قایم رہا گھر سے کھانا آتا تھا اور لوگ کھا لیتے تھے۔ دوسرے دن صورت دگرگون ہوئی۔ عورتین آکر اپنے مردون کو کھانا کھلانے کے لیے گھر لیجاتی تھین اور وہ کھانا کھا کر واپس نہ آتے تھے۔ شام تک مسلم تنہا رہ گئے رات کو یہ پھر کسی کے گھر مین چھپے لوگون نے گھر گھیرا۔ تو ہانی کے گھر کی طرح انھون نے اس گھر کو بھی چھوڑا اور شمشیر بکف باہر نکل آئے۔ لیکن ایکے انکو دھوکا ہوا لڑنے کی نوبت نہین آئی۔ لوگون نے کہا کہ تم امیر کے پاس چلو ہم تمھین امان دلوادین گے۔ جب یہ آئے تو ہانی کے ساتھ قید کیے گئے۔ دوسرے دن اُن دس ہزار آدمیون کو غیرت آئی جنھون نے حسین کے لیے بیعت کی تھی۔ لیکن اُنکی غیرت ناپایدار تھی۔ لوگون کا مجمع دیکھ کر عبید اللہ نے ہانی اور مسلم کو کوٹھے پر قتل کیا اور اُنکے سر نیچے پھینک

قتل مسلم

دیے۔ فوج والون نے دیکھ کر گریہ کیا اور اُنکے آنسوؤن کے ساتھ غیرت غصہ اور رنج سب بہہ گیا اور پھر وہ اپنے اپنے گھر چلے آگئے۔ پھر کیا تھا عبید اللہ کا رنگ

جمع گیا اور کوفہ مین کوئی حسینؓ کا نام بھی لینے والا نہین رہا۔

حسینؓ کا مکہ سے چلنا

مسلم کے قتل ہونے کا حال حسین کو مکہ مین نہین معلوم ہوا ملکہ کوفہ کے قریب پہونچ کر معلوم ہوا۔ جس روز مسلم قتل ہوئے اُسی روز حسینؓ مکہ سے روانہ ہوئے عبداللہ ابن عبّاس نے بہت منع کیا۔ عبداللہ ابن زبیر بھی مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ "یہ سفر تمھین سزاوار ہوتا نظر نہین آتا۔ لوگ کہین گے کہ عبداللہ ابن زبیر نے اپنی خلافت کو قوت پہونچانے کے لیے حسینؓ کو فریب دیکر مکہ سے باہر کردیا۔ اگر تمکو خواہش ہو تو مین تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون تم یہین رہو" حسینؓ سے غلطی ہوئی کہ وہ اپنے کنبہ سمیت چلے اپنی غلطی پر امام حسین بھی متنبہ ہوئے لیکن کوفہ کے قریب پہونچ کر امام حسینؓ کی راے لوگون کے سمجھانے سے بدل جاتی۔ لیکن وقت یہ تھی کہ جب ہزارون آدمیون نے انکے لیے یزید سے مخالفت کی۔ لوگون کو یہ زبان دے چکے۔ لوگ انکے منتظر تھے تو پھر یہ کیا مناسب تھا کہ یہ اُن مسلمانون کو دھوکا دیکر کہین کا نہ رکھتے۔ یہ حضرت امام حسینؓ کے خیالات تھے یہ خبر کہان تھی کہ کوفہ مین نہ اب کوئی انکا ساتھی ہے اور نہ کوئی انکا منتظر ہے۔

امام حسینؓ تو مکہ سے کوفہ چلے اور وہان عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کے انتظام سے مطمئن ہونے کے بعد یہ فکر ہوئی کہ حسین کو راستہ مین روکنا چاہیے عمر ابن سعد بن ابی وقاص کو رے کی حکومت کی پروانہ بھی ابھی ملا تھا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے اسی کو منتخب کیا۔ عمر ابن سعد نے کہا کہ حسینؓ سے مزاحمت کرنے کا کام میرے سپرد نہ ہو تو اچھا۔ لیکن جب حکومت رے معرض زوال مین

نظر آئی تو یہ راضی ہو گیا اور مکہ کی راہ چلا۔ عمر ابن سعد کے لشکر مین ایک شخص
یزید تمیمی کا بیٹا حُر نام تھا یہ لشکر سے آگے آگے چلتا تھا۔ آگے بڑھ کر امام حسینؑ
سے اسکی ملاقات ہوئی اور یہ ملاقات نواحی کوفہ مین ہوئی جہان امام حسینؑ
بالکل بے بس تھے۔ حُر کو آل علی سے اُنس تھا۔ اُسنے تمام خبر حسینؑ کو سُنائی
حسینؑ کے ساتھ کل چالیسؑ سوار اور سو پیادے ہتھیار چلانے کے لائق تھے
حُر سے یہ حالات سُنکر امام حسینؑ منتشر ہوئے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن
تنہا ہوتے تو کہین چھپ جاتے۔ اہل وعیال پاؤن کی بیڑی تھے۔ حُر نے
یہ صلاح دی کہ راستہ چھوڑ کر آپ غیر متعارف راہ سے مکہ واپس جائین۔
آپ نے اسپر عمل بھی کیا کوئی فایدہ نہ نکلا آپ کربلا تک پہونچنے نہ پائے
تھے کہ عمر ابن سعد کا لشکر آگیا اور آپ کو بہ مجبوری سینہ سپر ہونا پڑا۔ عمر سعد نے
حسین کو سمجھایا اور کہا کہ گو تمھین لوگ حق ہو لیکن اللہ تعالی کو منظور نہین ہے
علی سے زیادہ تم لڑ نہین سکتے۔ علی نے کتنی کوششین کین لیکن اُنکو کامیابی
نہ ہوئی اور مرتے دم تک وہ مصیبت مین رہے۔ تم اس جھگڑے سے الگ
رہو تو زندگی آرام سے کٹے گی اور اگر الگ نہ رہو گے تو معلوم نہین کون مارا جائے
امام حسینؑ نے کہا اگر تم چاہو تو مین مکہ پھر جاؤن اور اللہ کی عبادت کرتا رہون
یا یزید کے پاس شام چلا جاون۔ عمر ابن سعد نے عبید اللہ ابن زیاد کے
پاس خط بھیجا۔ عبید اللہ نے لکھا حسین کو میرے پاس آنا چاہیے مین اُنکو
یزید کے پاس بھیجون گا۔ امام حسین نے کہا "مین خود یزید کے پاس چلون گا
کسی کو میرے ساتھ کردو" عبید اللہ نے اپنی بات پر اصرار کیا اور کہا "نہین

حسین کو میرے پاس آنا ہوگا" لیکن علماے شیعہ کہتے ہین کہ امام حسین ع نے کبھی یزید کے پاس جانا قبول نہین کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ ایک ہفتہ تک رہا اور اس اثنا مین پہلی محرم سے حسین ابن علی بحالت رجا و بیم کربلا مین مقیم یا دشمنون مین محصور تھے۔ عبید اللہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو نرم دل سمجھ کر جویرہ اور شمر ذی الجوشن کو تعنات کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو حسین کو زندہ یا مردہ میرے پاس لاؤ۔ یہ صورت دیکھ کر عمر ابن سعد تیز ہوا اور ۹ محرم کو اُسنے خیمہ حسین ع کے پاس آکر کہا کہ "مین نے بہت چاہا کہ خونریزی نہ ہو لیکن مجبوری ہے۔ جو تم کہتے ہو امیر یعنی عبید اللہ ابن زیاد نہین مانتا اور جو وہ کہتا ہے تم نہین مانتے دیکھو یہ قاصد آیا ہے اور پیغام لایا ہے کہ عمر ابن سعد کو لڑائی مین تامل ہو تو اُسے قید کر کے جویرہ سردار فوج بنے اور لڑائی کرے" فی الواقع جویرہ کے ساتھ عبید اللہ نے ایسا ہی حکم بھیجا تھا اور اُسکے بعد شمر کو اُسنے یہ سمجھ کر بھیجا کہ مبادا جویرہ اور ابن سعد کی بے لطفی سے حسین کو کوئی فائدہ پہونچ جائے۔ مسلم کے ساتھ عبید اللہ ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ ظاہر تھا۔ اسی لیے حسین ع اسکے پاس جانے سے تامل کرتے تھے۔

۹ محرم کی لڑائی حسین کی درخواست پر ملتوی رہی۔ دوسرے دن صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور عبید اللہ کے حکم کے مطابق نہر فرات کا پانی نوین شب سے بند کر دیا گیا۔ پانی بند ہونے کا حال حسین ع کے ساتھیون کو پہلے سے معلوم نہ تھا اور اسلیے ضرورت سے زیادہ پانی انکے پاس نہ تھا۔ صبح ہی سے پیاس شروع ہوئی اُسپر سے دھوپ کی سختی نہایت تکلیف دہ تھی لیکن کیا کیا جاتا۔ لڑنا

لابدی تھا۔ بے بس ہو کر جان دینے سے تو لڑ کر مرنا اچھا تھا۔

جو لوگ اہل بیت سے نہ تھے اُنسے حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ لوگ تمہارے دشمن نہیں ہین تم واپس جاؤ مین مرنے پر طیار ہون۔ اُن لوگون نے کہا کہ ہم اہل بیت رسولؐ کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ کر جا نہین سکتے۔ کسی نے حسینؑ کو یہ صلاح دی کہ لوگون کو چھوڑ کر آپ تنہا نکل جائیے جب اور لوگ یہان ہونگے تو آپ کے چلے جانے کا پتہ نہ لگے گا۔ حسینؑ نے جواب دیا کہ مین اُن لوگون کو کیونکر تنہا چھوڑ دون جو اپنی جان بچانے کے لیے مجھے تنہا چھوڑنا پسند نہین کرتے۔

دونون صفون کے درمیان جو خطبہ امام حسینؑ نے پڑھا وہ بہت ہی پُر اثر تھا۔ لوگ سمجھ سکتے ہین کہ حسینؑ کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ ایک گمراہ (یزید) کو اپنا رہنما بنانا پسند نہین کرتے تھے۔ اس قصور پر لوگ اُنکے خون کے پیاسے کھڑے تھے۔ یہ سب اپنے کو مسلمان بھی کہتے تھے۔ دنیا کو چھوڑ دینا کوئی آسان کام نہ تھا اُس پُر اثر خطبہ نے بجز حُر کے کسی کے دل پر اثر نہ کیا۔ حُر امام حسینؑ کی طرف چلا آیا اور آپؑ پر جان نثار ہو گیا۔ حسینؑ کے ساتھیون نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا بہت سے دشمن مارے گئے۔ حسینؑ کے ساتھیون نے دکھا دیا کہ بنو ہاشم کے بازو مین کتنی قوت تھی۔ امام حسینؑ کو تو کبھی لڑنے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔ آج ہی معلوم ہوا کہ الولد سر لابیہ علیؑ کی طرح انکی لڑائی بھی بہت سخت تھی۔ یہ جدھر پہونچ جاتے میدان صاف کر دیتے تھے۔ لیکن یہ بیچارے ہزارون کا مقابلہ کہان تک کرتے۔ وہ گر پڑتے تو یہ پس جاتے۔ آلآخر امام حسین مع اپنے تمام ساتھیون کے

شہید ہوئے۔ کوئی شیر خوار بچہ بھی نہین رہا۔ امام حسینؑ کی نسل کا قایم رہنا تھا صرف علی ابن حسین جنکا لقب آیندہ چل کر زین العابدین ہوا خیمہ کے اندر بیمار پڑے رہنے سے بچ گئے۔ حسینؑ کے ساتھ ۸۸ یا ۱۴۰ آدمی شہید ہوئے۔ عمر ابن سعد سب کو دفن کرکے کوفہ چلا۔ اور اپنے ساتھ علی ابن حسین کو اور اُنکے ساتھ کی سب عورتون کو ساتھ لیتا گیا۔ علی اپنے گھر کی عورتون سمیت پہلے ابن زیاد کے پاس کوفہ پہونچائے گئے۔ پھر وہان سے یزید کے سامنے دمشق پہونچائے گئے۔ ان عورتون کے ساتھ بجز اسکے اور کوئی رعایت نہین ہوئی کہ یہ لونڈیان نہین بنائی گئین۔ اور یہ بھی معلوم نہین کہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے یا مسلمان ہونے کی وجہ سے

اہل بیت حسینؑ کے ساتھ سلوک

امام حسینؑ کا سر بھی نیزہ پر ان آفت زدون کے ساتھ ساتھ دمشق تک تھا جس سے ان قیدیون کو مصیبتین روز بروز بڑھتی جاتی تھین۔ یہ بڑا سخت واقعہ تھا۔ علی

علی ابن حسین

ابن حسینؑ جب تک زندہ رہے اس سے متاثر رہے۔

امیر المومنین علی تک مذہبی اور ملکی پیشوا ایک ہوتا تھا۔ بعد انکے معاویہ کے وقت مین کچھ کیا بہت کچھ گڑبڑ شروع ہوا۔ یزید کے وقت سے تو یہ دو فرقے الگ الگ ہوگئے۔ یزید اور اُسکے بعد کے سلاطین بھی اپنے کو خواہ مخواہ امیر المومنین کہلواتے تھے لیکن بعض سچے مسلمان جو سنت نبوی کے پیرو تھے اُنسے دور رہتے تھے۔ اس کتاب مین صرف پولٹیکل معاملات کی تصویر دکھائی گئی ہے ناظرین یہ نہ سمجھین کہ بس ایسے ہی لوگ مسلمانون کے پیشوا تھے اور انھین پر مسلمانون کو ناز ہے اس کتاب مین صرف جنگی اور ملکی آدمیون کے تذکرے ہین۔ عابد۔ زاہد۔ خدا ترس جنکی ذات سے دین قایم رہا۔ جو رکن دین تھے اور سنت نبوی پر چلنے والے تھے

اُنکے قصّے دوسرے ہین - یزید کے بعد سچے مسلمانون کا فرقہ کھُلم کھُلا الگ ہوگیا وہ
مسلمان بادشاہون کے سامنے جانا معیوب سمجھنے لگے - حدیث نبوی جمع کرتے تھے
قرآن کی تفسیرین لکھتے تھے - فقہ کی تدوین کرتے تھے - اسماء الرجال ترتیب دیتے
تھے - عبادت کرتے تھے تجارت کرتے تھے - لوگون کے ساتھ سلوک کرتے تھے -
ابنائے جنس کو اچھا نمونہ دکھاتے تھے اور اخلاف کے لیے عمدہ ذخیرہ چھوڑتے
تھے - جہان جہان ملکی مسلمان تلوار لیکر پہونچتے تھے وہان یہ لوگ اپنا سجادہ
لیکر پہونچتے تھے - اہل فوج جہان سوآدمیون کو بزور تلوار اپنا مطیع کرتے تھے
وہان یہ لوگ لاکھون کو اپنے طرز عمل سے سنت نبوی کا نمونہ دکھاکر اسلام کی دام
محبت مین پھنساتے تھے -

جب مسائل شرعی کی تدوین کی ضرورت ہوئی تو آرامین اختلاف واقع ہوا -
ابو حنیفہؒ - امامؒ شافعی - احمدؒ بن حنبل - امامؒ مالک یہ چار بڑے مقنن (فقیہ) گزرے
ہین جنھون نے قرآن اور سنت نبوی سے دینی اور دنیاوی - اخلاقی اور ملکی قانون
کے لیے مجموعۂ قواعد مرتب کیا - اِن چار شخصون کو حدیث دریافت کرنے مین اُن
مسلمانون کی تلاش ہوئی جنکا دامن ملکی معاملات سے کبھی اس طرح ملبس نہین ہوا
کہ اُنکے افعال بظاہر بہت بڑی خطاؤن کی حد تک پہونچے ہون - باعتبار فقہ
کے شافعی مذہب قریب قریب اہل تشیع کے مذہب کے ہے - باہم ایک بہت
اہم امر مین اختلاف ہے اور یہ اختلاف شاہان صفوی کے وقت مین مُلکی مصالح کے
اعتبار سے زیادہ قوی کردیا گیا ورنہ اسکے پہلے شافعیون کی ایک شاخ مین اہل
تشیع بھی داخل تھے جسکا ثبوت سُنیون کی ایک معتبر کتاب صحیح بخاری سے ہوتا ہے کہ

مسلمانون کے فرقے

حضرت عمرؓ کو بُرا کہنے والے بھی اسکے راویون مین داخل ہین۔ بہرحال اب پہلے مسلمانون کی دو قسمین کی جاتی ہین ایک سُنّی یعنی اہل سُنّت وجماعت۔ دوسرے اہل تشیع یعنی شیعہ۔ سُنّیون کی تقسیم باعتبار اختلاف آرا کے چار گروہ مین ہے۔ حنفیؒ شافعیؒ۔ حنبلیؒ اور مالکیؒ۔ لیکن انھین سے ایک گروہ دوسرے گروہ کو بُرا نہین کہتا انکی مثال ایسی ہے جیسے ہائیکورٹ کے جج باہم مختلف الراے ہوتے ہین۔ لیکن توہرایک اپنی راے کو با وقعت سمجھتا ہے لیکن دوسرے کی راے کو ذلیل نہین جانتا۔ اہل تشیع مین ضمنی تقسیمین بھی ہین۔ جنمین سے دو اثنا عشریہ اور اسمعیلیہ زیادہ مشہور ہین۔ وہ بڑا امر جسمین سُنّیون اور شیعون مین اختلاف ہے یہ ہے کہ سُنّی ان تمام صحابہ رسولؐ کے ذریعہ سے پیغمبر خدا کی حدیثین لیتے ہین جنکو اپنے نزدیک کسی وجہ سے ناقابل وثوق نہین سمجھتے اور اہل تشیع زیادہ تر اہل بیت رسولؐ کے ذریعہ سے جو حدیثین منقول ہین اُنھین کو صحیح مانتے ہین اور حجت یہ کرتے ہین کہ اہل بیت کو ذریعہ واقفیت زیادہ تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ علی وصی (ولیعہد) رسولؐ تھے۔ جب صحابہ کبار نے وصیت رسولؐ کا خیال نہ کیا تو اِن آفتاب پر خاک ڈالنے والون کا کیا اعتبار کیا جائے۔

حضرت علیؓ کے بعد امر خلافت معاویہ اور یزید کی طرف منتقل ہوا لیکن شیعان علی نے (جو ایک عرصہ تک اپنے خیال مین زیادہ مستقل نہ تھے کیونکہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد شیعان علی مین استقلال ہوتا تو امام حسن خلافت ہی سے کیون دست بردار ہوتے) دینی امور مین اپنا پیشوا حسنینؑ کو سمجھا اور حسنین کے بعد اُنکو جو اُنکی اولاد مین سب سے زیادہ باوقعت نکلے۔ اہل تشیع کے نزدیک حضرت علیؓ

امام حسن اور امام حسین کے علاوہ آٹھ ائمہ اُنکی نسل مین اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ برگزیدہ ہین - آٹھ اور تین گیارہ یہ ہوئے - اور اُنکا خیال ہی (جس سے سُنی بھی چندان مخالف نہین ہین) کہ اسی نسل سے ایک بارھوان امام کسی زمانہ مین غالباً قیامت کے قریب پیدا ہو کر راہ راست کی ہدایت کریگا یہ اصلیت ہی اس مقولہ کی جو عام طور پر مشہور ہی کہ شیعان علی سوائے رسولؐ اور فاطمہؓ کے بارہ شخصون کو مذہبی پیشوا مانتے ہین - یہ بارہ امام اہل سنت اور جماعت کے نزدیک بھی بہت باوقعت ہین - رسولؐ خدا کو تو سب افضل جانتے ہین - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بھی سبھون کا یہ خیال ہی کہ اپنے عہد کی تمام بیبیون مین وہ اچھی ہین بلکہ اُن چار بیبیون مین ہین جنسے افضل کوئی دوسری عورت نہین ہوئی اور جنکا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہی اہل سنت اور جماعت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو باعتبار خلافت کے چوتھے درجہ مین مانتے ہین - لیکن بعض سُنی ایسے بھی ہین جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کو بعض خصائل مین تمام صحابہ رسولؐ پر ترجیح دیتے ہین ان تمام بزرگان دین کے حالات لکھنے کی تو گنجایش نہین ہی جنکو اہل سنت اور جماعت مذہبی امور مین اپنا مقتدا مانتے ہین یا دوسرے لفظون مین جنکی بدولت آج تک دنیا مین مسلمانون کی صورت دکھی جاتی ہے - لیکن بارہ امام جنکو دونون فریق بزرگ سمجھتے ہین اور اسمین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین اُنکے نام نامی اس کتاب مین درج کیے جاتے ہین -

بارہ امام

نمبر	نام	لقب	کنیت	باپ کا نام	پیدایش	فوت	کیفیت
۱	علی	مرتضی	ابو تراب	ابو طالب	۰	سنہ ۴۰ھ	
۲	حسن		ابو محمد	علی	سنہ ۳ھ	سنہ ۵۰ھ	مدینہ مین انکو زہر دیا گیا اور وہین مدفون ہوئے۔
۳	حسین	سید الشہدا	ابو عبد اللہ	علی	سنہ ۴ھ	سنہ ۶۱ھ	کوفہ کے قریب کربلا مین شہید ہوئے اور وہین لاشہ دفن ہوا سر دمشق بھیجا گیا۔
۴	علی	عابد یا زین العابدین	ابو محمد	حسین	سنہ ۳۸ھ سنہ ۳۷ھ	سنہ ۹۵ھ	یہ بڑے عابد تھے یزید اور عبد الملک کے عہد خلافت مین تھے لیکن پولٹیکل معاملات سے دور۔
۵	محمد	باقر	ابو جعفر	علی	سنہ ۵۷ھ	سنہ ۱۱۴ھ سنہ ۱۱۶ھ	یہ بڑے ذی علم تھے اور اسی لیے باقر لقب پڑا۔
۶	جعفر	صادق	ابو عبد اللہ	محمد	سنہ ۸۰ھ سنہ ۸۳ھ	سنہ ۱۴۸ھ	منصور کے وقت مین یہ تھے خلقت انکی طرف بہت گرویدہ تھی
۷	موسی	کاظم	ابو ابراہیم	جعفر	سنہ ۱۲۸ھ	سنہ ۱۸۳ھ	انکو کبھی غصہ نہ آیا اسلیے کاظم الغیظ کی رعایت سے کاظم انکا لقب ہوا ہارون رشید انکی بڑی قدر کرتا تھا ارکین سلطنت نے حسد سے انکو زہر دیدیا۔

نمبر	نام	لقب	کنیت	باپ کا نام	پیدائش	فوت	کیفیت
۸	علی	رضا	ابو الحسن	موسی	سنہ ۱۴۸ھ	سنہ ۲۰۳ھ	مامون رشید انکی بڑی قدر کرتا تھا بلکہ انکو اُسنے اپنا ولیعہد بھی مقرر کیا تھا ارکین دولت شاہی نے حسد سے انکو زہر دیدیا
۹	محمد	تقی جواد	ابو جعفر ثانی	علی	سنہ ۱۹۵ھ	سنہ ۲۲۰ھ	مامون رشید کے یہ داماد تھے یہ قصہ مشہور ہے کہ انکی بی بی نے اپنے بادشاہ وقت سے شکایت کی کہ محمد نے دوسری عورت سے شرعی تعلق قایم کرلیا ہے مامون نے جواب دیا کہ تمھاری خاطر مین یہ حکم نہین دیسکتا کہ جو شی اللہ نے محمد پر حلال کی ہو وہ اُسکو حرام سمجھین ۔
۱۰	علی	ہادی	ابو الحسن	محمد	سنہ ۲۱۲ھ / سنہ ۲۱۳ھ	سنہ ۲۵۴ھ	متوکل کے زمانہ مین یہ بھی منتصر کے عہد مین اپنی موت سے مرے
۱۱	حسن	زکی یا عسکری	ابو محمد	علی	سنہ ۲۳۲ھ	سنہ ۲۶۰ھ	
۱۲	محمد	مہدی	۰	۰	۰	۰	انکو مہدی آخر الزمان کہتے ہین یہ پیدا نہین ہوئے لیکن بعض مسلمانونکا خیال ہے کہ یہ پیدا ہونگے اور مسلمانونکی اصلاح کرینگے

یہیں یہ بھی ذکر کیا جانا مناسب ہی کہ مذہب کی تقسیم یزید کے بعد بہت دلون تک ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ تقسیمیں اُسوقت ظاہر ہوئین جب مذہب اسلام کے دن بُرے آئے اور بجز تُوتُو مَیں مَیں کے انکے پاس کچھ نرہا اور زیادہ تر سُنیوں اور شیعوں کی تفرقی ایران کے خاندان صفوی کی بدولت عمل مین آئی جسنے بعض مورخون کے نزدیک شیعون کو سُنیون سے الگ کرکے اپنی سلطنت کی بنیاد مستحکم کی۔ اب بھی بعض بعض (لیکن بہت کم) سمجھدار مسلمان ایسے ہین جو اپنے کو محمدی کہتے ہین۔ سُنی۔ شیعہ۔ حنفی یا شافعی وغیرہ فرقون کے ساتھ خود کو موسوم کرنا عیب جانتے ہین۔ لیکن اکثر ایسے بھی ہین جو اس تفرقہ کے ساتھ اپنے نام کا ظاہر کرنا شعار اسلام سمجھتے ہین۔ مولف کے نزدیک ضعف اسلام کی ایک وجہ یہ بھی ہی۔

یزید کے بعد ہی مذہبی فرقون کے الگ نہ ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یزید کے بعد ابھی مسلمانون کو دنیادی ترقی کرنا باقی تھی۔ یہ مذہبی تقسیم یعنی نفاق کی بو اقبال مندی کے زمانہ مین کیون قریب آتی۔ قومین جب آپس مین تلوار سے (زبان سے نہیں) لڑتی ہین تو انکا زور کبھی بڑھ جاتا ہی۔ دیکھو درخت چھٹنے سی اور بڑھتے ہین۔ دُنیا کی تاریخین بھی ایسی بہت سی مثالین رکھتی ہین۔ فرانس مین پہلے اندرونی خونریزیون کی حد نرہی تھی تب وہان کے بادشاہ نپولین نے ہفت اقلیم مین فرانس کا جھنڈا اگاڑا۔ پہلے دیکھو قریش آپس مین کس طرح لڑے۔ لیکن جب آپس مین لڑ چکے تو دس ہی پندرہ برس مین تمام عرب مصر شام اور ایران پر قابض ہوگئے۔ ممکن تھا کہ اب مسلمان عیش و عشرت مین مبتلا ہوکر خراب ہو جاتے لیکن زمانہ اُنکو اور ترقی دینا چاہتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے بعد یہ عبد الملک بن مروان تک آپسمین لڑتے رہے اور کچھ کچھ برائے نام غیر قومون کو دباتے رہے لیکن عبد اللہ ابن زبیر کے مرنے پر جب اندرونی فساد رفع ہوا تو انکی تلوار جو باہمی لڑائیون مین تیز ہو چکی تھی پھر غیر قومون پر برق کی طرح جا چمکی اور پورب پچھم اوتر جانب مسلمانی فتوحات پھر شروع ہو گئے۔ ہان اتنا ہوا کہ جو فتوحات اس زمانہ مین ہوئے انمین صحابہ رسولؐ شریک نہ تھے اور اسلیے جو ممالک اب مفتوح ہوئے اُنپر وہ اعلی درجہ کی اخلاقی بھلائیان جو اصحاب رسولؐ کے فیض صحبت سے پہونچتی تھین نہ پہونچ سکین۔

عبد اللہ بن زبیر اور یزید

حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد یزید سمجھا کہ میری حکومت مین اب کوئی خدشہ نہین رہا لیکن اسکے بعد ہی اُسے یہ معلوم ہوا کہ عبد اللہ ابن زبیر امام حسن سے کہین زیادہ سخت دشمن اسکا مدینہ مین موجود ہے۔ عبد اللہ ابن زبیر نے امام حسینؑ کے بعد کچھ قدم اور آگے بڑھائے۔ یزید خود فاسق اور فاجر تھا ہی اُسپر قتل حسینؑ کا الزام جو اسپر عاید ہوا تو ابن زبیر کو یزید کے خلاف سازش آسان ہو گئی اور یزید سمجھا کہ امام حسینؑ کے قتل کرنے مین عبید اللہ ابن زیاد سے سخت غلطی ہوئی۔

عبید اللہ ابن زیاد کو یہ توقع تھی کہ سر حسین کے صلہ مین خراسان کی حکومت اُسے ملجائیگی۔ لیکن یزید نے اسکا کوئی درجہ نہین بڑھایا۔

عبید اللہ بن زیاد کی بے دلی

اسی زمانہ مین مسلم بن زیاد نے خراسان کی حکومت یزید سے پائی۔ سمرقند اور خوارزم وغیرہ اُسنے مفتوح کیے۔ یزید کے مرنے تک مسلم خراسان مین تھا اور مسلم کی طرف سے سیستان طلحہ کے تعلق تھا۔ عبید اللہ ابن زیاد خراسان کا

خواہان تھا مسلم کا وہان تعنات ہونا اوربھی عبیداللہ بن زیاد کے رنج کا باعث ہوا۔

یہان عبداللہ ابن زبیر نے لوگون سے علانیہ مکہ مین بعیت لینا شروع کردی۔ ولید اسوقت یزید کی طرف سے مدینہ مین حاکم تھا۔ ولید کی طرف سے جو شخص مکہ مین خلیفہ تھا اُسے عبداللہ ابن زبیر نے مکہ سے نکال دیا اور اپنے کو مکہ کا حاکم بنایا۔ عبداللہ ابن زبیر کے ساتھی الگ نماز پڑھتے تھے اور یزید کے ہواخواہون کی الگ جماعت ہوتی تھی۔

یزید کے فسق وفجور کا اعلان

ولید کی جگہ پر عثمان ابن محمد بن ابی سفیان مدینہ مین تعنات ہوا۔ عثمان ابن محمد نے دس آدمیون کو یزید کے پاس روانہ کیا۔ یزید نے اُنکے ساتھ بہت کچھ نقد وجنس سے سلوک کیا اور اسید یہ رکھی کہ وہ لوگ مدینہ مین واپس آکر یزید کے مداح ہونگے لیکن نتیجہ برعکس ہوا۔ وہ لوگ جو واپس آئے تو عام طور پر یزید کی شرابخواری اور بداطواری کا اظہار کیا اور عثمان ابن محمد کی اطاعت سے منحرف ہوکر اُسے قید کرلیا۔ باستثنار عبدالملک ابن مروان کے کہ وہ ہروقت مسجد مین عبادت کرتا تھا اور علم فقہ پڑھتا تھا اور تمام بنی امیہ مع مروان کے عثمان کے ساتھ قید کیے گئے۔ یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کو لکھا کہ مدینہ کی جلد خبر لو۔ یزید سے ابن زیاد آزردہ تھا ہی اُسنے پہلوتہی کی اور لکھا کہ مین نے آل رسول کو قتل کیا اب خانہ رسول کی بربادی کسی دوسرے کے تعلق کیجیے۔ دونون کام مجھی سے لینے مناسب نہین ہین۔ مدینہ کے سرکشون کا سردار پہلے علی ابن حسین کے پاس آیا جب اُنکو متوجہ نہ پایا تو عبداللہ ابن زبیر کے ہاتھ پر سب لوگون نے بعیت

کی - یہ خبر مین سُنکر یزید نے مسلم بن عقبہ کو روانہ کیا - لیکن حرمین کا اتنا احترام کیا یا مصالح ملکی پر نظر کر کے یہ ہدایت کی کہ حتی الوسع خونریزی نہ کرنا اور جب چارہ نہ ہو تو دریغ بھی نہ کرنا - جب مُسلم بن عقبہ کا لشکر قریب پہونچا تو قیدیان بنی اُمیہ بھی کسی طرح ان تک پہونچ گئے - عبد اللہ ابن حنظلہ مدنیون کا سردار مارا گیا اور مسلم نے غلبہ پا کر شہر والون کو بڑی تکلیف پہونچائی - تین روز تک شامیون نے مدینہ والون کا خون حلال رکھا اور یاران رسول چھپے چھپے پھرتے تھے -

مدنیون پر آفت

عبد اللہ ابن زبیر کے مقابلہ کو پہلے اُنکا بھائی عمر بن زبیر یزید کی طرف سے تعنات ہو کر آیا - عمر بن زبیر کو ہزیمت ہوئی - عبد اللہ ابن زبیر اس اثنا مین بہت قوت پکڑ گئے تھے ممکن تھا کہ وہ مدینہ مین آ کر شامیون کا مقابلہ کرتے - لیکن امام حسین کے واقعہ نے اُنھین ایسا سبق دیا تھا کہ وہ مکہ سے باہر نکلنے کی جُرات نہ کرتے تھے -

۶۳ھ مین عبد اللہ ابن زبیر نے حج کیا - اور یہ اُنکے مکہ مین امیر ہونے کا پورا ثبوت تھا مسلم بن عقبہ عبد اللہ ابن زبیر کے دبانے کے لیے مدینہ سے مکہ آیا اور اپنے بیمار ہو جانے سے حصین بن نمیر کو شامیون کا سپہ سالار کیا - دو مہینہ تک شامیون نے مکہ کا محاصرہ قایم رکھا سپاہ شام جسمین بعض کافران حلبشہ بھی تھے منجنیق سے شہر مین پتھر برساتے تھے - مسجد کعبہ کو ضرر پہونچا اور اُسکے بعد روئی مین گندھک بھر کر شامیون نے اس طرح پھینکی کہ خانہ کعبہ کے پردہ مین آگ لگ گئی اور تمام دیوارین سیاہ ہو گئین -

خانہ کعبہ جلا

مورخون نے لکھا ہو کہ خانہ کعبہ مین آگ لگنے اور یزید کے مرنے کی ایک تاریخ

ہے۔ سپاہ شام نے مکہ سے واپس جانے کا ارادہ کیا اتنے میں یزید کے مرنے کی خبر شایع ہوئی حصین نے سُنا کہ یزید کا بیٹا معاویہ گدی پر بیٹھا ہے۔ حصین نے عبداللہ ابن زبیر کو یہ رائے دی کہ وہ شام چلیں اور مسلمانوں سے بیعت لیں۔ حصین کی یہ تقریر بظاہر نیک نیتی سے تھی۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر واقعہ کربلا سے ایسے متاثر تھے کہ باہر جانے کی قسم کھالی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ میں شام کیون جانے لگا۔ میں اہل مدینہ کے خون کا بدلا شامیون سے لینے والا ہون حصین نے کہا تم لڑکے ہو میں تمکو شہنشاہ بنانے کا بندوبست کرتا ہون اور تم اہل مدینہ کی حمایت کی فکر میں ہو مجھے تمھاری عقل کا اندازہ مل گیا۔ اس عقل پر تم بادشاہی نہیں کرسکتے۔ اسکے بعد حصین نے علی ابن حسین (زین العابدین) سے مل کر کہا کہ آپ مستعد ہون کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا خلافت کے لایق نہیں ہے۔ پانچ ہزار آدمی تو ابھی آپ کی بیعت کرتے ہین۔ پھر آگے بڑھے تمام اہل شام آپ کے مطیع ہونگے لیکن علی ابن حسین نے منظور نہین کیا۔

یزید کی موت

یزید کی موت ۳۹ برس کی عمر مین ہوئی۔ تین سال آٹھ مہینے تک اُسنے بادشاہی کی تمام لوگون نے یزید کی وصیت کے مطابق یزید کے مرنے پر اُسکے بیٹے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عمر ابن معصوم نے معاویہ سے کہا کہ اگر عمرؓ اور ابوبکرؓ کی طرح سے تم انصاف کروگے تو سب کچھ ہے اور نہین تو دوزخ تمھاری جگہ ہے۔ معاویہ یہ سُنکر ممبر پر چڑھا اور بولا "مین اپنے کو اس کام مین کمزور پاتا ہون۔ ابوبکر اور عمر سا تم کسی کو ڈھونڈھو مین الگ ہوتا ہون"۔ یہ کہکر وہ ممبر سے اوترا گھر مین گھس گیا اور کیواڑ اندر سے بند کرلیے۔ اسکے بعد وہ چالیس روز تک زندہ

رہا اور پھر مر گیا۔ چالیس روز تک شامیون نے کسی دوسرے کو خلیفہ کرنا نہین چاہا۔ معاویہ سے اصرار کرتے تھے وہ ہاتھ مین عنان حکومت لینا پسند نہین کرتا تھا۔ لیکن اسکی حیات مین کوئی خلیفہ نہین کیا گیا اسلیے یہ کہہ سکتے ہین کہ معاویہ ابن یزید کی خلافت ۴۰ روز تک تھی۔

معاویہ بن یزید

معاویہ کے مرنے پر خلیفہ بنانے کی فکر شامیون کو پیدا ہوئی۔ عثمان بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف لوگ رجوع ہوئے لیکن اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اس شرط پر خلیفہ ہوتا ہون کہ کسی سے نہ لڑونگا۔ ظاہر تھا کہ ایسا شخص کسی طرح خلیفہ نہین ہوسکتا تھا۔ اسکے بعد عثمان عبداللہ بن زبیر کے پاس مکہ چلا آیا۔ عبید اللہ ابن زیاد نے معاویہ کے لیے بعیت حاصل کرنے مین کچھ کامیابی حاصل کی تھی کہ معاویہ کے مرنے کی خبر آئی۔ عبید اللہ ابن زیاد نے موقع پاکر کوفہ کا خزانہ چھپا دیا۔ ابن مسعود اور عبداللہ ابن حارث بن نوفل بن حرب بن عبد المطلب اور انکے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ جا بجا خلافت کی خواہشین کرنے لگے۔ عبداللہ ابن زبیر نے تو خوب ہی موقع پایا اب عام طور پر یہ امیر المومنین بولے جانے لگے۔ حجاز۔ مکہ اور مدینہ مین انکا پورا تسلط ہوگیا۔ لوگ شام مین انکو بلاتے تھے۔ لیکن یہ کہتے تھے کہ مین مکہ سے باہر نہین جاسکتا۔ کوفہ اور بصرہ مین بھی عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے حاکم پہونچ گئے تھے۔

عبداللہ ابن زبیر کا عروج

مختصر یہ کہ ۶۵ھ تک عبداللہ ابن زبیر کی خلافت تمام ممالک شرقی اور جنوبی مین قایم ہوچکی تھی۔

جب عراق مین عبداللہ ابن زبیر کی حکومت جم چکی تو شامیون نے اُنکو شام مین بلایا لیکن انھون نے پھر بھی مکہ چھوڑنا پسند نہین کیا۔ ایک حاکم اپنا انھون نے مصر مین بھی بھیجا۔ عبداللہ ابن زبیر نے تمام بنو اُمیّہ کو مدینہ سے شام بھیجدیا شام مین مختلف لوگون کے نام لیے جاتے تھے۔ عبداللہ ابن زبیر پر بھی لوگون کی خواہش تھی۔ حصین نے شامیون سے کہا کہ عبداللہ ابن زبیر شام مین نہ آئین گے مین نے بہت کہا لیکن وہ مکہ چھوڑنا پسند نہین کرتے ہین اور شامی یہ چاہتے تھے کہ جو خلیفہ ہو وہ دمشق مین رہے۔

آخیر مین لوگون کا خیال خالد بن یزید کی طرف رجوع ہوا اتنے مین مروان ابن حکم مدینہ سے دمشق پہونچا اور لوگون کے دل مین یہ جمانا چاہا کہ خالد ۱۶ برس کا لڑکا خلافت کا کام نہین کرسکتا۔ اس کام کے لیے کوئی تجربہ کار بوڑھا آدمی چاہیے ابھی تک مروان کی طرف کسی کا بھی خیال نہ تھا۔ عبداللہ ابن زبیر کا عروج کو ذہین دیکھ کر عبیداللہ ابن زیاد شام مین پہونچا آخر آخر اسے یزید سے رنج آگیا تھا یزید کے خاندان مین سلطنت کا رہنا اسے پسند نہ تھا اسلیے یہ اُن کوششون مین ساعی ہوا جو مروان کو خلیفہ بنانا چاہتی تھین۔ مروان اس اقرار سے خلیفہ ہوا کہ اُسکے مرنے پر سلطنت خالد کو ملے لیکن اُسنے آیندہ چل کر ایسا نہین کیا بلکہ اپنے بیٹے عبدالملک کو نامزد کیا جسکی کیفیت آگے بیان کی جاوے گی۔

مروان کی چال

مروان خلیفہ ہوا

مروان جب تخت پر بیٹھا علاوہ عبداللہ ابن زبیر کے بہت سے دعویدار پیدا ہوگئے تھے اکثر لوگ حسین ابن علی کے خون کی دعویداری سے اپنا رنگ جمانا چاہتے تھے ان خروج کرنے والون سے عبداللہ ابن زبیر ایک طرف لڑتے تھے۔ اور دوسری طرف

اہل خروج

مروان اور اُسکا بیٹا عبدالملک پے در پے لڑتا رہا اور اسلیے مروان یا اُسکے بیٹے عبدالملک کو عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کا موقع عرصہ تک نہین آیا۔

مختار

جن لوگون سے مروان بن عبدالملک اور عبداللہ ابن زبیر کو لڑنا پڑا تھا انمین مختار ایک شخص قابل تذکرہ ہو۔ اصل وجہ تحریک تو خواہش سلطنت تھی۔ لیکن حیلہ اسنے امام حسین کے خون کے عوض لینے کا کیا جس سے بہت سے مسلمانون کو یہ اپنا ہمزبان کر سکا۔

مختار

مختار ابن عبیدہ بن مسعود اُسوقت جب کہ عمر ابن زبیر نے چڑھائی کی تھی عبداللہ ابن زبیر کا ساتھی تھا۔ حصین کے محاصرہ کے وقت بھی یہ عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ تھا۔ عبداللہ ابن زبیر نے کوفہ اور بصرہ پر قبضہ کیا تو مختار کی خواہش کے مطابق عبداللہ ابن زبیر سے سلوک نہ ہو سکا۔ مختار بیدل ہو کر مدینہ سے کوفہ چلا گیا اور وہان یزید کے خلاف سازش کرنے مین قید ہوا۔ اسکے بعد قید سے چھوٹا تو عبداللہ ابن زبیر کے خلاف سازش کرنے مین پھر قید ہوا۔ اور پھر چھوٹا تو عبدالملک ابن مروان کے زمانہ مین مختار کے مقابلہ کو عبیداللہ ابن زیاد بھیجا گیا۔ یہ ۶۶ھ کا واقعہ ہو۔ مختار نے اپنے کو محمد ابن علیؑ کا خلیفہ قرار دیکر شیعان علی سے مدد مانگنا شروع کر دی۔ محمد ابن علی پر ابن زبیر نے مختار کے حالات سُنکر دباؤ ڈالے یہ بھاگ کر دمشق چلے۔ پھر راستہ سے واپس آ گئے۔ مختار نے عبیداللہ

قاتلان حسین کی بربادی

ابن زیاد کو شکست دی اور اُسکو مار ڈالا اور پھر اُسنے اُن تمام لوگون کو چن چن کر مارا جو قتل امام حسین مین شریک تھے یا اُنکے خلاف سازش مین ذرا بھی متہم تھے ابن زبیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو مختار مارا گیا۔ مختار کے مارے جانے سے ابن زبیر

کی خلافت بہت زیادہ رونق پکڑ گئی اسکے بعد عبدالملک بن مروان نے
حجاج ابن یوسف کو زبیر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا جسکا تذکرہ آگے آئیگا۔
عثمانؓ۔ مروان اور معاویہ یہ تینوں اشخاص امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف
کی نسل سے تھے جیسا کہ ذیل کے شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ عبدمناف کے بیٹے
ہاشم سے بنو ہاشم کا سلسلہ چلا جسمیں رسول اللہ کا خاندان بھی شامل ہے۔ اور
دوسرے بیٹے عبدالشمس سے بنو امیہ کا خاندان شروع ہوا۔
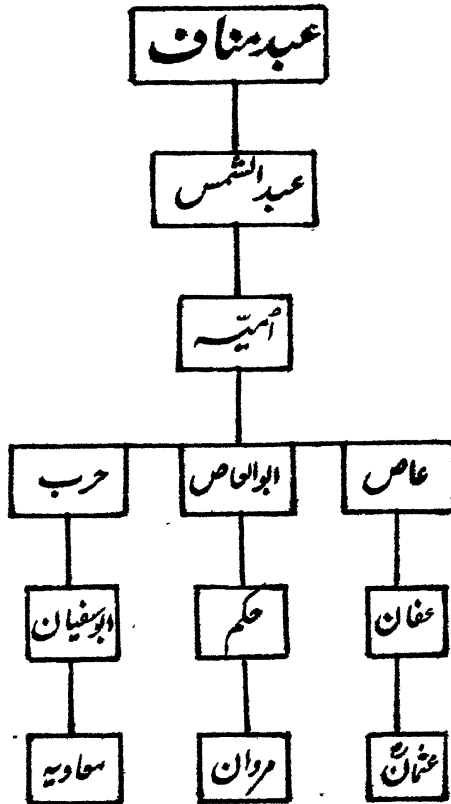
شجرۂ خاندان بنو اُمیہ

سمجھانے کے لیے صرف اتنے ہی نام لکھدیے گئے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُمیہ کی

صرف اتنی ہی اولاد تھی۔

عثمان بن عفان سے لیکر ابراہیم بن ولید تک جو زمانہ گزرتا ہی یہ سلطنت بنو اُمیّہ کا زمانہ کہا جا سکتا ہی۔ لیکن مورخون نے عثمان ابن عفان کو خلفاے اربعہ مین شمار کرکے معاویہ سے سلاطین بنو اُمیّہ کا شمار کیا ہی کیونکہ یہ سب کے سب اُمیّہ کی نسل سے تھے۔ لیکن مروان سے لیکر ابراہیم بن ولید تک اگر مروانیون کی سلطنت کہی جائے جب بھی مناسب ہی۔

مروان کی موت

مروان صرف دس مہینہ تک سلطنت پر بیٹھا اُسکے بعد خالد ابن یزید کی مان نے اُسکو زہر دیا۔ زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہی کہ مروان نے اُسکو اپنی زوجیت مین داخل کر لیا تھا۔ جب مروان نے معاہدہ کے خلاف عبدالملک کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو خالد نے اپنی مان سے گلہ کیا۔ مان کو اس بدعہدی پر غصّہ آیا اور اُسنے مروان کو مار ڈالا۔ بعضون نے یہ بھی لکھا ہی کہ اُسنے زہر پلاکر نہین مارا بلکہ سوتے مین گلا گھونٹ دیا۔ مروان کی سلطنت کا زمانہ ۹ مہینے سے کم نہین تھا۔ لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر دعویدار خلافت موجود تھے اور اپنے دعوی مین کامیاب بھی نظر آتے تھے۔ اسلیے اسکو امیرالمومنین یعنی کل مسلمانون کا بادشاہ نہین کہہ سکتے ہان شام مین اُسکی خودمختار حکومت ضرور تھی۔

سنہ ۶۵ھ
عبدالملک بن مروان
۲۱ سال

عبدالملک بن مروان اپنے باپ مروان کے بعد تخت پر بیٹھا اُسکے حکم سے حجاج بن یوسف نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ لوگ محاصرہ کی تکلیف سے گھبراکر باہر نکل گئے۔ عبداللہ ابن زبیر تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ لڑے اور مارے گئے اس لڑائی مین حرم کعبہ بھی خون سے آلودہ ہوا۔ مسلمان اس لڑائی کو بہت

سخت سمجھتے ہین - اس کارگزاری کے صلہ مین عبدالملک نے حجاج کو کوفہ کی گورنری عطا کی اور پھر تمام ممالک شرقی اسی کے تعلق کردیا - زیاد اور ابن زیاد سے کہین زیادہ حجاج نے ظلم کیا - ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک خود کو کل بلاد اسلام کا سلطان سمجھا - اور جو لوگ وقتاً فوقتاً مختلف مقامات سے خروج کرتے رہے اُنکی پروا اسنے نہ کی -

ابن زبیر کا قتل ۷۳ھ مین ہوا - اسی وقت سے عبدالملک کو سلطان سمجھنا چاہیے اور یون تخت نشینی کے وقت سے شمار کیا جائے تو ۲۱ برس تک اسنے سلطنت کی - ۶۵ھ مین تخت پر بیٹھا اور ۸۶ھ مین مرا - اسکے کوٹھے کی کھڑکی کھلی تھی - اسکی نظر ایک دھوبی پر پڑی اسنے کہا کہ کاش مین دھوبی ہوتا اور اسی طرح کپڑا دھوتا تو سلطانی محل مین مرنے سے اچھا ہوتا - یہ بڑا ادیب اور فقیہ تھا - مدت تک اسنے مسجد نبوی مین عام لوگون کی طرح تحصیل علم کی تھی - اسکے عہد تک کچھ کچھ عربون کا رنگ دربار مین تھا پھر اسکے بعد سلاطین عجم اور شام کی تقلید شروع ہوئی -

۸۶ھ
ولید بن عبدالملک
۱۰ سال ۹۶ھ

ولید بن عبدالملک اپنے باپ کے مرنے پر تخت پر بیٹھا - یہ بڑا ظالم بادشاہ تھا - اسکے عہد مین فتوحات بہت ہوئے - ترکستان کا بہت حصہ فتح ہوا اندلس (اسپین) مین مسلمان اسی کے وقت مین پہونچے - محمد قاسم نے اسی کے عہد مین کچھ حصہ ہندوستان کا فتح کیا تھا - ماوراء النہر سے فرغانہ تک اور کابل سے ملتان تک اسنے سلطنت کو وسعت دی - اسکے پہلے دربار خلافت مین ہر شخص بول سکتا تھا - اسی نے یا اسکے باپ عبدالملک نے یہ حکم دیا کہ بلا اذن بادشاہ کے

کوئی لب نہ ہلا سکے۔ حجاج کا ظلم اسکے وقت مین اور بھی ترقی پکڑ گیا تھا۔ اسکا عہد مسلمانون مین زیادہ مشہور ہی کہ دمشق کی مشہور جامع مسجد اسی کے وقت مین بنی۔ مدینہ مین اسنے مسجد نبوی کو وسعت دی اور بیت المقدس مین مسجد اقصیٰ بنوائی۔ مشہور ہی کہ اسی کے عہد مین حجاج نے قرآن کے لیے زیر۔ زبر۔ پیش (اعراب) ایجاد کیا تا عربی زبان نہ جاننے والے بھی اُسے صحت سے پڑھ سکین حجاج اسی کے عہد مین ۹۵ھ مین اپنی موت سے مرا۔

سلیمان بن عبد الملک ۹۶ھ ۲۰ سال ۸ ماہ

سلیمان بن عبد الملک اپنے بھائی کے مرنے پر تخت نشین ہوا اسکے مزاج مین اعتدال تھا۔ حجاج اور اُسکے ساتھیون کے مظالم سے یہ واقف تھا۔ حجاج تو مرچکا تھا لیکن اُسکے ساتھی زندہ تھے جنکے ساتھ اسکا برتاؤ بہت سخت رہا۔ حجاج کے بعد یزید ابن مہلب کوفہ کا گورنر ہوا۔ خراسان اور جرجان مین اس نے بہت فتوحات کیے۔ اسکے حکم سے مسلمہ بن عبد الملک نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ شاہ قسطنطنیہ شہر مین چھپا اور مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور اہل شہر کو بہت عاجز کیا۔ یہ بادشاہ نیک نیت تھا اسکی نیک نیتی کا ایک ثبوت یہ بھی ہی کہ اپنے بھتیجے عمر بن عبد العزیز ایسے برگزیدہ شخص کو اسنے اپنا ولیعہد کیا۔ عمر کے ولیعہد قرار پانے کی رسم یون ادا ہوئی کہ ایک کاغذ پر اُنکا نام لکھا گیا اور کاغذ موڑ دیا گیا۔ کاغذ پر لوگون نے بیعت کی۔ کاغذ پر نام کسکا تھا اسکی شہرت سلیمان کے مرنے پر ہوئی سلیمان نے اسمین مصلحت کیا سوچی تھی؟ معلوم نہین۔ اسکے عہد مین کچھ لوگ نواحی سندھ (ہندوستان) کے مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن وہ ہشام کے وقت مین مرتد ہو گئے۔

سنہ ۹۹ھ عمر بن عبد العزیز بن عبد الملک ۲ سال ۵ ماہ

عمر بن عبد العزیز بعد سلیمان کے تخت پر بیٹھا۔ یہ بہت ہی اچھا بادشاہ تھا مسلمانون کا خیال ہی اور بہت سچا خیال ہی کہ بعد خلفاے اربعہ کے پھر اس سے اچھا کوئی مسلمان بادشاہ نہین ہوا۔ جب اسے لوگ تخت پر بٹھانے کو لائے تو تزک اور احتشام سے یہ نہین آیا اپنے معمولی گھوڑے پر آیا اور جب تک سلیمان کے لڑکے بالے اپنی خوشی سے ایوان شاہی سے الگ نہین ہوگئے اسنے ایوان شاہی مین قدم نہین رکھا۔ دو درہم روزانہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ کو یہ بیت المال سے لیتا تھا اور جتنی دولت اسکے پاس پہلے سے تھی خلیفہ ہوتے ہی اسنے بیت المال مین داخل کردی۔ ایک نقل اسکی عقل اور اعتدال کی سُننا چاہیے مسلمہ کو اسنے قسطنطنیہ سے بُلا بھیجا تو اُسکو معلوم ہوا کہ مسلمہ کے مطبخ مین ایک ہزار درہم روز خرچ ہوتا ہی مسلمہ کو اسنے ایک دن مدعو کیا۔ اور باتون مین اتنی دیر کی کہ مسلمہ بھوک سے بیتاب ہوا۔ دیر کے بعد مسور کی دال اُبلی ہوئی اسکے سامنے پیش کی گئی۔ مسلمہ نے خوب پیٹ بھر کے کھالیا۔ اسکے بعد عمدہ عمدہ کھانے پیش کیے گئے تو مسلمہ نے سیر شکم ہونے کا عذر پیش کیا۔ عمر نے کہا مسور کی دال ہی سے تمھارا شکم سیر ہوگیا تو ہزار درہم روزانہ مطبخ کا خرچ رکھکر تم کیون مسرف بنتے ہو۔ مسلمہ نے یہ نصیحت نہایت خوشی سے سُنی۔ معاویہ کے وقت سے یہ دستور تھا کہ خطبہ کے بعد حضرت علیؓ کو بُرا کہا کرتے تھے۔ اور غرض اس سے صرف حفظ سلطنت تھی کہ لوگ آل علی کی طرف رجوع نہ کرین۔ عمر نے اس دستور کو مٹایا۔ اور حضرت علی کو بُرا کہنے کی جگہ پر "ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان" اور ایک روایت کے مطابق آیۃ "ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاے ذی القربی وینہی عن الفحشاے

والمنکر والبغی۔" داخل کیا۔ یزید مہلب والی خراسان کو اس بادشاہ نے نااہل
سمجھ کر حکومت خراسان سے معزول کیا۔ باغ فدک کو حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول
کے وقت مین فاطمہ زہرا بنت رسولؐ نے ارث پیغمبرؐ کی بنیاد پر طلب کیا۔ خلیفہ اول
نے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبرؐ کی کوئی ملکیت نہ تھی جسپر ارث جاری ہو
مشہور ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ورثاے فاطمہؓ کو بلا کر باغ فدک حوالے کر دیا۔
لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خلیفہ اول سے عمر بن عبد العزیز نے مخالفت
کی۔ یون بھی سمجھ سکتے ہین کہ اب مسلمانون کے دن ایسے تھے کہ لاکھون کرورون
روپیہ فضول لوگون کو دیدیا جاتا تھا۔ آل رسولؐ کو ایک باغ اگر بلا وجہ بھی دیدیا
گیا تو ندیے جانے سے کہین اچھا ہوا۔

یزید بن عبد الملک ۱۰۱ھ ۴ سال

یزید بن عبد الملک بعد عمر کے تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا شہوت پرست تھا کھانے
پینے سے اور عورتون کی مصاحبت سے اسے بڑا انس تھا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ
ولید کو عمارت سے زیادہ شوق تھا تو اسکے وقت مین یہی چرچا ارکین سلطنت
مین ہوتا تھا۔ عمر کے وقت مین روزے نماز کا ذکر اکثر رہتا تھا۔ یزید کے وقت
مین کھانے پینے اور نکاح کے متعلق ہر وقت لوگ رائین دیا کرتے تھے۔ عمر
سے اسکو کوئی نسبت نہ تھی۔ کچھ اوپر چار سال تک اسنے سلطنت کی۔

ہشام بن عبد الملک ۱۰۵ھ ۱۹ سال ۹ ماہ ۱۰ یوم

ہشام بن عبد الملک بعد اپنے بھائی کے تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ کفایت
شعار اور منتظم تھا اسکے وقت مین آذربائجان اور آرمینیا پر مسلمانون کا پورا
تسلط ہوا۔ اسکے عہد مین بہت سے شہر خراسان کے فتح ہوئے اور شاہ
ترکستان کو ہزیمت ہوئی۔ زید بن علی بن حسین نے اسی کے وقت مین خروج

گیا اور بالاخر وہ مارے گئے۔

ولید بن یزید بن عبدالملک بعد ہشام کے خلیفہ ہوا۔ اسکے وقت مین زید بن علی کے بیٹے یحییٰ بڑی بیرحمی سے مارے گئے۔ ولید کو لوگون نے مار ڈالا۔

(۱۱ ۱۲۵ھ ولید بن یزید بن عبدالملک ایک سال)

یزید بن ولید اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ صرف چھ مہینے تک اس نے بادشاہت کی اور پھر اپنی موت سے مرا۔

(۱۲ ۱۲۶ھ یزید بن ولید ۶ ماہ)

ابراہیم بن ولید اپنے بھائی یزید کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکی سلطنت صرف دو مہینہ تک تھی مروان بن محمد دعویدار تخت ابراہیم کی خلافت کے وقت آذربائیجان میں تھا یہ سنتے ہی چڑھ دوڑا۔ راستہ مین مزاحمت کرنے والون کو شکست ہوئی اور دمشق کے قریب پہونچنے پر خود ابراہیم نے مروان کی خلافت تسلیم کر لی۔

(۱۳ ۱۲۷ھ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک ۲ ماہ)

مروان بن محمد دمشق مین پہونچکر اور ابراہیم کو تخت سے اوتار کر خود سریرآرا ہوا اسنے پانچ سال دس مہینے تک سلطنت کی لیکن نہایت ضعف کے ساتھ اور اسکے بعد بنو اُمیہ کی خلافت کا زمانہ ختم ہوا اور بنو عباس (بنو ہاشم) کی بادشاہت کا زمانہ آیا۔ شورش کی ابتدا تو آرمینیا اور آذربائیجان کے خوارج نے کی لیکن وہ خروج جسنے بنو اُمیہ کا تخت اولٹ دیا خراسان سے شروع ہوا اور کوفہ تک پہونچتے پہونچتے عباسیون نے اس گروہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیکر اپنا نام ملبند کیا۔ مروان کا قتل اور بنو اُمیہ کی تباہی آگے چلکر بیان کیجاتی ہے۔ اس مروان کو مروان الحمار کہتے ہین

(۱۴ ۱۲۷ھ سے ۱۳۲ھ تک مروان حمار بن محمد ۵ سال ۱۰ ماہ)

فصل دویم

بنو عباس

عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ مین محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس عم رسولؐ کو

(خلافت کے خیالات)

دعوی خلافت کا ایک خیال سا پیدا ہوا۔ اسی زمانہ مین ابو مسلم نام ایک آزاد غلام جسکا دماغ پولٹیکل خیالات سے بھرا ہوا تھا حج کرنے کی غرض سے مکہ آیا۔ وہان محمد ابن علی سے یہ اتفاقاً ملا۔ رسم ملاقات بڑھنے پر محمد نے اپنے خیالات سے ابومسلم کو آگاہ کیا اور کہا کہ "ایک صدی کے بعد زمانہ کو پلٹا کھانا چاہیے۔ بنو اُمیّہ کی سلطنت کی پہلی صدی ختم ہونے کو آئی اور اب غالباً اس خاندان کی تباہی کا زمانہ آئے گا۔ بنو اُمیّہ کی تباہی کے بعد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ بنو ہاشم کو ترقی ہوگی۔ بنو ہاشم مین اسوقت زیادہ تر مین اپنے خاندان کو پولٹیکل معاملات مین بظاہر قوی پاتا ہون اگر وقت آئے تو تم میرے لڑکون کی مدد کرنا۔ یہ خیال کوئی نیا نہ تھا۔ بنو اُمیّہ کے وقت مین اور اُسکے بعد بنو عبّاس کے وقت مین بھی اس قسم کے بہت سے لوگ مسلمانون مین پیدا ہوئے اور اپنے سر اپنے خیالات کی نذر کر گئے لیکن کچھ عجب اتفاق ہو کہ اس سے واقعہ کو مطابق ہونا تھا۔ اسکے بعد ابومسلم خراسان مین چلا آیا۔ اور یہان محمد مر گیا۔ لیکن جو خیالات ابومسلم کے ذہن مین جم چکے تھے وہ محو نہین ہوئے۔

محمد بن علی اور ابومسلم

برسون کے بعد خراسان مین ایک صورت یہ پیدا ہوئی کہ مروان کے گورنر نصر سیار کے طرز حکومت نے رعایا کے دلون مین نارضامندی پھیلا دی نارضامند گروہ کا سردار یوسف کرمانی مقابلہ کو کھڑا ہوا اور نصر کو شکست ہوئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر ابومسلم کو محمد کا قول یاد آیا۔ اور وہ یوسف کرمانی کا شریک حال ہوا۔ یوسف کرمانی کو اُسکے دشمنون نے مار ڈالا اور اس طرح اُس گروہ کی سرداری ابومسلم کو ملی ابومسلم نے اپنی فوج کے لیے سیاہ لباس اختیار کیا اور اُسکے بعد یہی رنگ بنو

خراسان

نصر اور کرمانی

عباس کے زمانہ مین برابر مقبول رہا۔ سیاہ رنگ ہیبت پھیلانے کے لیے اختیار کیا گیا یا اسلیے اختیار کیا گیا کہ بنو اُمیہ کا رنگ سبز تھا اور مقصود یہ تھا کہ اُسکی خلاف کوئی رنگ پیدا کیا جاوے۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ زید و یحییٰ کی عزاداری مین سیاہ رنگ اختیار کیا گیا کہ رسولؐ اور آل رسول کے محبون پر ایک خاص پولٹیکل اثر پہونچے۔

مرو تک ابو مسلم نے نصر کا تعاقب کیا۔ پھر وہ خود وہین ٹھہر گیا اور اسکا سپہ سالار قحطبہ نصر کے تعاقب مین چلا۔ گرگان۔ بکرکان۔ اصفہان تک قصبہ کرتا ہوا وہ نصر کے تعاقب مین چلا گیا۔ اصفہان مین شامیون نے مقابلہ کیا اور ہزیمتؐ اُٹھائی۔ سردار فوج عامر کا سر ابو مسلم کے پاس بھیجا گیا۔ اور اُسکے پہلے نصر مرگ ناگہانی سے مر چکا تھا۔ خراسانیون کے لیے میدان صاف ہو گیا۔ اصفہان کے قریب قحطبہ اتفاقاً دریا مین ڈوب کر مر گیا اور اپنے بیٹے حسن کو اپنا ہی سا جانباز قایم مقام چھوڑ تا گیا۔ حسن جب کوفہ مین پہونچا تو ابو سلمہ ایک باتدبیر شخص (جو محبان خاندان رسولؐ سے تھا) اُسکا مشیر بنا۔ اب تک تو ایک طوفانی تیزی کا رنگ تھا۔ اب خراسانیون کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شامیون سے مقابلہ کے لیے کوئی ہمسر کھڑا کرنا چاہیے۔ قریش مین بنو ہاشم اور بنو ہاشم مین بنو عباس اور بنو عباس مین محمد کا خاندان اسکے لایق ثابت ہوا۔ اور لوگون نے محمد کے بیٹے ابو العباس سفاح کو خلیفہ بنایا۔

سنہ ۱۳۲ھ ۴ سال

ابو العباس سفاح ۱۳۲ھ مین بمقام کوفہ خلافت کے لیے منتخب ہوا۔ کوفہ مین معلوم ہوا کہ مروان ابن محمد (بنو امیہ کا اخیر خلیفہ) بمقابلہ کو چلا ہی تو

ابوالعاص کا بھائی عبداللہ ابن علی مقابلہ کو روانہ ہوا۔ لڑنے مین شامیون سے
کچھ ایسی بے ترتیبی ہوئی کہ غلط فہمیون سے مروان ابن محمد کی فوج پسپا
ہوئی۔ مروان بھاگا اور عبداللہ نے تعاقب کیا۔ دمشق مین پہونچکر مروان نے
دیکھا کہ اکثر لوگ اُسکے مخالف ہین۔ نہایت عبرت سے اُسنے یہ رنگ دیکھا اور
مصر کا راستہ پکڑا۔ عبداللہ کے پہونچنے پر مروان کے ہواخواہون نے کچھ مقابلہ
کیا۔ لیکن بے سود ہوا۔ عبداللہ نے دمشق پر قبضہ کیا اور مروان کے تعاقب مین
عامر ابن مروان کو روانہ کیا۔ مروان ملا اور محاربہ کرکے مقتول ہوا۔ مروان کے
مرنے پر ابوالعباس امیرالمومنین ہوا۔ حرمین یعنے مکہ اور مدینہ کی ولایت اپنے چچا
داؤد ابن علی کے تعلق کی۔ داؤد اور عبداللہ ابن علی امیرالمومنین ابوالعباس
کے حکم سے بنو امیہ کا خون مباح سمجھے۔ کوشش یہ کیگئی کہ بنو امیہ مین کوئی ایسا
شخص باقی نہ رہے جو کسی وقت سر اُٹھا سکے۔ دمشق مین تو بنو اُمیہ کی قبرین کھودی
گئین اور مردون کی ہڈیان جلائی گئین مشہور ہے کہ معاویہ کی قبر سے صرف
خاک نکلی تھی۔ یزید ابن معاویہ کی قبر سے ہڈیان نکلین لیکن سیاہ اور بوسیدہ
ان خونریزیون سے ابوالعباس کو سفاح لقب ملا لیکن اسکا ظلم بنو امیہ کے
ساتھ جنکے مظالم سے زمانہ تاریک تھا محدود تھا۔

امیرالمومنین ابوالعباس کے وقت کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ابوالعباس کے
سامنے شام کے چند مشایخ آئے۔ ابوالعباس نے پوچھا کہ تم لوگ بنو امیہ کے
ہواخواہ رہے۔ کبھی بنو ہاشم کے پاس تک نہین آئے۔ تم کبھی یہ نہ سمجھے کہ بنو
ہاشم رسول اللہ کے اہل بیت ہین اور اس اعتبار سے تمام عالم پر انکو فضیلت ہے

اُن مشائخ نے قسم کھا کر کہا کہ ہمکو آج تک نہین معلوم تھا کہ بنو ہاشم رسول کے یگانہ ہین ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہین بنو امیّہ ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا مین معاویہ اور مابعد سلاطین نے عوام کے سامنے کتنا رسوخ قایم کرلیا تھا اور کس کس طرح سے امر حق کے چھپانے مین کوشش کی تھی۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ بنو اُمیّہ کی تباہی کا سبب ابو مسلم تھا ابتدا مین اُسے خیال بھی نہ تھا کہ اُسکی تحریک بنو امیہ کی گڑی ہوئی ہڈیون کو بھی جلوا چھوڑے گی ابو العباس کی خلافت مین اُسنے کوشش نہ کی تھی اور نہ اُسے اس بات کا علم تھا کہ اُسکی کوششین ابو العباس کی خلافت تک منجر ہونگی۔ ابو مسلم سے کوئی فعل خلاف ظاہر نہین ہوا تھا۔ لیکن کوفہ اور دمشق پر پورا تسلط حاصل کرنے کے بعد امیر المومنین ابو العباس نے خراسان کی خبر لینا چاہی اور اپنے بھائی ابو جعفر کو اس کام کے لیے تعنات کیا۔ ابو جعفر مرو تک پہونچا تھا کہ ابو مسلم پیشوائی کو حاضر ہوا اور ابو جعفر کے ہاتھ پر ابو العباس امیر المومنین کے لیے بعیت کی۔ ابو مسلم اسکے بعد حج کرنے کعبہ چلا گیا۔

ابو مسلم کا انجام

تین سال سے کچھ زیادہ ابو العباس نے سلطنت کی اور مرتے وقت ابو جعفر کو ولیعہد مقرر کر گیا۔ ابو العباس تک بنو عباس اور بنو علی (آل علی) کی غرض مشترک تھی بنو اُمیّہ کا تباہ کرنا۔ لیکن اسکے بعد جب ابو جعفر منصور کو پورا عروج ہو چکا اور بنو اُمیّہ کے مظالم دلون سے محو ہو گئے تو بنو ہاشم مین بھی تفریق ہو گئی۔ بنو عباس اور بنو علی مین وہ خلوص باقی نہ رہا جو پہلے تھا۔

بنو عباس اور بنو علی

ابو جعفر منصور دوانیقی اپنے بھائی کے مرنے پر خلیفہ ہوا اُسکا چچا عبد اللہ ابن علی

ابو جعفر منصور ۱۳۷ھ–۱۵۸ھ ۷۵۴ء–۷۷۵ء ۲۲ سال

دمشق میں حاکم تھا اور اسی کی کوشش سے مروانیوں کا خاتمہ کیا تھا اور اُسکا یہ بھی بیان تھا کہ ابوالعباس نے دمشق فتح کرنے کے صلہ میں مجھے اپنا جانشین بالعہد مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے ابوجعفر سے سرتابی کی۔ ابوجعفر نے ابومسلم کو اُسکے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ عبداللہ کو ابومسلم نے قتل کیا اور مشہور ہی کہ ابومسلم کو بھی کسی حیلہ سے ابوجعفر نے مرواڈالا کیونکہ کچھ سرکشی کے آثار نمایاں ہو چلے تھے۔ ۲۲ سال تک ابوجعفر منصور نے سلطنت کی ۱۵۸ھ میں حج سے پھرتے ہوئے اثنا راہ میں یہ مرا۔ کوفہ کو پُرآشوب سمجھکر اُسنے مداین کے قریب ایک نیا شہر بغداد بسایا اور اسی کو دارالسلطنت قرار دیا یہ شہر ۱۴۵ھ میں طیار ہوا تھا۔ یہ بادشاہ ہر دلعزیز اور منتظم تھا۔ خالد برمکی اسکا وزیر تھا۔

مہدی ابن منصور ۱۵۸ھ–۱۶۹ھ ۷۷۵ء–۷۸۵ء ۱۱ سال

مہدی ابن منصور اپنے باپ ابوجعفر منصور کے مرنے پر ۱۵۸ھ میں بمقام بغداد تخت خلافت پر بیٹھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُسنے اُن تمام قیدیوں کو جو حق العباد یا خون کی علت میں قید تھے چھوڑ دیا۔ اسی زمانہ میں ابن مقنع نے بمقام ماوراء النہر خروج کیا۔ یہ ایک ذی علم شخص تھا۔ اپنی علمی کرامتیں دکھا کر لوگوں سے کہتا تھا کہ میں خدا کا اوتار ہوں۔

ابن مقنع چاہ نخشب

چاہ نخشب اسی نے بنایا تھا جس سے مصنوعی مہتاب نکل کر ۱۰ فرسخ تک روشنی پھیلاتا تھا۔ جب مہدی کی فوج سے عاجز آکر یہ اپنے قلعہ میں بند ہوا تو اپنے تمام ساتھیوں کو اسنے تیزاب میں گلا دیا اور خود بھی ناند میں تیزاب بھر کر کود پڑا۔ اسکی لونڈی نے جو چھپ کر بچ رہی تھی اس راز سے لوگوں کو واقف کیا ورنہ بعض جاہلوں کا یہ خیال تھا کہ وہ خدا تھا اور اپنے ساتھیوں سمیت آسمان پر چلا گیا۔ اور یہی خیال پیدا کرنے کو اُسنے تیزاب میں کودنے

کی تدبیر سوچی تھی -

۱۶۹ھ مین گیارہ سال سلطنت کر کے اس خلیفہ نے وفات پائی - اس بادشاہ نے اپنے باپ کا تمام خزانہ اُڑا دیا - اسکے وقت کا یہ قصہ مشہور ہی کہ ایک مرتبہ شکار مین اپنے لشکر سے الگ ہو کر تنہا ایک اعرابی کا مہمان ہوا - کھانے کے بعد دور ساغر چلنے لگا - پینے کے بعد اسنے کہا کہ مین ایک امیر کا نوکر ہون - اعرابی نے کہا تمھین یہ نوکری مبارک ہو - دوسرا ساغر پی کر مہدی نے کہا - مین نوکر نہین ہون بلکہ ارکین دولت سے ہون اور امیر ہون - اعرابی نے کہا اور بھی اچھا تیسرا ساغر پی کر مہدی نے کہا کہ مین امیر نہین بلکہ امیر المومنین خلیفہ وقت ہون - اعرابی نے یہ دیکھ کر بادہ و ساغر ہٹا دیا اور کہا بس - زیادہ نہین - چوتھا ساغر پیو گے تو کہنے لگو گے کہ مین رسول اللہ ہون - اس حکایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب بڑے لوگ کہین چھوٹون سے ملتے ہین تو اپنے درجہ کا چھپانا پسند کرتے ہین - لیکن بادۂ ناب ہر وقت اسکے برعکس خیال کو بلند رکھنے کی تحریک کرتا ہی اور راز دل چھپنے نہین دیتا - اور اسی حکایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ سلاطین بنو اُمیہ کی طرح بنو عبّاس کے زمانہ مین بھی میخواری شروع ہو گئی تھی - پہلے صحابہ رسول اور اُنکے تابعین کا زمانہ تھا اسلیے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے - لیکن اب زمانہ اور ہوا - "ہر چہ سلطان بپسندد ہنر است" - ہارون کے زمانہ مین تو اسکو اور ترقی ہوئی علما اور فقہا تو اس سے الگ رہے لیکن ارکین دولت کو کوئی باک نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ ارکین دولت سے مذہبی خیال کے لوگ اجتناب کرتے تھے -

اعرابی کی گفتگو

موسیٰ ابن مہدی اپنے باپ مہدی کے مرنے پر تخت پر بیٹھا - لوگ اسکو ہادی

موسی ابن مہدی ۱۶۹ھ ۱۷۰ھ ایک سال ۲ ماہ

کہتے تھے۔ اسکے وقت مین حسین ابن علی حسینی نے عباسیون کے مقابلہ مین کچھ سرکشی کی تھی۔ جب حسین کا سر ہادی کے دربار مین مکہ سے لایا گیا تو لوگ انعام کے خواہان ہوئے اور اظہار مسرت کرنے لگے۔ ہادی نے یہ سُنکر غصہ کیا اور کہا کہ ترک اور دیلم کے کسی بادشاہ کا یہ سر نہین ہے کہ تم لوگ خوشی کرتے ہو بلکہ اولاد رسولؐ مین سے یہ ایک کا سر ہے۔ انتظام مُلکی نے مجبور کیا جو ایسا ہوا۔ مسرت کا کوئی مقام نہین ہے اسنے چاہا کہ اپنے چھوٹے بھائی ہارون کی حق تلفی کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد کرے۔ خالد برمکی کا بیٹا یحیی اسوقت وزیر تھا اسنے ہادی کو روکا۔ ہادی نے یحیی کو قید مین بھیجدیا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ یحیی کو پھر اسنے قید سے رہا کیا۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ ہادی کے مرنے پر یحیی نے رہائی پائی۔ ہادی کی مان بھی ہادی سے نالان تھی۔ اسکی خلافت کا زمانہ ایک سال تین ماہ ہے مرگ مفاجات سے یہ مرا سبب صاف ظاہر نہین ہوتا۔ اس بادشاہ کا مزاج بڑا سخت تھا۔ اسی بادشاہ کے وقت مین مسلمانون کا ایک فرقہ دہریہ نکلا تھا جسکو مورخین زنادقہ لکھتے ہین۔ ان لوگون کا قلع و قمع اسی کے عہد مین ہوگیا۔

ہارون ۱۷۰ھ-۱۹۳ھ ۲۳ سال

ہارون رشید ابن مہدی اپنے بھائی کے مرنے پر ۱۷۰ھ مین ۲۲ برس کی عمر مین خلیفہ ہوا۔ ہارون نے اپنی وزارت یحیی کے تعلق کی۔ تمام سفید اور سیاہ یحیی کے ہاتھ مین تھا۔ اسکے چار بیٹے فضل۔ جعفر۔ محمد۔ موسی ایک سے ایک بڑھکر لائق اور فیاض تھے۔ عرصہ تک زمام حکومت انھین لوگون کے خاندان مین تھی۔ یہ لوگ حد سے زیادہ سخی تھے۔ تمام بلاد اسلام مین انکی سخاوت سے فائدہ اٹھانے والے پھیلے ہوئے تھے۔ یہ برامکہ کہلاتے تھے۔ برامکہ کے عروج کا یہی

برامکہ

زمانہ ہی- لیکن ہارون ہی کے وقت مین یہ خاندان ست بھی گیا-بادشاہ کے
دل مین چند در چند شکایتین پیدا ہوئین-جعفر قتل ہوا اور باقی اعزہ اُسکے
زندان مین بھیجے گئے -اسی زمانہ مین عبدالرحمن اندلس کے بادشاہ نے انتقال کیا
مسلمانان اندلس کے حالات آیندہ بیان کیے جائینگے-ہارون نے اپنے

وصیت سلطنت

دو بیٹون امین اور مامون مین سلطنت تقسیم کی-شرقی حصہ جسمین کرمان نہاوند
قم-کاشان-اصفہان-رے-کومس-طبرستان-خراسان-زابل-کابل
ہندوستان-ماوراءالنہر اور ترکستان تھے مامون کو دیا-اور مرو کو اُسکا تختگاہ قرار دیا-

تقسیم سلطنت بیٹون مین

بغداد-واسط-بصرہ-کوفہ-شامات-عراق-موصل-جزیرہ-حجاز-مصر
انتہاسے مغرب تک امین کو دیے اور وصیت کی کہ میرے مرنے پر امین بغداد
مین اور مامون مرو مین سریرآراے سلطنت ہون اور آپس مین ہرگز نہ لڑین-
اِن لڑکون سے اس تقسیم پر حلف لیا اور نوشتہ کو مزید اہتمام کے لیے در کعبہ پر
لٹکا دیا-اس بادشاہ نے بڑے اہتمام سے حج کیا-اور حرمین مین بہت کچھ روپیہ
خرچ کیا-طوس مین یہ بادشاہ تیئیس ۲۳ برس سلطنت کرکے ۱۹۳ھ مین مرا- یہ
بادشاہ بڑا نیک اور فیاض تھا-کئی بار یہ حج کرنے گیا-شاعرون-عالمون اور
درویشون کی بڑی قدر کرتا تھا-

ایک روز ایک درویش نے ہارون سے کہا کہ رشید تم اللہ سے ڈرا کرو-رشید
نے اُس درویش کو بُلا کر پوچھا کہ مین فرعون سے بدتر ہون-درویش نے
کہا نہین-پھر ہارون نے پوچھا کہ تم موسیٰ سے بڑھکر ہو-درویش نے کہا ہرگز نہین-
ہارون رشید نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہو کہ موسیٰ نے فرعون سے نرمی سے

درویش سے گفتگو

گفتگو کی تھی - پھر تم نے میرے ساتھ کیون سخت کلامی کی - درویش نے معذرت کی اور معافی چاہی - ہارون نے آٹھ ہزار درم درویش کو دینا چاہا اُسنے لینے سے انکار کیا - اُسوقت ایک وزیر بولا جاہل تو بادشاہی انعام سے انکار کرتا ہی - بادشاہ نے اُس امیر کو کہا چپ رہ باتین مجھ سے ہوتی ہین - تجھ سے نہین - بادشاہ نے درویش سے کہا کہ مین تمکو محتاج نہین سمجھتا - خلفا کا دستور ہی کہ ایسے لوگون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین - تمکو جسقدر احتیاج ہو لے لو - فقیر نے دو ہزار درم اُسمین سے لیے اور وہین لوگون مین تقسیم کر دیے -

محمد امین ۱۹۳-۱۹۸ھ چار سال ۸ ماہ

محمد امین بن ہارون رشید اپنے باپ کے مرنے پر ۱۹۳ھ مین تخت نشین ہوا اور وہان عبداللہ مامون مرو مین حکمران ہوا - ہارون رشید کی ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ایک بھائی کے مرنے پر دوسرا بھائی کل بلاد اسلام پر قابض ہو - امین اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد کرنا چاہتا تھا اور اسلیئے مامون کا استیصال واجب سمجھا - باپ کی وصیت کا خیال دل سے محو کرکے اُسنے مامون کے قتل کا ارادہ کیا اور حیلہ سے اُسکے بُلانے کو قاصد بھیجا - فضل ابن سہل ایک بڑے عالم اور مدبر شخص کی صلاح پر عمل کرکے مامون نے آنے سے انکار کیا اور یہان امین نے مامون کی گرفتاری کے لیے علی ابن موسیٰ کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرو کی طرف بھیجا - مامون کی طرف سے طاہر مقابلہ کے لیے روانہ کیا گیا - طاہر نے علی کو ہزیمت دی اور بغداد کی طرف بڑھا

بھائیون مین لڑائی

امین بڑا نازک اندام اور لہو ولعب کا شایق تھا - شراب بہت پیتا تھا اور عیش مین بسر کرتا تھا - علی کے مارے جانے کی خبر امین کے پاس اُسوقت آئی کہ وہ مچھلی کا شکار کھیل رہا تھا - قاصد سے امین بولا ٹھہرو - کوثر نے دو مچھلیان پھنسائین اور

مین نے ابھی تک ایک بھی نہین ۔مچھلی نہ پھنسنے کا اُسے افسوس تھا لیکن اپنی فوج کی شکست کا کچھ غم نہین ہوا ۔کچھ لوگ بغداد سے اور گئے لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا ماموں کی فوج نے بغداد کا محاصرہ کیا ۔بغداد فتح کیا گیا اور امین کا سر مامون کے پاس روانہ کیا گیا ۔ امین کا زمانہ خلافت ۴ سال ۸ ماہ ہی ۔

مامون
۱۹۸ - ۲۱۸ھ
۲۰ سال

مامون عبد اللہ بن ہارون اپنے بھائی امین کے مرنے پر ۱۹۸ھ مین خلیفہ ہوا اور بدستور مرو مین کچھ دنون تک مقیم رہا ۔فضل وزیر ہوا ۔ اور لوگ فضل سے حسد کرنے لگے ۔ مامون نے امام علی ابن موسیٰ رضا کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور اُنکے بیٹے محمد کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی ۔ابن موسیٰ رضا کو عباسیون نے ہلاک کیا اور فضل کو اُسکے دشمنون نے مار ڈالا ۔بعض یہ کہتے ہین کہ اِن دونون امور مین بادشاہ کا اشارہ تھا ۔ابن موسیٰ رضا کے زندہ رہنے سے بادشاہ کو عباسیون کی سرکشی کا ڈر تھا اور فضل کی وجہ سے عربون کے دل مامون سے پھر چلے تھے لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ مامون کو اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے ایک خاص اُنس تھا اور یہ خیال تھا کہ انکے حقوق کی نگہداشت بنو عباس کے عہد مین نہ ہوئی تو افسوس ہے ۔

علی بن موسیٰ رضا

ابراہیم کا خروج

اسی زمانہ مین ابراہیم ابن مہدی عباسی نے بغداد مین لوگون سے بیعت لینا شروع کر دی ۔ مامون کو اب بغداد مین آنا اور اُسکو اپنا دار الحکومت قرار دینا مناسب معلوم ہوا ۔ مامون کے آنے پر ابراہیم چھپا ۔ اور ابراہیم کے پکڑنے کا انعامی اشتہار دیا گیا ۔ ابراہیم عورتون کے لباس مین پھرتا تھا تاکہ کوئی اسکو پہچان نہ سکے بالآخر یہ پکڑا گیا ۔ مامون نے اسکا قصور معاف کر دیا اور اپنے مصاحبین مین اسکو داخل کیا ۔

ممالک روم کی فتح

مامون کے وقت مین ممالک روم کے ۱۲ قلعے فتح ہوئے اسکے وقت مین

یونان کے علوم عربی مین ترجمہ کیے گئے۔ عالمون۔ درویشون اور شاعرون کا یہ بھی قدردان تھا۔ عفو تقصیر مین اسے بڑا ہی لطف آتا تھا۔ اپنے باپ ہارون کی طرح یہ بھی نیک نام بادشاہ سمجھا جاتا ہی۔ کچھ کم ساڑھے بیس سال سلطنت کرکے ۲۱۸ھ مین اسنے بعمر ۴۸ سال دُنیا سے رحلت کی۔ مرنے کے وقت "یا من لایموت ارحم من یموت" (ترجمہ۔ ای نہ مرنے والے مرنے والے پر رحم کر) اسکی زبان پر تھا۔

معتصم باللہ ہارون ۲۱۸ تا ۲۲۷ھ

المعتصم باللہ ابو محمد اسحاق ابن ہارون رشید اپنے بھائی مامون کے مرنے پر تخت نشین ہوا مامون کے بیٹے عباس نے بھی خوشی سے اپنے چچا کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اسنے بغداد کی سکونت چھوڑکر قاطون کے قریب سُرمن رائے نام ایک شہر بسایا (جو کثرت استعمال سے سامرہ ہوگیا) اور اُسی مین وہ زیادہ رہتا تھا۔ لیکن بغداد برابر دارالخلافت بنا رہا۔ بابک نام ایک زبردست شخص اسکے وقت مین بغاوت کے الزام مین قتل ہوا۔ فتوحات اسلامی کو اسکے وقت مین بھی ترقی ہوئی۔ ہندوستان سے بھی کسی راجہ نے اسکی خدمت مین تحفے بھیجے تھے جنمین ایک بڑا ہاتھی تھا معتصم ایک شجاع اور باہمت شخص تھا۔

معتصم باللہ کے بعد جتنے خلفا ہین اُنکا تذکرہ سلاطین ہمعصر کے ساتھ دوسرے مقامات پر کیا جائیگا یہان بالاختصار اُنکے حالات درج ہوتے ہین۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۹	واثق باللہ	معتصم	۲۲۷ھ	۵ سال	یہ علما اور سادات کی بڑی خاطر کرتا تھا اسحاق نے اسے ہر دل عزیز بنا رکھا تھا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۱۰	متوکل باللہ	معتصم	سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال	یہ بادشاہ متعصب تھا اور نشہ شراب مین بڑی خفیف الحرکتی کرتا تھا۔ پھر بھی رعایا اس سے خوش تھی۔ ترکی خادمون نے اسکے بیٹے منتصر کے اشارہ سے اسے مارا۔
۱۱	منتصر باللہ	متوکل	سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ	لوگ اس سے ناراض رہے سرسام مین مرا اور بعضون نے لکھا ہی کہ ترکون نے کچھ زہر کا اثر فصاد کے ذریعہ سے اسکے بدن مین پہونچا دیا تھا۔ ان خلفا کے وقت مین ترک بہت زیادہ مداخل ہوگئے تھے۔
۱۲	مستعین باللہ	معتصم باللہ	سنہ ۲۴۷ھ	۳ برس ۹ ماہ	اسکو ارکین دربار نے جو اکثر ترک تھے تخت پر بٹھایا اسکے چچا معتضد باللہ نے اسکو قتل کرایا۔
۱۳	معتز باللہ	متوکل	سنہ ۲۵۱ھ	۳ برس ۶ ماہ	اسکو ارکین دولت نے جنمین اکثر ترک تھے تخت سے اتار کر قید کیا اور مہتدی باللہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۴	مہتدی باللہ	واثق	سنہ ۲۵۵ھ	ایک سال	یہ بالکل عمر بن عبدالعزیز کا پیرو تھا اسکی تخت پر بیٹھنے سے خلافت کا رنگ بالکل بدل گیا زمانہ پر شور تھا۔ اسیے خلیفہ کی قدر کون کرتا۔ لوگون نے اسکو مار ڈالا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۱۵	معتمد باللہ	متوکل	سنہ ۲۵۶ھ	ایک سال	سلطنت بالکل اسکے وزیر کے ہاتھ مین تھی اسے عیش وعشرت سے فرصت نہ ملتی تھی یہ اپنی موت سے مرا۔
۱۶	معتضد باللہ	متوکل	سنہ ۲۷۹ھ	۹ سال ۹ ماہ	یہ بادشاہ شجاع اور کفایت شعار تھا۔
۱۷	مکتفی باللہ	معتضد	سنہ ۲۸۹ھ	۶ سال ۶ ماہ	یہ بھی مال جمع کرنے پر اپنے باپ کی طرح حریص تھا
۱۸	مقتدر باللہ	معتضد	سنہ ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	بڑا ہی فضول خرچ تھا لوگون نے تخت سے اوتارنے کی غرض سے اسکو قتل کیا۔
۱۹	قاہر باللہ	معتضد	سنہ ۳۱۹ھ	ایک سال ۶ ماہ	یہ بڑا ظالم بادشاہ تھا اسکو لوگون نے اندھا کرکے تخت سے اُتار دیا۔
۲۰	راضی باللہ	مقتدر	سنہ ۳۲۱ھ	۶ سال ۱۰ م	اخیر مین قاہر باللہ پر یہ مہربان ہوا لیکن قاہر نے اسے پھر خفا کردیا۔
۲۱	متقی باللہ	مقتدر	سنہ ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ ماہ	اسکی آنکھ مین بھی سلائی پھیری گئی اور یہ تخت سے اوتار دیا گیا۔ مقتدر سے متقی تک ترکی امرا کے ہاتھ مین زمام سلطنت تھی اور پھر ترکی امرا کو نکالکر دیالمہ نے زور پکڑا۔ قادر کی تخت نشینی تک دیالمہ کا زور تھا۔ پھر وہ جاتا رہا۔
۲۲	مستکفی باللہ	مکتفی باللہ	سنہ ۳۳۳ھ	۳ ماہ	اسکی آنکھ مین بھی سلائی پھیری گئی اور تخت سے

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					اتارا گیا۔
۲۳	مطیع باللہ	مقتدر	سنہ ۳۳۴ھ	۲۹ سال ۵ ماہ	یہ خلیفہ کٹھ پتلی کی طرح وزیرون کے ہاتھون مین تھا اور اسی لیے اتنے روز تک رہنے بھی پایا تھا۔ فالج کے عارضہ مین مبتلا ہونے سے یہ خلافت سے علیحدہ ہو گیا۔
۲۴	طائع باللہ	مطیع	سنہ ۳۶۳ھ	۱۷ سال ۹ ماہ	اسکو بہاء الدولہ نے تخت سے اوتار کر قادر باللہ کو بٹھایا۔
۲۵	قادر باللہ	اسحق بن مقتدر	سنہ ۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	یہ بادشاہ متقی اور پرہیزگار تھا اسکی صفت یہ بھی تھی کہ اپنے جانشین سابق طائع کو اسنے اپنا مصاحب بنایا اسکو کچھ ایذا نہین دی اسکے وقت مین دیالمہ کا جو بادشاہ کو کھیل سمجھتے تھے زور جاتا رہا اور اسنے عباسیہ خاندان کو گویا نئے سر سے زندگی دی۔
۲۶	قایم بامر اللہ	قادر باللہ	سنہ ۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	اسکے وقت مین بڑے بڑے انقلاب ہوئے دیالمہ کا خاندان بالکل تباہ ہوا جس سے خلافت مین طاقت آئی طغرل بیگ سلجوقی کو عروج ہوا لیکن وہ خلافت کا شانا پسند نہین کرتا تھا مستنصر باللہ علوی کی مدد سے

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					بساسیری نے اس خلیفہ کو مغلوب کرکے قید کرلیا اور سال بھر تک بغداد مین مستنصر کا خطبہ پڑھا گیا۔ طغرل نے آکر علویون کو بھگایا اور بنہایت تعظیم سے اسکو تخت خلافت پر بٹھایا۔
۲۷	مقتدی باللہ	قایم بامر اللہ	سنہ ۴۶۷ھ	۱۹ سال ۵ ماہ	دختر ملک شاہ سلجوقی سے اسنے نکاح کیا اور بڑا جشن کیا۔ شرع کا یہ بڑا پابند تھا۔
۲۸	مستظہر باللہ	مقتدی باللہ	سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	کیارق بن ملک شاہ سلجوقی نے بھی اسکے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔
۲۹	مسترشد باللہ	مستظہر	سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال	سلطان مسعود سلجوقی پر اسنے لوگون کی ترغیب سے چڑھائی کی۔ لڑائی مین ہزیمت ہوئی اور یہ گرفتار ہوا اسنے سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ اسکی رہائی ہونے کو تھی کہ اور لوگون نے سلطان مسعود کی لاعلمی مین اسکو مار ڈالا۔
۳۰	راشد باللہ	مسترشد باللہ	سنہ ۵۲۹ھ	ایک سال	مسترشد کے مرنے کی خبر بغداد مین آئی تو اُسکا بیٹا راشد تخت پر بیٹھا۔
۳۱	مقتفی باللہ	مستظہر باللہ	سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ	یہ بادشاہ عادل۔ نیک اور بیدار مغز تھا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					دیالمہ کے وقت سے اب تک بجز اسکے اور کوئی ایسا بادشاہ نہین ہوا تھا جسنے خاندان عباسیہ کو رونق دی۔
۳۲	مستنجد باللہ	مقتفی لامر اللہ	سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	بڑا سمجھدار خلیفہ تھا۔
۳۳	مستضی بنور اللہ	مستنجد باللہ	سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۸ ماہ	یہ بادشاہ بڑا سخی اور عادل تھا۔
۳۴	ناصر لدین اللہ	مستضی بنور اللہ	سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۲ یوم	مزاج کا سخت اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔ سلطان محمد شاہ خوارزم نے بغداد پر چڑھائی کی اور نسل امام حسین کے سید علاء الدین ترمذی کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ مگر فوج برف باری سے تباہ ہوئی اور وہ واپس گیا اور اُسکے بعد ہی چنگیز خان کے حملے شروع ہوئے اور خوارزم شاہیون کی بیخ کنی ہوگئی۔
۳۵	ظاہر باللہ	ناصر لدین اللہ	سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	بڑا رحیم المزاج اور نیک نیت بادشاہ تھا۔
۳۶	مستنصر باللہ	ظاہر	سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۱ ماہ ۷ یوم	باپ کی طرح یہ بھی خیر و برکت کا بادشاہ تھا نیک نیت اور سخی تھا علمی مدرسہ مین اسکی ذات سے بڑی رونق تھی۔
۳۷	مستعصم باللہ	مستنصر	سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	عباس عم رسولؐ سے ۳۵ دین درجہ مین تھا اور عباسیون کا سینتیسوان خلیفہ

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					تھا۔ سنہ ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان نے رکن الدین خورشاہ اسمعیلی کو شکست دیکر بغداد پر چڑھائی کی خلیفہ کو مع اسکے لڑکون اور ہزارون عبّاسیون کے قتل کیا اور اسی کے ساتھ خلفاے عباسیہ کا خاتمہ بغداد مین ہو گیا۔ یہ بڑا سخت واقعہ تھا سعدی شیرازی کہتے ہین۔ آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین بر زوال ملک مستعصم امیر المؤمنین ای محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک سر برآور وین قیامت درمیان خلق بین خون فرزندان عم مصطفے شد ریختہ هم بدان خاکے کہ سلطانان نہادندی جبین لیکن خلفا کی عظمت سلاطین ترکی کے عروج تک مصر مین قایم تھی جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

عباسیون کی خلافت پر سرسری نظر

عباسیہ خاندان سنہ ۱۳۲ھ (۷۵۰ع) سے سنہ ۶۶۱ھ (۱۲۵۸ع) تک حکمران رہا ابو العباس سفاح سے ابتدا ہوئی اور مستعصم پر خاتمہ ہوا۔ کل زمانہ خلافت کا

سوا پانچ سو برس ہوتا ہی - جو حکومت ان خلفا کی منصور ہارون اور مامون کے وقت مین یا زیادہ سے زیادہ تیسری صدی تک تھی وہ پھر بعد کو قایم نہین رہی - یورپ مین جو حصہ اسپین کا ولید بن عبد الملک کے عہد مین فتح ہوا تھا اسمین تو منصور ہی کے وقت مین ایک جدا اسلامی سلطنت قایم ہو چکی تھی - لیکن اور ممالک مین برابر خلفاے عباسیہ کی عظمت اخیر تک تسلیم کی جاتی تھی - کچھ دنون تک تو سلطان اعظم ہونے کی حیثیت سے اور پھر اسکے بعد پیشواے مذہب قابض حرمین شریفین اور اولاد عم رسولؐ ہونے کے لحاظ سے - تین صدی کے بعد عرصہ تک ترکی سلاطین کے قبضہ مین یہ خلفا رہے - پھر براے نام انکی عظمت ایشیا اور افریقہ مین قایم رہی - اخیر اخیر جیسی رومن کیتھولک کے پوپ اعظم کی عزت عیسائیون مین تھی ویسی ہی مسلمانون مین خلفاے عباسیہ کی حیثیت تھی تیرہوین صدی عیسوی کے طوفان مغل گردی نے خلافت کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو بھی گل کر دیا - حرمین پر قابض رہنے سے اب بھی سلاطین ترکی سلمانون مین امید کی نگاہون سے دیکھے جاتے ہین لیکن خلافت کا لفظ بنو ہاشم پر ختم ہو گیا دوسرے کے لیے مناسب نہین معلوم ہوتا -

اسپین کی خودمختار سلطنت سب کے پہلے منصور خلیفہ بغداد سے الگ ہوئی - لیکن خلفاے مابعد کی فتوحات نے یہہ کمی پوری کر دی - مامون رشید کے بعد جابجا خودمختار سلطنتین قایم ہوئین - جنکا تذکرہ آیندہ باب ششم مین کیا جائیگا -

باب ششم

سلاطین مابعد

فصل اوّل

اندلس (اسپین) مین اسلام

اسپین یورپ کا ایک مغربی جزیرہ نما ہی۔ ہر طرف اسکے سمندر ہی۔ صرف گوشہ شمال و مشرق مین یہ ذرا فرانس سے ملا ہوا ہی۔ افریقہ شمالی کے شمالی ساحل پر جبل الطارق کے قریب یہ افریقہ سے بھی اتصال پاتا ہی۔ وہان بیچ مین آبنائے بحر روم کے حائل ہونے سے خشکی کا راستہ نہین ہی۔

حدود اربعہ

اس جزیرہ نما کی آب و ہوا بہت اچھی ہی۔ زمین زرخیز ہی۔ میوے ہر قسم کے ہوتے ہین۔ شام اور عرب کے درخت بھی یہان عربون کے عہد مین کامیابی کے ساتھ لگائے گئے۔

پیداوار

اسپین کے جنوبی حصہ سے مسلمانون کو زیادہ تعلق رہا اور اس حصّہ کو اندلس کہنے لگے۔ مسلمانون کے عہد مین اندلس نے بڑی رونق پکڑی۔ یونان اور اٹلی کے زوال کے بعد یہی ملک تمام یورپ کی جان سمجھا جاتا تھا۔ یہان کی علمی یونیورسٹی مین تمام اہل یورپ آکر پڑھتے تھے اور عربی زبان مین علوم اور فنون سیکھتے تھے جو علوم یونان اور روم کے برباد ہونے پر پست چلے تھے وہ مسلمانون کے عہد مین مع شی زائد یہان زندہ رکھے گئے۔ یورپ مین عام تہذیب پھیلنے کے قبل یہان کے مسلمان تمام علوم اور فنون کا بارا اپنے سر پر لیے ہوئے گویا اس انتظار مین کھڑے تھے کہ قسام ازل کی یہ ودیعت اہل یورپ کے نذر کرکے ہم اس مقام کو خیر باد کہین۔ مسلمانون کا قول کہ اُنھون نے اہل یورپ کو تہذیب

اندلس

علوم

سکھائی اسکا مطلب یہی ہو کہ اندلس کی یونیورسٹی مین عربون سے اہل یورپ نے
علوم اور فنون پڑھے تھے۔ مسلمانون نے اسپین کے ساتھ کیا کیا سلوک کیے
اور پھر اسپین نے مسلمانون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اسکا تذکرہ آیندہ آئے گا پہلے یہ
ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اخیر ساتوین صدی عیسوی مین اسپین کی تمدنی
اور پولٹیکل حالت کیسی تھی۔

پولٹیکل حالت

رومیون کو جب عروج تھا تب اسپین بھی اُنکے زیر حکم تھا اور جب تنزل ہوا تو
ایک مسیحی قوم ونڈیگاتھ اسپین پر قابض ہو گئی۔ مسلمانون کی چڑھائی کے وقت
تک اسپین مین انکی حکومت کو دو سو برس پورے ہو چکے تھے۔ شام مصر اور افریقہ
کے سواحل شمالی اور مغربی پر رومیون کی سلطنت تھی جسکا پایۂ تخت قسطنطنیہ
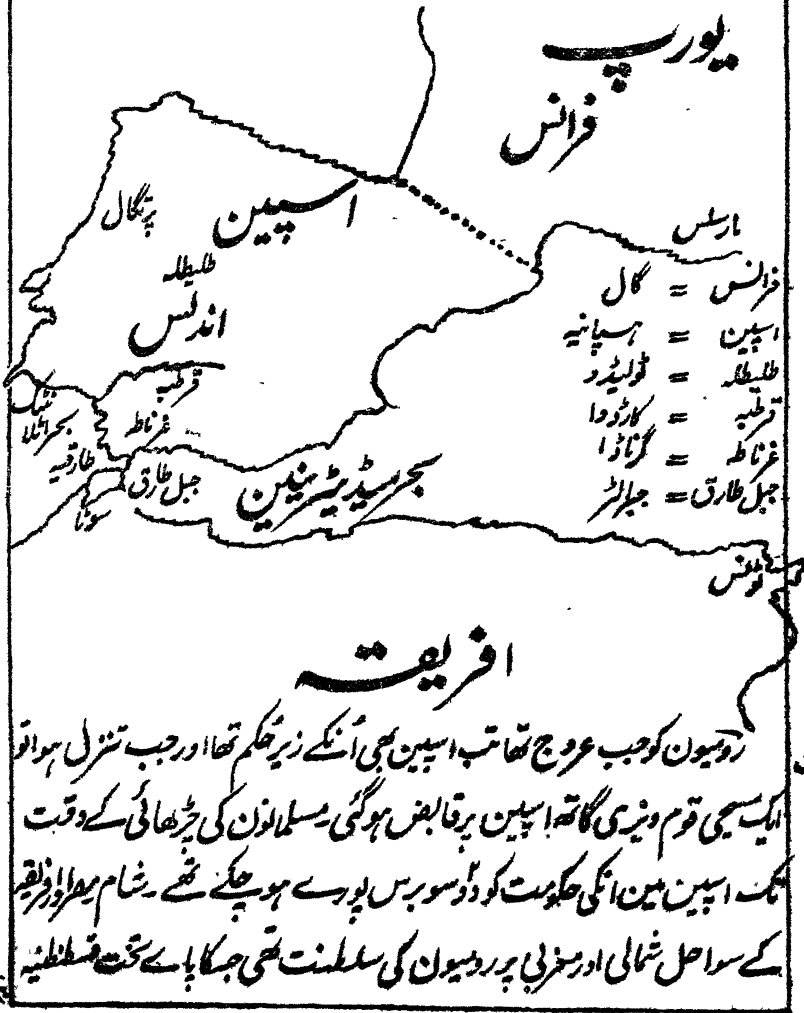
تھا۔لیکن اسپین والون کو بجز اخوت مذہبی کے اور کوئی تعلق رومیون سے نہ تھا۔کل اسپین ایک بادشاہ کے زیر حکومت نہ تھا بلکہ کئی خود مختار ریاستون پر وہ منقسم تھا۔ہان اُسکا جنوبی حصہ جو ہر امور مین زیادہ باوقعت سمجھا جاتا تھا راذرق (راڈرک) کے زیر فرمان تھا جس نے شاہ ڈیزا کو تخت سے اُتار کر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی تھی۔

قومی حالت

اسپین کے باشندے تین حصون پر منقسم تھے۔اول اراکین دولت دوسرے کاشتکار۔تیسری ان دونون کی درمیانی جماعت جسکو زمیندار کے لفظ سے بآسانی سمجھ سکتے ہین۔کاشتکارون کی حیثیت غلامون سے کہین بدتر تھی۔کاشتکارون سے زمیندار فی الجملہ اچھے تھے۔لیکن اراکین دولت کے عیش و نشاط کے خرچ بہم پہونچانے کا سارا بار انکی گردن پر تھا غرض کہ ملک کی حالت ایسی ردی تھی کہ ایک کو دوسرے سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔اس حالت کو اندلس ہی کے ساتھ تخصیص نہ تھی۔یہی بلا پارسیون اور رومیون کے ملکون مین بھی نازل تھی۔رعایا پر ظلم و تعدی کی کوئی حد نہ رہی تھی۔یدقدرت نے عربون کو بیکسون کی دستگیری کے لیے جس طرح ہر جگہ پہونچایا اُسی طرح اسپین مین بھی اُنکو داخل کیا۔

افریقہ کے شمالی ساحل پر قلعہ سوٹا مین قریب اسپین کے رومیون کا گورنر رہتا تھا جب مسلمانون کے حملون سے رومی خود اپنی بلا مین مبتلا ہوگئے تو اُنکو اتنی دور قلعہ سوٹا کی محافظت مشکل معلوم ہوئی اور اسلیے قلعہ سوٹا کی حفاظت راذرق کے تعلق کردی گئی۔مسلمان بربر تک پہونچ چکے تھے اور اسپین کے

خواہشمند تھے کہ اسی اثنا میں رازرق شاہ اسپین اور جولین گورنر سوٹا مین بے لطفی ہوئی۔ اس بے لطفی سے مسلمانون نے فائدہ اُٹھایا۔ عربی اور بربری فوج کا ایک چھوٹا سا سپہ سالار طارق نامی تھوڑی فوج لیکر ۷۱۰ء مین جنوبی اسپین مین کشتی سے اوترا اور کچھ مختصر مال غنیمت کے ساتھ واپس گیا۔ جس ساحل پر یہ سپہ سالار جہاز سے اُترا تھا وہ اسکے نام سے طارقیہ موسوم ہوا۔ موسی ابن نصیر گورنر افریقہ نے طارق کے بڑھنے کی خبر ولید ابن عبدالملک کے پاس دمشق مین بھیجی۔ خلیفہ دمشق نے دریائی سفر کی جوکھون مین فوج کا ڈالنا پسند نہین کیا لیکن طارق کا جوش کسی طرح کم نہین ہوا ۷۱۱ء مین اُسنے دوسرا حملہ کر کے بہت کچھ کامیابی حاصل کی اس دوسرے حملہ مین وہ جس پہاڑ کے کنارہ کشتی سے اوترا اُسکا نام جبل الطارق ہوا جو انگریزی تلفظ مین جبرالٹر کہا جاتا ہی۔

طارق فاتح اندلس

اسوقت طلیطلہ (ٹولیڈو) اسپین کا دارالخلافت تھا اور وہان پُرانے وقت کا ایک طلسمی مکان بنا ہوا تھا جسکے کھولنے کی بادشاہون کو اجازت نہ تھی اور یہ کہا جاتا تھا کہ اسکے کھولنے والے بادشاہ پر اسپین کی عیسائی سلطنت کا خاتمہ ہو جائیگا۔ رازرق نے اُس مکان کو اپنی خود رائی سے کھولا۔ اُس مکان مین عربون کی تصویرین دکھائی دین اور یہ لکھا ہوا دیکھا گیا کہ عنقریب یہ لوگ ملک پر مسلط ہوا چاہتے ہین۔ یہ واقعہ مسلمانون کے حملہ سے کچھ ہی پہلے گزرا تھا۔ اور اسپین والے اس واقعہ سے بہت ہی بے دل ہوئے تھے۔ اس واقعہ کو انگریزی اور عربی دونون مورخون نے لکھا ہی صحت مین کسی کو تامل نہین بلکہ اسکے ساتھ اور بھی بہت سے دلچسپ حالات بیان کیے جاتے ہین فتوحات

طلسمی مکان

اسلام مین ہزارون واقعات ایک سے ایک زیادہ عجیب اور غریب بھرے پڑے ہین۔ اس کتاب مین یہ التزام کیا گیا ہر کہ ایسے عجائبات جنکا شمار محض عام پسند حکایات مین کیا جاتا ہی ذکر نہ کیے جائین یہی وجہ ہر کہ یہان اسکی مزید تفصیل نہین کی جاتی۔

رازرق کی ہزیمت

اس دوسرے حملہ مین رازرق کا مقابلہ ہوا اور اسکو ہزیمت ہوئی۔ وہ میدان سے بھاگا اور پھر مفقود الخبر ہوگیا۔ اکثرون کا یہ خیال ہر کہ وہ دریا مین ڈوب کر مرگیا۔

موسیٰ کا رشک

طارق اور اُسکے بارہ ہزار دلاورون نے صرف ایک لڑائی سے تمام جزیرہ نما فتح کرلیا۔ موسیٰ گورنر افریقیہ کو اسپر کسی قدر رشک آیا وہ خود اسپین مین پہونچا اور جو کسر باقی تھی وہ اس نے پوری کی۔ طارق نے حملہ کے لیے موسیٰ سے اجازت نہین لی تھی۔ خودرائی کا الزام لگا کر موسیٰ نے طارق کو قید کرلیا اور اصلی غرض اُسکی یہ تھی کہ اسپین کی فتح اُسکی طرف منسوب ہو لیکن جب پوری خبر خلیفہ ولید کے پاس پہونچائی گئی تو اُسنے موسیٰ کو دمشق بُلالیا اور طارق کو پھر بدستور اسپین کا حاکم کردیا۔

جنوبی فرانس مین اسلام

سنہ ۷۱۹ء مین ایک عربی سپہ سالار نے فرانس کے جنوبی حصہ پر مستقل طور پر قابض ہوکر پچھم طرف برگنڈی اور اکیوٹینیا پر حملے شروع کردیے اور پورب جانب وہ مارسلز تک پہونچ گئے۔ گو فرانس پر مسلمانون کا پورا تسلط کبھی نہین ہوا لیکن اُسکے بعض حصون پر قابض ہوجانا اور فرانس کو اضطراب مین ڈال دینا اُس وقت بالکل مسلمانون کے اختیار مین تھا۔

اتفاق سے ۷۳۲ء مین چارلس مارٹل شاہ فرانس کے مقابلہ مین بمقام پائٹائرز اور ٹورز مسلمانون نے شکست کھائی اور پھر اسکے بعد عربون مین وہ جوش باقی رہا جو ملک عرب کی آب وہوا کے اثر نے اور صحبت رسولؐ کے فیض نے انکے باپ دادا کے دلون مین پیدا کیا تھا۔ اب وہ لوگ ممالک مفتوحہ پر قانع ہوکر اسکی محافظت اور تہذیب مین اپنی کوشش صرف کرنے لگے۔ ۷۳۲ء کی لڑائی نے مسلمانون کی آیندہ ترقی روک دی اور اسلیے یورپین مورخ اس لڑائی کو بہت اہم سمجھتے ہین۔ اس جنگ کو معرکہ ٹورز کہتے ہین اور دنیا کی پندرہ اہم فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین اسکو شمار کرتے ہین۔ مسلمانون کے قانون نے تمام عیسائی رعایا کو مسلمانون کا فریفتہ بنادیا۔ مسلمانون کا مذہب بھی لوگ اختیار کرنے لگے لیکن مسلمانون کو مذہبی خیال زیادہ نہ تھا اور نہ یہان مسلمانون کو اپنے دین پھیلانے کی کبھی کوشش ہوئی۔ مسلمان اپنی اس بے تعصبی سے عیسائی مورخون کے نزدیک ضرور ممدوح ٹھہرے۔ لیکن اس پولٹیکل غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوسو برس کے بعد وہ اسپین سے اس طرح نکالے گئے جس طرح دودھ سے مکھی۔ اگر اور ممالک مفتوحہ کی طرح یہان بھی سب مسلمان ہی مسلمان ہوتے تو آیندہ چل کر عربون کی نسل کو جلاوطنی کی تکلیف جسکا ذکر آگے آئے گا ہرگز اٹھانا نہ پڑتی۔

مسلمانون کے فتوحات رکے

۷۵۰ء تک یعنی خلافت بنوامیہ کے اختتام تک اسپین خلفاے دمشق کا ایک صوبہ تھا لیکن دمشق کی حکومت اسپین مین براے نام تھی۔ اتنی دور کا انتظام بالکل بادشاہ کی مرضی پر منحصر ہو یہ ہو نہین سکتا تھا۔ اور اسیطرح یہ ہوا کہ

عربون اور بربری نومسلمون مین بیجا مخالفت شروع ہوگئی - اسپین مین مستقل اسلامی سلطنت کی ابتدا عبدالرحمن بن ہشام شہزادہ دمشق نے ڈالی - جب ابوالعباس سفاح کے وقت مین بنو امیہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیے جاتے تھے اسوقت یہ شاہزادہ دمشق سے بھاگکر بہزار خرابی اندلس مین پہونچا اور توڑ جوڑ لگا کر کل اسپین کا بادشاہ بن بیٹھا - یہ عبدالرحمن خلیفہ منصور کا ہمعصر تھا - جس طرح منصور بغداد کا بادشاہ تھا ویساہی عبدالرحمن اسپین مین بمقام قرطبہ (کارڈاوا) سریر آرا سے سلطنت تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ بلاد اسلامی مین دو بادشاہ الگ الگ حکمران ہوئے - عبدالرحمن کا اندلس پہونچنا کوئی معمولی بات نہ تھی اسے دُنیا کے عجائبات سے سمجھنا چاہیے - فسانہ کا مزا آتا ہے جب بمفصل طور پر سُنا جائے کہ کس طرح اُسنے اپنی جان بچائی اور پھر کس طرح خودمختار بادشاہ بنا - منصور کے وقت مین عباسیون کی فوج نے اندلس پر چڑھائی کی تھی عبدالرحمن تاب مقابلت نہ لاکر قلعہ بند ہوگیا - پھر ایک روز موقع پاکر اُس نے رات کو چھاپا مارا اور عباسی فوج کے تمام سردارون کے سر کاٹ کر بطور تحفہ کے بغداد بھیجدیے اسکے بعد عباسیون نے پھر کبھی ادھر توجہ نہین کی - اُنکی توجہ یا تو خانگی معاملات مین مصروف رہی یا ممالک شرقی و شمالی کی فتوحات کی طرف مائل رہی - عبدالرحمن عیسائیون کے مقابلہ مین بھی بہت سی لڑائیان لڑا اور آخر مین اُسکا دباؤ شمالی عیسائیون نے بھی تسلیم کیا -

عبدالرحمن کے مرنے پر اُسکا بیٹا ہشام ۱۷۲ھ مین باپ کا جانشین ہوا - یہ بادشاہ نہایت کریم النفس رحم دل و ربیدار مغز تھا - اسکے وقت مین فقہاے اسلام

عبدالرحمن اسپین کی خودمختار سلطنت

ارکین دولت کے خلاف ہو گئے - یہ فقہا خلفا سے اربعہ کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے اور یہان سلطنت کا رنگ خلفا سے عباسیہ کی طرح سے سلاطین عجم کے دربار کی صورت پکڑ چلا تھا

حکم بن ہشام ۱۹۶ھ

۱۹۶ھ مین ہشام کا بیٹا حکم تخت پر بیٹھا - اسکے وقت مین متعصب مسلمان ملک سے نکل کر افریقیہ کے سواحل مغربی پر آباد ہونے چلے گئے -

عبدالرحمٰن ثانی بن حکم

حکم کے بعد اُسکا بیٹا عبدالرحمٰن ثانی تخت پر بیٹھا متعصب نومسلمون کے چلے جانے پر شہدا سے سیحی (عیسائیون کے خیال کے مطابق) نے زور پکڑا متعصب عیسائی دربار شاہی مین قصداً جان دینے آتے تھے یعنے قاضی کے سامنے ایسے حرکات کرتے تھے جس سے لامحالہ قاضی کو اُنکی موت کا فتوی دینا ناگزیر ہوتا تھا اور فتوی سنکر وہ لوگ خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی ہماری مراد تھی - لیکن خیریت یہ تھی کہ ان سیحی شہدا سے کوئی پولٹیکل پیچیدگی نہین پیدا ہوئی - خود سمجھدار عیسائی اِن مذہبی شہدا کو دیوانہ سمجھتے تھے - عبدالرحمٰن ثانی کے وقت مین قرطبہ کو وہی رونق تھی جو ہارون کے وقت مین بغداد کو یا شاہجہان کے وقت مین ایک زمانہ کے بعد نئی دہلی کو نصیب ہوئی - اسکے وقت مین خوشنما باغ لگائے گئے - عالیشان مساجد خوبصورت عمارات اور مضبوط پلون سے قرطبہ کی زینت بڑھائی گئی - اسکے زمانہ کے چار شخص مشہور ہین - ڈاکٹر یحیٰی مشہور فقیہ - فاریاب فن موسیقی کا اُستاد - طرب سلطان کی دلربا ملکہ - نصر ایک حبشی غلام -

شہدائے سیحی

محمد بن عبدالرحمٰن

عبدالرحمٰن کے مرنے پر اُسکا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا - اسکے زمانہ کے بعد ہی شہدائے

مسیحی کی ہڈیاں فرانس کے راہب ایک بیگ میں بھر کر اپنے ملک کو لے گئے غرض اُنکی صرف لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارنا تھی۔ اسپر عیسائیوں نے کچھ زور بھی دکھایا لیکن مسلمانوں کو اِس سے کچھ نقصان نہیں پہونچا۔

سندر بن محمد

محمد کے بعد سندر حکمران ہوا۔ یہ ایک مدبر اور دانشمند شخص تھا۔ لیکن اُسکا بھائی عبد اللہ اُسکے قتل کا سبب ہوا اور عبد اللہ میں یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ ملک کا بوجھ اُٹھا سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی خود مختار ریاستیں مسلمانوں کی قایم ہوگئیں اور عیسائی سلطنتوں نے بھی جا بجا زور پکڑا۔ لیکن خیریت یہ ہوئی کہ مسلمانوں کی ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے ملک کی تہذیب اور ترقی پر کچھ بُرا اثر نہیں کیا شاعر۔ ادیب۔ اہل فن دربار میں موجود رہتے تھے۔ مُلکی حرفت اور صنعت میں بھی کچھ ایسا زوال نہ تھا۔

عبد الرحمن ثالث

اسکے بعد عبد الرحمن ثالث ۲۱ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا اور اُسوقت سلطنت قرطبہ کی حکومت قرطبہ کے حدود میں محدود تھی۔ اس نوجوان اولو العزم خلیفہ نے ملک کا بندوبست کرنے کی غرض سے اپنے کو فوج کے آگے رکھا۔ اسکی جرات دیکھکر پہلے مسلمانی ریاستیں اُسکی تابع ہوئیں پھر مسیحی ریاستوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ ۱۸ برس تک عبد الرحمن اپنے اسلاف کے نقصانوں کی تلافی میں مشغول رہا۔ اسکے ابعداسنے افریقہ کے مشہور قلعہ سیوٹا پر اپنا قبضہ جمایا۔ فاطمیون سے (سلاطین اسماعیلیہ مصر) اسنے بحیرہ روم کے لیے لڑائیاں کیں۔ فاطمی سے مراد وہ مسلمان بادشاہ ہیں جو فاطمہؓ بنت رسولؐ کی نسل میں تھے اور خلافت بغداد کی کمزوری کے زمانہ میں ایک جداسلطنت اُنکی مصر میں قایم

ہو گئی تھی۔ یہ سب تو تھا ہی عیسائیون کے مقابلہ مین اسکا وقت بہت صرف ہوا خیر قرطبہ کی گئی ہوئی سلطنت پھر اسکے وقت مین رونق پکڑ گئی۔ یہ بڑا شخص گزرا ہے۔ مسلمانون نے اسکے وقت مین بہت زور پکڑا۔ قسطنطنیہ۔ فرانس۔ جرمنی اٹلی کے بادشاہ اظہار اخلاص مندی کے لیے اسکے دربار مین اپنے سفیر بھیجتے تھے۔ یہ علم کا شوقین اور عالمون کا سرپرست تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ بہت بڑا فوجی سپہ سالار بھی تھا۔ اب تک سلاطین اندلس کو امیر۔ سلطان یا ابن الخلفا کہتے تھے اور خلیفہ کا لقب صرف خلفاے بغداد کے لیے مناسب سمجھا جاتا تھا۔ خلفاے بغداد کی حالت یہ تھی کہ اُنکا اقتدار بغداد کے باہر تھا اسلیے اسنے بے تکلف اپنے لیے خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر دین اللہ کا خطاب اختیار کیا اور کہا کہ خلیفہ کا لقب عباسیون سے زیادہ مجھپر زیب دیتا ہے۔ پچاس برس تک اسنے بڑے زور سے سلطنت کی اور ستر برس کی عمر مین جاکر لحد مین سو رہا۔ یہ انتظامی امور مین سلطان صلاح الدین مصری کے مشابہ تھا جسکا ذکر آگے آئیگا اور بعض امور مین عالمگیر شاہ ہند سے بھی اسکو نسبت دے سکتے ہین۔ قرطبہ کو اس بادشاہ کے وقت مین بڑی رونق تھی۔ شہر کی لمبائی کسی طرح دس میل سے کم نہ تھی گویا اِس زمانہ کے لندن کی لمبائی تھی۔ قصر الازہار۔ قصر السرور قصر العاشقین۔ قصر التاج دمشق شاہی محلون کے نام تھے۔ ۱۵ ہزار سے زیادہ ملازمین گورنمنٹ کے مکان تھے۔ عام خانہ شماری بیان کی ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ ۷ سو مسجدین تھین۔ ۹ سو حمام ایسے تھے جنمین ہر خاص و عام غسل کر سکتے تھے۔ قرطبہ کی جامع مسجد کی بنیاد ۱۷۰ھ مین عبدالرحمٰن اول نے رکھی تھی۔

مسلمانون کا زور

مسجدین حمام

اور اسکے بعد ہر خلیفہ کے وقت مین کچھ نہ کچھ تعمیر ہوتی ہی رہی - مجموعی اعتبارات سے
یہ مسجد ایک عجیب چیز تھی - دس ہزار بتیان اسمین روز روشن ہوتی تھین - تین سو
آدمی صرف روشنی اور خوشبو کے اہتمام کے لیے مقرر تھے - اس خلیفہ کی بی بی
زہرہ کے نام پر مدینہ الزہرہ ایک شہر قرطبہ کے قریب آباد کیا گیا تھا - اور اسمین
شاہی محل کا نام قصر الزہرہ رکھا گیا تھا - جسوقت ۹۴۹ء مین سفیر یونان سے خلیفہ
اعظم عبد الرحمن ثالث نے ملاقات کی تو سفیر دربار شاہی کی عظمت دیکھ کر ششدر
ہو گیا - یون تو تمام اندلس مین صنعت و حرفت کی ترقی تھی لیکن قرطبہ کو ان
سب مین فوق تھا - مشہور ہی کہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار اس شہر مین ریشم باف تھے
لیکن خلیفہ عبد الرحمن کے تھوڑے ہی دنون کے بعد سلطنت اسلامی مین
ضعف شروع ہوا - المنصور وزیر نے کچھ سنبھالا لیکن اسکو پایداری کچھ نہو گی
جس طرح ہند مین عالمگیر کے بعد مغلیہ سلطنت کا زور گھٹا اسی طرح اندلس مین
خلیفہ عبد الرحمن کے بعد سلطنت اسلامی مین ضعف شروع ہوا اور ہشام
ثانی پر خاندان بنو امیہ کا تین سو برس کی حکمرانی کے بعد ۱۰۳۱ء مین خاتمہ ہو گیا
جس طرح دلی کے بعد لکھنؤ کی سلطنت مسلمانون کے آنسو پونچھتی رہی
اسی طرح قرطبہ کی سلطنت کے بعد ایک صوبہ مین غرناطہ کی سلطنت قایم
ہو گئی اور پانچ سو برس تک یعنے ۱۴۹۱ء تک قایم رہی - مسلمانون کو اس
زمانہ مین بھی بڑا عروج تھا اور بہت کچھ تہذیب اور ترقی کا چرچہ تھا - اس سلطنت
کو عیسائی مذہب والے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - مگر ان بادشاہون کو وہ
بات کہان نصیب تھی جو خلیفہ عبد الرحمن یا اسکے بعد منصور وزیر کو حاصل تھی

جامع مسجد

شاہی محل

حکم ثانی ۹۶۱ء
ہشام ثانی ۹۷۶ء

خلیفہ عبدالرحمن کے بعد اُسکا بیٹا حکم اور حکم کے بعد اُسکا بیٹا ہشام ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ دونون کتاب کے کیڑے تھے اور سلطنت کے لائق ہرگز نہ تھے حکم نے اپنے وزیر منصور کی بالکل اطاعت کی اور ہشام نے تو صاف طور پر منصور کی جانشینی تسلیم کرکے اپنے کو الگ کرلیا۔ حکم کے زمانہ مین شاہی کتب خانہ مین چار لاکھ کتابین تھین۔ مشہور ہو کہ یہ کل کتابین حکم کی دیکھی ہوئی تھین۔ اور اکثر دن پر اُسکا حاشیہ تھا جس سے بعد کے علما بہت مستفید ہوئے۔

منصور ۹۷۸ء

المنصور محض ایک معمولی شخص تھا جو بڑھتے بڑھتے وزارت اور پھر بادشاہت کے منصب تک پہونچ گیا۔ یہ بڑا ہی بیدار مغز تھا۔ تمام صیغون کی نگرانی خود اپنے ذمہ رکھتا تھا۔ اندلس کو جو اقبال۔ دولت۔ عزت اور عظمت اسکے وقت مین حاصل ہوئی وہ خلیفہ اعظم کے وقت مین بھی نہ تھی۔ اسکے وقت مین اندلس کی سلطنت بربر تک وسیع ہوگئی تھی۔ عیسائیون پر بھی اسنے خوب حملے کیے۔ سینٹ جیمس کی درگاہ اسکے وقت مین منہدم ہوتے ہوتے رہگئی منصور کے مرنے پر چھ برس تک اسکے بیٹے مظفر نے بھی سلطنت کو خوب سنبھالا۔

مظفر بن منصور ۹۹۶ء

خلیفہ عبدالرحمن کی تخت نشینی یعنی ۹۱۲ء سے مظفر کی موت یعنی ۱۰۰۲ء تک تخمیناً سو برس تک مسلمانون کا اندلس مین پورا عروج تھا۔ تمام یورپ کی سلطنتین اسپر رشک کرتی تھین اسکے بعد گڑبڑ شروع ہوئی۔ بربر کے نومسلم آزاد شدہ مسلمان غلام اور عرب کے مختلف قبیلون کے سردار باری باری جسے چاہتے تھے کٹھ پتلی کی طرح تخت شاہی پر بٹھا دیتے تھے۔ بہت سے بادشاہ قرطبہ کے تخت

پر بٹھائے گئے اور اُتارے گئے۔ خود ہشام ثانی جو ابھی تک زندہ تھا دُومرتبہ تخت پر بٹھایا اور معزول کیا گیا۔ یہ طوفان بے تمیزی دُو سو برس تک قایم رہا اور اس مین خاندان بنواُمیہ کے ساتھ منصور وزیر کا خاندان بھی برباد ہو گیا۔ پھر اسکے بعد خود مختار سلطنتین جابجا قایم ہوئین اور ملک مین طایف الملوکی پھیل گئی لیکن علم و ہنر حرفت اور صنعت پر اب بھی کوئی اثر نہ پڑا۔ جب تک صرف مسلمانون کا باہمی اتفاق تھا بربر کے مسلمان خبر نہ ہوئے لیکن جب اُنھون نے یہ دیکھا کہ عیسائیون نے کچھ زور پکڑنا چاہا ہر تو وہ اپنے مسلمان بھائیون کی مدد کو آئے۔ یوسف ابن تشفین اس لشکر کا سپہ سالار تھا جو بربر سے ۱۰۸۶ء مین اندلس کے مسلمانون کی مدد کو آیا تھا اسنے تمام اندلس سے عیسائیون کا زور گھٹایا اور اپنی فوج حفاظت کے لیے اندلس مین چھوڑ کر وطن واپس گیا۔ اس طرح گو عیسائی سلطنتین مغلوب ہوئین لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۱۰۲ء مین اندلس مروانیون کی سلطنت افریقہ کا ایک باجگزار صوبہ قرار پایا۔ جب مروانیون کی بربری سلطنت پر زوال آیا اور اندلس کے حصے بھی افریقہ کے ساحل مغربی کے ساتھ عیسائیون کے قبضہ مین آنے لگے تو اندلس کے مسلمان پھر کچھ سنبھلے اور اُنکی خود مختار ریاستین یہان جابجا قایم ہو گئین۔

طائف الملوکی

یوسف بن تشفین ۱۰۸۶ء

بنو مروان

اسکے بعد بنو المہدی مسلمانون کے ایک متشرع فرقہ نے جو اس کتاب مین شاہان علویہ سے تعبیر کیے گئے ہین اور جسکا ذکر آگے آئے گا بنو مروان پر بربر مین غلبہ پایا۔ فاتحین بربر کو اندلس کی فکر ہوئی ان خود مختار ریاستون مین جو ابھی ابھی قایم ہوئین تعین کیا دم تھا یہی بہت تھا کہ یہ اب تک عیسائیون سے بچی رہین

ان حملہ آور مسلمانون نے ۱۰۱۶ء تک کئی حملون کے بعد قرطبہ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا لیکن یہ لوگ بھی بنو مروان کی طرح افریقہ ہی مین بیٹھ کر حکمرانی کرنا چاہتے تھے۔ مراکو سے اُنھین حکومت کرنے کو یہان آنا ہوتا تھا اس طرح سلطنت کو کہین استحکام ہوا ہے؟ عیسائیون نے موقع پاکر لڑائی شروع کردی ۱۱۹۵ء مین شمالی عیسائیون کو بہت بڑی شکست بنو مہدی نے دی لیکن افسوس کہ اُسکے بعد ۱۲۱۲ء مین بنو مہدی کو بڑی ہی سخت ہزیمت عیسائیون کے مقابلہ مین ہوئی اور اُسی وقت سے دولت مہدوی کو زوال شروع ہوا اخیراخیر دولت مہدوی کی کچھ ایسی نازک حالت ہوگئی کہ اُنکو خود اپنے قدیم ملک کی حفاظت دشوار ہوگئی اور اندلس کی حکومت سے اُنھون نے ۱۲۳۵ء مین اپنے کو الگ کرلیا اور عنان حکومت بنو نصر کے قبضہ مین آئی جبکی نسل کے سلاطین کو شاہان غرناطہ کہتے ہین۔

بنو مہدی ۱۱۴۶ء

بنو مہدی علیحدہ ہوئے ۱۲۳۵ء

بنو نصر کا عہد اندلس مین مسلمانون کا آخری زمانہ تھا۔ انکے قبضہ سے ملک نکلنے لگا اور ۱۲۶۰ء تک صرف صوبہ غرناطہ (گرناڈہ) باقی رہ گیا۔ اس تنگ زمین مین محدود ہوکر ڈھائی سو برس تک اور مسلمانون نے حکومت کی۔ گو یہ ہر طرف مسیحی دشمنون سے گھرے ہوئے تھے لیکن انکی جنگ جو طبیعتین کبھی اپنے ہمسایون سے دب کر نہین رہین۔ اسلام کے دلادہ سپاہی جو اپنے مسیحی فاتحون سے بیدل تھے ہر طرف سے سمٹ کر غرناطہ مین آگئے اور اسلیے اپنی متفقہ کوشش سے وہ لوگ بہت زور کے ساتھ رہے۔ بنو نصر کے زمانہ مین بھی بہت زیادہ علمی ترقی تھی اور حرفت وصنعت کا بڑا زور تھا۔

بنو نصر

بنو نصر

خاندان بنو نصر کا بانی ابن الاحمر عرب کی نسل سے تھا اسنے بہت زور مارا لیکن اپنے عیسائی حریفون کو جو تمام اسپین مین پھیلے ہوئے تھے دبا نہ سکا۔ اسکے بعد دو زمانہ گزرا وہ امن کا تھا۔ عرب اپنی حالت پر قانع تھے اور عیسائی بھی چھیڑ چھاڑ پسند نہ کرتے تھے۔

غرناطہ

مابعد کی دو صدیون مین بالکل امن اور امان رہی۔ علمی اور کسبی کمالات اور مسلمانہ طرز معاشرت مین غرناطہ رشک قرطبہ بن گیا۔ غرناطہ کا قصر الاحمر آج تک سیاحان یورپ کو حیرت مین ڈالتا ہے۔ دو سو برس جو سلطان غرناطہ کی حکومت سے گزرے انہی غنیمت سمجھنا چاہیے۔ یورپ کے شمالی حصہ مین جس طرح اب سلطان ٹرکی ۳۲ دانتون مین ایک زبان ہے وہی کیفیت یورپ کے جنوبی حصہ مین اُس وقت سلاطین غرناطہ کی تھی۔

۱۴۷۵ء مین شمال کی عیسائی سلطنتین آپس مین متفق ہوئین اور اُنکا اتفاق مسلمانون کی بنیاد اُکھڑنے کا سبب ہوا۔ ابوالحسن نے جو مولوی علی ک[illegible] تھا کچھ چھیڑ چھاڑ کی ابتدا کی اور پھر عیسائیون کی متفقہ قوت نے آ[illegible]

ابوالحسن نے ۱۴۸۱ء مین پیشدستی کی اور ایک قریب کے قلعہ [illegible]

اس حملہ مین ابوالحسن کو کامیابی ہوئی۔ اسکے بعد عیسائیون [illegible]

اور ہر طرف سے مسلمانون پر ٹوٹ پڑے مسلمانون نے بھ[illegible]

ملک اِن لڑائیون مین زیادہ تباہ ہوا عیسائیون کو بھ[illegible]

پڑین۔ اسی اثنا مین ابوالحسن کا بیٹا ابو عبداللہ باپ ک[illegible]

کی فکر مین ہوا اور پھر لڑائی مین ایک موقع پر عیسا[illegible]

ابوعبداللہ کی گرفتاری نے مسلمانون کو اور بھی کمزور کردیا۔ جب ابوعبداللہ فرڈننڈ شاہ قرطبہ کے سامنے لایا گیا تو عیسائی بادشاہ نے اُسکے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا اور تاج قرطبہ کی ہواخواہی پر اُس سے معاہدہ لیکر اُسے چھوڑ دیا۔ اب ابوعبداللہ جو واپس آیا تو اپنے باپ ابوالحسن سے لڑنے لگا۔ ابوالحسن اپنے بیٹے ابوعبداللہ سے بھاگ کر کہین پناہ گزین ہوا اور پھر ضعف بصارت سے بیکار ہوگیا۔

الزاجل

ابوالحسن کے مرنے پر اُسکے بھائی الزاجل کی فکر ابوعبداللہ کو لاحق ہوئی اور دوسرے بھتیجے اپنی فکر کرنے لگے۔ الزاجل ایک بہادر شخص تھا اُسنے آخر عیسائیون کو خوب شکستین دین۔ لیکن باہمی نااتفاقی کا بُرا ہو۔ الزاجل کی ساری کوششین ناکامیابی پر منتج ہوئین ۔ الزاجل نے اپنے شہر کے بہادرون کے ساتھ عیسائیون کے مقابلہ مین ہزیمت پائی لوگ اس سے منحرف ہوگئے [illegible] اللہ کو پھر بادشاہ بنایا۔ آخر نتیجہ ان بے لطفیون کا یہ ہوا کہ عیسائیون نے [illegible] ہ کرلیا۔ محاصرہ مین کامیابی نہ ہوتی۔ لیکن شہر والون نے فاقہ کشی سے [illegible] ہ کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانون کی ہشت صد سالہ حکومت کا خاتمہ [illegible] سکے بعد الزاجل اندلس چھوڑ کر فیض چلا گیا۔ وہان کے بادشاہ [illegible] کلوالیبن اور آخر مین وہ گداگری سے بسر اوقات کرنے لگا۔ [illegible] ئیون سے کڑھا ہوا تھا" مین ہون اندلس کا کم نصیب بادشاہ [illegible] ہ کے شہر بدر ہونے پر صرف ابوعبداللہ رہ گیا اور شہر غرناطہ [illegible] نے پر مسلمانون کا باہمی نفاق تو کم ہوگیا لیکن عیسائیون

کی بلا پھر بدستور قایم رہی ۱۴۹۱ء مین شاہ فرڈیننڈ ملکہ زر املہ کے ساتھ جہاد کے سرلانہ دورے پر اُٹھا اور عہد کیا کہ ابکی غرناطہ فتح کیے بغیر واپس نہ آئین گے ابو عبداللہ کیا مقابلہ کرتا لیکن اُسکے سپہ سالار موسی نے مقابلہ کیا۔ موسی بڑی جوانمردی سے لڑا۔ لیکن فرڈی ننڈ نے شہر کے قریب ایک دوسرا گاؤن اپنی فوج کے لیے بسا لیا اور یہ عہد کر لیا کہ غرناطہ فتح کیے بغیر نہ جائیگا۔ موسی کی موت پر ابو عبداللہ نے بالکل ہمت ہار دی اور شہر خالی کرنے کے لیے ایک مہلت لی۔ اور سلطان ٹرکی اور خدیو مصر سے مدد مانگی۔ اِن لوگون نے جب کچھ خبر نہ لی تو آخیر دسمبر ۱۴۹۱ء مین شہر غرناطہ کو ابو عبداللہ نے خالی کر دیا اور اسی کے ساتھ مسلمانون کی وہ سلطنت جو ۷۱۱ء مین قایم ہوئی تھی معدوم ہو گئی۔

اسکے بعد قرطبہ کے عیسائی بادشاہ نے یہ قانون نافذ کیا کہ مسلمان عیسائی مذہب اختیار نہ کرین تو ملک سے باہر کر دیے جائین ۱۵۶۷ء مین اسپر سختی سے عمل ہوا۔ اس سختی سے مسلمانون کو کچھ غیرت آئی اور عرصہ تک وہ عیسائیون سے لڑتے رہے دشمنون کو مارتے تھے اور خود بھی مرتے آہستہ آہستہ ۱۶۱۰ء تک کوئی ۳۰ لاکھ مسلمان شہر سے جلا وطن ایسے تھے جنکو اسپین کے عیسائی بادشاہ ہنری ہفتم نے باہر نکال دیا۔ تمام مسجدین گرجا ہو گئین۔ حمام گرا دیے گئے۔ اب کہین سے یہ پتہ نہین لگتا کہ اندلس مین کی عملداری تھی۔ ایک ہزار برس تک اسلام کا چرچا تھا قریب مادری زبان کے ہو چلی تھی۔ قرآن مین

مین سب سے بڑھ کر ہو مین اور پھر وہ اس طرح مٹین کہ پتا نہ لگا۔ اس آیۃ کا مفہوم
تاریخ اندلس پڑھنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ قوم یون معدوم ہوتی ہی۔
مسلمانون کی جلاوطنی سے تمام علمی برکتین بھی ملک سے جاتی رہین کیونکہ
زیادہ تر یہی لوگ اُستادفن تھے۔ اسپین کے عیسائیون نے اس بیرحمی سے اپنا
ملکی نقصان بھی کیا یعنی وہ اسپین جو مسلمانون کی بدولت تمام یورپ کا دارالعلم
تھا آج وہ یوروپین نگاہون مین نیم وحشی قومون یا بدترین اہل یورپ سے معمور سمجھا جاتا ہی

فصل دوم

ملوک طاہریہ

اندلس کے حالات نے ناظرین کو سترہ صدی عیسوی تک پہونچا دیا اور ابھی
مسلمانون کے درمیانی حالات کا عشر عشیر بھی نہین بیان کیا گیا۔ یہ اوپر لکھا جاچکا ہی کہ
ہی کے وقت مین اندلس مین جدا سلطنت اسلامی قایم ہو گئی لیکن
بگر بلاد اسلام پر عرصہ تک بنو عباس قابض رہے۔ بنو عباس کی سلطنت
یکن نہایت اختصار کے ساتھ۔ اختصار کی وجہ یہ ہی کہ بنو عباس
اسلطنتین جو قایم ہوتی گئین اور جنکی وجہ سے سلطنت بغداد
نکے حالات الگ لکھے جائین گے ۔ نکے ذیل مین خلفا
آئین گے۔

ہارم مین دیا گیا ہی اُسکے علاوہ خراسان افغانستان
ے ہین جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک فتح ہو چکے تھے
ٖ فتوحات کے سلسلہ مین درج کیے جاتے تو

خیوا
ماوراءالنہر
تاشقند
زرافشان
بخارا
ترکستان
پامیر
سمرقند
شہر سبز
دریائے جیحون
بدخشان
دریائے جیحون
کوہ ہندوکش
چترال
دیر
پشاور
میمنہ
بلخ
خنجان
شرغان
مرغاب
سفید کوہ
ہرات
خراسان
کابل
افغانستان
غزنین
سیاہ کوہ
سیستان
قلات غلزئی
کوہ سلیمان
ہندوستان
نصیرآباد
قندھار
قلات
بہاولپور
بلوچستان
شکارپور
ہندوستان
سندھ
کراچی
بحر عرب

نامناسب نہ ہوتا لیکن اس لحاظ سے کہ وہان اِن مقامات سے زیادہ دلچسپی نہ ہوتی یہ نقشے نگار کھے گئے تھے اور اب درج کیے جاتے ہین۔

ملوک طاہریہ خراسان مین

خلفاے عبّاسیہ کی حکومت سب کے پہلے خراسان مین ضعیف ہوئی۔ یہان ملوک طاہریہ کا ایک خاندان قایم ہوا جسکا پایہ تخت نیشاپور اور قومشنج قرار پایا۔ ملوک طاہریہ کو خلفاے عباسیہ کا خودسر گورنر سمجھنا چاہیے۔ یہ لوگ خلفاے بغداد سے منحرف نہ تھے لیکن اُنکے خاندان مین پدرپے ولایت کا ہونا خاندان کی قوت کا ثبوت دیتا ہو اور اس سے خلفاے عبّاسیہ کی کمزوری خواہ مخواہ لازم آتی ہو۔

طاہر

ملوک طاہریہ کی بنیاد یون پڑی کہ طاہر بن حسین قاتل امین گو بظاہر مامون کا بہی خواہ تھا لیکن مامون اپنی عالی منشی کو کیا کرتا کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کو کسی طرح دل سے نہین پسند کرتا تھا۔ مامون نے اپنے دلی خیالات کو بہت چھپایا لیکن طاہر پر ظاہر ہی ہوگیا اور وہ کسی طرح خراسان کی گورنری کا پروانہ لیکر مامون کی خدمت ... سے الگ ہوگیا۔

... نے ایک روز مامون کا نام خطبہ جمعہ مین نہین لیا اور یہی ... ق سے دوسرے ہی دن وہ مرگیا اور اسکے بعد طلحہ ... بن طاہر۔ طاہر بن عبد اللہ۔ محمد بن طاہر بن ... الی خلفاے بغداد کے حکم سے مقرر ... نا رہے۔ محمد بن طاہر کو حسن بن زید ... پہنچی اور آخر مین وہ یعقوب بن لیث کے ... خاتمہ ہوگیا۔

فصل سیوم

ملوک صفاریہ

ملوک صفاریہ

یعقوب بن لیث صفار ابتدا مین ایک مزدور تھا۔ پھر لوٹیرون کی ایک جماعت کا سردار ہوگیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا خراسان۔ کابل۔ بلخ اور طبرستان پر قابض ہوگیا محمد بن طاہر کو قید کیا اور اُسکے مدمقابل حسن زید علوی کو بھی شکست دی۔ یہ زمانہ معتمد باللہ کی خلافت کا تھا معتمد کو یہ اعتراض تھا کہ میرے گورنر کو یعقوب نے کیون قید کیا اور یعقوب نے بڑھ کر فارس پر بھی قبضہ کرلیا۔ اب خلیفہ نے وبکر فارس اور خراسان کی ولایت خوشی سے یعقوب کو دینا چاہی۔ لیکن اسکو تو تاج خلافت کی دھن تھی یہ کب مانتا تھا۔ پہلی لڑائی مین خلیفہ کے بھائی موفق نے کسی حیلہ سے یعقوب کو بھگایا اور جب دوبارہ یعقوب نے طیاری کے ساتھ چڑھائی کی تو درد قولنج نے اسے فرصت نہین دی۔ یعقوب بڑا مستقل مزاج اور بہادر تھا۔ زندہ رہتا تو خلافت بغداد بڑے خطرہ مین رہتی۔ خلیفہ کا ایلچی جب فارس اور خراسان کی ولایت کا پروانہ لیکر رکج کا کچھ عالم لایا تو اُسنے تلوار۔ نان خشک اور پیاز رکھ کر کہا کہ مین تلوار سے سلطنت لونگا۔ خلیفہ کا مطیع ہونا مجھے منظور نہین ہے اور اگر تلوار نے میری مدد نہ کی تو سوکھی روٹی اور ایک پیاز کی گٹھی مجھے بہت ہے۔ یعقوب کی اس گفتگو سے اُسکے خیالات اور استقلال کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

یعقوب[1] بن لیث

عمر[2] بن لیث

یعقوب کے مرنے پر اُسکا بھائی عمرو بن لیث خراسان کا والی ہوا اُسنے خود خلیفہ کی خدمت مین اظہار اطاعت کا خط بھیجا اور وہان سے عراق۔ عجم۔ فارس اور

خراسان کی حکومت اسکو عطا ہوئی - درمیان مین خلیفہ بغداد اس سے ناخوش ہوگیا تھا لیکن اس درمیان مین رافع بن ہرثمہ نے خروج کرکے اپنے نام کا خطبہ جاری کردیا - عمر نے رافع کو شکست دی اور اسکا سر کاٹ کر بغداد بھیجدیا - اس کارکردگی سے خلیفہ کے دل مین عمر نے پھر جگہ کرلی - عمر نے خلیفہ معتضد کے وقت مین جو تحائف اور ہدایا خراسان سے بغداد بھیجے تھے وہ بہت قیمتی بیان کیے جاتے ہین - بہرحال عمر کی حالت ایک گورنر کی تھی - لیکن ایسا گورنر جسکو بادشاہ موقوف کرنے کی جرات نہ کرے اور نہ گورنر بادشاہ کے حکم سے عدول کرنے کی ہمت کرے - حجاج کے سامنے خلیفہ نے ماوراءالنہر - خراسان فارس - کرمان اور سیستان کی حکومت کا عمر بن لیث کو دیا جانا ظاہر کیا - اس سے عمر بن لیث کا دل بڑھا اور اُسنے ماوراءالنہر کے حاکم اسمعیل سامانی سے مقابلہ کیا جہان وہ اتفاقاً گرفتار ہوگیا اور بغداد بھیجا گیا - قیاس کیا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد کے ایما سے اسمعیل نے ایسا کیا - عمر لیث بغداد ہی مین بحالت قید مرا - اسمعیل سامانی کون تھا [illegible] آئیگا -

پھر اسی خاندان کے کئی اشخاص [illegible] ابن محمد - لیث ابن علی - عمرو ابن یعقوب - خلف ابن احمد - یکے بعد دیگرے سیستان کے حاکم ہوئے - سامانیون سے انکا برابر مقابلہ رہا - اخیر مین یہ دونو[ں] خاندان تباہ ہوئے یعنے دولت صفاریہ اور ملوک سامانیہ کا ایک ساتھ خاتمہ ہوا - خلف ابن احمد دولت صفاریہ کا اخیر بادشاہ بہت نیک نام سمجھا جاتا ہے - طاہر ابن محمد او[ر لی]ث ابن علی کو گرفتار کرکے دشمنون نے بغداد بھیجدیا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ تک سیستان مین خلفاء بغداد کی

قوت کی نوعیت کیا تھی۔

فصل چہارم

ملوک سامانی

بہرام چوبی کی نسل سے اسدہ بن سامان ایک شخص تھا جسکو اعزاز کی وجہ سے مامون بہت محترم سمجھتا تھا اسکے بہت سے لڑکے تھے جنھون نے دار الخلافت مین مامون کے وقت مین تربیت پائی تھی اور پھر اُنکو ذمہ داریون کے عُہدے دیے گئے۔ عرصہ تک اس نسل مین حکومت رہی۔ کبھی تو ملوک طاہریہ کی طرف سے انکو حکومت ملتی تھی اور کبھی خلفاے بغداد کی طرف سے یہ مقرر کیے جاتے تھے بادشاہی لقب اس خاندان مین اسمعیل ابن احمد سامانی کے وقت سے استعمال کیا گیا جو ایک خود مختار بادشاہ ہوا اور خلیفہ بغداد کی جو کچھ اسنے خدمت کی وہ جزاً بطور اطاعت اور جزاً بطور سلوک تھی۔

اسمعیل سامانی نے بہت بڑی فتح ترکستان مین حاصل کی شاہ ترکستان کو مع اُسکی خاتون کے گرفتار کرکے سمرقند لایا اور پھر جیجون سے عبور کرکے عمر ابن لیث کو گرفتار کیا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی۔ اِن دو فتوحات نے اسے مستقل بادشاہ بنا دیا۔ شروع شروع اس نے ماوراء النہر مین زور پکڑا اور یعین سمرقند اُسکا پاے تخت ہوا۔ عمر لیث کو اسنے قید کرکے بغداد بھیجا تو وہان سے اسکو سیستان خراسان۔ مازندران۔ رے اور اصفہان کی حکومت عطا ہوئی۔ اسنے محمد بن زید علوی کو جس نے طبرستان مین خروج کیا تھا شکست دی۔ یہ بادشاہ بڑا عادل اور نیک نام تھا۔

اسمعیل کے بعد آٹھ بادشاہ خاندان سامانی کے اور ہوئے جنکی تفصیل ذیل مین ہی:

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	احمد ابن اسمعیل		خلیفہ بغداد نے اسکو عہد نامہ اور لوا بھیجا اسکا پایہ تخت بخارا تھا یہ بہادر کج خلق تھا۔ ارکین دولت کے ایما سے یہ قتل کیا گیا۔ چھ سال تک یہ بادشاہ رہا۔
۳	ابو الحسن نصر بن احمد		نہایت خرد سالی مین یہ تخت پر بٹھایا اسکے خاندان والے اس سے منحرف رہے اور مغلوب ہوئے۔ ہوش سنبھالنے پر یہ بڑا نامور بادشاہ ہوا۔ ۳۳۱ھ مین ۲۸ سال حکومت کرکے ۳۸ برس کی عمر مین اسنے انتقال کیا۔ کریم النفسی سے اسکا لقب امیر سعید ہوا۔
۴	نوح بن نصر بن احمد	۳۳۱ھ	اسکو سلاطین دیالمہ سے برابر مقابلہ رہا (آیندہ لکھا جائیگا کہ سلاطین دیالمہ کون تھے) لڑائیون مین اکثر یہ غالب رہا۔ ۳۴۳ھ مین یہ مرا۔
۵	عبد الملک بن نوح	۳۴۳ھ	رے اور خراسان کی بابت یہ بھی اپنے باپ کی طرح دیالمہ سے برابر لڑتا رہا۔ اخیر مین کچھ مصالحت ہوگئی تھی اور اسی اثناء مین چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر ۳۵۰ھ مین مرگیا۔ لوگ اسکو موید اور موفق بھی کہتے تھے۔
۶	منصور ابن نوح بن نصر	۳۵۰ھ	اپنے بھائی عبد الملک کے مرنے پر یہ خراسان اور ماوراء النہر کا بادشاہ ہوا۔ البتگین سپہ سالار خراسان اسکی تخت نشینی کے

۳۳۱ھ

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خلاف تھا اسلیے اسکی تخت نشینی کی خبر سنکر وہ غزنین بھاگ آیا اور یہان اُسی کے غلام سبکتگین کی ذات سے سلطنت کی بنیاد پڑی جسکا ذکر آگے آئے گا۔ رکن الدولہ دیلمی پر یہ بادشاہ غالب آیا اور اس سے کچھ سالانہ خراج مقرر کرالیا۔ پندرہ سال حکومت کرکے سنہ ۳۶۵ھ مین یہ مرا۔ لوگ اسکو امیر سوید اور امیر سدید بھی کہتے تھے۔
۷	نوح بن منصور بن نوح	سنہ ۳۶۵ھ	البتگین کے غلام سلطان سبکتگین کا یہ ہمعصر تھا اسکے وقت مین عضد الدولہ بن رکن الدولہ دیلمی تمام عراقین پر قابض ہوگیا تھا۔ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر جرجان اور طبرستان پر قابض تھا اسکے وقت مین بڑے بڑے معرکے ہوئے اور بڑی بڑی لڑائیان ہوئین۔ کئی مرتبہ تو یہ فخر الدولہ کی حمایت مین عضد الدولہ دیلمی سے لڑا۔ پھر بغراخان۔ گورنر خراسان ابو علی کی سازش سے ترکستان سے بخارا آیا اور ماوراء النہر پر قابض ہوگیا۔ امیر نوح تاب مقابلہ نہ لاکر معزول ہوگیا۔ ابو علی خراسان کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ بغراخان بیمار ہوکر اپنے وطن کو واپس چلا اور راہ مین مرگیا۔ اسطرح نوح پھر ماوراء النہر کا بادشاہ ہوا لیکن ابو علی اور فائق نے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			لڑائی کی دھمکی دی تو وہ گھبرایا۔ سبکتگین کا شمار اب تک سلاطین مین نہ تھا سپہ سالارون کی طرح ہندوستان مین کچھ اسنے غزوات کیے تھے جس سے اسکا نام روشن ہو چلا تھا نوح نے اس سے مدد مانگی جسے یہ اپنا فخر سمجھا سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود نے بوعلی کو شکست دی جسکے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصر الدین اور محمود کو سیف الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ پھر اسکے بعد کئی مرتبہ سبکتگین اور محمود نے نوح کی طرف سے لڑائیان کین۔ نوح کے گورنر اور ملازم اکثر نمک حرام تھے اسلیے بڑی بڑی دقتین پیدا ہوئین۔ ۳۸۷ھ مین یہ اپنی موت سے مرا۔
۸	منصور بن نوح بن منصور	۳۸۷ھ	درباریون کا حال تو بگڑا تھا ہی اُنھون نے سیف الدولہ ایسے خیرخواہ دولت سے منصور کو لڑوانا چاہا لیکن محمود بچا گیا اسکے بعد خود اراکین نے منصور کی آنکھ مین سلائی پھیر کر تخت سے اُتار دیا اور اُسکے بھائی عبدالملک کو تخت پر بٹھایا۔
۹	عبدالملک بن نوح		عبدالملک بن نوح کو بھی لوگون نے محمود سے لڑوانا چاہا محمود کب تک صبر کرتا یہ لڑ پڑا۔ عبدالملک بھاگ کر بخارا اپنی دار السلطنت کی طرف گیا وہان ایلک خان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترک کاشغر سے آکر قابض ہوگیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالملک گرفتار ہوا اور دولت سامانیہ کا خاتمہ ہوگیا منتصر بن نوح سامانی نے کچھ سر اُٹھایا بلکہ ایلک خان سے خوب خوب لڑا۔ لیکن آخر ہزیمت پائی اور ۳۹۵ھ میں آل سامان کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل پنجم

ملوک غزنی

ابو اسحق البتگین سپہ سالار کا خراسان سے جاکر غزنی مین حکومت کرنا منصور بن نوح سامانی کے حال مین مذکور ہوچکا ہے۔ وہان اسکا ترکی غلام سبکتگین ۳۶۶ھ مین اسکے مرنے پر جانشین ہوا اور سلطنت کا خیال اسکو پیدا ہوا۔ ہندوستان کے مختلف حصّے اُسنے فتح کیے اور والی بست پر غلبہ پانے کے بعد یہ سلطان مشہور ہوا۔ کفار سے یہ بہت لڑا۔ نوح بن منصور سامانی نے اسے ناصر الدین خطاب دیا۔ جیسا کہ نوح بن منصور سامانی کے حال مین مذکور ہوچکا ہے۔ ملوک غزنویہ کا سلسلہ اسی کی ذات سے قایم ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین	سنہ ۳۸۷ھ	اپنے باپ کے مرنے پر یہ تخت نشین ہوا۔ اپنے بھائی محمود سے یہ لڑا اور مغلوب ہوا۔
۳	سلطان محمود بن ناصر الدین	سنہ ۳۸۷ھ	اپنے بھائی اسمٰعیل کو تخت سے اوتار کر یہ تخت پر بیٹھا۔

سنہ ۳۸۷ھ
سنہ ۹۹۷ء

کیفیت	سنہ جلوس	نام	نمبر
سیف الدولہ کا لقب ایام شاہزادگی مین نوح بن منصور سے اسنے پایا تھا۔ اب بادشاہ ہونے پر جب اسکی شہرت اور بڑھی تو خلیفہ بغداد قادر باللہ نے اسکو امین اللہ اور یمین الدولہ کا خطاب دیا اور بہت قیمتی خلعت اسکے پاس بھیجے ایلک خان یا ایلک خان بن بغرا خان کو مغلوب کرکے اسنے جیحون کے پار بھگا دیا اور اسکے مرنے پر طغا خان بن التوخان کو شکست دیکر ماوراء النہر پر بھی محمود قابض ہوا اور اسکی سلطنت کی حد بحر کیسپین تک پہونچی۔ خراسان اور سیستان تو اسکے باپ کے وقت سے مقبوضات مین شامل تھا بوعلی بن مامون سے اسنے ولایت خوارزم بھی چھین لی ہندوستان مین اسنے متعدد حملے کرکے تمام ہندوستان کو قریب قریب فتح کرلیا۔ مجد الدولہ بن فخر الدولہ دیلمی کو گرفتار کرکے اسنے رے اور اصفہان پر بھی قبضہ کیا۔ ملک غور بھی اسنے فتح کیا۔ غوریون کے مزید حال دریافت کرنے کے لیے "الاسلام فی الہند" دیکھو۔ غوریون کا خاندان اسلیے زیادہ مشہور ہے کہ غزنی کی سلطنت انھین لوگون نے غارت کی اور ہندوستان مین مستقل اسلامی سلطنت انھین لوگون نے قایم کی۔ سلطان عربی لفظ ہے اسکے معنی ہین			

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			بادشاہ۔ سب کے پہلے محمود نے یہ لقب اختیار کیا اسکے پہلے کسی مسلمان بادشاہ کو سلطان نہیں کہتے تھے۔ سنہ ۴۲۱ھ مین یہ سل کی بیماری مین مرا اور مرنے سے پہلے اسنے ممالک مفتوحہ کو یون تقسیم کیا کہ ایک بیٹے محمد کو خراسان یا ورا النہر۔ غزنی اور ہند دیا۔ اصفہان اور رے دوسرے بیٹے مسعود کے تعلق کیا۔ اس تقسیم سے اسکی سلطنت کی وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ خلافت بغداد کی کمزوری کے بعد اس سے بڑا کوئی دوسرا مسلمان بادشاہ نہین ہوا۔ یہ بادشاہ حریص اور ظالم تھا۔ مذہب کا متعصب تھا لیکن متعصب مشہور ہو گیا۔ دولت اُسکے پاس بہت تھی۔ مرنے سے دو دن پہلے اسنے اپنی دولت اور مال کا معائنہ بڑی حسرت سے کیا۔ فردوسی طوسی اسی کے عہد کا نامی شاعر ہے اور شاہنامہ اسی کے حکم سے لکھا گیا تھا
۴	محمد بن محمود	سنہ ۴۲۱ھ	اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یہ غزنی کے تخت پر بیٹھا اسکے ساتھ اسکے بھائی مسعود نے وہی سلوک کیا جو محمود نے اپنے بھائی اسمٰعیل کے ساتھ کیا تھا۔ فرق اتنا تھا کہ محمود نے اتنی سختی روا نہ رکھی تھی جتنی مسعود نے کی۔
۵	مسعود بن محمود	سنہ ۴۲۲ھ	اپنے بھائی محمد کی آنکھین پھوڑ کر یہ تخت پر بیٹھا۔ اتنی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			بڑی سلطنت کا انتظام اس سے نہ ہو سکا۔ ترکے اور ماورار النہر مین بغاوتین شروع ہوئین۔ سلجوقیون نے خراسان سے اسے بالکل بے دخل کر دیا۔ پھر بھی ہندوستان مین یہ کئی مرتبہ آیا۔ سلجوقیون سے شکست کھا کر جب یہ غزنی مین آیا تو اپنے امرا پر بڑی سختی کی۔ اسکے نزدیک شکست انھین امرا کی کم ہمتی سے ہوئی تھی۔ اسکے بعد وہ ہندوستان کی طرف چلا۔ سندھ پار ہوا ہی تھا کہ اندھے محمد کو پھر لوگون نے زبردستی تخت پر بٹھایا۔ مسعود یہ سُنکر پھرا۔ راہ مین لڑائی ہوئی اور گرفتار ہوا۔ لیکن محمد نے انسانیت کو راہ دیا اسکی آنکھین پھوڑنے یا قتل کرنے کا اُسنے حکم نہین دیا لوگون نے اسے قید کیا اور پھر کسی وجہ سے مار ڈالا محمود کی جمع کی ہوئی دولت اسنے خوب اُڑائی۔ اسی لیے اہل کمال نے اسکی بڑی تعریفین لکھی ہین
۶	مودود بن مسعود	سنہ ۴۳۵ھ	یہ اپنے چچا محمد مکحول سے کچھ دنون تک لڑتا رہا پھر اُسپر غالب آکر سنہ ۴۳۵ھ مین غزنی کا مستقل بادشاہ ہوا۔ سلجوقیون سے اسنے بھی شکست کھائی اور صرف غزنی ماورار النہر اور ہند پر اسکی حکومت محدود رہگئی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			پہلے سلاطین غزنی ہند کی سلطنت کو حقیر سمجھتے تھے لیکن اب وہی مایہ ناز رہگئی۔
۷ ۸	علی بن مودود عبدالرشید	سنہ ۴۴۱ھ سنہ ۴۴۳ھ	یہ دونون بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر برائے نام بیٹھے۔ عبدالرشید کو مارکر طغرل ایک غیر شخص تخت نشین ہوگیا۔ پھر طغرل کو قتل کرکے لوگون نے فرخ زاد بن مسعود کو تخت پر بٹھایا۔
۹	فرخ زاد بن مسعود	سنہ ۴۴۴ھ	اسنے کچھ ہاتھ پاؤن سنبھالے تھے کہ الب ارسلان سلجوقی نے اسکو بالکل دبا دیا۔
۱۰	ابراہیم بن مسعود	سنہ ۴۵۰ھ	اسنے سلجوقیون سے صلح کرلی تاکہ ایک کو دوسرے سے کچھ ڈر نرہے۔ گویا اسی وقت سے سلجوقیون کا سردار خراسان کا مستقل بادشاہ ہوا سلجوقیون سے مطمئن ہوکر یہ ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا عادل۔ عابد اور زاہد تھا۔ ہند مین اسنے بہت فتوحات کیے۔ ہندوؤن سے یہ برابر لڑتا رہا۔ ۴۲ برس تک اسنے بادشاہی کی۔
۱۱	مسعود بن ابراہیم	سنہ ۴۹۲ھ	اس بادشاہ نے ۱۶ برس تک سلطنت کی۔ اسکے وقت مین لاہور کچھ دنون کے لیے تخت گاہ تھا۔

سنہ ۴۵۰ھ / سنہ ۱۰۵۸ء

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۲	ارسلان بن مسعود بن ابراہیم	۵۰۹ھ	یہ بادشاہ صرف تین برس تک بادشاہ رہا پھر اسکے بعد شاہ سنجر سلجوقی نے غزنی کو فتح کرکے ارسلان کے بھائی ابراہیم کو تخت نشین کیا۔
۱۳	بہرام بن مسعود بن ابراہیم	۵۱۲ھ	یہ نیک نام بادشاہ ہوا ہے اسکے وقت مین اہل علم بہت جمع تھے۔ کلیلہ دمنہ اور خمسہ نظامی اسکے عہد کی تصانیف ہین۔ ہند مین اسکا بھی زور رہا ۳۵ سال تین ماہ تک اسنے سلطنت کی۔ نظامی نے اسکی خاطر سے پری پیکر تصنیف کی تھی۔ غوریون سے جو لڑائیان اسنے کین وہ "الاسلام فی الہند" مین مذکور ہونگی۔
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ	۵۴۷ھ	علاءالدین غوری جہانسوز نے اسکو غزنی سے بھگا دیا۔ لاہور مین جاکر یہ مقیم ہوا۔ پھر وہان سے آیا لیکن غزنی مین رہ نہ سکا لاہور ہی مین جاکر رہا اور وہین مرا۔ آٹھ سال حکمران رہا۔
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ	۵۵۵ھ	اپنے باپ کے مرنے پر یہ لاہور کے تخت پر بیٹھا غیاث الدین محمد شاہ غوری غزنی کے تخت پر بیٹھکر برابر ہندوستان پر حملہ کرتا رہا۔ بالآخر ۵۸۳ھ مین لاہور پر بھی اسکا قبضہ ہوگیا اور خاندان سبکتگین (ملوک غزنی) کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل ششم

سلاطین دیالمہ

اب تک جتنے خاندان مذکور ہوئے سب بغداد سے دور تھے۔ بغداد اور نواحی بغداد پر جس خاندان نے اپنا اثر ڈالا اسکو خاندان دیالمہ کہتے ہین۔ سلاطین دیالمہ کو مورخ بہرام گور کی نسل سے کہتے ہین اور بعض لکھتے ہین کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار آخر ملوک عجم کی نسل سے تھے۔ دیالمہ جمع ہے دیلم کی۔ دیلم مقام کا نام ہے اور بعضون کے نزدیک اس خاندان مین ایک شخص کا نام بھی دیلم تھا۔ ابوشجاع بویہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا جسکے تین بیٹے علیؔ۔ حسنؔ۔ احمدؔ بڑھتے بڑھتے شاہی درجہ تک پہونچے اور خلفاے بغداد کی طرف سے عماد الدولہ۔ رکن الدولہ اور معز الدولہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فارس اور کرمان کی زبردست سلطنت انکی اور انکی نسل کے ہاتھ مین عرصہ تک رہی۔ خلفاے بغداد انکے عروج کے پہلے کچھ دنون سے اراکین ترک کے ہاتھ مین تھے اب اُنسے نکل کر انکے ہاتھ مین آگئے یہ خلفاے عباسیہ کا احترام کرتے تھے۔ لیکن محض مصلحت ملکی پر نظر ڈال کر خلفا بھی انکی مدد سے کبھی بے نیاز نہ تھے۔ خلیفہ مقتدر کے زمانہ (سنہ ۳۲۰ھ) مین اس خاندان کی ابتدا ہوئی۔ محمود غزنوی کے عہد مین زوال شروع ہوا۔ اور پھر سلجوقیون کے عہد مین ابو منصور پر اسکا خاتمہ ہوگیا۔

اس خاندان مین سولہ بادشاہ ہوئے جنکی مختصر کیفیت ذیل مین درج کی جاتی ہے ان لوگون کا کوئی مستقل پایہ تخت نہ تھا۔ مختلف مقامات پر یہ لوگ رہتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی وقت مین اس خاندان کے دو تین اشخاص کی جدا جدا خود مختا

حکومتین قایم رہین۔ لیکن ایک مستقل سلسلہ انھین لوگون کا ہی جو خلفاے بغداد پر حاوی تھے اور دوسرے وہ سلاطین ہین جو بغداد سے الگ اصفہان۔ کرمان اور فارس مین رہے۔ ان دونون گروہ کا بیان یک جا کیا جاتا ہی۔ ناظرین پڑھتے وقت اسکا لحاظ رکھین تا کہ خلط مبحث سے غلط فہمی نہ ہو۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	عماد الدولہ	سنہ ۳۲۰ھ	خلیفہ مقتدر کے گورنر یاقوت کو شکست دیکر اسنے چار صدی کی ابتدا مین فارس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی رکن دولہ کو بھیجکر عراق فتح کیا اور معزالدولہ کو کرمان بھیجا جو کرمان فتح کر کے بغداد پر بھی مستولی ہو گیا۔
۲	رکن الدولہ	سنہ ۳۱۸ھ	اسکی حکومت کا زمانہ بہت کم تھا۔ عماد الدولہ تو اسکے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولیعہد کر گیا۔ لیکن معلوم نہین کیونکر یہ تخت نشین ہو گیا ظاہرا لڑکے نے باپ سے لڑنا پسند نہین کیا۔ مرتے دم اسنے کرمان۔ اہواز اور فارس عضد الدولہ کو دیا۔ ہمدان۔ رے اور طبرستان کی حکومت اپنے دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو اور اصفہان کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے موید الدولہ کو دیکر ان دونون کو تاکید کی کہ یہ عضد الدولہ کے ہمیشہ مطیع رہین
۳	معزالدولہ	سنہ ۳۲۲ھ	معزالدولہ کو جب اسکے بھائی عماد الدولہ نے فتح کرمان کے لیے بھیجا تو اسنے کرمان فتح کیا اور اسکے بعد بغداد کے حاکم ہی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اہواز چھین لیا۔ بغداد پر بھی تین مرتبہ حملہ کرنے کے بعد اسنے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ کا امیر الامرا توزون جب تک زندہ رہا معز الدولہ کو کامیابی نہ ہوئی اسکے مرنے پر ابن شیراز اسکا قایم مقام تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ خلیفہ مکتفی کی مجلس مین آکر اسنے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اور اپنے دونون بھائیون کے لیے معز الدولہ۔ عماد الدولہ اور رکن الدولہ کے خطابات حاصل کیے۔ لیکن بیعت اور خطاب کی عجب نوعیت تھی کہ بظاہر اسکی ضرورت کچھ نہ تھی لیکن اسکے حاصل کرنے کو محمود ایسا سلطان بھی اپنا فخر سمجھا تو سلاطین دیالمہ بمقابلہ اسکے کس شمار مین تھے۔ خطاب اور بیعت کے بعد معز الدولہ نے خلیفہ مکتفی کے لیے پانچ ہزار درہم یومیہ خرچ مقرر کرکے اسکو وجود معطل کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد مکتفی باللہ کو تخت خلافت سے اوتار کر مطیع باللہ کو شاہ شطرنج کی طرح بٹھا دیا۔ یہ اخیر مین بصرہ پر بھی قابض ہو گیا تھا اسکا قیام بغداد مین سپہ سالار خلیفہ کے طور پر رہا لیکن ایسا سپہ سالار جو سلطنت سے سپہ سالاری کو کہین اچھا سمجھے۔

پیغمبر خدا کے مرنے کے بعد ہی سے بنو ہاشم کو غیر قبیلہ مین خلافت کا جانا یعنی ابوبکر صدیق کا خلیفہ اول ہونا کسی قدر ناگوار رہا۔ لیکن اسمین شبہہ نہین کہ دونون خلفا کے حسن انتظام نے عام طور پر اس خیال کو کھو دیا۔ حضرت عثمانؓ کے اخیر وقت کے جھگڑون نے اس مضمون کو پھر تازہ کردیا لیکن نہ اس طور پر کہ یہ کوئی مذہبی رکن قرار پا جائے۔ معاویہ کے ساتھی شیعان علی کو اور شیعان علی کے ساتھی اصحاب معاویہ کو علانیہ اور بالالتزام برا کہتے تھے لیکن یہ ایک پولیٹکل بحث تھی مذہبی بات نہ تھی۔ خلفاے عباسیہ نے شروع شروع بنی امیہ کی نسبت کچھ توہین کی لیکن محض پولیٹکل خیال سے۔ علویون سے انکا برتاؤ اچھا بھی رہا۔ جب جیسا موقع ہوا ویسا کیا گیا

شیعون کا امتیاز

سُنیون اور شیعون کی جیسی تفریق اب ہے تین صدی ہجری تک نہ تھی اسکی ابتدا خاندان دیالمہ سے پڑی۔ چنانچہ اخیر اخیر معز الدولہ نے تمام مساجد بغداد کے دروازون پر حکم دیا کہ عبارت ذیل کندہ کی جائے۔

"لعن اللہ معاویہ ابن ابی سفیان لعن اللہ من غصب عن فاطمہ علیہا السلام فدکاً ولعن من منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن نفی اباذر الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوری"۔

جسکا ماحصل یہ ہے کہ معاویہ ابوبکر عائشہ عثمان اور عمر پر لعنت ہو۔ اس عبارت سے شہر مین بڑا شور وغل پیدا ہوا معز الدولہ سے خلیفہ دبتا تھا اور معز الدولہ کو اپنے فعل پر اصرار تھا بہرحال وزیر محمد بن مہدی کی حکمت عملی سے سوائے معاویہ کے سب عبارت نکال دی گئی مجملاً لکھدیا گیا کہ "معاویہ اور آل رسول پر ظلم کرنے والے ملعون"

یہ تو ظاہر ہے کہ بادشاہون کا کوئی مذہب نہین ہوتا۔ پولیٹکل مصلحت بس عموماً یہی

مذہب سلاطین ہی اسمین شک نہین کہ آل رسولؐ مین ایک توفیض صحبت رسولؐ کا اثر
نسلاً بعد نسل عرصہ تک قایم رہا دوسرے اُنکا مظلوم رہنا اور سلطنت کے لہو و لعب
سے دور رہنا اور بھی کام دے گیا۔ اپنے اخلاق کی وجہ سے مسلمانون کی نظرون
مین اولاد علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی وقعت پیدا کی۔ دینی امور مین یہ لوگ نمونہ
رہ گئے۔ پیغمبر خدا کے بعد مسلمانون مین جو وقعت حسنین کی تھی اس سے کہین
زیادہ وقعت عام مسلمانون کی نظرون مین اولاد حسنین نے دو صدیون کے
بعد پیدا کی جسکا اثر اب تک (زمانہ تالیف کتاب) چلا آتا ہی۔ دیالمہ نے بنو عباس
پر فوق حاصل کرنے کی یہ حکمت سوچی کہ خود کو آل علی کا شیدا ظاہر کیا۔ کسی کی
ذاتی عقیدت سے یہان بحث کرنا نہین ہی۔ محض اسقدر ظاہر کرنا ہی کہ خلافت
کے جھگڑے کو جزو ایمان قرار دینا اور اہل تشیعہ کے مذہب کو اہل سنت
و جماعت سے الگ کر کے دکھانا یعنے مذہب اسلام کو یون دو مستقل
حصّون مین تفریق کرنا۔ اس بدعت کا بانی معز الدولہ ہوا اور اسی
خیال کے موید اکثر سلاطین دیالمہ تھے۔ ورنہ اس کے پہلے یہ باتین
مسائل جزئیہ کی طرح مافی الذہن رہتی تھین اپنے مخالف خیال والے
کو کوئی مذہبی طور پر جدا نہین سمجھتا تھا۔ بعد دیالمہ کے فارس کے
صفوی خاندان نے بھی اس جزوی مسئلہ کو خوب رونق دی اور
رفتہ رفتہ سنیون اور شیعون مین وہ تفرقہ پیدا ہوا جو فی زمانناموجود
ہے اور سمجھداردن کے نزدیک نہایت حیرت اور افسوس سے
دیکھے جانے کے لایق ہی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۴	عضد الدولہ بن رکن الدولہ	سنہ ۳۳۸ھ	یہ اپنے چچا کی جگہ فارس اور کرمان کا بادشاہ ہوا اسنے نجف مین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تربت بناکر ایک عالیشان عمارت اسپر قایم کی اور اُسکو زیارت گاہ قرار دیا اسنے جوڑ بند سے قیصر روم سے اپنے لیے ہدیہ او تحفہ منگوایا اور اس طرح اپنے کو عام نظرون مین معزز ثابت کیا - یہ بڑا زبردست بادشاہ ہوا ہی - شہر بغداد کی اسنے بہت کچھ قدر و منزلت کی - بغداد اور مکہ کی راہ مین جتنے کنوئین خراب ہوگئے تھے سب اس نے درست کروادیے - مکہ - مدینہ - نجف اور کربلا مین اس نے غربا کے لیے روپیے بھیجے - اسکا وزیر نصر بن ہارون نصرانی تھا - چونتیس برس تک اسکی سلطنت تھی - اسکے مرنے پر خلیفہ طائع اسکی مجلس تعزیت مین شریک ہوا تھا - اپنی وصیت کے مطابق یہ نجف مین دفن کیا گیا - سلاطین دیالمہ مین یہ سب سے بڑا بادشاہ تھا -
۵	موید الدولہ بن رکن الدولہ	سنہ ۳۷۲ھ	اپنے بھائی عضد الدولہ کے وقت مین یہ اصفہان کا حاکم تھا اور عضد الدولہ کا مطیع تھا عضد الدولہ کے مرنے کے تھوڑے ہی دنون کے بعد یہ بھی مرگیا - اسنے صرف اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کی تھی اسلیے کہ عضد الدولہ سے وہ بےتابی کرکی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خراسان چلا گیا تھا اور وہان سے سامانیون کی مدد سے مؤید الدولہ کے مقابلہ کو آیا تھا جیسا کہ نوح بن منصور سامانی کے حال مین لکھا گیا ہی اسکی حکومت کا زمانہ بہت پہلے سے شروع ہوا لیکن بادشاہت ۳۷۲ھ مین ہوئی کہ یہی عضد الدولہ کی وفات کا زمانہ ہی۔
۶	فخر الدین بن رکن الدولہ	سنہ ۳۷۳ھ	دونون بھائیون کے مرنے پر امراء دولت نے اسکو خراسان سے (جہان یہ بھائیون کے خوف سے جا چھپا تھا) بلا کر تخت پر بٹھایا اسکے لیے صمصام الدولہ نے خلیفہ بغداد سے خلعت بھجوایا اور اسطرح ایک مدت کے بعد ملک موروثی پر آسانی قابض ہو گیا
۷	صمصام الدولہ بن عضد الدولہ	سنہ ۳۷۳ھ	عضد الدولہ کے مرنے پر صمصام الدولہ بغداد کا امیر الامرا بنا اُسکو اُتار کر شرف الدولہ نے اپنے کو امیر الامرا بنایا اور چھ برس کے بعد اپنی موت سے مرگیا۔
۸	شرف الدولہ بن عضد الدولہ		
۹	بہاء الدولہ بن عضد الدولہ	سنہ ۳۷۸ھ	شرف الدولہ کے مرنے پر یہ امیر بغداد ہوا خلیفہ طائع باللہ کو اسنے تخت سے اُتار کر قادر باللہ کو بٹھایا ۳۸۱ھ مین یہ مرا اور اسکا تابوت مشہد امام علیہ السلام مین بھیجا گیا۔
۱۰	مجد الدولہ بن فخر الدولہ	سنہ ۳۸۷ھ	فخر الدولہ کے بعد اسکا نابالغ بیٹا مجد الدولہ تخت پر بیٹھا لیکن انتظام سلطنت اسکی (مجد الدولہ کی) مان کرتی تھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور اپنی زندگی تک سلطنت دیلمی کی رونق اسنے قایم رکھی محمود غزنوی نے اسپر چڑھائی کرنی چاہی - اسنے کہلا بھیجا کہ بیوہ پر فتحیابی سے محمود کا کیا نام ہوگا اور اگر کہین شکست ہوئی تو ذلت بڑی ہوگی محمود نے پھر اسکی زندگی مین ادھر توجہ نہ کی - لیکن اسکے مرتے ہی محمود نے رے پر چڑھائی کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کرکے غزنی بھیجدیا اور خلیفہ قادر باللہ کو لکھا کہ مجد الدولہ کا چلن شرع محمدی کے خلاف تھا اسلیے مین نے ایسا کیا -
۱۱	سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ	سنہ ۴۰۱ھ	اپنے باپ کے بعد یہ فارس اور بغداد مین حکمران ہوا - اسکے ملک کو زیادہ تر محمود غزنوی نے کمزور کردیا اور کچھ خانہ جنگیون نے خراب کردیا -
۱۲	شرف الدولہ بن بہاء الدولہ	سنہ ۴۱۱ھ	سنہ ۴۱۱ھ مین شرف الدولہ کا نام بغداد کے خطبہ مین داخل ہوا اور سلطان الدولہ کا نام خارج ہوا -
۱۳	ابو کالنجار بن سلطان الدولہ		محمود کا زور - بغداد پر ترکون کے حملے - دیالمہ کی باہمی لڑائیان تھی ہین اسپر مستزاد یہ ہوا کہ یہ تین بادشاہ باہم لڑنے جھگڑنے مین مشغول ہوئے جس سے دشمنون کو اور قوت ہوئی - آخر تو خلفاے عباسی برابر شطرنج کی بادشاہ کی طرح بے کسی اختیار کے تخت خلافت پر بیٹھتے
۱۴	جلال الدین بن بہاء الدولہ		
۱۵	قوام الدولہ بن بہاء الدولہ		

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			چلے آتے تھے۔ دیالمہ کی کمزوری سے قادر باللہ کو ذرا موقع مل گیا کہ وہ خلافت کی گئی گزری حالت کو کچھ سنبھالا لیکن یہ سنبھالنا صرف یہ تھا کہ دیالمہ کے مقابلہ مین خلیفہ کی رونق بڑھ چلی ورنہ عام طور پر تمام ملک مین بدامنی تھی سلطنت دیالمہ کے ضعف کے ساتھ خلافت بھی ضعیف ہوئی۔ پہلے سلاطین دیالمہ سے ملک کو فوجی تقویت تھی اور خلفا سے درباری عزت تھی۔ فوجی وقعت مین کمی ہوئی تو درباری عزت کیا خاک قایم رہ سکتی نتیجہ یہ ہوا کہ قوام الدولہ کے وقت مین قایم باللہ خلیفہ کی خلافت کے مقابلہ مین ترکون نے پھر زور پکڑا اور بجاے ملوک غزنی کے سلجوقیون کا زور شروع ہوا جسکا اثر بغداد تک پہونچا۔
۱۶	خسرو بن فیروز بن ابو کالیجار		اس بادشاہ کا لقب ملک رحیم تھا۔ اسکے وقت مین دیالمہ نے چاہا کہ متفقہ طاقت سے وہ اپنے کو سنبھال لین لیکن سنبھال نہ سکے۔ خلیفہ نے بھی انکی عزت کم کردی خلیفہ نے حکم دیا کہ ملک رحیم کے پہلے طغرل بیگ سلجوقی کا نام خطبہ مین پڑھا جائے۔ یہ تو تھا ہی طغرل بیگ خلیفہ کی اجازت سے حج کو چلا۔ راہ مین وہ خلیفہ سے ملنے کو ٹھہرا۔ دیالمہ اپنی غلط فہمی سے طغرل بیگ کے ساتھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکون سے لڑتے اور مغلوب ہوتے۔ تمام شہر مین لوٹ مار ہوئی۔ خسرو کو طغرل قید کرکے لے گیا لیکن ابو منصور بن ابوکالنجار کو ایک موقع مل گیا کہ وہ کچھ دنون کے لیے فارس کا بادشاہ ہو گیا اور پھر اپنے سپہ سالار فضل بن حسن کے ہاتھ سے جسکی نسل کو مورخ فضلویہ کہتے ہین ۴۴۸ھ مین مارا گیا اور اُسکے ساتھ دیالمہ کا خاتمہ ہو گیا۔ فضلویہ کو بھی تھوڑے ہی دنون مین ملک قادر سلجوقی نے بھگا کر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا

فصل ہفتم

سلاطین علویہ اسماعیلیہ

تیسری صدی کے اخیر مین ایک بڑی زبردست سلطنت علویون کی مغرب مین قایم ہوئی بنو اُمیہ اور عباسیون کے بعد حدود ارضی کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصہ تک بادشاہت قایم رہی علوی سلطنت تیسرے درجہ مین شمار ہوتی ہے بغداد سے پچھم اندلس تک علویون کی بادشاہت تھی۔ کچھ دنون تک شام مکہ اور مدینہ مین بھی علویون کا زور تھا۔ سال بھر تک خطبہ بغداد مین مستنصر علوی کا نام لیا گیا۔ اندلس ایسی مستقل اور زبردست سلطنت اسلامی عرصہ تک علویون کا ایک صوبہ رہی جیسا کہ سلاطین اُندلس کے حال مین لکھا گیا۔ سلاطین علویہ باعتبار خلفاے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرعی تھے لہو ولعب سے انکو پرہیز تھا۔ اسلیے عیسائی مورخون نے براہ تعصب علویون کو متعصب لکھا ہے۔

ابتدا اس سلطنت کی محمد بن عبد اللہ سے ہوئی جس نے اپنا لقب مہدی رکھا اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے میرے لیے پیشینگوئی کی ہے امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کی نسل سے یہ تھا اسلیے جو خاندان مہدی کی ذات سے قایم ہوا اُسکو علویہ اسماعلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین اور بعض مورخ بنو مہدی بھی لکھتے ہین۔ بعضون کا خیال ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل سے نہ تھا۔ پولٹیکل مصالح پر نظر ڈالکر ادعائی علوی بن گیا تھا۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

ڈھائی سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ تک یہ خاندان قایم رہا۔ چودھوین بادشاہ عاضد پر ۵۶۷ھ مین اسکا خاتمہ ہوا۔ سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل مین درج ہین۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	مہدی	۲۹۷ھ	ابتداے سلطنت یون ہوئی کہ مہدی نے افریقہ مین خروج کیا۔ سلطنت عباسی مین ضعف تھا۔ کسی سے مہدی کی مزاحمت نہ ہوسکی اسنے قروان مین ایک نہایت مضبوط قلعہ مہدیہ نامی بنایا اور اسے اپنا دار الحکومت قرار دیا اندلس۔ قیروان اور طرابلس کو فتح کرکے مصر کی فتح کو آیا۔ یہان خلیفہ مقتدر عباسی کی طرف سے مونس خادم مقابلہ کو آیا لیکن مہدی کا بول بالا بلند رہا۔ ۲۵ برس سلطنت کرکے یہ حصار مہدیہ مین مرا۔
۲	قائم بامر اللہ بن مہدی	۳۲۲ھ	باپ کے مرنے پر یہ تخت نشین ہوا اور خلفاے عباسی کے طرز پر اسنے اپنا لقب قایم بامر اللہ قرار دیا اور اس کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			جانشینون نے بھی اس بارے مین اسکی تقلید کی۔ ابو یزید ایک معمولی مدرس نے قایم پر خروج کیا اور اسکو مہدیہ مین محصور کرکے قیروان سے بیدخل کردیا۔ حالت محاصرہ مین یہ حصار مہدیہ مین بیمار رہا اور وہین مرا۔
۳	منصور باللہ بن قایم	سنہ ۳۳۴ھ	یہ بڑا شجاع تھا۔ تخت پر بیٹھکر اسنے ابو یزید کو بھگایا اور خود اُسکے تعاقب مین سوڈان تک گیا۔ بالاخر ابو یزید گرفتار ہوا اور مارا گیا۔
۴	معز لدین اللہ بن منصور	سنہ ۳۴۱ھ	سلطنت نے اسکے زمانہ مین عروج پکڑا۔ مصر۔ اسکندریہ مکہ اور مدینہ تمام مقامات عباسیون کے تصرف سے نکل کر اسکی سلطنت مین شامل ہوئے۔ شام پر بھی اسکا دخل ہوگیا۔ قاہرہ اسکا آباد کیا ہوا شہر اب تک مصر کا دار الخلافہ ہے۔ اس بادشاہ نے مصر کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور پھر برابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی دار الحکومت رہا۔
۵	عزیز باللہ بن معز	سنہ [illegible]	عضد الدولہ دیلمی سے اسنے مراسلت جاری کی۔ شام سے اندلس تک تمام ممالک غربی پر اسکا قبضہ تھا۔ اسنے ایک یہودی گورنر شام مین متعین کیا اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لیے مقرر کیا لیکن پھر اپنی غلطی پر متنبہ ہوا۔
۶	حاکم باللہ بن عزیز	سنہ ۳۸۶ھ	یہ بڑا متشرع بادشاہ تھا۔ اسنے عورتون کے پردے مین

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سختی کی۔ مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی۔ اسکے وقت مین انتظام شہر بھی اچھا تھا۔ قاہرہ مین مسجد ازہر اسی کی بنوائی ہوئی ہی لیکن بعض مورخون نے اسے فرعون ثانی لکھا ہی اور اسکی سختیون کو حدود شرعی سے متجاوز بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔
۷	ظاہر لدین اللہ بن حاکم	۴۱۱ھ	یہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا۔ اسکی نیکنامی سنکر عمایدِ خراسان حج کرکے پھرے تو مصر ہوتے ہوئے آئے اور وہان سے خلعت لائے۔ محمود سبکتگین کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے فوراً خلیفہ بغداد قادر باللہ کو مطلع کیا۔ حجاج ابھی سفر سے آکر بغداد ہی مین ٹھہرے تھے کہ خلیفہ نے اُنسے بازپرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ محمود سبکتگین کو بھی علویون سے خوف تھا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ دیالمہ۔ ملوک غزنی۔ سلجوقی وغیرہ یہ سب خلفاے بغداد کی خاطر اسلیے بھی کرتے تھے کہ سلاطین علویہ سے دبدبہ و مقابلہ کرنے کو وہ مصلحت کے خلاف جانتے تھے۔ سلاطین علویہ کو دربار زن کے علاوہ جو عزت خاص عام نظرون مین حاصل تھی وہ ان غیر قریشی النسل سلاطین کے لیے بہت زیادہ خوف دہ تھی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۸	مستنصر باللہ بن ظاہر	سنہ ۴۲۷ھ	قایم باللہ خلیفہ عباسی نے والی افریقیہ سے سازش کرکے اُسکو نقصان پہونچانا چاہا لیکن اسکی حکمت کارگر نہ ہوئی اور اسکے بدلے مین مستنصر کے اشارہ سے بساسیری نے قایم کو بغداد مین قید کرکے سال بھر تک مستنصر کا نام بغداد کے خطبہ مین قایم رکھا مستنصر کے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہوجاتا لیکن طغرل بیگ نے آکر بساسیری کو مغلوب کیا اور قایم باللہ کو بڑے اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا اور اسی صلہ مین اپنے لیے رکن الدین خطاب حاصل کیا
۹	مستعلی باللہ بن مستنصر	سنہ ۴۸۷ھ	سات سال حکومت کرکے یہ قتل کیا گیا۔
۱۰	آمر باحکام اللہ بن مستعلی	سنہ ۴۹۵ھ	اسکے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے۔ ان شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین۔ اسکے وقت مین شام مین ایک خاندان نزاریہ نام صاحب حکومت ہوا اور کچھ ملک علویون کا اس خاندان کے قبضہ مین آگیا اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسلیے اپنے چچا حافظ کو اسنے ولیعہد مقرر کیا
۱۱	حافظ لدین اللہ بن مستنصر	سنہ ۵۲۴ھ	شامیون پر اسنے بھی غلبہ نہ پایا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۲	ظافر باللہ بن حافظ	سنہ ۵۴۴ھ	اسکے وزیر نے اسکو اس لیے قتل کیا کہ یہ خفیف الحرکت تھا
۱۳	فائز بنصر اللہ بن ظافر	سنہ ۵۴۹ھ	اہل فرنگ سے اسکے وقت مین بھی لڑائی رہی۔ بلاد مغربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا۔ اور کچھ حصہ ملک اسنے اُنسے واپس بھی لے لیا۔
۱۴	عاضد لدین اللہ	سنہ ۵۵۵ھ	اسکے وقت مین اہل فرنگ ساحل شرقی و مغربی سے آتے آتے مصر تک پہونچ گئے اور مصر پر قابض ہوگئے غیر مذہب والون کا مصر پر قابض ہونا نورالدین محمود والی شام کو بہت برا معلوم ہوا۔ اسنے مصریون کی مدد کو فوج بھیجی جو اہل فرنگ پر غالب آئی۔ شامیون نے اہل فرنگ کو مصر سے نکال دیا لیکن خطبہ مین بجاے عاضد کے مستضی باللہ عباسی کا نام داخل کیا گیا انہی زمانہ مین عاضد بھی مرگیا اور اسکے ساتھ ہی سلاطین علویہ اسماعلیہ کا خاتمہ ہوگیا اور بنو مہدی کا نام مٹ گیا۔

فصل ہشتم

شیعان اسماعیلیہ

شیعون کے دو فرقے

علاوہ سلاطین علویہ اسماعیلیہ کے شیعان علی کا ایک مذہبی فرقہ بھی اسماعیلیہ نام رکھتا ہے۔ اہل تشیعہ کے بارہ امام کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق نے پہلے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو مذہبی امور مین اپنا جانشین قرار دیا تھا۔ لیکن انکے چال چلن کو

ناپسند کرکے دوسرے بیٹے موسیٰ کو نامزد کیا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ قول ہی کہ جو پہلے نامزد کیا گیا وہی امام برحق ہی۔ امام معصوم ہوتے ہیں اُنسے خطا نہیں ہوسکتی اور خطا معلوم بھی ہو تو وہ قابل گرفت نہ ہونا چاہیے۔ امام موسیٰ کاظم کے ماننے والے اثنا عشریہ کہلاتے ہیں اور اسماعیل کے ماننے والے اسماعیلیہ کہے جاتے ہیں۔ یہی دو فرقے شیعوں کے زیادہ مشہور ہیں۔ کچھ اور ضمنی تقسیمیں بھی ہیں جو چنداں مشہور نہیں ہیں یوں سلاطین مصر یہ اسماعیلیہ اپنے امام اسماعیل کی تعظیم ضرور کرتے ہونگے لیکن ابتدائی زمانہ میں ان جزئیات کو مذہبی رکن قرار دینے کا زیادہ دستور نہ تھا اخیر میں حسن بن صباح ایک خراسانی نے فرقہ اسماعیلیہ کو بڑی رونق دی۔ اسماعیلیہ اسکو سیدنا لکھتے ہیں۔ اسکی نسل میں خودمختار حکومت بھی عرصہ تک رہی اور اسمیں مختلف خیالات کے لوگ پیدا ہوئے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کچھ مختصر حال حسن اور اولاد حسن کا بھی لکھدیا جائے۔ اسمیں گفتگو ہی کہ حسن عربی النسل تھا یا نہیں۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	حسن بن صباح	[illegible]	یہ امام موفق نیشاپوری کا شاگرد تھا اور حکیم عمر خیام کا (جس کی رباعیاں بہت مشہور ہیں) ہم مکتب تھا۔ نظام الملک طوسی وزیر ملک شاہ سلجوقی کا بھی ہم مکتب تھا۔ ابتدا میں یہ ملک شاہ کے یہاں نوکر ہوا۔ نظام الملک سے کچھ رنج بڑھا اسلیے یہ مستنصر شاہ علوی کے پاس مصر چلا گیا۔ یہاں اسماعیلیہ کا اپنے کو مذہب بھی خواہ ظاہر

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			کیا۔ شاہ مستنصر سے تو اسکا لطف اخیر تک قایم رہا لیکن درباریون سے ان بن ہوگئی اور اسے واپس آنا پڑا۔ واپس آکر اسنے قہستان کے ایک قلعہ الموت پر ۴۸۳ھ مین قبضہ کرلیا اور بجاے سلطانی ڈھنگ کے درویشانہ طریقہ اختیار کرکے مذہب اسماعیلیہ کا وعظ جاری کیا اور ایک مقتداے مذہب کی حیثیت پیدا کرلی۔ اسکے مقلدین فدائی کہلاتے تھے۔ اور جابجا امراسے تعرض کرنا اپنا فرض منصبی جانتے تھے حسن کے حکم سے ایک فدائی نے نظام الملک کو ہلاک کیا اور اسی زمانہ مین ملک شاہ مرگیا جس سے حسن کی خودمختاری اور زیادہ ہوگئی۔
۲	کیا بزرگ بن حسن	۵۱۸ھ	اپنے باپ کے مرنے پر تخت الموت پر بیٹھا اسکے وقت مین ریاست نے کچھ اور زور پکڑا گو محمود سلجوقی کے وقت مین اسماعیلی بہت مارے گئے لیکن اسکی خودمختاری مین ذرا بھی فرق نہین آیا۔
۳	محمد ابن کیا		چار فدائیون نے خلیفہ عباسی راشد باللہ کو راہ مین موقع پاکر قتل کیا۔ ریاست اسماعیلیہ کو کچھ فایدہ نہین پہونچا لیکن عام طور پر الموت مین خوشی منائی گئی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			محمد سلطان سنجر نے محمد ابن کیا کا عقیدہ دریافت کیا اور غرض اسکی یہ تھی کہ وہ بے دین ہو تو مجاہدین اسلام بھیجے جائین لیکن محمد ابن کیا نے جواب مین وہ باتین لکھین جن سے محمد سلطان سنجر ساکت ہو رہا اور معلوم ہوا کہ صرف جزئیات مین اختلاف ہے۔ رکن مذہب مین کوئی فرق نہین ہے ۲۵ برس تک یہ حکمران رہا۔
۴	حسن بن محمد کیا		اسکو لوگ علی ذکرہ السلام کہتے تھے۔ اسکو علمای اسلام ملحد اور زندیق لکھتے ہین۔ اسکے معتقدات اسلام کے خلاف تھے یہ دہریہ مذہب رکھتا تھا اور بے تکلف لوگون کو اغوا کرتا تھا کہ وہ مذہب کو کوئی چیز نہ سمجھین۔
۵	محمد بن حسن بن محمد بن کیا	سنہ ۵۶۱ھ	الحاد مین یہ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ امام فخر الدین رازی اسی زمانہ مین تھے۔ آذربائیجان سے رے مین آکر انھون نے درس جاری کیا۔ مذہبی درس مین وہ شاملاً نام اسماعیلیون کا لیتے تھے اور حسن بن محمد اور محمد بن حسن کو برا بھلا کہتے تھے تاکہ لوگ ادھر مائل نہ ہون۔ فدائیون نے الموت سے پہونچکر امام فخر الدین رازی کو بہت دق کیا۔ وہ غیاث الدین بادشاہ کے پاس غور مین چلے گئے اور پھر وہان سے سلطان محمد خوارزم کے پاس خوارزم

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			مین جاکر زندگی بسر کی۔
۶	جلال الدین حسن بن محمد بن حسن		باپ کے اعتقادات سے اسنے توبہ کی اور اپنے توبہ کی خبر تمام سلاطین عصر کے پاس بھیجی۔ جس سے یہ جلال الدین حسن نومسلم مشہور ہوا۔ مذہب اسلام کو اسکے وقت مین رونق ہوئی۔ اسکی ماں ایک مرتبہ حج کرنے گئی تو اسکے ساتھ رائت سلطانی بھی تھا ناصر خلیفہ بغداد کے حکم سے سلطان محمد خوارزم شاہ کے رائت سے جلال الدین کا رائت آگے رکھا گیا۔ سلطان محمد کو جہان اور رنج ناصر سے تھا وہان یہ بھی خیال تھا کہ خلیفہ نے جلال الدین سے میری عزت کم کی۔
۷	علاء الدین محمد بن جلال الدین حسن		نو برس کے سن مین یہ تخت پر بیٹھا۔ یہ جو کچھ اُلٹا سیدھا حکم دیتا تھا لوگ اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق اسکو وحی الٰہی جانتے تھے اور رکھتے تھے کہ امام معصوم ہوتا ہی۔ اسکے وقت مین مذہب کھیل ہوگیا۔ اخلاق ناصری کا مصنف "ناصر الدین" اسی وقت مین تھا۔
۸	رکن الدین خورشاہ بن علاء الدین	۶۵۳ھ	چنگیز خان کے پوتے ہلاکو نے اسے گرفتار کرکے ہزارون اسماعیلیون کو قتل کیا اور پھر اسکے بعد بغداد کی طرف توجہ کی خلفاے بغداد اور شاہان الموت کی بربادی کا ایک زمانہ ہی۔

فصل نہم

سلاطین سلجوقیہ

سلجوق

بیغو شاہ ترکستان کے دربار مین ایک شخص سلجوق نامی تھا جو بیغو سے خفا ہو کر مسلمانون کی سرحد یا سمرقند مین چلا آیا تھا۔ نواحی جندر مین یہ آکر ٹھہرا اور مذہب آبائی چھوڑ کر والی ماوراء النہر کے استمزاج سے مسلمان ہوگیا۔ جندر اُس زمانہ مین بیغو شاہ ترکستان کا باجگزار تھا۔ ترک سالانہ خراج لینے آئے تو سلجوق مزاحم ہوا اُسنے کہا کہ کفار مسلمانون سے خراج لین مین اسے گوارا نہین کرسکتا۔ جندر کے مسلمان سلجوق کی مدد سے غالب آئے اور سلجوق کی شہرت کی یہی ابتدا ہوئی۔ اسکے بعد جب ابراہیم سامانی نے سلجوق کی مدد سے ایلک خان پر فتح پائی تو سلجوق کا نام اور بھی بلند ہوا۔ سلجوق کا بیٹا میکائیل ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اور اُسکے دو بیٹے طغرل بیگ اور جغر بیگ اپنے دادا سلجوق کے ظل عاطفت مین پرورش پاتے رہے

طغرل بیگ اور جغر بیگ

سلجوق کے دونون بیٹے میکائیل اور داؤد اپنے باپ کے طرز پر تھے اور دونون پوتے طغرل بیگ اور جغر بیگ تو بڑے ہی زبردست نکلے۔ سلجوقیون سے حاکم ماوراء النہر علی تگین معروف ایلک خان اور ترکستان کے سلاطین دبنے لگے۔ ایلک خان نے تمام سلاطین گرد و نواح کو جمع کر کے سلجوقیون کا استیصال کرنا چاہا۔ اسپر جغر بیگ خراسان اور طوس سے ہوتا ہوا آرمینیا کی طرف نواحی سلطنت روم مین عیسائیون سے مذہبی جنگ کرنے چلا گیا۔ یہ زمانہ محمود سبکتگین کا تھا۔ سلجوقیون کو والی طوس نے اپنے مُلک سے گزرنے دیا اسپر وہ محمود کے عتاب کا مستوجب ہوا۔ جغر بیگ نے وہان کئی قلعے فتح کیے اور بہت سی غنیمت لیکر پھرا۔ پھر یہ دونون بھائی ایک جا ہوکر

اپنی قوت شفقہ کا زور بلخ میں دکھانے لگے - خان کاشغر اور سلطان محمود نے باہم ملکر ایلک خان کو جب سمرقند سے بھگایا تھا اسوقت سلجوقیون کا بھی زور گھٹ گیا تھا لیکن محمود کے مرنے پر مسعود کے زمانہ مین مرو اور ہرات پر جغر بیگ قابض ہوگیا - اور خراسان مین بمقام نیشاپور طغرل بیگ نے اپنا تخت حکومت رکھا اسکے بعد مسعود نے چڑھائی کی اور دونون بھائیون نے ملکر مسعود کا سخت مقابلہ کیا اور اس لڑائی مین اتنی خونریزی ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی مسعود کو ہزیمت ہوئی اور سلجوقیون کی سلطنت خراسان مین قایم ہوئی -

طغرل بیگ

خوارزم شاہ سے اُسکے سپہ سالار نے سرتابی کی تھی اسلیے طغرل بیگ کو خوارزم شاہ کی مدد کے لیے خوارزم جانا پڑا اور وہان سے ظفر اور منصور واپس آیا - پھر غزوہ روم کے لیے روانہ ہوا اور وہان سے بھی کامیاب واپس آیا - اسی زمانہ مین طغرل بیگ دو مرتبہ بغداد گیا - ایک مرتبہ تو ملک رحیم دیلمی کا استیصال کیا اور دوسری مرتبہ قایم باللہ خلیفہ بغداد کو بساسیری کے پنجہ سے چھڑا کر پھر تخت پر بٹھایا اور مستنصر علوی کا نام خطبہ سے نکال کر پھر قایم باللہ کا نام خطبہ مین داخل کیا - اسی سال اہواز اور بصرہ مین طغرل کا نام خطبہ مین پڑھا گیا - تیسری مرتبہ ۴۵۵ھ مین طغرل بیگ پھر بغداد گیا اور قایم باللہ کی لڑکی سے عقد کیا - لیکن زفاف کی نوبت نہین آئی تھی کہ طغرل بیگ نے دنیا سے رحلت کی - اور جغر بیگ اسکے پہلے مرچکا تھا -

۱ - طغرل بیگ } یہ دونون بادشاہ ساتھ حکمران تھے - باہم بہت رسم تھی
۲ - جغر بیگ } اور ایک دل ہوکر سب کام کرتے تھے - صرف کہنے کو جغر بیگ کا اخیر اخیر مین دار الحکومت مرو تھا اور طغرل بیگ کا نیشاپور تھا - ورنہ مرتے دم تک

دونون ایک دل رہے۔

الپ ارسلان بن چغر بیگ سنہ ۴۵۵ھ

یہ بڑا نیک نام اور نیک نیت بادشاہ تھا۔ ڈاڑھی اسکی بہت بڑی تھی اور ٹوپی بہت اونچی رکھتا تھا عباد ان سے سواحل بحر تک اور جیحون سے دجلہ تک اس کے قبضہ مین تھا۔ کئی سلاطین اسکے باج گزار تھے۔ خان ترکستان کی لڑکی سے اپنے اپنے بیٹے ملک شاہ کی شادی کی اور سود ود بن مسعود کی لڑکی سے اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کا بیاہ کیا۔ اسکے وقت مین قیصر روم نے تین ۳ لاکھ فوج لیکر اور ست سے عیسائی سلاطین کو ساتھ لیکر بلاد اسلام پر چڑھائی کی اور نیت یہ کی کہ بغداد کو ویران کر دے اور تمام مسجدین کھدوا دے۔ الپ ارسلان نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا اور عیسائی پسپا ہوئے اور قیصر روم گرفتار ہوا۔ لیکن پھر قیصر کو رہائی دی گئی اور قیصر نے اپنی بیٹی الپ ارسلان کے بیٹے ارسلان شاہ کو بیاہ دی۔ ارسلان شاہ کے لیے خاقان چین کی دختر بھی لی گئی اور خاقان چین بھی زمرۂ مطیعان مین داخل ہوا اسکے وقت مین نیشاپور رشک بغداد بن گیا۔ تمام سلاطین اسکے دربار مین آتے تھے اور آستانہ شاہی پر جبہ سائی کرتے تھے۔ موت اسکی عجیب طور پر ہوئی

قیصر روم کو ہزیمت

اتفاق سے ایک قلعہ دار اسیر ہوکر آیا اور گفتگو مین مشتعل ہوکر اسکی طرف لپکا لوگون نے روکنا چاہا۔ لیکن یہ اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ کوئی غیر اُسے بچائے۔ اسنے لوگون کو باز رکھ کر خود کمان سیدھی کی۔ تیر خالی گیا۔ اور قلعہ دار نے پہونچکر اُسکا کام تمام کر دیا۔ اس بادشاہ کے دربار مین علما بہت رہتے تھے۔ خود نظام الملک طوسی اسکا وزیر ایک زبردست عالم اور بڑا مدبر شخص تھا سلجوقیون نے جو زور پکڑا اُسمین شمشیر ترکی کے ساتھ حکمت نظام الملکی ایک قابل لحاظ شے تھی۔

جلال الدین ملک شاہ بن الپ ارسلان سنہ ۴۶۵ھ

نظام الملک طوسی کی سعی سے جلال الدین ملک شاہ تخت پر بیٹھا۔ نظام الملک اسکے باپ کے وقت سے وزیر سلطنت تھا۔ اور اب تو بالکل ہی سیاہ سپید کا مالک ہو گیا۔ نظام الملک بڑا مشہور شخص ہوا ہے۔ عباسیون کے زمانہ مین جس طرح برامکہ کا خاندان تھا۔ اسی طرح کچھ دنون کے لیے سلجوقیون کے وقت مین نظام الملک

نظام الملک

کا خاندان عروج پر تھا۔ بغداد اور بصرہ مین مدرسہ نظامیہ اسی کا بنوایا ہوا تھا طوس مردم خیز جگہ ہے۔ یہان نظام الملک۔ غزالی۔ فردوسی تین بڑے مشہور شخص گزرے ہین۔ کسی کا شعر ہے ؎

چون نظام الملک و غزالی و فردوسی او
ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود

ملک شاہ کی گرفتاری

یہ بادشاہ ایک مرتبہ شکار کو نکلا۔ راہ مین رومیون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ حالت گرفتاری مین اسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم میری عزت نہ کرنا ورنہ دشمن مجھے معزز سمجھ کر ذلیل کرین گے۔ یہان نظام الملک نے قیصر روم سے مصالحت کا ڈھنگ ڈالا اور خود شرائط صلح طے کرنے گیا۔ قیصر روم نے ان قیدیون کا ذکر کیا تو نظام الملک نے نہایت بے پروائی سے سُنا بلکہ ملک شاہ جب نظام الملک کے سامنے لایا گیا تو اُسنے کچھ التفات نہ کیا۔ نظام الملک واپس آیا تو قیصر روم نے ملک شاہ کو مع اور قیدیون کے اسکے ساتھ کر دیا۔ کیونکہ مصالحت ہو جانے پر اسیران سلطنت کی رہائی لازمی تھی۔ جب ملک شاہ رومیون کی حد نظر سے باہر ہوا تو نظام الملک نے بادشاہ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد ملک شاہ نے رومیون پر چڑھائی کی

قیصر روم کی گرفتاری

اور کسی حکمت سے قیصر روم گرفتار ہو کر ملک شاہ کے دربار مین پیش کیا گیا قیصر روم نے ملک شاہ سے کہا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو مجھے چھوڑ دو۔ تاجر ہو تو بیچ ڈالو۔ اور

تعصاب ہو تو ذبح کر ڈالو۔ ملک شاہ نے نہایت عزّت سے قیصر روم کو رخصت کیا
اور کہا کہ میری غرض صرف یہ تھی کہ مین تم پر ثابت کر دون کہ میری سابق گرفتاری
ایک امر اتفاقی تھا۔ میری قوم کسی طرح کمزور نہین ہے۔ ملک شام بھی اس بادشاہ
کے قبضہ مین آگیا تھا۔ شکار کا اسکو بہت شوق تھا۔ جب یہ بادشاہ بغداد گیا تو خلیفہ
مقتدی باللہ نے اسکی بڑی خاطر کی۔ اسنے خلیفہ کا ہاتھ چومنا چاہا۔ لیکن خلیفہ
نے (غالباً براہ تواضع) گوارا نہ کیا۔ تب ملک شاہ نے بادشاہ کی انگوٹھی
لی اور اُسی کے بوسہ پر اکتفا کیا۔ مقتدی نے اپنی بیٹی ملک شاہ کے عقد مین
دی اور تمام بلاد اسلام کی زمام امارت ملک شاہ کے سپرد کی۔ جلال الدین
خلیفہ ہی کا عطیہ خطاب ہے۔ یہ سمجھ مین نہین آتا کہ زمام امارت خلیفہ کے اختیار مین
کب تھی کہ اُسنے ملک شاہ کو دی اور ملک شاہ کا اس فرضی عطیہ کے بغیر کیا ہرج تھا۔
نظام الملک سے اخیر اخیر بادشاہ ناخوش ہوگیا تھا۔ ناخوشی کے نتائج پورے طورپر
ظاہر نہین ہوئے تھے کہ ایک فدائی نے نظام الملک کو قتل کیا اور ملک شاہ نے
بھی مہینہ کے اندر ہی اپنی موت سے وفات پائی۔

مدرسہ نظامیہ

مدرسۂ نظامیہ کے دو مدرس بڑے مشہور ہین۔ امام ابو اسحاق شیرازی اور امام
غزالی۔ نظام الملک نے یہ چاہا کہ اپنے طرز زندگی پر علماے وقت کی رائین لکھوا کر
اپنے ساتھ قبر مین بطور نیک نامی کے لیتا جائے۔ تمام علما نے آنکھ بند کرکے نظام
الملک کی خوبیون کا دفتر نشر مین لکھدیا اور اسمین کچھ شک نہین کہ نظام الملک طوسی
ایسا ہی تھا۔ سوال اور پھر حدود شرع کا لحاظ آسان امر نہین ہوتا۔ لیکن جب امام

ابو اسحاق امام غزالی

ابو اسحاق کی باری آئی تو آنحضرت نے لکھا خیر الظلمۃ حسن کتبہ ابو اسحٰق (یعنی ظالمون

مین حسن اچھا ہی راقم ابو اسحاق" نظام الملک کا نام حسن تھا۔ نظام الملک یہ تحریر دیکھ کر بہت رویا اور بولا کہ ابو اسحق سا کوئی دوسرا سچا نہین ہی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۵	برکیارق بن ملک شاہ	سنہ ۴۸۶ھ	نظام الملک کے بیٹے موئد الملک و فخر الملک اسکے وزیر تھے تیرہ برس سلطنت کرکے یہ مرا۔ اسکے وقت مین تخت اور حکومت کے لیے سلجوقیون مین باہمی نزاع برپا تھی۔
۶	محمد بن ملک شاہ	سنہ ۴۹۶ھ	تیرہ برس سلطنت کرکے یہ مرا۔
۷	سلطان السلاطین سنجر بن ملک شاہ	سنہ ۵۰۹ھ	یہ بادشاہ بڑا نیک نام خداترس اور بیدار مغز تھا۔ اس کے وقت مین بہت سی لڑائیان ہوئین۔ بہرام شاہ غزنی اسکا باج گزار رہا۔ کورخان ترکی کے مقابلہ مین سلطان سنجر مغلوب ہوگیا تھا۔ اس سبب ذرا رنگ پھیکا ہوچلا تھا لیکن اسکے بعد بہرام غزنوی کو جب علاءالدین جہان سوز غوری نے دبایا اور سلطان سنجر نے پہونچکر علاءالدین کو گرفتار کرلیا تب پھر اسکا طنطنہ کامرانی اصلی حالت پر آگیا۔ نواحی بلخ مین یہ ایک مرتبہ ترکمان غزنی کے ہاتھ گرفتار ہوگیا اور چار برس تک گرفتار رہا پھر حکمت عملی سے نکل کر اپنے ملک مین آیا۔ یہ پہلے بھی آسکتا تھا لیکن مع بیوی کے گرفتار تھا۔ بیوی کے ساتھ بھاگ نکلنا آسان نہ تھا اور بیوی کو چھوڑکر بھاگنا گوارا نہ تھا جب بی بی مرلی تو یہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			کسی حکمت سے نکل بھاگا - اس اثنا مین غزون نے تمام ملک ویران کر دیا تھا - اسکے وقت مین حاکم خوارزم نے بغاوت کرکے ایک جدا سلطنت قایم کی - خوارزم کے حکمران آگے چل کر خوارزم شاہیون کے نام سے مشہور ہوئے - اس بغاوت نے سلطان سنجر کو بہت زیادہ کمزور کر دیا تھا -
۸	محمود خان خواہر زادہ سلطان سنجر	۵۵۲ھ	بغرا خان کی نسل مین تھا - سلطان سنجر کے بعد یہی تخت نیشاپور پر بیٹھا اسکے وقت مین خوارزم شاہیون اور غوریون کا زور ہوا - محمود کو اندھا کرکے کچھ ملک خوارزم شاہیون نے لے لیا اور کچھ غوریون نے لے لیا اور اس طرح سلجوقیون کی سلطنت کا خراسان مین خاتمہ ہو گیا -

آب کچھ اُن سلجوقیون کا حال لکھا جاتا ہی جو عراق عرب مین حکمران تھے -

عراق عرب کے سلجوقی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	محمد ابن محمد بن ملک شاہ	۵۰۹ھ	اپنے باپ محمد شاہ کے مرنے پر یہ عراق پر حکمران ہوا اور سلطان سنجر نے کچھ زیادہ اسکی فکر نہین کی مسترشد باللہ خلیفہ بغداد سے یہ رنجیدہ ہو گیا تھا اور اس نے بغداد کا محاصرہ بھی کیا تھا - لیکن پھیر مصالحت ہو گئی -

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	طغرل بن محمد بن ملک شاہ	۵۲۵ھ	بھائی کے مرنے پر سلطان سنجر کے اشارہ سے یہ عراق کی ریاست پر قابض ہوا۔
۳	مسعود بن سلطان ملک شاہ	۵۲۹ھ	اسکے وقت مین چند سلجوقیون نے خلیفہ مسترشد کو ملک گیری کے لیے اُبھارا۔ مسعود سے لڑائی ہوئی۔ خلیفہ گرفتار رہوا اور ایک فدائی نے اسکا کام تمام کر دیا اسکے بعد راشد اپنے باپ کے خون بہا کے لیے نکلا اور اصفہان تک پہونچتے پہونچتے مارا گیا پھر مسترشد کے دوسرے بیٹے مقتفی باللہ کو مسعود نے تخت خلافت پر بٹھایا۔
۴	ملک شاہ بن محمود بن محمد بن سلطان ملک شاہ	۵۴۷ھ	تین مہینے تک یہ بادشاہ رہا اسکے مزاج مین عیاشی تھی لوگون نے اسے قید کرکے اسکے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا
۵	محمد بن محمود	۵۴۷ھ	سلیمان شاہ سے جو اسکے بعد تخت پر بیٹھا برابر لڑتا رہا۔ آل سلجوق کے ضعف کا زمانہ تھا اسلیے خلفاے بغداد نے بھی کچھ قوت پکڑ لی تھی۔ سات برس تک سلطنت کرکے مرا۔
۶	سلیمان بن ملک شاہ	۵۵۱ھ	ارسلان کا نام بھی اسکے ساتھ خطبہ مین داخل کیا گیا آٹھ مہینے تک اسکی سلطنت رہی۔
۷	ارسلان بن طغرل	۵۵۱ھ	الموت کے فدائیون سے یہ لڑتا تھا اور غالب رہا اسکے وقت

کیفیت	سنہ جلوس	نام	نمبر
مین خوارزم شاہیون کا تدرشروع ہوا۔			
خلیفہ مستضی باللہ کے وقت مین بہ تخت نشین ہوا رکن الدین قسیم امیر المومنین کا لقب ملا۔ اسکے وزیر قزل ارسلان نے اس سے سرتابی کی اور عرصہ تک لڑتا رہا درمیان مین طغرل کے قید ہوجانے سے یہی بادشاہ بن گیا تھا۔ خلیفہ ناصر دین اللہ بھی طغرل سے ناخوش تھا آخر سلطان شاہ خوارزم کے مقابلہ مین مارا گیا اور اسکا سر بغداد بھیجا گیا اور اسکے مرنے پر عراق مین سلجوقیون کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔	سنہ ۵۷۱ھ	طغرل بن ارسلان	۹

کرمان کے سلجوقی

سلطان سنجر کے ایک بھائی کی نسل مین سلطان شاہ۔ توران شاہ۔ ایران شاہ ارسلان شاہ۔ محمد شاہ بن ارسلان۔ طغرل شاہ۔ ارسلان شاہ بن طغرل شاہ بہرام شاہ۔ توران شاہ۔ محمد شاہ ابن بہرام شاہ۔ یہ دس خود مختار بادشاہ کرمان مین یکے بعد دیگرے خوارزم شاہیون کے عروج تک حکمران رہے اور ہمدان انکا پایہ تخت تھا اسکے بعد تمام سلجوقیون کی طرح یہ لوگ بھی مٹ گئے

سلیمان بن قلتمش بن اسرائیل بن سلجوق کو الپ ارسلان نے روم کی طرف بھیجا تھا۔ اسکی نسل سے ایک جدا بادشاہت قایم ہوگئی تھی جسمین چودہ بادشاہ اسکے بعد تخت پر بیٹھے اور قوسیہ یا قونیہ دار الحکومت قرار پایا۔

سلیمان بن قلتمش۔ داود بن سلیمان۔ قلیج ارسلان بن سلیمان۔ مسعود بن

اتسز

قطب الدین کے مرنے پر اسکا بیٹا اتسز خوارزم شاہ حاکم خوارزم ہوا ابتدا مین تو یہ سلطان سنجر کا بڑا ہی بہی خواہ تھا - پھر سرتابی کی - سلطان سنجر نے تین چار مرتبہ اسپر چڑھائی کی اور ہر مرتبہ یہ لڑ بھڑ کر آخر مین اطاعت قبول کر لیتا تھا سلطان سنجر اسکی پچھلی خیر خواہیون پر نظر ڈال کر عفو کرتا تھا اور کچھ لڑائی سے کنارہ کشی بھی بہتر سمجھتا تھا - سلطان سنجر کے ساتھ انوری بھی ہوتا تھا - انوری کے بعض شعرون سے ان لڑائیون کا پتہ چلتا ہی - اتسز خوارزم شاہ نے سلطان سنجر سے فرصت پائی تو جند پر قابض ہوا اور کئی مرتبہ ترکستان پر حملہ کرکے کافرون کو زچ کیا -

جب سلطان سنجر کو ترکان غز نے قید کیا اسوقت اسنے سلطان سنجر کی کمزوری سے کچھ فائدہ اٹھانا چاہا - لیکن بن نہ پڑا - رشید وطواط شاعر اسکی مصاحب تھی - رشید نے اسکے جنازے کی طرف دیکھ کر یہ دو شعر پڑھے تھے ؎

شاہا فلک از سیاستت می لرزید — پیش تو بطوع بندگی میورزید
صاحب نظرے کجاست کو در نگرد — تا آن ہمہ مملکت باین می ارزید

ایل ارسلان بن اتسز ۵۵۱ھ

ایل گویا پہلا خود مختار بادشاہ تھا - قراختائیون کو اسکا باپ کچھ سالانہ خراج دیا کرتا تھا اسنے اسمین تامل کیا بالآخر لڑائی ہوئی اور لڑائی مین ہزیمت ہوئی اور اسی اثنا مین یہ مر گیا -

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۴	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	۵۵۷ھ	اسکا بڑا بھائی تکش خان اس سے برابر لڑتا رہا اور ماوراء النہر کے قراختائیون سے ہر ایک اپنے اپنے موقع پر مدد لیتے اور بد عہدی کرتے رہے - ملکہ ترکان اسکی ماں بھی اسکی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			طرف سے شریک مہمات ملکی رہتی تھی۔
۵	تکش خان	سنہ ۵۶۸ھ	آخر کار سلطان شاہ پر غالب آکر اسنے تاج سلطنت اپنے سر پر رکھا۔ اسکے وقت مین خوارزم شاہیون کا بڑا عروج ہوا۔ طغرل سلجوقی کو اسی نے عراق مین قتل کیا۔ ایران خراسان۔ عراق تمام اسکی حکومت تھی۔
۶	سلطان محمد بن تکش خان	سنہ ۵۹۶ھ	غیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری نے جسکا ذکر "الاسلام فی الہند" مین آئیگا تکش خان کے فوت کی خبر سنکر سر اٹھائے تھے لیکن سلطان محمد کے مقابلہ مین عاجز آکر انھون نے امان مانگی۔ محمد چرباب رستم و اسفندیار ثانی کے مارے جانے سے شہاب الدین غوری سمجھا کہ اسکا بازو ٹوٹ گیا۔ شہاب الدین غوری کے مرنے پر جب غور کی تجزی ہوئی تو غور اور غزنی پر بھی سلطان محمد کی زد پہونچ گئی۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ شہاب الدین کے ترکی غلام قطب الدین نے ہندوستان مین ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ماوراء النہر کی جانب جاکر قراختائیون پر بھی اس بادشاہ نے فتح پائی۔ ناصر خلیفہ بغداد سے اسکو کچھ رنج آگیا تھا۔ خلفاے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			عباسی تمام شرقی بلاد اسلام مین پیشواے مذہب سمجھے جاتے تھے - عام مسلمانون کا رنجیدہ کرنا اسنے پسند نہین کیا - لیکن اسکے ساتھ ہی اپنے تعصب کو بھی رفع نہ کرسکا اتفاق سے ناصر خلیفہ بغداد اور شریف مکہ مین کچھ بدلطفی پیدا ہوئی - فدائیان الموت کو خلیفہ نے شریف مکہ کی سرکوبی کو روانہ کیا - شریف مکہ کا بھائی ایام حج مین مارا گیا - یہ واقعہ مذہب اسلام کے خلاف تھا - سلطان محمد نے تمام علماسے ناصر کے خلاف فتویٰ لیا اور سید علاء الملک ترمذی کو پیشواے مذہب مان کر سب سے اُنکے ہاتھ پر بعیت کرائی اور بغداد کی طرف تین لاکھ فوج لیکر چلا کہ خلیفہ کی جگہ پر سید علاء الملک کو بغداد کے تخت پر بٹھائے - راستے مین اتابک سعد شاہ ایران سے اور اتابک ازبک آذربائیجان سے جو الگ الگ تسخیر عراق کے لیے چلے تھے مقابلہ ہوا - سلطان محمد نے ان دونون کو پسپا کیا اور بڑے کروفر سے بغداد کی طرف چلا شیخ شہاب الدین سہروردی ایک مشہور صوفی نے خلیفہ کی طرف سے سفارشی ہوکر سلطان محمد کو سمجھانا چاہا - لیکن اسنے شیخ کا کچھ بھی خیال نہ کیا - ولِلّٰہ جنود السموات والارض

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اسکے بعد قدرت خدا نظر آئی۔ اس کثرت سے برف باری ہوئی کہ تمام سلطانی خیمہ و خرگاہ تباہ ہوگیا۔ سلطان نے بجز واپس آنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ گویا کمال الدین اسمعیل نے اسی برف باری کو یون نظم کیا ہے ؎ مانند پنبہ دانہ کہ در پنبہ اندر است ــ اجرام کوہ ہاست نہان درمیان برف سلطان محمد عراق ہی مین تھا کہ چنگیزخان نے اسکے ملک پر چڑھائی کی چنگیزخان کے گھستے ہی تمام بلاد اسلام مین شور مچگیا۔ مختلف مقامات پر یہ چنگیزخان سے لڑا لیکن اقبال روگردان رہا۔ لڑکے بالون سے جدا ہوکر مدتون سرگردان پھرا اور اسی اندوہ و غم مین مرگیا۔
۷ ۸ ۹	رکن الدین غیاث الدین جلال الدین		یہ تینون بیٹے سلطان محمد کے مختلف مقامات پر صوبہ دار تھے باپ کے مرتے ہی الگ الگ خود مختار ہوگئے چنگیزخانیون سے لڑتے رہے اور لطف یہ ہے کہ آپس مین بھی اتفاق نہ تھا جلال الدین اخیر تک لڑتا رہا۔ چنگیزخان سے یہ خوب خوب لڑا ایک مرتبہ بھاگ کر ہندوستان مین بھی چلا آیا تھا۔ عراق بھی اسنے فتح کیا۔ رومیون سے بھی یہ لڑا۔ ہر جگہ چھپتا پھرا یا مارا پھرا۔ لیکن چنگیزخانیون نے کہین فرصت نہ دی۔ خبر نہین یہ کہان مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اخیر مین اسنے لباس فقر اختیار کرلیا تھا۔ خوارزم شاہیون کا اسپر خاتمہ ہوگیا۔

فصل یازدہم

شاہان کرمان

قراختائی

قراختائیون کی قوم کرمان مین زور پکڑ گئی تھی۔ جلال الدین کے وقت مین براق حاجب امراے دولت مین تھا۔ جلال الدین کی سلطنت زائل ہوئی تو اس نے کرمان مین ایک چھوٹی سی سلطنت کی بنیاد ڈالی جسمین سلاطین ذیل حکمران ہوگے۔ رکن الدین خواجہ حق ابن براق حاجب۔ قطب الدین محمد سلطان۔ عصمۃ الدین قتلق ترکان۔ جلال الدین سیورغتمش۔ صفوۃ الدین پادشاہ خاتون۔ سلطان مظفر الدین محمد شاہ۔ قطب الدین شاہ جہان۔ عصمۃ الدین اور صفوۃ الدین یہ دونون عورتین تھین۔ صفوۃ الدین بڑی حسینہ شاعرہ اور عاقلہ تھی۔ اسکی ایک رباعی نقل کی جاتی ہے ؎

آن روز کہ در ازل نشانش کردند — آسایش جان بیدلانش کردند
دعوی لب نگار میکرد نبات — زان روے سیہ چوب در دہانش کردند

جلال سیورغتمش نیکنام بادشاہ تھا۔ مظفر الدین کے وقت مین مولانا فخر الدین کو لوگون نے قتل کیا۔ قطب الدین کے عہد مین سلاطین مغل کے کسی گورنر نے قطب الدین سے کرمان نکال لیا۔ اور اس طرح قراختائیون کا ۷۰۳ھ مین خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد ملک اسلام نامی کو کرمان کی حکومت ملی اور کچھ روز تک مختلف حکام کی آمد و رفت سے کرمان خراب ہوکر امیر مبارز الدین محمد بن مظفر کو جو ہمان کی طرف سے قراختائی تھا حکومت کرمان کی ۷۱۳ھ مین ہاتھ آئی

آل مظفر کرمان

مبارز الدین محمد کے زمانہ مین شیخ ابو اسحق اور شیخ شجاع دو بڑے شخص تھے۔ مبارز الدین

ان دونون سے برابر لڑتا رہا۔ مبارز الدین کی حکومت سندھ سے شام تک قایم ہوگئی تھی یہ بڑا زبردست بادشاہ تھا۔ پھر اسکے بعد شیخ شجاع جلال الدین شاہ شجاع کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد مجاہد بن زین العابدین۔ عماد الدین احمد۔ نصرت الدین یحیی ایک ساتھ مختلف مقامات پر حکمران ہوئے۔ اور اسی زمانہ مین تیمور کا عہد شروع ہوا۔ چنگیز خان نے لوٹ مار کر اپنا راستہ لیا تھا۔ لیکن تیمور کے بعد اسلامی سلطنت ایک نئے طور پر قایم ہوئی۔

فصل دوازدہم

چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستین

سلاطین سلجوقی اپنے لڑکون کو دوسرے امرا کے پاس بھیجدیتے تھے اور وہ اتابک کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ ان اتابکون نے مختلف مقامات پر مختلف وقتون مین زور پکڑا۔ اسلیے مختصر حال انکا بھی لکھا جاتا ہے۔

اتابکان شام

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	عماد الدین از نسل ملکشاہ سلجوقی	۵۲۱ھ	غالباً اسی عماد الدین کو عماد الملک زنگی بھی کہتے ہین۔
۲	نور الدین محمد بن عماد الدین	۵۴۱ھ	اسی نے فرنگیون کے مقابلہ مین عاضد خلیفہ اسماعیلیہ کی مدد کے لیے شام سے مصر مین فوج بھیجی تھی۔ وفات غالباً ۵۶۹ھ مین۔
۳	ملک صالح بن نور الدین	۵۶۹ھ	یہ لوگ غالباً شام کے مختلف حصون مین ایک ہی وقت مین حکمرانی کرتے تھے

شام

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۴	سیف الدین بن عماد الدین		یہ لوگ غالباً شام کے مختلف حصوں میں ایک ہی وقت حکمرانی کرتے تھے۔
۵	قطب الدین بن عماد الدین	۵۵۱ھ	ایضاً
۶	سیف الدین بن قطب الدین	۵۶۵ھ	یہ موصل میں تخت نشین ہوا۔
۷	عز الدین مسعود		شام کے کسی حصہ میں حکمران تھا۔
۸	اتابک نور الدین ارسلان شاہ		ایضاً
۹	عز الدین مسعود ابن ارسلان شاہ		ہلاکو خان کے وقت میں اسکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

(اتابکان شیراز)

سلطان سنجر کے وقت میں مظفر الدین سفر حاکم فارس تھا۔ سلطان سنجر کے مرنے پر اسنے اپنا لقب اتابک رکھا۔ اتابک کے معنی ہیں "پدر بزرگ" یہ ترکی لفظ ہے۔ مظفر الدین اتابک کے بعد اسکا بھائی اتابک زنگی ۵۵۶ھ میں حاکم ہوا۔ اور ۱۴ برس تک زندہ رہا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا تکلہ ۲۰ برس تک حاکم رہا۔ اسکے بعد اتابک سعد بن زنگی ۲۸ سال تک فرمانروا رہا۔ ۶۲۸ھ میں یہ مر گیا اور اسکا بیٹا اتابک ابو نصر بن سعد زنگی بادشاہ ہوا۔ اسکا نام اتابک ابوبکر بھی تھا۔ اس

وقت میں سعدی شیرازی موجود تھے اور اس بادشاہ کا نام وہ اپنی گلستان میں اتابک ابوبکر بن سعد لکھتے ہیں۔ ہلاکو خان کے ہاتھ سے بغداد کی تباہی اسی زمانہ میں ہوئی۔ اتابکان فارس کا پایہ تخت شیراز تھا۔ اسلیے یہ لوگ اتابکان شیراز کے نام سے مشہور ہیں۔ اسکے بعد اسکا بیٹا اتابک سعد بن ابونصر تخت پر بیٹھا سلجوق شاہ و سلغر شاہ کی حکومت ہوئی۔ اسکے بعد اتابک محمد شاہ بن مظفر سلغر شاہ ابن ابونصر سعد بن زنگی کا زمانہ آیا اور اسی کے عہد میں شیخ سعدی فوت ہوئے

(اتابکان متفرق)

آذربائیجان اور تکلہ

انکے علاوہ آذربائیجان اور تکلہ کے حکمران بھی اتابک کے لقب سے مشہور ہوئے اور سلجوقیوں کی نسل کے ساتھ سلجوقیوں کے غلام بھی اس لقب میں شریک تھے۔ طوالت کے خیال سے ان حکمرانوں کے نام درج نہیں کیے جاتے اور انکے حالات میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے۔

(سلاطین نیمروز)

سلاطین نیمروز

سلطان سنجر کے بعد نیمروز میں بھی نامی حکمران گزرے ہیں نام انکے ذیل میں ہیں۔ ان سلاطین کو بعض طاہر بن خلف احمد کی نسل سے بتاتے ہیں اور بعض ملوک عجم کی نسل میں داخل کرتے ہیں۔

ملک تاج الدین ابوالفضل۔ ملک شمس الدین۔ یمین الدولہ بہرام شاہ۔ نصرۃ الدین۔ رکن الدین بہرام شاہ۔ شہاب الدین محمود۔

آخری بادشاہ شہاب الدین محمود کی حکومت کفار تتار کے عہد میں غارت ہوئی۔

ملک کرت

(ملک کرت)

سلجوقی نسل سے کچھ لوگ ہرات مین حکمران رہے ہین جنکو تاریخ والے ملک کرت کہتے ہین - چنگیز خان کی خیر خواہی کی بدولت یہ خاندان عروج پکڑ گیا تھا - بانی اس خاندان کا رکن الدین تھا - شمس الدین محمد ابن ابی بکر کرت دوسرا بادشاہ ۶۴۳ھ مین تخت پر بیٹھا - اسکے بعد شمس الدین بن ملک شمس الدین فخر الدین - غیاث الدین - شمس الدین ابن غیاث الدین - معز الدین حسین - غیاث الدین پیر علی یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے - غیاث الدین تیمور کے زمانہ مین تھا اور اسکا مطیع تھا - چنانچہ تیمور نے اپنی لڑکی کی شادی غیاث الدین کے بیٹے پیر محمد سے بڑی دھوم سے کی تھی -

فصل سیزدہم

سلاطین مغول

تاتار جو دیوار چین سے شمال کو واقع ہے اسکے باشندے فن سپہ گری مین مشہور اور اسکے ساتھ ہی جہالت مین شہرہ آفاق تھے - اب خدا نے اُنکے ذریعہ سے اپنی قدرت دکھانا چاہی - یہ وہی لوگ تھے جنکی لوٹ کھسوٹ سے بچنے کے لیے قدیم چینیون نے دیوار چین بنائی تھی -

قدیم تاتاریون مین ترک اور مغل دو مشہور قومین تھین - ترکون کی سلطنت تو اب تک بہت کچھ بیان کی گئی - یعنے سامانی - صفاری اور دیالمہ کے (کہ یہ ایرانی تھے) علاوہ جتنے بادشاہ بیان کیے گئے ہین انمین اکثر ترک - ترکی غلام یا ترکی افغان (افغانستان مین آبسنے والے ترک) تھے - ترک پہلے سے اپنے

اصلی مقام سے الگ ہو گئے تھے لیکن مغل ابھی تک اُسی صحراے تاتار کی ہوا کھاتے تھے جو انسان میں درندون کی خاصیت پیدا کرنے میں اکسیر ہی۔ اور اب انکا

زمانہ آیا۔ عرب کے بعد ترکون سے جو رونق ہوئی اسکا ذکر ہو چکا۔ اب ترکون کے بعد مغلون سے

اسلام کی رونق کا وقت آیا۔

چنگیز خان کی ابتدا

مغلون مین چنگیز خان ایک معمولی شخص تھا جو بڑھتے بڑھتے تمام مغلون کا بادشاہ ہوگیا۔ ۵۹۹ھ / ۱۲۰۲ء مین یہ گدی نشین ہوا۔ تاتار۔ چین۔ خطا۔ ختن۔ کاشغر مین اپنا سکّہ جما چکا تو بلاد اسلام کی طرف چلا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ سے وہ کچھ ناخوش ہوگیا تھا۔ خوارزم شاہ بھاگا پھرتا تھا۔ اور چنگیز خان تعاقب مین جاتا تھا۔ بخارا سمرقند۔ نخشب۔ بلخ۔ خراسان۔ مرو۔ ایران اور نواحی ہند تمام بلاد اسلام کو مغلون نے تباہ کردیا۔ یہ لوگ سکان ارض کے لیے آفت آسمانی تھے۔ اور

مسلمانون کی تباہی

انسان کے حق مین بلاے مبرم تھے۔ گردن مارنا۔ گھر جلا دینا انکے نزدیک کھیل تھا۔ چنگیز خان کے وقت مین سواے سلطنت ہند اور خلافت بغداد کے تمام مشرقی مسلمانی ریاستون کو گزند پہونچا۔ ان کفار نے مسلمانون کو سخت اذیت پہونچائی۔

اوکتائی قاآن بن چنگیز خان

چنگیز خان کے بعد اسکا بیٹا اوکتائی قاآن ۶۲۴ھ مین چنگیز خان کی جگہ پر تخت نشین ہوا اور اسکی ماتحتی مین چغتائی خان ماوراءالنہر۔ خوارزم۔ کاشغر۔ بدخشان اور بلخ کا حاکم ہوا۔ اوکتائی قاآن کے بعد کیوک خان اور پھر اسکے بعد منکو خان تخت

کیوک خان بیٹے منکو خان

نشین ہوا۔ اور ان سلاطین کے وقت مین سلطنت کو بڑی رونق تھی۔ ابتدا مین ان لوگون کا کوئی مذہب نہ تھا۔ کچھ دنون تک عیسائیت کا تذکرہ رہا۔ پھر اسلام ان لوگون کا عام مذہب ہوگیا۔ اور تمام ایشیا مین یہ پھیل گئے۔ کچھ دنون کے بعد ان مین باہم نفاق پھیلا۔ نسل چنگیز خان مین کئی خودمختار سلطنتین قایم ہوگئین اور کچھ پہلے کے حکمرانون کی نسل مین بھی خودمختار رؤسا تھے۔ تیمور کے زمانہ تک مختلف خودمختار مسلمان ریاستین وسط ایشیا مین قایم تھین۔

ہلاکو خان

منکو قاآن کے وقت مین اسکا بھائی ایل خان مشہور ہلاکو خان (ابن تولیخان بن چنگیز خان) بلاد عربی کی فتح کو تعنات ہوا تھا مستعصم خلیفہ بغداد سے اسنے مدد چاہی خلیفہ نے مدد نہین دی اسکے بعد اسنے کچھہ اور پیغام بھیجا۔ خلیفہ نے اسکا جواب بھی اس طرح نہین دیا جس طرح ایک مطیع خود مختار رئیس کو مناسب تھا۔ چنگیز خان کے وقت مین یہ خلافت اسی لیے قایم رہنے پائی تھی کہ اُسوقت کے خلیفہ ناصر نے چنگیز خان سے آشتی گفتگو کی تھی۔ گو اسوقت بغداد کے خلیفہ مین بہ نسبت سابق کے قوت زیادہ تھی لیکن نہ اتنی کہ چنگیز خان کے پوتے کا مقابلہ کرنا اُسکی حالت کے مناسب ہوتا۔ شہر بغداد بلاد اسلام مین اسوقت اول درجہ کا شہر تھا۔ لڑائی ہوئی۔ خلیفہ نے کچھہ مقابلہ کرکے در شہر بند کر لیا۔ ہلاکو خان نے محاصرہ کیا اور باہر کی مدد کو روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر فتح ہوا خلیفہ نے مصالحت کی گفتگو کی۔ لیکن بات کچھہ ایسی بگڑ گئی کہ تمام شہر لوٹا گیا۔ ہزارون بندگان خدا جان سے مارے گئے اور عباسیون کا خاتمہ ہوگیا۔ مشہور ہے کہ فتح بغداد تک ہلاکو خان کافر تھا اور پھر مسلمان ہوگیا۔

بغداد کی تباہی

تیمور

چنگیز خان کی نسل مین آگے چل کر تیمور نے بھی بہت زور پکڑا۔ تیمور نے نسل چنگیز خان مین ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ خود اپنی ذاتی قابلیت سے ترقی کی اسکے وقت مین چنگیز خانیون کا زور بالکل ختم ہو چکا تھا۔ چنگیز خان نے جس طرح اپنی ذات سے ایک نئی سلطنت کی بنیاد قایم کی اسی طرح تیمور نے بھی اپنے قوت بازو سے رنگت جمائی۔ چنگیز خان اور تیمور مین علاوہ کفر و اسلام کے ایک یہ بھی فرق تھا کہ وہ محض اکھڑ سپاہی تھا اور یہ عاقبت اندیش اور مدبر تھا۔ تیمور صرف تمام بلاد اسلام ہی کا بادشاہ نہین تھا بلکہ تمام یورپ۔ ایشیا اور افریقہ پر اسکا

تیمور صاحبقران

اثر تھا اسی لحاظ سے مورخون نے اسے صاحبقران لکھا ہی اور بعد سکندر اعظم کے اس لقب کا سزاوار تیمور ہی سمجھا گیا ہی۔

تیمور کے حالات لکھنے سے پہلے چنگیز خانی بادشاہون کے نام درج کیے جاتے ہین۔ چنگیز خان۔ اوکتائی قاآن۔ کیوک خان۔ منکو قاآن۔ ہلاکو خان اباقا آن۔ نکودار۔ ارغون خان۔ قوبلا قاآن۔ کنجاتو خان۔ بایدو خان غازان خان۔ الجایتو خان خدا بندہ۔ ابوسعید بہادر خان۔ یہ تمام بادشاہ اپنے جد اعلی چنگیز خان کی طرح وحشی اور سفاک نہ تھے انمین سے بعض صفات حسنہ کے سلاطین بھی تھے۔

چنگیز خانی سلاطین

تیمور

تیمور سمرقند کے قریب پیدا ہوا۔ مان کی طرف سے یہ چنگیز خان کی نسل مین تھا۔ ابوسعید بہادر خان کے بعد اسکو عروج ہوا۔ ایشیا اور یورپ کے مورخ ہمزبان ہین کہ فاتح ہونے کی حیثیت سے تیمور لاثانی تھا۔ وہ لکھتے ہین کہ تیمور نے جتنے ملک فتح کیے یا جتنی مخلوق پر حکومت کی۔ اتنی فتح یا حکومت خسرو اعظم۔ سکندر۔ قیصر۔ چنگیز خان۔ شارلیمین۔ نپولین انمین سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ العظمۃ للّٰہ کوئی حد ہی سلطنت چین کی بڑی دیوار سے وسط وسط روس تک بحر روم اور دریاے نیل سے دریاے گنگ کے منبع تک اسکے فتوحات تھے۔

تیمور کے وقت مین سب سے بڑی سلطنت عثمانی ترکون کی ایشیاے کوچک مین اور یورپ مین یونان کے کچھ حصہ پر تھی۔ بادشاہ ترکی بایزید کو اسنے قید کرکے ایشیا مین کچھ دنون کے لیے ترکون کی سلطنت کمزور کردی۔ اسکے علاوہ

چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستون کا کوئی درجہ تھا۔ چنگیز خان کے فتوحات اکثر اس طور کے ہوئے کہ اسکا دشمن شاہ خوارزم شاہ جہان جہان پناہ ڈھونڈھتا پھرا وہان اسکے تعاقب مین چنگیز خان بھی قتل عام کرتا ہوا اور لبستیون کو پھونکتا ہوا چلا گیا۔ اور تیمور کا یہ نقشہ تھا کہ اسکو روے زمین پر ایک سلطنت قایم کرنے کا شوق تھا اسکا مقولہ تھا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے اسی طرح دنیا مین بھی ایک ہی حکمران ہونا چاہیے تیمور خان کے مخبر حاجیون اور درویشون کے لباس مین تمام پھرا کرتے تھے اور تیمور کو تمام حالات سے مطلع کرتے تھے۔ تیمور کا پایہ تخت سمرقند تھا۔ ایشیا مین صرف چین کا فتح کرنا باقی تھا۔ فتح کرنے کی غرض سے یہ چلا تھا۔ راہ مین احکم الحاکمین نے اپنی حکومت دکھائی اور یہ چپکے سے گوشہ قبر مین جاکر سو رہنے پر مجبور ہوا۔

تیمور کے بعد سلطنت تقسیم ہوگئی۔ مفصلہ ذیل بادشاہ وسط ایشیا مین ۹۱۱ھ تک یکے بعد دیگرے حکمران رہے۔ امیر تیمور صاحبقران۔ مرزا خلیل سلطان۔ خاقان سعید مرزا۔ مرزا علاء الدولہ۔ مرزا الغ بیگ یا خان۔ مرزا ابو قاسم بابر بادشاہ۔ مرزا عبد اللطیف۔ مرزا شاہ محمود۔ مرزا ابراہیم۔ سلطان ابو سعید۔ سلطان حسین بہادر خان صاحبقران ثانی۔ مرزا یادگار محمد۔

تیموری سلاطین

یہ چند نامی سلاطین خاندان تیموری کے لکھ دیے گئے مگر ان سب کی مستقل سلطنت کا کوئی سلسلہ نہین تھا۔ مختلف مقامات پر انکی حکومتین تھین۔ چنانچہ یون سمجھ مین خوب آجائیگا کہ بابر کے دادا کے مرنے پر اُسکے بیٹون مین ملک یون تقسیم ہوگیا۔ سمرقند اور بخارا مین احمد مرزا۔ بلخ مین محمود مرزا۔ کابل مین الغ خان تخت نشین ہوا۔ بابر کا باپ عمر شیخ مرزا پہلے حاکم کابل تھا لیکن

مرنے کے وقت حاکم فرغانہ ہوگیا تھا۔ اسلیے فرغانہ ہی کو بابر کا اصلی ملک سمجھنا چاہیے
بابر نے ایسے ایسے انقلابات کے تماشے دیکھے کہ کسی بادشاہ نے نہ دیکھے
ہونگے۔ بارہا یہ تخت شاہی پر بیٹھا اور بارہا نان شبینہ کا محتاج ہوگیا۔ ۱۴۹۷ء

بابر کی سیمبتین

مین اسنے سمرقند فتح کیا۔ سمرقند سے اسکا قبضہ اُٹھ گیا تو ۱۵۰۴ء مین کابل
اسکے ہاتھ آیا اور فتح ہند تک وہی اسکا مستقل پایہ تخت رہا۔ جب خاندانی دشمنون
سے اسکو فرصت ملی تو اُزبکون کے بخت کا ستارا چمکا۔ اسمعیل صفوی شاہ ایران
نے اُزبکون کو دبایا ورنہ بابر کا خاتمہ ہی ہوجاتا۔

ازبکون کا عروج

ترکون اور مغلون کی مخلوط النسل قوم اپنے سردار اُزبک کے نام سے موسوم
ہے تیموری سلطنت کے زوال پر ان لوگون نے زور پکڑا۔ اسمعیل صفوی نے
ازبکون کا زور بہت گھٹایا لیکن پورا استیصال نہ ہوسکا۔ بابر ہی کے وقت مین
ایک زبردست سلطنت اُزبکون کی ماوراءالنہر مین قایم ہوئی جو ابھی حال تک غالباً
رہی ہے۔ مولف کو کوئی کتاب اس بارے مین نہین ملی۔ کاشغر کی اسلامی سلطنت
جسکا خاتمہ ابھی حال مین روسیون اور چینیون کے ہاتھ سے ہوا ہے عجب نہین کروہ
انھین اُزبکون کے سلسلہ مین ہو۔ لیکن یہ قیاس ہی قیاس ہے۔ ناظرین اُسپر
کوئی راے قایم نہ کرین۔

۱۵۲۳ء مین بابر نے ہندوستان فتح کیا اور پھر برابر آگرہ مین رہا۔ اسکا تابوت البتہ
دفن ہونے کے لیے کابل بھیجا گیا تھا۔ تیمور کا نام بابر کی نسل سے زیادہ عرصہ تک
قایم رہا اور وہ بھی صرف ہندوستان مین۔ "الاسلام فی الہند" مین خاندان تیموری کا
بقیہ سلسلہ درج کیا جائیگا۔ صرف بابر کے بیٹے ہمایون کا حال یہان لکھدیا جاتا ہے

جسکو ہندوستان سے بہت کم تعلق رہا۔

ہمایون

۱۵۳۰ء مین اپنے باپ بابر کے مرنے پر ہمایون تخت پر بیٹھا لیکن تمام عمر اسکی مصیبت مین کٹی۔ بابر کی طرح یہ بھی مارا مارا پھرا۔ بھائیون سے زیادہ اذیتیں پہونچین۔ اسکا بھائی کامران کابل کا گورنر تھا لیکن بہت جلد وہ خودمختار بن گیا اور اسکے ساتھ ہی دوسرے بھائی جو بدخشان اور قندھار مین تھے وہ بھی کامران کے طرفدار ہوگئے۔ شیرشاہ سوری بہار مین زور پکڑنے لگا۔ ہمایون نے دو مرتبہ چڑھائی کی اور دونون مرتبہ زک اُٹھائی کامران نے شیرشاہ سے سازش کرکے پنجاب شیرشاہ کے لیے خالی کردیا۔ ہمایون افتان خیزان سندھ پہونچا۔ وہان سے راجپوتانہ مین ہندو راجہ سے مدد کا خواستگار ہوا لیکن پھر اسے مصلحت کے خلاف سمجھا۔ اسی سفر مین ۱۵۴۲ء مین اکبر پیدا ہوا۔ اسوقت بجز ایک نافہ مشک کے اور کوئی چیز ہمایون کے پاس نہ تھی۔ اسی نافہ کو اُسنے قومی دستور کے مطابق فرزند کی ولادت کی خوشی مین حاضرین پر تقسیم کیا۔ امرکوٹ کے راجہ نے سندھ کی دوبارہ چڑھائی پر ہمایون کا ساتھ دیا لیکن نتیجہ صرف اسقدر نکلا کہ حاکم سندھ نے ہمایون کو قندھار جانے کا راستہ دیدیا۔ ہمایون کو بڑا کھٹکا یہ تھا کہ کوئی گرفتار کرکے اُسے کامران کے پاس نہ بھیجدے۔

قندھار کے قریب پہونچنے پر معلوم ہوا کہ حاکم قندھار ہمایون کے بھائی مرزا عسکری کامران کا طرفدار ہے۔ اسلیے قندھار کے پاس پہونچکر پھر ہمایون کو بھاگنا پڑا۔ اور اب وہ سیدھا طہماسپ صفوی شاہ ایران کے پاس چلا گیا۔ طہماسپ کے باپ اسمٰعیل صفوی نے شیعون کے فرقہ کو بڑی رونق دی تھی۔ اسکا بیٹا طہماسپ بھی اپنے باپ کا

ہم خیال تھا - اختلاف مذہب نے ہمایون کو بہت ذلیل کیا - ہمایون بمصلحت وقت پر نظر ڈال کر شیعہ بنا یا یا شیعہ بنے اور قندھار کو فتح ہونے کی صورت مین طہماسپ کے حوالہ کرنے کا اقرار کیا - طہماسپ نے ایرانی فوج اسکے ساتھ کی اور اسنے قندھار کو فتح کرکے طہماسپ کے بیٹے مراد کے حوالے کر دیا لیکن اسکے بعد ہی رعایا کی بغاوت دیکھ کر یا شاید مراد کے مرنے پر پھر ہمایون نے قندھار پر قبضہ کرلیا اور کابل کی طرف رُخ کیا - مرزا کامران بھاگ گیا - ہمایون نے کابل کو دار الحکومت بنایا اور یہین اپنے بیٹے اکبر کو جو دو تین برس کا تھا دیکھا کیونکہ ضرورت سفر نے باپ بیٹے مین جُدائی کرا دی تھی اور کسی طرح اکبر مرزا کامران کے قبضہ مین آگیا تھا - اسکے بعد ہمایون نے بدخشان پر چڑھائی کی اور اسپر قبضہ حاصل کرلیا - کامران سندھ سے واپس آکر پھر کابل پر دخیل ہو گیا - ہمایون کے آنے پر کامران بھاگا اور اُزبکون سے مدد لیکر لڑا اور پھر شکست اُٹھائی - اسکے بعد چارون بھائی کامران - ہمایون - ہندال اور عسکری مین مصالحت ہوئی ۱۵۴۹ھ میں جب ہمایون نے بلخ پر جو ازبکون کے قبضہ مین آگیا تھا چڑھائی کی تو پھر کامران کابل پر دخیل ہو گیا اور اکبر کو اپنے قبضہ مین کرلیا - کامران نے اسکے پھر شکست کھائی اور سلیم شاہ سوری کے پاس ہندوستان چلا آیا سلیم شاہ نے اعانت سے انکار کیا تو وہ کاگرون کے بادشاہ کے پاس پناہ گزین ہوا ۱۵۵۲ء مین کاگرون نے کامران کو گرفتار کرکے ہمایون کے حوالے کر دیا - اور ہمایون نے بہ مجبوری بھائی کے اندھا کیے جانے کا حُکم دیا - جب کامران کی آنکھ مین نشتر دیکر لیمو کا عرق ٹپکا یا گیا تو وہ تکلیف برداشت نہ کر سکا اور بے اختیار چلا اُٹھا

افغانستان
بلوچستان
لاہور
پنجاب
راجپوتانہ
گجرات
اودھ
نیپال
بنگال
سلطنت چین
حیدرآباد
خلیج بنگال
لنکا
(سیلون)

وجہ تسمیہ

ہوتا ہے کہ دریائے سندھ کے پورب جو ممالک تھے اُنکو سندھ یا ہند خطاب دیا جو عجمی تصرف سے ہندوستان ہوگیا۔ ورنہ سنسکرت مین جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے ہند یا ہندوستان نہین ہے۔ عربون کی چڑھائی کے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک نام بھارت ورش تھا جسکے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو داکھنات کہتے تھے۔ مسلمان مورخون نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا ہے۔ یورپ والون نے اخیر زمانہ مین ہند کو انڈیا کردیا۔ اور دکن کو اپنے تلفظ مین ڈِکان (Deccan) کہنے لگے۔

ہندوستان کے باشندے

ہندوستان کے قدیم باشندے گول بھیل تھارو وغیرہ ہین جو شمال اور مغرب کے حملہ آورون کے خوف سے دشوار گزار کوہی مقامات مین جاکر پناہ گزین ہوئے۔ انکے علاوہ چمار۔ ڈوم وغیرہ رذیل قومین بھی ہند کے قدیم باشندے ہین جنھون نے حملہ آورون کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ اصطلاح ہنود مین ان قدیم قومون کو شودر کہتے ہین لیکن تاریخی اصطلاح مین انکو نن ارین (غیر اریا) کہتے ہین۔ نن ارین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شمالی و مغربی حملہ آور آریہ قوم کے تھے جو انگریزی تلفظ مین ارین کہلائے۔ یہ حملہ آور پہلے شمالی ہند مین آباد ہوئے اور انھین کے نام سے شمالی ہند اریاورت بولاگیا۔

مذاہب ہند

آرین مین برہمن (اہل علم) چھتری (اہل سیف) واِیش (تجارت پیشہ) یہ تین مشہور قسمین ہین۔ اور پھر انکے بعد بہت سی ضمنی تقسیمین ہین۔ ارین اور نن ارین دونو تو یہ ہوئین اور تیسری قوم اہل اسلام۔ اب یہی تین ہند کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین۔ ایران کے کچھ لوگ جہاز کے ذریعہ سے ساحل مغرب

پر اُترے اور آتش پرستی اپنا آبائی مذہب ساتھ لائے - یہ لوگ پارسی کہلاتے ہین - تعداد مین یہ بہت کم ہین - لیکن تجارت اور علمی روشنی کے لحاظ سے اسوقت پولٹیکل معاملات مین تمام باشندگان ہند پر انکو فوق ہی - عیسائیون کا مذہب بھی ہندوستان مین پھیل چلا ہی - لیکن ابھی تک عیسائیون نے اہل ہند ہونے کی حیثیت حاصل نہین کی ہی - یورپین جو محض حکمرانی کے ذریعہ سے آتے ہین اور ایام پورے ہونے پر چلے جاتے ہین وہ تو سیاح کی مد مین ہین - رہے یورشین یہ بھی یورپین تقلید مین اہل ہند ہونے کو ننگ سمجھتے ہین - ایک تیسرا درجہ نیٹو کرسچن (دیسی عیسائیون) کا ہی جو ابھی تک مالی ملکی اور مردم شماری ہر اعتبار سے تھوڑے ہین مگر انکے اخلاق نسبتاً اچھے ہین -

فصل دوم

ابتدا اسلام سے سلاطین غزنی کے ختم تک

سنہ ۴۴ھ مطابق ۶۶۵ع

سنہ ۴۴ھ مین مرو سے کابل تک عرب گھس آئے اور بارہ ہزار کافرون کو مسلمان کیا غالباً یہ زیاد گورنر خراسان کی حکومت اور امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا - والی کابل اگر بالکل مطیع نہین تھا تو باج گزار ضرور تھا کیونکہ اسکی سرتابی پر ۶۳ھ مین دوبارہ لشکرکشی ہوئی اور اب کے اتفاقاً مسلمانون نے ایک گھاٹی مین پھنس جانے کی وجہ سے ہزیمت اُٹھائی - اس شکست کا بدلا ۷۸ھ مین عبدالرحمن حاکم خراسان نے لیا جس نے کابل پر خود دھاوا کیا اور بہت سا حصہ ملک کا قبضہ مین کر لیا - اسوقت

مسلمانونکی آمد

تمام افغان مسلمان ہو چکے تھے - افغان تو پیغمبر خدا کے وقت ہی سے اپنا ایمان لانا کہتے ہین - لیکن اسمین شبہ نہین کہ ۸۰ھ تک اکثر انمین سے مسلمان ہو چکے تھے

اور محمود کے بعد پھر انہین کوئی کا فر نہ رہا بجز اُس حصہ ملک کے باشندون کے جو اب تک کافرستان کے نام سے موسوم ہی۔

بعض مورخ لکھتے ہین کہ ۶۳ھ مین مسلمان افغانون نے راجہ لاہور سے کچھ ملک کا مصالحت کے ذریعہ سے حاصل کر لیا تھا۔ مسلمان مورخ تمام غیر مذہب والون کو اہل ضلالت کہہ کر الگ ہو جاتے ہین۔ وہ دوسرے مذہب سے زیادہ بحث نہین کرتے اسلیے مسلمان مورخون نے افغانون کا ابتدائی مذہب نہین لکھا ہی لیکن ایرانیون کے میل جول سے قیاس جاتا ہی کہ یہ لوگ پہلے آتش پرست تھے۔

افغان کا مذہب

۴۴ھ مین جو حملہ عربون کا افغانستان پر ہوا اُسی سلسلہ مین ایک سپہ سالار مہلب ابن ابی صفرہ نام ملتان تک چلا آیا تھا اسنے زیادہ تر ہندوستان کے حالات دریافت کرنے کے لیے ایسا کیا۔ غالباً اُسنے اس ملک کو فتح نہین کیا اور اسی لیے عربون نے پھر اودھر خاص توجہ نہین کی۔

مہلب ابن ابی صفرہ ملتان مین

بیان کیا جاتا ہی کہ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے وقت مین کچھ عرب سمندر کی راہ سے سندھ مین آئے تھے لیکن انکے حالات اور انکے آنے کے اغراض صاف طور پر ظاہر نہین ہوئے۔

سندھ مین مسلمان

حجاج حاکم بصرہ کے حکم سے اسکا بھتیجا یا بھانجہ محمد قاسم ۹۲ھ مین ہندوستان فتح کرنے چلا اور یہان پہونچکر وہ کامیاب بھی ہوا۔ نہایت ہوشیاری اور استقلال سے اسنے حکومت قایم کرنا چاہی تھی۔ لیکن ولید ابن عبد الملک خلیفہ دمشق کی تلون مزاجی کا یہ شکار ہو گیا۔ یہ زمانہ مسلمانون کے عروج کا تھا۔ پچھم مین نصف فرانس تک مسلمان پہونچ گئے تھے اور یہان پورب جانب ہندوستان پر اس

۹۲ھ
۷۱۱ء

محمد قاسم

طرح تسلط ہوگیا تھا کہ رفتہ رفتہ کل ہندوستان پر قبضہ ہو جانے کی امید تھی
ولید بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ اسکے لیے محمد قاسم نے راجہ داہیر کی دو خوبصورت
لڑکیاں ہندوستان سے بھیجین۔ لڑکیون پر ولید لٹو ہوگیا۔ لڑکیون نے کہا
کہ محمد قاسم میرے ساتھ ہمبستر ہو چکا ہی۔ خلیفہ کے لایق مین نہین رہی۔ خلیفہ نے
غصہ مین حکم دیا کہ محمد قاسم کچی کھال مین سلوا کر میرے سامنے پیش کیا جائے
محمد قاسم کا جنازہ ہندوستان سے دمشق چلا اور جو ملک فتح ہوئے تھے وہ دایرہ
اسلام سے خارج ہونے لگے۔ لڑکیون نے اپنے باپ کے قاتل کا جنازہ دیکھکر
کہا کہ "ہم نے باپ کے خون کا عوض لینے کو یہ بہتان لگایا تھا"۔

اس حکایت کے بیان کرنے سے مقصود ہی کہ ہندوستان کے تمام باشندے
دیگر ممالک مفتوحہ کی طرح مسلمان کیون نہین ہوگئے۔ ولید بڑا ظالم تھا اور اسلیے اُسکے
ماتحت حکام بھی اسی خصلت کے ہونگے۔ اسی کے وقت مین اندلس بھی فتح ہوا
اور ہندوستان مین مسلمانون کے قدم آئے۔ اِن دونون مقامات مین پوری
روشنی اسلام کی نہین پھیلی اور اسلام ملکی مذہب نہ ہوسکا۔ خیال کیجیے کہ محمد قاسم
کے ساتھ جو برتاؤ ولید نے کیا اسکا اثر ہندوستان کی قومون پر کیا ہوا ہوگا۔ وہ
زمانہ جب صحابی رسولؐ فوج مین ساتھ ہوتے تھے اور اخلاق محمدی سے لوگون
کو گرویدہ کرتے تھے ولید کے پہلے گزر چکا تھا۔ غلط کار ہین وہ لوگ جو بزور شمشیر اسلام
کا پھیلنا بیان کرتے ہین۔ جہان جہان محض زور شمشیر تھا وہان اسلام نے رونق
نہین پکڑی۔ اسلام نے وہین رونق پکڑی جہان صحابی رسولؐ کے قدم گئے۔
یا بعد کے زمانون مین جب دین اور دنیا دونون کے سودے الگ الگ ہونے

ولید کے وقت مین ہند

اسلام اور زور شمشیر

لگے اُن لوگون کے قدم بہونچے جو رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کے قدم بہ قدم چل کر دنیا کو دین پر صدقے کرتے پھرتے تھے۔

محمد قاسم کے بعد اسکا جانشین تمیم گو اُسقدر ملک پر قابض رہا جو محمد قاسم فتح کر چکا تھا لیکن محمد قاسم کی شان ہی دوسری تھی۔ کوئی تین برس کے بعد خلافے بنو امیہ کا خاتمہ ہوا اور اسکے ساتھ تمیم کا بھی کہین پتہ نہ لگا اور ممالک مفتوحہ بدستور ہندو راجاؤن کے قبضہ مین آگئے۔

سلاطین غزنی

کئی صدی کے بعد سلاطین غزنی کے ذریعہ سے پھر ہندوستان کی طرف اہل اسلام نے رُخ کیا۔ سبکتگین نے کئی حملے ہند پر کیے۔ محمود کے بارہ حملے مشہور ہین۔ قریب قریب ہندوستان کے تمام مشہور مقامات پر محمود گیا اور کامیاب پھرا۔ محمود کے بعد مسعود بھی ہندوستان پر برابر حملے کرتا رہا۔ محمود کا زمانہ کئی باتون سے قابل یادگار ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکے بعد مسلمان بادشاہون کا سلسلہ ہند سے نہین ٹوٹا۔ دوسرے یہ کہ فارسی زبان کی رونق جو عربون کے عہد سلطنت مین تمام وسط ایشیا سے زایل ہوگئی تھی وہ پھر تازہ ہونے لگی۔ گو باپ کی طرف سے یہ ترک تھا لیکن اسکی مان ایرانی تھی اور اسلیے اسکی مادری زبان بھی ایرانی تھی۔ پہلے تمام عدالتون کی زبان عربی تھی۔ اسنے بجاے عربی کے فارسی کو رواج دیا۔ فارسی کو اسکے وقت مین اور اُسکے بعد آج تک تمام ایشیا مین وہی نسبت رہی جو فرانس کی زبان کو یوروپ مین ہے۔ لیکن اسنے عربی زبان کو بالکل معدوم نہین کیا جس طرح یوروپ کے متبرک اور اہم کامون مین رومن زبان مستعمل ہوتی ہے اُسی طرح عربی کا درجہ قایم ہوا۔ محمود غزنوی کے وقت سے فارسی

محمود کی یادگارین

زبان فارسی ہندوستان مین

زبان جو ہندوستان مین گھُسی تو آج تک نہ نکلی - اب تک ہندوستان مین
فارسی زبان جاننے والے بکثرت پائے جاتے ہین - ہندوستان کی نیم سنسکرت
زبان کا عربی اور فارسی کے میل جول سے مارلنا محمود کے وقت سے شروع ہوا
اور نئی بھاشا نے شاہجہان کے وقت مین سُدھر کر اردوے معلی کا لقب پایا -

اردوے معلی

کوئی بُرا مانے یا بھلا مولف کے نزدیک گو محمود نے ہندوستان پر حملے بہت کیے
غازی لقب پایا مسلمانون کے نزدیک اپنے کو موقر دکھایا - لیکن اپنے طرز عمل
سے اُسنے ہندوؤن کے دل مین اسلام سے نفرت پیدا کر دی - سمجھدار لوگون

محمود کی پالیسی

نے اُسوقت بھی راے قایم کی تھی کہ نقدی طمع کے خیال سے یا حکمرانی کے
شوق مین محمود کفرستان مین مارا مارا پھرتا ہی - لیکن مذہب اسلام کو اس سے ترقی
نہین ہوتی اور نہ وہ مذہب کے ترقی دینے کے لیے کوئی کوشش کرتا - حضرت
امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کے پردہ مین جس طرح عراق مین لوگون نے
حکومتین کین اسی طرح محمود بھی مذہبی جہاد کے نام سے مسلمانون کو اپنا جان
نثار بنائے رہا ورنہ اسلام پھیلانے سے اسکو کوئی غرض نہ تھی - بعض مورخ نے
اسکو دہریہ لکھا ہی اور اسکی مذہبی باتون کو تقیہ یا حکمت عملی سے تعبیر کیا ہی - اس
کتاب کا مولف اسقدر لکھنے کی تو ہرگز جرات نہین کر سکتا لیکن اسقدر تو بے تکلف
کہہ سکتا ہی کہ جب تک دینی اور دنیاوی دونون بادشاہتین ایک شخص مین جمع
ہوتی رہین تب تک مسلمان بادشاہون کی کیفیت ہی اور ہوتی تھی اسکے بعد
جب صرف دنیوی پیشوائی ان لوگون کے تعلق ہوئی تو یہ مذہبی پیشوا نہ رہے
صرف حامی مذہب اسلام کے لقب کے سزاوار رہ گئے - اسی مد مین محمود بھی تھا -

محمود کا مذہب

اسنے اتنے بہت سے جہاد کیے۔ کافرون پر فتحیاب رہا۔ اسلام کے لیے اپنا لڑنا برابر ظاہر کرتا رہا۔ ان سب باتون پر اسے غازی نہ کہیے۔ اول درجہ کا مسلمان نہ کہیے۔ اپنے وقت کا بہترین امم نہ کہیے تو مضایقہ نہین۔ اب اسپر طرہ یہ کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کرکے دہریہ کہین تو بیموقع ہی۔

سلطان محمود کے بعد محمد۔ مسعود۔ مودود۔ ابو الحسن علی۔ عبد الرشید۔ فرخزاد۔ ابراہیم۔ مسعود بن ابراہیم۔ ارسلان۔ بہرام۔ خسرو شاہ۔ خسرو ملک بن خسرو شاہ بارہ سلاطین اسکی نسل سے ہوئے اور یہ سب ہندپر کم وبیش حکمران رہے انہین سے مسعود ثانی۔ خسرو شاہ۔ خسرو ملک بن خسرو شاہ یہ تین بادشاہ لاہور کے تخت پر بیٹھے باقی اور سلاطین غزنی ہی سے حکمرانی کرتے رہے۔

فصل سیوم

غوریون کی سلطنت

غوریون کا عروج

ملوک غزنی کے تباہ ہونے پر خاندان غور نے غزنی پر تسلط پایا اور اسی سلسلہ مین خسرو ملک کے بعد ہندوستان مین بھی غوریون کی سلطنت قایم ہوئی۔ بنابرین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ملک غور اور غوریون کا عروج کچھ اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے۔

ہرات کے شرقی پہاڑون مین ایک وسیع مقام کا نام غور ہی۔ یہان کے باشندے صحیح قول یہ ہی کہ افغان تھے اور ۱۱۱ھ مین جب عربون نے غور فتح کیا تو یہ لوگ مسلمان ہوگئے۔ سلطان محمود غزنوی نے بذات خاص حملہ کرکے غوریون پر فتح پائی اور تب سے ملک غور گویا غزنی کا ایک صوبہ ہوگیا تھا۔ غور کے بادشاہ قطب الدین سوری یا قطب الدین محمد غوری اور سلطان بہرام غزنوی مین لڑائی ہوئی اور قطب الدین

ہلاک ہوا۔ قطب الدین کا بھائی سیف الدین بھائی کے خون کا عوض لینے چلا۔
بہرام ڈر کر کرمان کی طرف بھاگ گیا اور تھوڑے دنون کے بعد اچانک غزنی پر
پہونچ کر اُسنے سیف الدین غاصب سلطنت کو قید کیا اور تمام گلی کوچون
مین اُسے رسوا کر کے بڑی ذلت سے مارا۔ اب تیسرے بھائی علاء الدین نے
یہ خبر سُنکر نہایت اہتمام سے چڑھائی کی۔ بہرام بھاگ گیا۔ علاء الدین نے غزنی
مین پہونچکر گویا خون کا دریا بہا دیا۔ تمام شہر کو پھونک کر جلادیا اور محمود و مسعود اور
ابراہیم کی قبرون کے سوا تمام شاہی قبرین کھود ڈالین۔ غزنی ایسے عمدہ شہر کے جلانے
سے جہان سوز اسکا لقب ہوا اور آج تک تاریخون مین وہ بُرے نام سے یاد کیا

علاء الدین جہانسوز

جاتا ہے۔ یہ واقعہ ۵۴۶ھ کا ہے۔ اسکے بعد ہندوستان کی سلطنت ۵۵۲ھ تک خسرو
شاہ اور خسرو ملک کے قبضہ مین تھی۔ اور پھر اسکے بعد غوریون کے قبضہ مین آگئی۔

۵۴۶ھ
۱۱۵۲ء

علاء الدین جہان سوز کو قومیت کے اعتبار سے سوری اور بلد کے اعتبار سے
غوری لکھنا چاہیے۔ غزنی کی فتح کے بعد وہ اپنے دار الحکومت فیروزکوہ پر چلا گیا
اور غزنی کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا تا گیا۔ لیکن وہی چار برس کے اندر
سلجوقیون کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور اور غزنی دونون پر حملہ کر کے علاء الدین
کو گرفتار کیا لیکن اسکے بعد پھر اُسکو چھوڑ دیا۔ اس زمانہ مین سلجوقیون کی ترقی کا آفتاب
بھی ڈھل چلا تھا اور علاء الدین کے معاملہ کے تھوڑے ہی دنون کے بعد سلطان سنجر
ایک ترکی قوم یوز یا غز کے ہاتھ گرفتار ہو گیا جیسا کہ سلطان سنجر کے حالات مین درج ہو چکا ہے
اور اس درمیان مین غزنی بھی قوم غز کے قبضہ مین آگئی تھی۔ قوم غز جب پیچھے چلی
گئی تو غزنی پر علاء الدین کی حکومت قایم ہوئی۔ اسکے بعد علاء الدین اپنی موت سے

علاء الدین کی گرفتاری

مرا۔ غزنی کی بربادی سے علاء الدین کی موت تک صرف چار برس کا زمانہ گزرا اور اسی درمیان مین یہ سب انقلابات ہو گئے۔

سیف الدین ثانی

علاء الدین کے بعد اسکا بیٹا سیف الدین ثانی تخت غور پر بیٹھا اور ڈیڑھ برس کے قریب سلطنت کر کے غز کی لڑائی مین خود اپنے ایک رکن دولت کے ہاتھ سے مارا گیا

غیاث الدین غوری

سنہ ۵۵۲ھ / سنہ ۱۱۵۷ء

اور اسکے بعد علاء الدین کا بھتیجا غیاث الدین غوری سنہ ۵۵۲ھ مین غور کے تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ مل کر سلطنت کرتا تھا۔ غور۔ غزنی اور ہرات پر جب ان دونون کا قبضہ ہو لیا تو ان دونون نے مشرقی خراسان پر بھی قبضہ کیا سلجوقیون مین یہ دم نہ تھا کہ وہ انکا مقابلہ کرتے شہاب الدین غوری

شہاب الدین غوری

سنہ ۵۸۲ھ / سنہ ۱۱۸۶ء

نے سنہ ۵۸۲ھ مین ہندوستان پر حملے کر کے خسرو ملک کو جو لاہور کے تخت پر بیٹھا تھا فریب سے قید کیا اور غیاث الدین کے پاس غور بھیجدیا۔ خسرو ملک کی گرفتاری کے بعد شہاب الدین ہندوستان کے پایہ تخت لاہور پر حکمران ہوا۔

شہاب الدین غوری کے حملے

غیاث الدین بہت کم لڑائیون مین شریک ہوتا تھا۔ سپہ سالاری کا کام زیادہ تر شہاب الدین کے متعلق تھا۔ شہاب الدین نے مختلف حملے کر کے قریب قریب تمام ہندوستان فتح کر لیا اور جو ہندؤن کی ریاستین خود مختار رہگئین وہ آج تک خود مختار چلی آتی ہین۔ درمیان مین انکی حیثیتین بدلتی رہین لیکن معدوم نہین ہوئین۔

محمود غوری

غیاث الدین کے بعد شہاب الدین اور شہاب الدین کے بعد اُسکا بھتیجا محمود فیروز کوہ کی گدی پر بیٹھا۔ شہاب الدین غوری محمود غزنوی سے کم نہ تھا لیکن محمود غزنوی کی سی فراست اسمین نہ تھی اسلیے بہت زیادہ یہ مشہور نہ ہو سکا اسکے وقت مین خوارزم شاہیون کا عروج تھا۔ خوارزم شاہ سے شہاب الدین لڑا اور اتفاقاً مغلوب ہو گیا

اور پھر جو مقابلہ کو چلا تو موت نے فرصت نہ دی۔ شہاب الدین کے مرنے پر خوارزم شاہ نے محمود غوری کی سلطنت کا غور اور غزنی مین خاتمہ کر دیا۔ شہاب الدین کے وقت مین غوریون کی سلطنت کو جیساہی عروج تھا ویسے ہی اسکے مرنے پر وہ نیست و نابود ہو گئی

سنہ ۶۱۱ھ / سنہ ۱۲۱۵ء

محمود غوری کے بعد غوریون کا سلطنت کا سنہ ۶۱۱ھ مین خاتمہ ہوا لیکن قطب الدین ایبک شہاب الدین کا ترکی غلام جو شہاب الدین کے وقت مین ہندوستان کا گورنر تھا اسکے مرتے ہی سنہ ۶۰۲ھ مین خود مختار بادشاہ قرار پاگیا اور محمود کے مرنے کے بعد اسنے ہندوستان مین ایک ایسی زبردست اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی جسکے بادشاہون نے پھر کبھی ہند سے باہر اپنا پایہ تخت نہین رکھا۔

قطب الدین ایبک

شاہان خوارزم نے غوریون کے خاندان کا خاتمہ کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چنگیز خان کے بعد یہ لوگ پھر کچھ بڑھے تھے قایم مقامان چنگیز خان سے جن غوریون نے چودہ صدی مین مقابلہ کیا اُنکو بھی مورخون نے شاہان غور لکھا ہے۔

فصل چہارم

غلام بادشاہون کا بیان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	قطب الدین ایبک	سنہ ۶۰۲ھ / سنہ ۱۲۰۶ء	غوریون کی تباہی اور شہاب الدین غوری کے مرنے پر یہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور دہلی کو اسنے پایہ تخت بنایا جو برابر شاہان ہند کا پایہ تخت رہی۔ یہ ایک ترکی غلام تھا۔ شہاب الدین نے اسے خریدا تھا لیکن غلام ہونے سے اسے بیوقعت نہ سمجھنا چاہیے سبکتگین بھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			غلام تھا۔ معزز خاندان کے لوگ بھی پہلے زمانہ مین غلام ہوکر بک جایا کرتے تھے۔ اسنے بیس برس تک ہندوستان مین حکومت کی لیکن خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے صرف چار برس۔
۲	آرام شاہ بن قطب الدین	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ء	برس روز کے اندر ہی اندر شمس الدین التمش نے اسکو تخت سے اُتار دیا۔
۳	شمس الدین التمش	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۱ء	یہ بھی ایک غلام تھا اور قطب الدین ایبک کا داماد تھا۔ مشہور ہے کہ یہ بڑا عالی خاندان تھا۔ اسکے بھائیون نے حضرت یوسف کی طرح اسے فروخت کر ڈالا تھا۔ بہار کی صوبہ داری سے آکر اسنے اپنے سالے کو تخت سے اُتارا اور خود بادشاہ بنا۔ خوارزم شاہیون نے جب غور کی سلطنت تباہ کی تھی اُسوقت شہاب الدین کے دو غلام ناصر الدین اور تاج الدین اور تھے جنھون نے قطب الدین کی طرح جدا سلطنتین قایم کرلی تھین۔ چنانچہ تاج الدین غزنی مین حکمران تھا اور ناصر الدین بلاد سندھ مین تھا۔ سلطان شمس الدین التمش کو ان دو حریفون کا کھٹکا تھا۔ تاج الدین کا تو یہ انجام ہوا کہ خوارزم شاہ نے جب اُسے غزنی سے نکالا تو وہ ہندوستان پر قبضہ کرنے چلا۔ اور شمس الدین التمش نے اسے لڑائی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			مین گرفتار کرکے قید کرلیا۔ ناصر الدین پر شمس الدین التمش سنے فوج کشی کی اور ناکام رہا لیکن ناصر الدین سے اتنا فایدہ شمس الدین کو پہونچا کہ فتح غزنی کے بعد جب خوارزم شاہ نے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہا تو ناصر الدین نے راستہ ہی مین اُسے روک دیا۔ یہ بادشاہ ہندوستان کا پہلا شہنشاہ سمجھا جائے تو بجا ہے اسنے تمام ہند پر اپنا سکہ جمایا خلیفہ بغداد نے بھی اسکو خلعت بھیجے جسکو مسلمان بادشاہ بڑے فخر اور عزت کی چیز سمجھتے تھے۔ ناصر الدین نے جلال الدین شاہ خوارزم کا مُنہ پھیرا ہی تھا کہ مغلون کی ایک فوج وہان آئی اور ملک کو برباد کرگئی۔ یہ چنگیز خان مغل کا زمانہ تھا جسکے حالات اوپر لکھے جا چکے ہین۔ ناصر الدین نے جب جلال الدین کی لوٹ کھسوٹ اور مغلون کی مار دھاڑ سے فرصت پائی تو تو شمس الدین التمش آپہونچا۔ ناصر الدین کن کن بلاؤن کا مقابلہ کرتا بیچارہ جان لیکر بھاگا اور باد مخالف کے جھونکون سے اسکی کشتی دریاے اٹک مین ڈوب گئی۔ اخیر مین شمس الدین التمش کا کوئی حریف نہ تھا۔ جامع الحکایات زبان فارسی کا مصنف اسکے درباریون مین تھا۔ دلّی مین قطب صاحب کی لاٹ ۱۴۲ فٹ اونچی جو پُرانی دلّی کی ایک مشہور چیز ہی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اسی کے وقت میں ختم ہوئی۔
۴	رکن الدین بن شمس الدین	۶۳۳ھ / ۱۲۳۶ء	یہ بادشاہ عیاش مزاج تھا۔ امرا نے اسکی جگہ پر اسکی بہن کو بٹھایا۔
۵	رضیہ بیگم بنت شمس الدین	۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ء	یہ بہت ہی ہوشیار عورت تھی۔ مردانہ کپڑا پہن کر تخت پر بیٹھتی تھی اور خوب انتظام کرتی تھی۔ ایک حبشی غلام پر اسکی نظر عنایت تھی۔ اچھی نیت سے یا بُری نیت سے یہ معلوم نہیں لیکن امرا کو یہ بُرا معلوم ہوا اور یہ تخت سے اُتاری گئی۔
۶	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین	۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ء	رضیہ بیگم کے بعد اُمرا نے اسکو تخت پر بٹھایا لیکن دو برس کے بعد یہ بھی تخت سے اُتارا گیا۔ اسکے وقت کا واقعہ صرف اسقدر قابل تذکرہ ہے کہ لاہور تک مغل چلے آئے تھے اور پھر واپس چلے گئے۔
۷	علاء الدین مسعود شاہ بن رکن الدین	۶۳۹ھ / ۱۲۴۱ء	امرائے دولت بگڑے تو تھے ہی اسپر یہ طرہ ہوا کہ اس بادشاہ کو عیاشی کا شوق ہوا تھوڑے دنوں میں یہ بھی تخت سے اُتارا گیا اور جان سے مارا گیا۔ اسکے وقت میں بھی مغلوں نے دو حملے ہند پر کیے۔ ایک تو تبت کی راہ سے بنگالہ پر اور دوسرا شمال و مغرب سے پنجاب پر۔
۸	ناصر الدین محمود	۶۴۴ھ / ۱۲۴۶ء	شمس الدین التمش کا یہ پوتا تھا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک اور معتدل المزاج تھا۔ عمر بن عبد العزیز خلیفہ بغداد سے اسکا انداز بہت ملتا تھا

کیفیت	سنہ جلوس	نام	نمبر
جو کچھ فرق تھا وہ اسقدر رہا کہ زمانہ رسولؐ سے عمرؓ کا زمانہ قریب تھا اور اسکا بعید تھا۔ عمرؓ اپنے وقت کے سلاطین مین اچھا تھا اور ناصر الدین محمود اپنے زمانہ کے سلاطین مین اچھا تھا۔ ناصر الدین کی زندگی درویشانہ تھی۔ اپنی بی بی سے پکوا کر کھاتا تھا اور کتابت سے اپنا خرچ چلاتا تھا غیاث الدین بلبن اسکے وزیر نے اسکے زمانہ مین بڑا زور پکڑا ناصر الدین کے وقت مین سلطنت روز بروز بڑھی۔ اکثر لڑائیون مین یہ خود شریک رہتا تھا۔ ہلاکو خان کا ایلچی اسکے دربار مین آیا تھا تو بڑی طیاری کی گئی تھی۔ اسکی سلطنت کا زور اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ مین شیر خان حاکم پنجاب نے مغلون کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دھاوا کیا اور غزنین پر قابض و متصرف ہو گیا۔			
ناصر الدین محمود کے مرنے پر یہ خود تخت نشین ہو گیا غیاث الدین بھی اصل مین ایک ترکی غلام تھا شمس الدین التمش نے اپنی لڑکی اسکو بیاہ دی تھی جسکی وجہ سے یہ ناصر الدین کا پھوپھا تھا۔ یہ بادشاہ جابر اور سخت تھا۔ اس نے سلطنت کا بڑا انتظام کیا اور بیدار مغزی سے کام کرتا تھا صرف ہندوستان ہی کی ایک اسلامی سلطنت ایسی تھی جو چنگیز خان کے	سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۶ء	غیاث الدین بلبن	۹

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ہاتھون تباہ نہین ہوئی۔ اسلیے دور دور سے مغلون کے ستائے ہوئے امرا اور سلاطین اسکے دربار مین پناہ گزین ہوئے اور بڑے بڑے عالم اور فاضل مصیبتین اٹھاکر یہان چلے آئے۔ امیر خسرو ملک الشعرا اسی کے عہد مین تھا اور اسکے بیٹے محمد کا مصاحب تھا۔ علما اور فضلا سے تو کوئی ایسا مذاق غیاث الدین کو نہین تھا لیکن سلاطین کے جمع ہونے پر وہ اکثر فخر سے کہتا تھا کہ پندرہ سلاطین میرے مہمان ہین۔ ان بادشاہون کے اصلی مقام کے اعتبار سے دلّی کے محلّے روم۔ غور۔ خوارزم بغداد وغیرہ نامون سے مشہور ہوگئے تھے۔ بلبن کے مرتے وقت اسکا بیٹا بغرا خان بنگال کا حاکم تھا۔ اسلیے بغرا خان کے بیٹے کیقباد کو لوگون نے تخت پر بٹھایا۔
۱۰	کیقباد بن بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۵ھ / سنہ ۱۲۸۶ء	یہ بادشاہ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا اور لہو ولعب مین مشغول ہوا۔ بغرا خان اسکا باپ بنگال سے اسے سمجھانے آیا لیکن اسکی کچھ نہ چلی اور واپس گیا۔ کیقباد کو لوگون نے قتل کیا اور سلطنت خلجیون کے ہاتھ آئی جو اسوقت دربار مین زیادہ رسوخ رکھتے تھے۔

فصل پنجم

خلجیون کی سلطنت

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	جلال الدین خلجی	۶۸۷ھ ۱۲۸۸ء	بعض مورخون نے خلجیون کو مغلون کے گروہ مین شامل کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ترکی افغانون کا ایک گروہ خلجی تھا۔ ستر برس کی عمر مین جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا اور کیقباد کے معصوم بچے کو قتل کرا کے اپنی سلطنت کو مستحکم کیا۔ لیکن اور امور مین یہ رحم دل اور سادہ مزاج سمجھا جاتا تھا۔ اسکے وقت مین اسکے بھتیجے علاء الدین نے دکن مین بہت نمایان فتوحات کیے۔
۲	علاء الدین خلجی	۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء	اپنے چچا جلال الدین کو قتل کر کے یہ تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا ہی زبردست بادشاہ ہوا۔ ہند مین انتہائے مشرق اور انتہائے جنوب تک اسنے سلطنت پھیلائی۔ اسکے وقت مین دو مرتبہ مغلون نے حملے کیے اور برابر ناکام رہے۔ اسکا ایک حبشی غلام کافور اسکے وقت مین بڑا عروج پکڑ گیا تھا۔ اسی غلام کی نسبت "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مقولہ مستعمل ہوا جو آج تک زبان زد ہے۔ آخر مین اسی غلام نے بادشاہ کو سلطنت کی طمع مین ہلاک کیا جیسا کہ بعضون کا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خیال ہو لیکن وہ جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچا۔ اس بادشاہ کے وقت مین انتظام ملک بہت اچھا تھا لیکن مذہب اسلام کا پاس روز بروز بادشاہون کے دربار سے اُٹھتا جاتا تھا۔ اور اس بادشاہ نے تو اور بھی مذہب کو ناقابل لحاظ چیز سمجھ لیا تھا۔ ہندو والی گجرات کی بی بی کولا دیوی کو اسنے لڑائی مین گرفتار کرکے اپنے محل مین داخل کیا اور اسکی لڑکی دیول دیوی کو اپنے بیٹے خضر خان کے عقد مین دیا جو اسپر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ہندوؤن سے اس میل جول رکھنے کی یہ پہلی مثال تھی۔ خضر خان اور دیول دیوی کے عشق و محبت کو امیر خسرو دہلوی نے منظوم کیا ہو جو بہت مشہور تصنیف اُنکی ہو۔ یہ بادشاہ جاہل مطلق تھا لیکن عالمون سے اپنے کو کم نہین سمجھتا تھا
۳	مبارک شاہ خلجی بن علاء الدین خلجی	سنہ ۷۱۷ھ سنہ ۱۳۱۷ع	کسی طرح کافور کے ہاتھ سے بچا اور تخت پر بیٹھا کافور مارا گیا۔ انتظام کی لیاقت یہ نہین رکھتا تھا اور طرہ یہ کہ طبیعت اسکی عیاشی کی طرف مائل ہوئی خسرو خان نو مسلم وزیر نے سلطنت کی طمع سے اسکو قتل کیا لیکن خسرو خان کو کامیابی نہوئی غیاث الدین بلبن کے ایک ترک غلام غازی خان نے خسرو خان کو ہلاک کیا اور خود غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔

فصل ششم

خاندان تغلق

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	غیاث الدین تغلق		اسکا باپ ایک ترکی غلام تھا اور ماں اسکی ایک ہندی عورت تھی - ابھی تک غیاث الدین بلبن کا بیٹا بغرا خان بنگالے مین حکمران تھا - وہ یہی غنیمت سمجھا کہ غیاث الدین تغلق نے کچھ اُس سے تعرض نہین کیا - ایک چوبی مکان اسپر گر پڑا اور اسی صدمہ سے یہ مرا - مشہور ہی کہ اسکے بیٹے جونا خان کی سازش سے ایسا ہوا تھا -
۲	محمد تغلق	۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء	تخت پر بیٹھ کر جونا خان نے اپنا لقب محمد تغلق رکھا - اسکی تخت نشینی کی رسم بڑے دھوم سے ادا ہوئی - یہ بادشاہ بڑا عالم تھا اور مذہبی احکام کا پابند تھا - ابتدا مین اسکی سلطنت بڑے ہی زور دن پر تھی لیکن آخر مین تمام ملک مین بغاوتین پھیل گئین - دکن اور بنگال کے صوبون مین خود مختار سلطنتین قایم ہو گئین - ملک ویران ہو گیا - دیوگڈھ کو اسنے دار السلطنت بنانا چاہا اور تغلق آباد نام رکھا - لوگونکو بجبر وہان بسنے پر مجبور کیا - دیوگڈھ تو آباد نہین ہوا لیکن دلّی ویران ہو گئی - یہ بادشاہ خفیف الحرکت تھا اسکے وقت مین تانجیر (افریقیہ) کے ایک مشہور سیاح ابن بطوطہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سے نے ہند کی سیر کی تھی وہ اپنے سفرنامہ مین ہند کی حالت پر بڑا افسوس ظاہر کرتا ہے۔ یہ بادشاہ شاعر بھی تھا۔ حالت نزع مین جو قطعہ اسنے موزون کیا وہ یہ ہے ؎ بسیار زرین جہان چمیدیم ——— بسیار نعیم و ناز دیدیم اسپان بلند بر نشستیم ——— ترکان گران بہا خریدیم کردیم بسے نشاط آخر ——— چون قامت ماہ نو خمیدیم اس بادشاہ نے خلیفہ عباسی حاکم بامر اللہ بن المکتفی سے غائبانہ بیعت کی تھی - اس زمانہ مین خلفاے عباسیہ مصر مین تھے ہلاکو خان کے بعد مخدوم زادون سے کچھ زیادہ حیثیت کے ساتھ یہ خلفا مصر مین تھے - اور محمد تغلق کی عقیدت سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی خلفاے عباسیہ کی اجازت بغیر بلاد اسلام کے سلاطین اپنی سلطنت کو بے سند سمجھتے تھے - خلفاے عباسیہ کا بغداد سے مصر جانا سلطنت مصر مین مذکور ہوگا -
۳	فیروز شاہ تغلق	سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء	محمد تغلق کے مرنے پر اسکا بھتیجا فیروز شاہ تغلق تخت نشین ہوا اسکے دربار مین بنگال اور دکن کے ایلچی آئے جس سے وہان کی اسلامی سلطنتون کا خود مختار ہونا ظاہر ہوتا ہے اسکو

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			تعمیر کا بڑا شوق تھا۔ ہانسی حصار کی نہر اسی کی کھدوائی ہوئی ہی۔ یہ بادشاہ رحیم المزاج تھا۔ ہاتھ پاؤن کاٹنے کی سزا اسنے موقوف کی۔ اسپر یوروپین مورخ اسکے مداح ہین۔ لیکن مولف کے نزدیک مجرمون کے ساتھ سختی نہ کرنا بادشاہون کے لیے عیب ہی۔
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	سنہ ۷۹۱ھ / سنہ ۱۳۸۹ء	پانچ ہی مہینہ کے اندر تخت سے اوتارا گیا اور جان سے مارا گیا۔
۵	ابوبکر تغلق	سنہ ۷۹۱ھ / سنہ ۱۳۸۹ء	یہ فیروز تغلق کا پوتا تھا۔ ناصر الدین تغلق دعویدار تخت سے لڑتا رہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اسیر ہوا اور ناصر الدین تخت پر بیٹھا
۶	ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۲ھ / سنہ ۱۳۸۹ء	سلطنت تو فیروز شاہ کے وقت سے کمزور ہو چلی تھی اب ان بادشاہون کی چند روزہ تخت نشینیون نے اور خانگی جھگڑون نے اور بھی ضعف بڑھا دیا۔
۷	ہمایون بن ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۶ھ / سنہ ۱۳۹۴ء	یہ صرف ۴۵ دن تک تخت نشین رہا۔
۸	محمود تغلق بن ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۶ھ / سنہ ۱۳۹۴ء	یہ بادشاہ بہت کم سن تھا۔ اس کے وقت مین سلطنت دہلی حدود ارضی کے اعتبار سے بہت کم ہو گئی تھی محمود تغلق کے وزیر نے ایک سلطنت جونپور مین قایم کی جو کچھ عرصہ تک قایم رہی۔ اسی زمانہ مین تیمور نے دلی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			پر حملہ کیا جو تاریخ کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ تیمور سمرقند کے کے قریب کا رہنے والا تھا۔ ابتدا مین یہ ایک غریب آدمی تھا لیکن بڑھتے بڑھتے درجہ شاہی تک پہونچا۔ ماں کی طرف سے یہ چنگیز خان کی نسل مین تھا۔ یہ مسلمان تھا اور کسی قدر تربیت یافتہ تھا۔ لیکن انسان کو تکلیف دینے مین چنگیز خان سے ہرگز کم نہ تھا۔ سائبریا اور روس کو جڑ سے برباد کرکے ایران اور ماوراءالنہر پر پورے طور سے تسلط جما کے تیمور نے دِلّی پر حملہ کیا۔ محمود تغلق بھاگ گیا اور شہر والون کی غلطی سے شہر مین قتل عام ہوا۔ دِلّی کے علاوہ ہندوستان کے اور بھی بہت سے مقامات تباہ اور برباد کیے گئے۔ بے انتہا مسلمان قتل کیے گیے پھر اسکے بعد جمنا کے قریب فیروز شاہ کی بنائی ہوئی مسجد مین جاکر تیمور نے گڑگڑا گڑگڑا کر خدا کا شکریہ ادا کیا اور اُسکی درگاہ مین جبہ سائی کی۔ خدا ہی جانے کہ کیا واقعات تھے اور ان لوگون کے خیالات کی کیا نوعیت تھی۔ سنہ ۸۰۱ھ مین تیمور ہندوستان سے واپس گیا۔ اور ہندوستان کو تباہی کی حالت مین چھوڑتا گیا۔ اسکے چلے جانے پر دو مہینے تک دِلّی مین کوئی حاکم نہ تھا۔

تیمور ہندمین

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			گویا ہر ایک بجاے خود شہسوار و ستحیر تھا۔ اسکے بعد اقبال نامی ایک سردار نے اپنے کو حاکم بنایا۔ اقبال لڑائی مین مارا گیا۔ محمود تغلق پھر دلّی مین آیا لیکن تھوڑے ہی دنون کے بعد وہ مر گیا اور اُسکی جگہ پر دولت خان لودہی بیٹھا۔ صرف پندرہ مہینے گزرے تھے کہ خضر خان حاکم پنجاب نے اپنے کو گورنر تیمور بتا کر دلّی پر قبضہ کیا اور دولت خان کو خارج کیا۔

فصل ہفتم

سیّدون کا خاندان

خضر خان ہندوستان مین پیدا ہوا لیکن نسب کے رو سے حضرت فاطمہ رض بنت رسول ص کی نسل مین تھا خضر خان نے تو جلوس شاہانہ پسند نہین کیا لیکن اسکی نسل مین جو بادشاہ ہوئے وہ شاہی انداز پر تھے اور انکی حکومت کا زمانہ تاریخ مین سیّدون کی سلطنت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

خضر خان کے خاندان مین سیّد مبارک سنہ ۱۴۲۱ء مین تخت نشین ہوا

" سیّد محمد سنہ ۱۴۳۵ء " "

" علاء الدین سنہ ۱۴۴۴ء " "

خضر خان کے وقت مین حکومت براے نام تھی ہان سیّد مبارک اور سیّد محمد نے کچھ ہاتھ پاؤن سنبھالے راجپوتون سے لڑتے رہے ۔ مالوہ پر بھی

ان لوگون نے چڑھائی کی تھی - لیکن علاء الدین نے کچھ روق نہین پکڑی اسکی حکومت نواحی دِلّی پر محدود تھی - آخرمین اسنے بداؤن جاکر گوشہ نشینی اختیار کی اور دِلّی کی حکومت بہلول خان لودی کو سپرد کردی -

فصل ہشتم

لودھیون کا خاندان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	بہلول خان لودھی	سنہ ۸۵۴ھ سنہ ۱۴۵۰ء	افغانون کی ایک قوم لودھ تھی - یہ لوگ فیروز تغلق کے وقت سے بڑھے اور تجارت سے بڑے مالدار بن گئے سیّدون کے وقت مین فوجی خدمتون مین انکے تعلق تھے آخیر مین بہلول خان لودھی دلّی کا بادشاہ بن گیا - پنجاب کے صوبے اسنے دلی مین شامل کیے اور تیمور کے بعد جو بے رونقی پھیلی تھی وہ اسکے وقت مین کم ہونے لگی - شاہ جونپور سے ۲۶ برس تک چھیڑ چھاڑ رہی اور بالآخر ۸۸۱ھ مین جونپور بھی دِلّی کا ماتحت ہو گیا
۲	سکندر لودھی	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ء	اسکو اپنے مذہب کا بڑا پاس تھا - یہ عالم فاضل اور شاعر تھا -
۳	ابراہیم لودھی بن سکندر لودھی	سنہ ۹۲۲ھ سنہ ۱۵۱۶ء	یہ بادشاہ سلطنت کے قابل نہ تھا اسکے وقت مین بغاوتین پھیلین - دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے بابر کو کابل سے بلایا - سنہ ۹۳۲ھ مین بابر نے چڑھائی کی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور ابراہیم لودھی معرکہ جنگ مین بانی پت کے پاس مارا گیا۔ گوالیار کا راجہ بھی ابراہیم کا شریک حال ہوکر مارا گیا اسلیے بابر اس لڑائی کو محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی لڑائیون کے مشابہ سمجھا بابر کے ساتھ توپ بھی تھی۔ بابر کو فخر تھا کہ اُس نے توپون سے عمدہ کام لیا۔ بابر کی فوج بہت کم تھی ابراہیم لودھی نے بھی خوب مقابلہ کیا۔ لیکن شکست اور فتح مین تائید ایزدی ہوا کرتی ہے۔ فوج کی کثرت ہمیشہ کارآمد نہین ہوتی۔

فصل نہم

خاندان سوری

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	شیر شاہ سوری	سنہ ۹۴۷ھ سنہ ۱۵۴۰ء	یہ بادشاہ ابراہیم خان پٹھان کا بیٹا تھا۔ چھوٹی حالت سے یہ بڑھتے بڑھتے بہار کا خودمختار بادشاہ ہوگیا یہ اپنے کو بادشاہان غور کی نسل مین بتاتا تھا لیکن اسکا خاندان بجاے غوریون کے سوریون کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ ہمایون بن بابر نے اسکے مقابلہ مین دو مرتبہ شکست کھائی پچھلی شکست سنہ ۱۵۴۰ء مین ہوئی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور اسی زمانہ سے شیرشاہ دلی کا شاہنشاہ سمجھا گیا شیرشاہ نیکنام اور مدبر بادشاہ تھا۔ بنگال سے دریائے اٹک تک اسنے سیدھی سڑک بنوائی اور ایک ایک کوس پر کنوئین مسجدین اور اپنے اپنے موقع سے مہانسرائین بنوائین۔ علاء الدین خلجی کے قانون کو اسنے زندہ کیا۔ اکبر کا قانون علاء الدین خلجی اور شیرشاہ کے قانون کا مجموعہ سمجھا جاتا ہی۔ مورخین شیرشاہ کی تعریف اسلیے زیادہ نہ کرسکے کہ سلاطین مغلیہ کے مورث ہمایون نے اس سے زک اُٹھائی تھی۔ باغی اور غاصب کے نام سے یہ یاد کیا جاتا ہی۔ لیکن اسکی خوبیان اور کارگزاریان حالات سے مستنبط ہوسکتی ہین اسکا مقبرہ سہسرام میں ہی اور یہین یا اسکے قریب اسکا مولد بھی تھا۔
۲	سلیم شاہ بن شیرشاہ	سنہ ۹۵۲ھ / سنہ ۱۵۴۵ء	شیرشاہ کا بیٹا جلال خان تخت پر بیٹھ کر سلیم شاہ مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ بھی مدبر اور نیک نام تھا۔ دلی کا سلیم گڈھ قلعہ اسی کی یادگار ہی۔ سید محمد جونپوری نے مہدی موعود بن کر اسی کے وقت مین زور پکڑا تھا۔ شیخ علائی واعظ اس فرقہ کا رونق دینے والا تھا۔ بادشاہ نے تدبیر اور تشدد سے کام لیا اور بہت جلد اس فرقہ کا استیصال ہوگیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳	عادل شاہ بن شیر شاہ	۹۶۰ھ ۱۵۵۳ء	اسکا اصل نام محمد شاہ سور عدلی تھا یہ بالکل نا قابل سلطنت تھا - ایک مسلمان بنیا ہیمو بقال ایک چھوٹے سے دوکانداری کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے وزارت کے عہدے پر پہونچا اور پھر تمام نظم و نسق کا اختیار اسکو ہو گیا - یہ حالت دیکھکر ہمایون نے جو ہندوستان سے بھاگ کر کابل مقیم تھا ہندوستان کا رُخ کیا دِلّی پر ہمایون کا قبضہ ہو گیا عادل شاہ کے دشمن ملک مین زیادہ تھے اسلیے ہمایون کو زیادہ کامیابی بھی ہوئی ہیمو بقال پورب سے چلا اور پانی پت مین ہمایون کی فوج سے لڑائی ہوئی لیکن ہمایون اسکے پہلے مر چکا تھا اور اسکا بیٹا جلال الدین اکبر تیرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا تھا ہیمو بقال کا مقابلہ اکبر کے اتالیق خان خانان بیرم خان نے کیا ۹۶۴ھ مین ہیمو گرفتار ہوا اور اکبر کی مستقل سلطنت دلی مین قایم ہوئی عادل شاہ اسکے بعد بھی کچھ دنون تک بہار اور بنگال پر حکمران رہا لیکن ایک نئے دعویدار کے ہاتھ سے وہ جلد ہی مارا گیا اور پھر تو تمام ہندوستان مین اکبر نے وہ شاہنشاہی قایم کی جو محمد تغلق کے وقت سے زایل ہو چلی تھی اکبر کے وقت سے خاندان مغلیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے لیکن سب سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کچھ اُن خود مختار ریاستوں کا ذکر کیا جائے جو محمد تغلق کی شاہنشاہی بگڑنے پر قایم ہوئی تھیں اور پھر مغلون کے زمانہ مین تباہ ہوئین -

فصل دہم

مغلوں کے قبل چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستین

محمد تغلق کی شاہنشاہی تباہ ہونے پر جو خود مختار ریاستین جابجا قایم ہوئی تھین انمین سے مسلمان خاندانون کا تذکرہ بیان کیا جاتا ہی - اکبر کے وقت مین تمام ریاستین مطیع ہوگئین تھین لیکن انکا پورا استیصال شاہجہان اور عالمگیر کے زمانہ مین ہوا -

بہمنی سلطنت

دکھن کا بہمنی خاندان بہت زبردست خیال کیا جاتا ہی - حسن ایک چھوٹے درجہ کا پٹھان تھا - محمد تغلق کے مقربون مین ایک کانگو برہمن تھا حسن نے اس سے کچھ زمین کاشت کے لیے لی - زمین مین دفینہ نکلا حسن نے اسلامی دیانت داری کے لحاظ سے وہ دفینہ اپنے محسن برہمن کے حوالہ کیا - برہمن قدردان تھا - اسکی عزت اسنے بہت بڑھائی - اس ذریعہ سے حسن کا رسوخ ملکی معاملات مین بھی بڑھنا شروع ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان تغلق کے زوال کی حالت مین یہ بادشاہ ہوگیا - اپنے عروج کے زمانہ مین اظہار احسانمندی کے لحاظ سے اسنے اپنے کو کانگری مشہور کیا اور اپنے خاندان کو بہمنی کہنے لگا - حسن بادشاہ ہونے پر "علاءالدین حسن کانگری" مشہور ہوا -

دارالسلطنت گلبرگہ اور بدر

سلاطین بہمنی کا دارالسلطنت پہلی حسن آباد گلبرگہ تھا اور پھر بدر ہوا - محمود شاہ ثانی تک اس خاندان کا پورا عروج تھا - اسکے بعد چار بادشاہ محض نام کو تخت پر بیٹھے اور کلیم پر خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوگیا -

بادشاہون کی فہرست

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	علاءالدین حسن کانگری	سنہ ۱۳۴۷ء	سنہ ۷۴۸ھ	۳	مجاہد شاہ	سنہ ۱۳۷۵ء	
۲	محمد شاہ اول	سنہ ۱۳۵۸ء		۴	داؤد شاہ	سنہ ۱۳۷۸ء	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۵	محمود شاہ اول	سنہ ۱۳۷۸ء		۱۲	نظام شاہ	سنہ ۱۴۶۱ء	
۶	غیاث الدین	سنہ ۱۳۹۷ء		۱۳	محمد شاہ ثانی	سنہ ۱۴۶۳ء	
۷	شمس الدین	"		۱۴	محمود شاہ ثانی	سنہ ۱۴۸۲ء	
۸	فیروز شاہ	"		۱۵	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۱۸ء	
۹	احمد شاہ اول	سنہ ۱۴۲۲ء		۱۶	علاء الدین ثانی	سنہ ۱۵۲۰ء	
۱۰	علاء الدین اول	سنہ ۱۴۳۵ء		۱۷	ولی اللہ	سنہ ۱۵۲۳ء	
۱۱	ہمایون شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء		۱۸	کلیم اللہ	سنہ ۱۵۲۶ء	سنہ ۹۳۳ھ

یوسف عادل شاہ ایک ترکی غلام تھا جو ایران سے آکر سلاطین بہمنی کے ہاتھ بکا اور اسنے اپنی نسل کی بابت یہ ظاہر کیا کہ وہ عثمان بانی سلطنت ٹرکی کی نسل مین ہے اور محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کا بھائی ہے شیرخوارگی کی حالت مین ملک سے الگ کیا گیا تاکہ اپنے بھائی کے ہاتھون سے قتل نہ ہو۔ ایران مین رہنے سے شیخ صفی کے مریدون کی صحبت مین یہ بہت رہا اور اسلیے اسکا مذہب شیعہ تھا اور اسکے خاندان کے اکثر بادشاہون کا بھی مذہب تھا۔

ریاست بیجاپور

بہمنی خاندان جب ضعیف ہوا تو یوسف عادل نے ایک جدا سلطنت بیجاپور مین قایم کرلی

فہرست سلاطین

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	یوسف عادل شاہ	سنہ ۱۴۸۹ء	سنہ ۸۹۵ھ	۴	ابراہیم عادل شاہ	سنہ ۱۵۳۵ء	
۲	اسمٰعیل بن یوسف شاہ	سنہ ۱۵۱۰ء		۵	علی عادل شاہ	سنہ ۱۵۵۷ء	
۳	ملو عادل شاہ	سنہ ۱۵۳۴ء		۶	ابراہیم عادل شاہ ثانی	سنہ ۱۵۷۹ء	سنہ ۹۸۷ھ

نظام شاہی خاندان احمدنگر

احمدنگر مین ایک شاہی خاندان احمد شاہ کی ذات سے قائم ہوا اور عام طور پر لوگ اسکو نظام شاہی خاندان کہنے لگے - اسکا باپ تخم کا ہندو تھا جو گرفتار ہوکر بطور غلام کے سلاطین بہمنی کے دربار مین آیا اور مسلمان ہوگیا - اپنی ذاتی لیاقت سے اسنے بڑا عروج پکڑا اور بہمنی سلطنت کے ضعف پر اسکا بیٹا احمد بادشاہ بن بیٹھا -

ان بادشاہون کے وقت مین سنیون اور شیعون کے جھگڑے مسلمانون مین برپا رہے اور یہی کیفیت بیجاپور کے سلطانون کی بھی تھی -

نظام شاہی بادشاہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	احمد شاہ	سنہ ۱۴۹۰ء	سنہ ۸۹۶ھ	۶	اسماعیل شاہ	سنہ ۱۵۸۸ء	
۲	برہان شاہ	سنہ ۱۵۰۸ء		۷	برہان شاہ ثانی	سنہ ۱۵۹۰ء	
۳	حسین شاہ	سنہ ۱۵۵۳ء		۸	ابراہیم نظام شاہ	سنہ ۱۵۹۴ء	
۴	مرتضی نظام شاہ	سنہ ۱۵۶۵ء		۹	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۹۴ء	
۵	میران حسین شاہ	سنہ ۱۵۸۸ء		۱۰	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۹۵ء	سنہ ۱۰۰۴ھ

بادشاہان گولکنڈہ

قطب قلی ایک ترکی النسل سپاہی ہمدان سے آکر سلاطین بہمنی کے دربار مین ملازم ہوا اور سلطنت بہمنی کے زوال کے زمانہ مین گولکنڈہ کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا اسکا مذہب بھی شیعہ تھا - بادشاہ ہونے پر اسکا لقب سلطان قلی شاہ ہوا -

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	سلطان قلی شاہ	سنہ ۱۵۱۲ء	سنہ ۹۱۸ھ	۳	سبحان قلی شاہ	سنہ ۱۵۵۰ء	
۲	جمشید قلی شاہ	سنہ ۱۵۴۳ء		۴	ابراہیم شاہ	سنہ ۱۵۵۰ء	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۵	محمد قلی شاہ	سنہ ۱۵۸۰ء	سنہ ۹۸۸ھ	.	.	.	.

عماد شاہی خاندان برار

ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست عماد شاہیون کی برار مین تھی فتح اللہ عماد الملک اسکا بانی ایک نومسلم کی اولاد مین تھا - چوتھے بادشاہ برہان عماد شاہ کا وزیر تفال شاہ غاصب کی حیثیت سے تخت نشین ہوا پھر اسکے بعد ۱۵۷۲ء مین یہ ریاست احمد نگر مین شامل ہو گئی -

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	فتح اللہ عماد الملک	سنہ ۱۴۸۴ء		۴	برہان عماد شاہ	سنہ ۱۵۶۱ء	
۲	علاء الدین	سنہ ۱۵۰۴ء		۵	تفال شاہ		
۳	دریا عماد شاہ	سنہ ۱۵۲۹ء		.	.	.	.

بریدشاہی خاندان بدر

قاسم برید نے ایک ریاست کی بنیاد بدر مین ڈالی - چھ بادشاہ یکے بعد دیگرے ریاست مین خود مختار رئیس کی طرح حکمران رہے - لیکن یہ ریاست ایسی چھوٹی تھی کہ اسکے زوال کا زمانہ تاریخون سے تحقق نہین ہوتا -

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	قاسم برید	سنہ ۱۴۹۲ء	سنہ ۹۰۴ھ	۴	ابراہیم برید	سنہ ۱۵۶۳ء	
۲	امیر برید	سنہ ۱۵۰۴ء		۵	قاسم ثانی	سنہ ۱۵۶۹ء	
۳	علی برید	سنہ ۱۵۴۹ء		۶	مرزا علی	سنہ ۱۵۷۲ء	

شاہان گجرات

محمود تغلق کے عہد مین مظفر شاہ جو ایک مسلمان راجپوت تھا اور امراے دہلی مین پرورش پائی تھی گجرات کا حاکم مقرر کیا گیا - اور پھر بہت جلد خود مختار بادشاہ بن گیا گجرات کی بادشاہی بہمنی بادشاہی کی ہی زبردست تھی مظفر شاہ ثانی کے وقت مین اسمعیل صفوی کا ایلچی یہان آیا تھا -

پرتگال والوں نے بمبئی کے قریب اپنا دخل کرلیا تھا۔ شاہان گجرات برابر انکا مقابلہ کرتے رہے۔ مصر کے چرا کسیہ خاندان کے بادشاہ بحراحمر سے خلیج فارس تک جہازرانی کرنے کے لیے سیاسی ضرورت سمجھتے تھے کہ غیر لوگ بحر ہند مین مداخلت نہ کرین اور یہی حال مصر فتح کرنے کے بعد عرصہ تک سلاطین ٹرکی کا بھی تھا چنانچہ انھین اغراض کے لیے شاہان گجرات کو پرتگال والون کے مقابلہ مین ملوک مصر بحری قوت سے مدد دیتے تھے۔ گجرات کے بادشاہون کے پاس علاوہ جنگی جہازون اور جدید عمدہ اسلحہ کے توپ کے سامان بھی اچھے تھے جب شاہ گجرات سے ہمایون کا مقابلہ ہوا تو ایک اٹلی کا باشندہ گجراتی توپخانہ کا مہتمم تھا۔ آخر مین یہ سلطنت بحری کی وجہ سے کمزور ہو گئی لیکن اسکا پورا استیصال اکبر بن ہمایون کے ہاتھ سے ہوا۔ محمود ثالث نے سورت مین ایک قلعہ بنایا تھا جو اب تک قایم ہے۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	مظفر شاہ	سنہ ۱۳۹۶ء	سنہ ۷۹۹ھ	۸	سکندر شاہ	سنہ ۱۵۲۶ء	
۲	احمد شاہ	سنہ ۱۴۱۲ء		۹	محمود شاہ ثانی	سنہ ۱۵۲۶ء	
۳	محمد شاہ	سنہ ۱۴۴۳ء		۱۰	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۲۶ء	
۴	قطب شاہ	سنہ ۱۴۵۱ء		۱۱	میران محمد شاہ فاروقی	سنہ ۱۵۳۶ء	
۵	داود شاہ	سنہ ۱۴۵۱ء		۱۲	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۵۳ء	
۶	محمود شاہ بیگڑہ	سنہ ۱۴۵۹ء		۱۳	محمود شاہ ثالث	سنہ ۱۵۶۱ء	
۷	مظفر شاہ ثانی	سنہ ۱۵۱۱ء		۱۴	مظفر شاہ ثالث	سنہ ۱۵۶۱ء	سنہ ۹۶۹ھ

مالوہ کا صوبہ فیروز شاہ تغلق کے آخر زمانہ مین خودمختار ہو گیا تھا۔ مالوہ کا دارالحکومت انڈو مین تھا۔ دلاور شاہ غوری نے جو اپنے کو مان کی طرف سے شاہان غوری کی

نسل مین ہتا تا تھا ایک خود مختار ریاست قایم کی۔ شاہان مالوہ اپنی ہم سایہ ریاستون سے برابر لڑتے رہے لیکن شاہان گجرات کا لحاظ کرتے تھے۔ آخر مین جب مالوہ کی ریاست کمزور ہو ئی تو بہادر شاہ گجراتی نے اسے اپنی پادشاہی مین شامل کر لیا۔

ریاست مالوہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	دلاور شاہ غوری	سنہ ۱۴۰۱ء	سنہ ۸۰۴ھ	۵	غیاث الدین خلجی	سنہ ۱۴۸۲ء	
۲	ہوشنگ شاہ غوری	سنہ ۱۴۰۵ء		۶	ناصر الدین خلجی	سنہ ۱۵۰۰ء	
۳	محمد شاہ غوری	سنہ ۱۴۳۲ء		۷	محمود ثانی خلجی	سنہ ۱۵۱۷ء	سنہ ۹۱۶ھ
۴	محمود شاہ خلجی	سنہ ۱۴۴۵ء		۔	۔	۔	۔

ملک راجہ ملقب ناصر خان نے محمود تغلق کے عہد مین ایک خود مختار ریاست خاندیس مین قایم کی۔ یہ پادشاہ عربی النسل تھا اور اپنے کو عمر فاروق کی نسل مین بتاتا تھا۔ شاہ گجرات کا یہ داماد تھا اور شاہ گجرات اسکا بڑا حامی تھا اسلیے شاہان خاندیس شاہان گجرات کا احترام کرتے تھے۔ اکبر کے عہد مین یہ پادشاہی تخت دلی کے تابع ہو گئی۔

ریاست خاندیس

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	ملک راجہ ناصر خان	سنہ ۱۳۹۹ء	سنہ ۸۰۱ھ	۷	میران محمد شاہ	سنہ ۱۵۴۰ء	
۲	میران عادل خان	سنہ ۱۴۳۷		۸	میران مبارک شاہ	سنہ ۱۵۳۵ء	
۳	میران مبارک شاہ	سنہ ۱۴۴۱ء		۹	میران محمد خان	سنہ ۱۵۶۶ء	
۴	عادل خان اول	سنہ ۱۴۸۷ء		۱۰	راجہ علی خان	سنہ ۱۵۷۶ء	
۵	داؤد خان	سنہ ۱۵۰۳ء		۱۱	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۹۶ء	
۶	عادل خان ثانی	سنہ ۱۵۱۰ء		۔	۔	۔	

سلاطین بنگالہ

بنگال کے حاکم نے محمد تغلق سے بغاوت کی تو وہاں ایک خودمختار سلطنت قایم ہوئی اور اکبر کے عہد تک قایم رہی۔ ہمایوں کے بعد شیر شاہ اور اسکے جانشین بالجبر حکمران ہوئے۔ بعض مورخ انکو بھی شاہان بنگال میں داخل کرتے ہیں۔ بہرحال محمد تغلق کے زمانہ سے اکبر کے عہد تک جتنے خودمختار حکمران بہار و بنگالہ میں ہوئے انکی سلسلہ وار فہرست یہ ہے۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	فخر الدین	سنہ ۱۳۳۹ء	سنہ ۷۳۹ھ	۱۴	یوسف شاہ	سنہ ۱۴۷۵ء	
۲	علاء الدین	سنہ ۱۳۴۰ء		۱۵	فتح شاہ	سنہ ۱۴۶۱ء	
۳	حاجی شمس الدین	سنہ ۱۳۴۳ء		۱۶	شاہزادہ	سنہ ۱۴۸۱ء	
۴	سکندر شاہ	سنہ ۱۳۵۷ء		۱۷	فیروز شاہ	سنہ ۱۴۸۱ء	
۵	غیاث الدین	سنہ ۱۳۶۷ء		۱۸	محمود شاہ	سنہ ۱۴۹۳ء	
۶	سلطان السلاطین	سنہ ۱۳۷۴ء		۱۹	مظفر شاہ	سنہ ۱۴۹۴ء	
۷	شمس الدین ثانی	سنہ ۱۳۸۳ء		۲۰	علاء الدین	سنہ ۱۴۹۷ء	
۸	راجہ کنش شاہ	سنہ ۱۳۸۶ء		۲۱	نصرت شاہ	سنہ ۱۵۲۱ء	
۹	جیت مل عرف جلال الدین	سنہ ۱۳۹۳ء		۲۲	محمود شاہ	سنہ ۱۵۳۴ء	
۱۰	احمد شاہ	سنہ ۱۴۱۸ء		۲۳	شیر شاہ	سنہ ۱۵۳۷ء	
۱۱	ناصر الدین	سنہ ۱۴۲۶ء		۲۴	سلیم شاہ	سنہ ۱۵۴۵ء	
۱۲	ناصر شاہ	سنہ ۱۴۲۶ء		۲۵	عدلی شاہ	سنہ ۱۵۴۸ء	
۱۳	باربک	سنہ ۱۴۲۹ء		۲۶	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۵۳ء	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۲۷	جلال الدین شاہ	سنہ ۱۵۶۱ء		۲۹	بایزید شاہ	سنہ ۱۵۷۳ء	
۲۸	سلیمان کرانی	سنہ ۱۵۶۳ء		۳۰	دادا شاہ	سنہ ۱۵۷۳ء	سنہ ۹۸۱ھ

آن بادشاہوں میں راجہ گنش شاہ ہندو تھا لیکن اسکا بیٹا جیت مل مسلمان ہوا اور جلال الدین کے نام سے مشہور ہوا۔

سلطنت جونپور کی بنیاد محمد تغلق کے وزیر خواجہ جہان نے ڈالی تھی۔ بہلول لودی کے وقت تک یہ سلطنت عروج پر تھی بہلول لودی نے اسکو غارت کیا۔ بابر شاہ اور شیر شاہ نے بھی جونپور پر قبضہ کیا تھا۔ شیر شاہ کے خاندان کے زوال پر جونپور کی سلطنت مختلف لوگون کے قبضہ مین تھی۔ اکبر نے پورے طور پر اسکو دہلی کے ماتحت کیا۔

شاہان جونپور

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	خواجہ جہان	۱۳۹۴ء	سنہ ۷۹۶ھ	۴	محمود شاہ	سنہ ۱۴۴۰ء	
۲	مبارک شاہ	سنہ ۱۳۹۹ء		۵	محمد شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء	
۳	ابراہیم شاہ	سنہ ۱۴۰۱ء		۶	حسین شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء	سنہ ۸۶۲ھ

فصل یازدہم

مغلون کی سلطنت

جلال الدین اکبر بن ہمایون شاہ سنہ ۱۵۵۶ء

تیرہ برس کی عمر مین اکبر تخت نشین ہوا۔ بیرم خان خانخانان اسکا اتالیق تھا۔ بالغ ہوتے ہی اکبر نے اپنے کو خانخانان کی حکومت سے آزاد کرلیا۔ لیکن اکبر کے بلوغ تک جو کام خانخانان سے ہوا سلطنت مغلیہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ اکبر کے دادا اور باپ بابر اور ہمایون کا مستقل پایہ تخت ہندوستان نہ تھا اسلیے

سنجاب اور ہورخون سے سلطنت مغلیہ کی ابتدا اس کتاب مین اکبر کے عہد سے کی جاتی ہی (بابر اور ہمایون کے حالات باب ۶ فصل ۱۲ - مین دیکھیے) -

اکبر کی فتوحات

اکبر کے عہد مین کابل - گجرات - بنگالہ - کشمیر - سندھ - قندھار - خاندیس اور دکن کے اکثر صوبے آہستہ آہستہ دلّی کی شاہنشاہی مین داخل ہو گئے - محمد تغلق کے اخیر عہد مین ہندوستان کی شاہنشاہی پر جو زوال شروع ہوا تھا اب اُسکی تلافی ہو گئی -

اکبر کے دربار مین علوم کا چرچا

ابوالفضل

فیضی

اکبر کو علاوہ جنگی امور کے مذہبی اور علمی مجلسون سے بھی دلچسپی تھی - اُسکا وزیر ابوالفضل اور اُسکا بھائی فیضی یہ دونون بڑے عالم تھے - علوم قدیمہ کے علاوہ زباندانی مین بھی فیضی کو کمال حاصل تھا - سنسکرت اور فارسی کا ماہر تو تھا ہی - سواطع الالہام (تفسیر قرآن شریف) ایسی کتاب سے جسمین شروع سے آخر تک ایک نقطہ نہین آیا فیضی کے عربی لٹریچر کا وہ کمال ظاہر ہوتا ہی جسکی نظیر آج دنیا مین نہین ہی -

اکبر کا مذہب

اکبر مذہب کی طرف سے بہت آزاد تھا - ہندؤون کے تالیف قلوب کے لیے اُسنے اپنے مذہبی مسائل کی پروا نہ کی اور اسمین شبہ نہین ہی کہ ہندو اکبر کو ویسا ہی محترم جانتے ہین جیسا اپنے اور نیک نام بادشاہون کو سمجھتے تھے لیکن اسمین گفتگو ہی کہ اس پالیسی نے آیندہ کے لیے سلطنت اسلام پر کیا اثر ڈالا - ظاہر ہی کہ ہندؤون سے کیا ہو سکتا تھا مسلمانون کا زور البتہ اس سے گھٹ گیا - اور پھر اسکے بعد جب مسلمانون نے اپنے کو سنبھالنا چاہا تو ہندؤون کے بڑھے ہوئے دلون نے مسلمانون کی پروا نہ کی اور وہ پروا کرتے بھی تو مسلمانون مین قابلیت حکومت کب تھی - اب نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اور مسلمان دونون ہند کی حکومت سے

الگ ہو گئے اور اچھا ہوا کہ ایسا ہوا ورنہ فسادون اور خانہ جنگیون کی کوئی حد نہ ہوتی۔ اکبر کی پالیسی کو مسلمان بُری نظر سے دیکھتے تھے۔ اکبر کے پروتے عالمگیر نے اکبر کے ڈالے ہوئے دستور کو بہت کچھ مٹانا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ نکلا۔ مسلمانون مین بُت پرستی اور خیالات فاسد کی پیروی جو اسوقت دیکھی جاتی ہے اسکی ابتدا زیادہ تر اکبر ہی کے وقت مین پڑی تھی۔ نیکنامی۔ دانشمندی۔ بہادری۔ ہر دلعزیزی۔ بلند حوصلگی اور فتحمندی کے اعتبار سے اکبر کو ہندوستان کا سب بڑا بادشاہ سمجھنا چاہیئے۔

ملکی قانون

ملکی قانون جہانتک وصول مالگزاری وغیرہ سے تعلق رکھتا تھا اسکی نسبت مورخون کا بیان ہے علاء الدین خلجی اور شیر شاہ کے مسودہ قانون کو کسی قدر ترمیم کے ساتھ اکبر کے عہد مین رونق دی گئی تھی۔

جہانگیر سلیم ابن اکبر سنہ ۱۶۰۵ء

اکبر کے دو لڑکے مر چکے تھے اسلیے تیسرا لڑکا سلیم خودبخود ولیعہد تھا لیکن اسکے بیٹے خسرو نے دادا کے مزاج مین بڑا دخل پیدا کیا تھا۔ سلیم اپنے باپ سے باغی تھا لیکن مرتے وقت سمجھ گیا اور یہی تخت پر بیٹھا۔ خسرو نے بغاوت کی اور قید کی سزا پائی۔ اس بادشاہ کی بیگم نورجہان معاملات ملکی مین بہی دست انداز ہوتی تھی۔ زنجیر عدل نے جہانگیر کو بہت مشہور کیا تھا۔ اسکے وقت مین جیمس اول شاہ انگلستان کا ایلچی سر ٹامس رو دہلی مین آیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ کے جہازران ہندوستان کے سواحل پر مال تجارت لاتے تھے۔ بلکہ شاہان گجرات کے وقت سے یوروپین لوگون کا سلسلہ آمدورفت شروع ہو گیا تھا چنانچہ ہمایون کے حملہ کے وقت شاہ گجرات کا گولنداز اٹلی کا رہنے والا تھا۔ شاہ جہان نے

بہت سے حصے دکن کے فتح کیے۔ اخیر مین نورجہان کی وجہ سے شاہ جہان نے بغاوت کی۔ لیکن بالآخر باپ کے مرنے پر یہی تخت نشین ہوا۔

شاہجہان ابن جہانگیر سنہ ۱۶۲۷ء

شاہ جہان کا عہد بہت ہی مبارک سمجھا جاتا ہی۔ ہندؤون کا دستور جو اکبر کے دربار مین پڑا تھا شاہ جہان نے بہت کچھ اُسکی اصلاح کی۔ اکبر نے ہجری سنہ کی جگہ پر فصلی سنہ جاری کیا تھا اس طرح کہ ہجری سنہ جو اکبر کے وقت مین قایم تھا وہی قایم تھا صرف مہینون کے نام ہندی کر دیے گئے تھے اور مہینون اور سالون کا بدلنا ہندؤون کے طریقہ سے شمسی سال کے اعتبار سے قایم کیا گیا سمت تو بکرماجیت کے وقت کا سنہ ہی۔ فصلی سنہ کو اکبری سنہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہی۔ شاہجہان نے ہجری سنہ کو پھر دفتر مین رواج دیا۔ چنانچہ اسکے بعد سمت۔ فصلی اور ہجری تینون سنہ ہندوستان مین انگریزون کے وقت تک رائج تھے۔ اب انگریزون کے وقت مین جو تھا سنہ عیسوی رائج ہوا۔

سنہ فصلی

اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت کو بہت رونق تھی۔ اسنے بڑے بڑے جشن کیے۔ دلی کا لال قلعہ اور جامع مسجد اسکی یادگار ہی۔ اپنی بی بی کا روضہ اسنے آگرہ مین ایسا خوشنما بنایا کہ دنیا کی عجائبات مین شمار کیا جاتا ہی اور تاج محل کے نام سے زیادہ مشہور ہی۔

ابتدا اسے سلطنت مین ازبکون نے کابل پر چڑھائی کی۔ نرسنگھ دیو قاتل ابوالفضل نے بوندیل کھنڈ مین بغاوت کی لیکن بادشاہ ان دونون پر غالب رہا۔ خان جہان نے اسکے مقابلہ مین بغاوت کرکے بڑی بڑی دقتین اُٹھائین۔ ایام شہزادگی مین شاہجہان کو دکن فتح کرنے کی جو چاٹ پڑی تھی وہ بادشاہ ہونے پر بھی قایم

رہی۔ کل دکن شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور بعض خودمختار ریاستون مین (مذہبی رعایت سے) جو شاہ ایران کا نام خطبہ مین پڑھا جاتا تھا وہ اب خارج ہوگیا۔ احمد نگر کی ریاست تو بالکل نیست اور نابود ہوگئی۔ اسپین کے مغربی حصہ پرتگال کے باشندے پرتگیز کہلاتے ہین۔ ہندوستان مین کچھ پہلے سے انکی آمدورفت تھی۔ کلکتہ کے قریب ہوگلی کے قلعہ مین انکا تجارتی اسباب رہتا تھا۔ کچھ بے لطفی پیدا ہونے پر حاکم بنگال نے محاصرہ کرکے ہوگلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور پھر پرتگیزون کا زور گھٹنے لگا۔

علی مردان خان

علی مردان خان حاکم قندھار نے اپنے بادشاہ والی ایران کے ظلم سے تنگ آکر قندھار کو ملازمان شاہجہانی کے سپرد کردیا۔ علی مردان خان بڑا خوش سلیقہ شخص تھا دربار شاہی مین اُسنے بڑی عزت پائی۔ دلی کی نہر اسی کی بنوائی ہوئی ہے۔ بلخ اور بدخشان مرزا سلیمان کے قبضہ سے نکل کر برابر ازبکون کے قبضہ مین چلے آتے تھے شاہجہان نے ان موروثی مقامات پر بھی قبضہ حاصل کیا۔ لیکن قبضہ ناپائدار تھا قندھار تو بہت جلد قبضہ سے نکل گیا۔ مردان خان۔ راجہ جسونت سنگہ۔ مرزا مراد اورنگ زیب اور دارا شکوہ پے درپے بھیجے گئے۔ مخالف خوب زچ ہوئے۔ لیکن برف باری۔ راہ کی تنگی اور پہاڑی لٹیرون کے حملے سے شاہی فوج ہمیشہ خراب رہی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

سعد اللہ خان

سعد اللہ خان اسکا وزیر تھا اور مشہور ہے کہ ہندوستان مین ایسا لایق وزیر کبھی نہین ہوا۔ سعد اللہ خان بادشاہ کے سامنے ہی اپنی موت سے مرا۔

میر جملہ ایک ہیرے کے سوداگر کا لقب تھا۔ اپنی فطانت سے وزیر گولکنڈہ مقرر ہوگیا تھا۔ اورنگ زیب کے جوڑ توڑ سے یہ شاہجہانی فوج مین داخل ہوگیا قطب شاہ

خراج گذار رہا - علی بن عادل شاہ بیجاپور پہلے سے مطیع شاہجہان تھا - اورنگ زیب نے اسکو تخت سے اُتارنا چاہتا تھا - لیکن اتفاق سے اورنگ زیب کو وہان سے ہٹنا پڑا اور وہ اپنے تخت حکومت پر قایم رہگیا -

عالمگیر سنہ ۱۰۶۸ھ

شاہجہان کے چار بیٹے دارا شکوہ - مرزا شجاع - اورنگ زیب - اور مرزا مراد ہندوستان کے مختلف حصوں مین حکمران تھے - دارا شکوہ ولیعہد تھا اسلیے وہ دہلی مین رہتا تھا - اورنگ زیب نے بھائیون کو لڑوا دیا اور خود بھی لڑا - اپنے جوڑ توڑ سے یہ سب پر غالب آیا - اور جون سنہ ۱۶۵۸ع مین عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لیکر اپنے کو عالمگیر مشہور کیا اور شاہجہان رجود معطل رہگیا - شاہجہان کے ساتھ پہلے تو بڑے ادب اور تعظیم سے اورنگ زیب پیش آیا - لیکن جب اُسنے دیکھا کہ دارا شکوہ کی محبت شاہجہان کے دل سے دور نہین ہوتی تو شاہجہان کے ساتھ قیدین لگائی گئین اور وہ شاہی قلعہ مین ایک معزز قیدی کی حیثیت سے زندگی کے باقی دن پورے کرکے آٹھ برس کے بعد مرگیا -

شاہجہان کی موت

یہان ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شاہجہان ایسا بادشاہ قید ہوا اور پھر کسی نے اسکی اعانت مین سر نہین اُٹھایا؟ - بظاہر اورنگ زیب کی کمال لیاقت کا اس سے پتہ چلتا ہے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی مان لینا چاہیے کہ مسلمانون کے خیالات شاہجہان کی طرف سے بہت اچھے نہ تھے - اکبر اور جہانگیر کے وقت مین ہندوؤن کے دستور کی بہت کچھ تقلید کیگئی تھی اور اسکے نتایج پر نظر ڈال کر متعصب مسلمانون کا گروہ کشیدہ خاطر رہتا تھا - شاہجہان نے کچھ اصلاح کی لیکن بہت کم - دارا شکوہ کے انداز سے لوگ سمجھتے تھے کہ اکبر شاہ کا زمانہ پھر عود کرے گا - دارا شکوہ نے

ہندوؤن کا فلسفہ بہت کچھ پڑھا تھا اور اُنکی صحبت سے زیادہ محظوظ ہوتا تھا۔ بنارس کی پورانی عدالت کا مکان (جسمین مسلمانون کا ایک شریف خاندان اسوقت قابض ہی) مشہور ہی کہ داراشکوہ کے لیے بنوایا گیا تھا کہ وہ بنارس مین رہکر پنڈتون سے استفادہ حاصل کرے۔ عالمگیر نے اپنا طرز بہت ہی متعصبانہ رکھا جس سے متعصب مسلمانون کی طبیعتین اسکی طرف مائل ہوئین۔

عالمگیر کا پہلا کام بھائیون کا استیصال تھا۔ مرزا شجاع تو لڑ بھڑ کر مفقود الخبر ہو گیا رہے داراشکوہ اور مرزا مراد یہ دونون قید کیے گئے اور شرعی الزام مین مارے گئے۔ اسکی سلطنت بہت وسیع تھی۔ دکن کی خود مختار ریاستین پہلے باجگذار تھین عالمگیر نے انکو تخت دلی مین شامل کرنا چاہا۔ گولکنڈہ کا بادشاہ تاناشاہ اور بیجاپور کا بادشاہ سکندر عادل شاہ یہ دونون گرفتار ہوئے اور سلطنتین دلی مین شامل کی گئین۔ مرہٹون نے اسی کے وقت مین ترقی کی۔ سیواجی لوٹیرون کا سردار تھا شاہی فوج کو اسنے بہت دق کیا۔ گرفتار بھی ہوا تو دلی سے بھاگ گیا اور راجگدی پر بیٹھا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا سمبھاجی گرفتار ہو کر قتل ہوا سنبھاجی کے بعد اسکا بیٹا ساہوجی گدی نشین ہوا۔ عالمگیر جب پچاس برس سلطنت کرکے ۹۰ برس کی عمر مین بمقام احمدنگر مرا اُسوقت ساہوجی زندہ تھا اور ایک نیم خود مختار رئیس کی حیثیت رکھتا تھا۔

مرہٹہ

اورنگ زیب ہندوستان کے نامی بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہی۔ اکبر کے عہد مین جو خلاف شرع باتین رواج پکڑ چلی تھین بہت کچھ اسکے زمانہ مین انکی اصلاح ہوئی۔ اسکے ظاہر اور باطن کو لوگ یکسان نہین کہتے اسکے وقت مین

اصلاح

اسراف کی بلا نازل نہ تھی اور اسلیے اہل علم خوش نہ تھے ورنہ اورنگ زیب سے اچھا کوئی مسلمان بادشاہ نہیں ہوا۔ کچھ نہ سہی تو اتنا ہر ایک کو تسلیم ہے کہ یہ حتی الوسع کوشش کرتا تھا کہ شرعی اعتراض اسپر کہیں سے عاید نہ ہو۔ مانا کہ پکّا مومن نہ تھا لیکن پکّے مومن بننے کی کوشش تو کرتا تھا۔ یہی غنیمت تھا۔

معظم بہادر شاہ اول بن اورنگ زیب ۱۱۱۸ھ

عالمگیر کا بڑا بیٹا معظم شاہ اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اپنے باپ کی طرح اسنے بھی اپنے دو بھائی اعظم اور کام بخش کے قتل کے بعد بہادر شاہ لقب اختیار کیا۔ یہ بادشاہ نیک نیت اور رحمدل تھا اسکے بھائی جو مارے گئے وہ اپنی ہی شرارت سے حالت جنگ میں زخمی ہوئے اور مرے۔

سکھ

اسکے وقت میں سکھوں کا بڑا زور رہا اسلیے کچھ مختصر حال سکھوں کا بھی لکھا جاتا ہے بابر کے وقت میں کبیر داس کے چیلے گورو نانک نے ایک ایسا مذہب ایجاد کیا جسمیں ہندو اور مسلمان دونوں یکساں سمجھے جائیں۔ عرصہ تک یہ فرقہ مرنج و مرنجان رہا ایک گورو کے بعد دوسرا گورو تلقین مذہب کے لیے گدی پر بیٹھتا تھا۔ اکبر کے مرنے کے بعد سال کے اندر ہی اندر سکھوں کا ایک گرو کسی طور سے شاہی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جسکے بعد سکھوں کو ہتھیار رکھنے کی ضرورت پیدا ہوئی اور وہ مذہبی جوگیوں سے سپاہیوں کی صورت میں آنے لگے ۱۶۷۵ء میں سکھوں کے دسویں گورو گوبند نے مختلف فرقوں کو سکھا شاہی میں شامل کرکے ایک چھوٹی سی فوج ترتیب دی۔ عالمگیر کے مرنے پر سکھوں کی حالت باغی گروہ کے قریب قریب تھی۔ مسلمانوں کو انسے بے انتہا اذیتیں پہنچنے لگیں۔ ممکن ہے کہ ابتدا مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہو لیکن جب سکھوں نے تلوار سنبھالی تو پھر بڑھتے ہی گئے اور مسلمانوں کا بازار عین غالب

سمجھنے لگے۔

بہادر شاہ اول کو گرو گوبند کے مقابلے مین خود جانا پڑا اسکھ لوگ پہاڑ دن مین چھپ جاتے تھے اور موقع پاکر نکل آتے تھے اسلیے مسلمانون کو انکے تعاقب مین بڑی دقت ہوتی تھی۔ بالاخر سکھ مغلوب ہوگئے اور بندا مفرور ہوگیا لیکن انکی جڑ کٹنے نہ پائی تھی کہ بادشاہ نے فروری ۱۷۱۲ء مین دُنیا کو خیر باد کہا۔

جہاندار شاہ بن بہادر شاہ ۱۷۱۲ء

بہادر شاہ کے مرنے پر اسکا بیٹا جہان دار تخت نشین ہوا۔ یہ عیاش اور نالائق بادشاہ تھا اسکے بھتیجے فرخ سیر نے بنگال سے آکر اسکو اور اسکے وزیر ذوالفقار خان کو قتل کیا اور خود تخت پر بیٹھا۔

فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ اول ۱۷۱۳ء

بارہہ کے سیدون نے اسکی بڑی مدد کی تھی۔ اسلیے سید عبداللہ خان قطب الملک وزیر مقرر ہوا۔ اور اسکا بھائی سید حسین علی خان امام الملک امیر الامرا مقرر ہوا۔ لیکن جب سیدون کے اختیارات بڑھے تو بادشاہ کو رشک ہوا نکبت کے آثار پیدا ہوئے اسی وقت مین ایک انگریزی ڈاکٹر نے بادشاہ کا علاج کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے بنگالے مین ۳۸ گاؤن کی زمینداری خریدنے کی پروانگی حاصل کی اور یہ حکم حاصل کیا کہ کلکتہ کے پریسیڈنٹ کے دستخط سے جو مال روانہ ہو اُسکے محصول کے لیے تلاشی نہ لی جایا کرے۔

سلطنت کی کمزوری دیکھ کر بندا پھر نمودار ہوا اور پہلے سے زیادہ برے طور پر مسلمانون سے پیش آیا۔ فرخ سیر کی سلطنت کمزور ہو چلی تھی لیکن پھر بھی بندا کے لیے بہت تھی بندا مع اپنے ساتھیون کے گرفتار کیا گیا اور دہلی لایا گیا اور ایسی سزا سخت اُسکو دی گئی کہ عرصہ تک سکھون کو سر اُٹھانے کی طاقت نہین ہوئی۔ فرخ سیر سیدون کے

ہاتھ سے قتل ہوا۔

پھر رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ کو یکے بعد دیگرے سیدون نے تخت پر بٹھایا لیکن سال کے اندر ہی دونون مر گئے۔ سیدون کو بادشاہ گر کا لقب ملا اور نگ زیب کی قایم کی ہوئی بادشاہت کے ڈھیچر ہر طرف سے ڈھیلے ہو چلے۔

رفیع الدرجات بن رفیع القدر بن بہادر شاہ
رفیع الدولہ بن رفیع القدر بن بہادر شاہ

آب سیدون نے محمد شاہ کو منتخب کیا۔ بشکل سے محمد شاہ کی مان بیٹے کی بادشاہی پر راضی ہوئی۔ وہ ڈرتی تھی کہ اس طوفان بے تمیزی مین بیٹے کی جان پر نہ بن جائے۔

محمد شاہ بن خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ع

چین قلیچ خان مخاطب بہ آصف جاہ ایک معزز ترکی سردار اور بڑا خاندانی شخص اُس غازی الدین کا بیٹا تھا جو اورنگ زیب کے سردارون مین گنتی کا سردار تھا۔ آصف جاہ جہاندار شاہ کے وقت سے بیدل ہو رہا تھا۔ روز بروز سیدون کی بیجا قوت کے بڑھنے سے یہ ۱۷۲۰ع مین سیدون سے منحرف ہو گیا اور دکن مین اپنی خود مختار حکومت کا نقشہ جمایا۔ اسی سال سید عبد اللہ خان بادشاہ سے منحرف ہو کر آمادہ جنگ ہوا۔ لڑائی مین گرفتار ہوا اور سیدون کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ محمد شاہ کو اس اعتبار سے ۱۷۲۰ع سے خود مختار بادشاہ کہنا چاہیے ۱۷۲۲ع مین آصف جاہ دکن سے بلایا گیا اور وزیر اعظم مقرر کیا گیا لیکن بادشاہ کو عیش و عشرت کا شیدا اور اپنی معشوقہ کے اختیار مین دیکھ کر آصف جاہ بہت متنفر ہوا اور بادشاہ کو بھی اس متشرع سپاہی سے علیحدہ ہونے کی فکر ہوئی۔ ۱۷۲۳ع مین آصف جاہ نے وزارت سے استعفا دیا اور ۱۷۲۴ع مین خود مختار ریاست دکن مین قایم کر کے حیدر آباد کو دار الریاست قایم کیا اور بادشاہ

کو بتدریج سمجھکر برائے نام اپنا ولی نعمت تسلیم کرتا رہا۔ سعادت خان خراسان کا ایک سوداگر فن سپہ گری سے واقف اودھ کا حاکم ہو کر محمد شاہ کی کمزوریوں سے خود مختار حاکم بن گیا۔ مرہٹون نے بہت قوت پکڑی۔ مرہٹون کے دبانے کے لیے آصف جاہ اور سعادت خان محمد شاہ کے رفیق بنے لیکن کچھ فایدہ نہ نکلا۔ اسی اثنا میں ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے ۱۱۵۳ھ میں حملہ کر کے دِلّی میں قتل عام کیا اور پھر محمد شاہ کو بادشاہی گدی پر بدستور چھوڑ کر واپس گیا۔ محمد شاہ کی حالت اب بہت سقیم تھی۔ نام کو وہ شہنشاہ ہند رہ گیا تھا۔ آصف جاہ اور سعادت خان آپس میں صاف نہ تھے لیکن نادر شاہ کے مقابلے کے لیے یہ دونون محمد شاہ کے شریک ہوئے تھے۔

نادر شاہ نے جو دِلّی میں خونریزی کی وہ زیادہ تر دِلّی والون کی شرارت کی پاداش تھی لیکن خاندان تیموریہ کے جواہرات اور زرنقد (جسمین تخت طاؤس بھی تھا) وہ اسقدر لے گیا کہ بادشاہ مفلس ہو گیا اور ارکین دولت بھی فقیر ہو گئے۔ نادر شاہ چلتے وقت محمد شاہ کو اٹک سے پورب جتنا ملک تھا اس کا بادشاہ بنا گیا۔ نادر شاہ زندہ رہتا تو محمد شاہ کو تقویت ہوتی لیکن نادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہ کی دقتین بڑھ گئین۔

مرہٹے تو تھے ہی۔ دِلّی کے اطراف دامن کوہ میں روہیلے پٹھانون نے سرتابی کی جسکے لیے بادشاہ کو خود جانا پڑا۔ اِن روہیلون نے خود مختاری اختیار کی انکے نام سے وہ سرزمین اب تک روہیلکھنڈ بولی جاتی ہے۔

اسی اثنا میں احمد شاہ دُرانی نے اپنے پایہ تخت قندھار سے فتح ہندستان کے

لیے چڑھائی کی۔ سرہند تک وہ پہونچا تھا کہ محمد شاہ نے انتقال کیا۔

احمد شاہ بن محمد شاہ
سنہ ۱۷۴۸ء

احمد شاہ بن محمد شاہ نے بہ حالت شہزادگی کسی حکمت سے احمد شاہ دُرّانی کو ٹالا تھا کہ اسکا باپ محمد شاہ مرا اور یہی تخت شاہی پر بیٹھا۔ اسکے وقت میں روہیلون نے سر اُٹھایا اور مغلوب ہوئے۔ خود اراکین دولت کی نااتفاقی سے یہ مرہٹون کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ اور اُسکی آنکھیں نکالی گئین۔

عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ
سنہ ۱۷۵۴ء
سنہ ۱۱۶۷ھ

احمد شاہ کے بعد عالمگیر ثانی تخت نشین ہوا۔ عماد الملک غازی الدین خان جسنے احمد شاہ کو اندھا کر کے اسے تخت پر بٹھایا تھا وزیر ہوا۔ اسکے وقت میں احمد شاہ درانی دوسری مرتبہ دِلّی مین آیا اور نجیب الدولہ روہیلہ کو وزیر سلطنت بنا کر چلا گیا۔ عماد الملک نے امرا اور مرہٹون کی مدد سے دہلی پر حملہ کیا۔ نجیب الدولہ نے پھر احمد شاہ ابدالی کو تیسری مرتبہ بُلایا۔ عماد الملک نے یہ کیفیت دیکھ کر عالمگیر ثانی کو قتل کر ڈالا اور اورنگ زیب کے پوتے شاہجہان ثانی کو تخت پہ بٹھا کر بھرت پور چلا گیا۔ مرہٹے مقابلے مین آئے۔ احمد شاہ درانی کی مدد نجیب الدولہ اور نواب شجاع الدولہ نے کی۔ احمد شاہ فائز المرام واپس گیا اور شاہجہان کو تخت پہ چھوڑتا گیا۔ اسکے بعد مرہٹے پھر دِلّی مین آگئے اور شاہجہان کو معزول کر کے جوان بخت کو تخت پر بٹھایا۔ احمد شاہ دُرّانی پھر چوتھی مرتبہ ہندوستان مین آیا اور پانی پت مین بے انتہا مرہٹے مارے گئے اور ہمیشہ کے لیے مرہٹون کا زور جاتا رہا۔

محمد شاہ عالم عالی گوہر بن عالمگیر ثانی
سنہ ۱۷۶۰ء
سنہ ۱۱۷۳ھ

عالمگیر ثانی کے بعد اسکا بیٹا شاہ عالم بادشاہ ہوا مرہٹون کا زور گھٹا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کا زور شروع ہوا۔ قاسم علی خان اور شجاع الدولہ نے شکست کھائی سنہ ۱۷۶۴ء مین انگریزون سے شاہ عالم نے صلح کی۔ دہلی مین پھر روہیلون کا زور ہو گیا۔

غلام قادر روہیلہ نے بادشاہ کی آنکھین نکال لین - مرہٹون نے آکر بادشاہ کی اعانت کی لیکن اپنا سکہ جمایا - پھر انگریزون نے مرہٹون کو نکال کر اپنا قبضہ کیا اور اس طرح مغلون کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی بادشاہی ہندوستان مین قایم ہوئی -

محمد اکبر ثانی بن عالم شاہ ۱۸۰۶ء ۱۲۲۱ھ

شاہ عالم کے بعد اسکا بیٹا اکبر شاہ ثانی دہلی کے لال قلعہ مین تخت نشین ہوا دہلی اور چند دیہات کے علاوہ کوئی شی بادشاہ کے قبضہ مین نہ تھی - باپ کی طرح یہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا وظیفہ خوار تھا - اس بادشاہ کے وقت مین مولوی عبد العزیز کا انتقال ہوا - سید احمد بریلوی اور مولوی محمد اسمعیل سکھون کے مقابلہ مین شہید ہوئے - ان دونون نے شمال ومغرب مین بڑا نام پیدا کیا -

ابو ظفر محمد بہادر شاہ ثانی بن محمد اکبر شاہ ثانی ۱۲۵۳ھ

اکبر بادشاہ کے بعد بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوا - باپ کی طرح یہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا وظیفہ خوار تھا اور لال قلعہ کا حاکم تھا - ۱۸۵۷ء کے غدر مین یہ رنگون بھیجا گیا - اور سلطنت مغلیہ کا نام مٹ گیا - پھر ہندوستان کی سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے انگلش گورنمنٹ کی طرف منتقل ہوئی اور ملکہ وکٹوریا قیصرہ ہند کی رعایا ہونے کا فخر ہندوستانیون کو حاصل ہوا -

اگر انگلش گورنمنٹ کا سایہ نہ پڑتا تو معلوم نہین مسلمانون کی کیا حالت ہوتی ہند کے مسلمان عیسائی عملداری مین ہین لیکن مذہبی آزادی کے اعتبار سے اچھی حالت مین ہین اور خوش ہین -

فصل دوازدہم

ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستین

نظام حیدر آباد

محمد شاہ کی شاہنشاہی یا دوسرے لفظون مین دلی کی بادشاہی کے زایل ہونے پر جو

ریاستیں ہندوستان میں قایم ہوئیں انمیں نظام حیدر آباد کی ریاست کو اول درجہ کی سمجھا چاہیے اور کل بلاد اسلام میں سلاطین ٹرکی شاہان ایران کے بعد یا چند دیگر امور پر لحاظ کرکے خدیو مصر امیر کابل اور شاہ مراکو کے بعد نظام حیدر آباد کا درجہ سمجھا جاتا ہی-

محمد شاہ کے تذکرہ میں آصف جاہ نظام الملک کا تذکرہ آچکا ہی- وہی اس خاندان کا بانی ہوا- جب تک شاہان دہلی کی کچھ حالت باقی رہی یہ لوگ تخت دہلی کے معین یا ہوا خواہ رہے- جب دہلی بالکل ہی مٹ گئی تو یہ لوگ خود مختار سلطان ہوگئے- مرہٹوں سے قرب وجوار کے راجاؤں سے- فرانسیسوں اور انگریزوں سے انکا مقابلہ رہا-

اس خاندان کے بادشاہ عموماً نیک نام اور ہر دلعزیز ہے اب تک دس بادشاہ ہو چکے ہیں

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ	سنہ ۱۱۳۲ھ	
۲	غازی الدین خان فیروز جنگ ابن آصف جاہ		
۳	میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ	سنہ ۱۱۱۴ھ	
۴	میر محمد امیر الملک صلابت جنگ		
۵	خان نظام علی خان		
۶	میر نظام علی آصف جاہ ثانی	۱۱۷۵-۱۲۱۸ / ۱۷۶۲	
۷	میر اکبر علی خان سکندر جاہ	سنہ ۱۲۱۸ھ	
۸	ناصر الدولہ میر فرخندہ علی خان آصف جاہ	سنہ ۱۲۴۴ھ	

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۹	میر تہنیت علی خان افضل الدولہ	سنہ ۱۲۷۳ھ	
۱۰	میر محبوب علی خان	سنہ ۱۲۸۵ھ	

میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہ

دو برس کی عمر مین میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہ گدی پر بیٹھے اور بالغ ہونے پر سنہ ۱۳۰۱ھ مین زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ ہند کے مسلمان اس والی ریاست اور اس ریاست کو بڑی امید کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ مسلمانون کے پرانے علوم کی جو قدر آج اس ریاست مین ہے ہندوستان مین کہین نہین ہے۔

اس زمانہ کے ایک معزز اخبار نے جو خیالات اس رئیس کی نسبت سنہ ۱۸۹۴ع مین ظاہر کیے ہین بجنسہ نقل کیے جاتے ہین۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی نسبت یہ مختصر کیفیت ناظرین کے واسطے خالی از دلچسپی نہوگی اعلیٰ حضرت حضور نظام کی عمر ۲۹ برس کی ہے۔ چھریرا بدن قد متوسط مائل بکوتاہی خوبصورت ہین۔ فن سپہ گری مین پورے مشاق نہایت عمدہ نشانہ باز اور شہسوار بہت اچھے نیزہ باز۔ آسٹریا کا شہزادہ جو یہان سیر کو آیا تھا اُس سے اور حضور نظام سے نشانہ بازی کا مقابلہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت جیتے۔ اُسنے بھی حضور نظام کے واسطے اپنے ملک سے کئی بندوقین تحفہ کے طور پر بھیجی ہین۔ نظام اپنی طبیعت پر پورا اختیار رکھتے ہین۔ جفاکش انتہا درجہ کے ہین۔ گرمیون کے ایام مین شیر کا شکار ہوتا ہے تو بیدھوپ مین گھنٹون ایک جگہ کھڑے رہتے ہین۔ خادم کے پاس بہت سے تولیے ہوتے ہین جب پسینہ آیا ادر خادم سے تولیہ لیا اور منہ پونچھا اور پھینکدیا اس طرح ایک ایک دن دو دو سو تولیے استعمال مین آتے ہین۔ بیمار ہون مین

پیدل اسقدر چلتے ہین کہ خادم وغیرہ تھک جاتے ہین - اور یہ نہین تھکتے مزاج مین رحم اور فیاضی بہت ہے - خدمتگار وغیرہ جو فقرا کو روکتے ہین تو منع کر دیتے ہین اپنے مکان مین خدام اور مصاحب کے ساتھ اکثر اوقات ایک جگہ جو کھڑے ہوئے تو گھنٹون کھڑے رہ جاتے ہین - ایک روز زاغ کو چکرا گیا اور گر پڑے - ایک روز ایک مصاحب کو غش آگیا - جس طرف اُنکی نظر اُٹھ جاتی ہے ایک ایک گھنٹہ تک قایم رہتی ہے اور کچھ سوچا کرتے ہین - جلال اسقدر ہے کہ وزیر اعظم ہی جب کبھی طلب ہوتے ہین تو اُنکے ہوش درست نہین رہتے حالانکہ وہ رشتہ دار ہین اُنکے بڑے بہنوئی ہین اور نظام اُنکا بہت خیال کرتے ہین - رزیڈنٹ صاحب جب سلام کو حاضر ہوتے ہین تو اُنکے چہرے پر تغیر کے آثار ظاہر ہو جاتے ہین - ان سب باتون کے ساتھ نظام فقرا اور اولیا اللہ کے بڑے معتقد ہین اور نہایت مؤدب ہو کر اُنکے سامنے بیٹھتے ہین اور ہاتھ جوڑ کر باتین کرتے ہین اور رخصت ہونے کے وقت اُنکی جوتیان اپنے ہاتھ سے رکھ دیتے ہین - مجلس وعظ مین جب حاضر ہوتے ہین ابتدا سے انتہا تک روتے ہین - علما کی بھی نہایت عزت کرتے ہین - سُنّی المذہب حنفی المشرب ہین حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بڑی عقیدت ہے - باورچیخانہ کا خرچ آٹھ ہزار روپیہ روز کا ہے مگر خود کھانے کا کم شوق ہے - دو سو باورچی نوکر ہین - رعایا کی حیثیت سے ہندو مسلمان دونون کو برابر دیکھتے ہین - ابھی ابھی ایک ہندو سردار سے جنکا نام بنسی لال یا بنسی پرشاد تھا - نظام نے اُنکو بنسی راجہ کہکر پکارا - بس فوراً اُنکو یہ خیال آیا کہ میری زبان سے راجہ نکلا ہے - اُسی وقت راجہ کا خطاب اُنکو عطا کیا اور اسقدر جاگیر دی کہ واقعی راجہ بنا دیا - بیس لاکھ روپیہ مساجد وغیرہ کے خرچ کے لیے ہے

ریاست بھوپال

وسط ہند مین ایک ریاست بھوپال ہو۔ بعد حیدرآباد کے وسعت آراضی کے اعتبار سے اسی کا درجہ ہو۔ فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین جب دہلی کی سلطنت ضعیف ہوئی تو دوست[۱] محمد خان مرازی نے اس حصہ ملک مین دخل کرلیا تب سے یار[۲] محمد خان ۔ فیض[۳] محمد خان ۔ حیات[۴] محمد خان ۔ غوث[۵] محمد خان ۔ وزیر[۶] محمد خان ۔ نظر[۷] محمد خان فوجدار[۸] محمد خان ۔ قدسیہ[۹] بیگم ۔ جہانگیر[۱۰] محمد خان ۔ نواب سکندر[۱۱] بیگم ۔ نواب[۱۲] شاہجہان بیگم خلد اللہ ملکہا یکے بعد دیگرے اتنے حکمران ہوئے ۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم نواب شاہجہان بیگم کے شوہر تھے بڑے دیندار اور متشرع تھے ۔ بہت سی مذہبی کتابین مرحوم نے تالیف اور ترجمہ کین بھوپال مین انکی بدولت جو مذہبی رونق قایم ہوئی تھی اب تک اُسکا اثر باقی ہو۔ نواب شاہجہان بیگم سے مسلمان خوش ہین ۔ اور ریاست نیک نام ہو۔ اب نواب مولوی عبدالجبار وزیر سلطنت ہین اور نہایت لیاقت سے کام کرتے ہین ۔

ریاست بہاولپور

حضرت عباس عم رسول ؐ کے خاندان کے لوگ شکارپور مین تھے ۔ درانی کے ظلم سے تنگ آکر یہ لوگ خوب دل کھول کر لڑے اور پھر بہاولپور مین آکر ۱۷۳۷ء مین خودمختارانہ طور پر آباد ہوئے ۔ ۱۸۲۷ء تک یہ لوگ الگ الگ حکمران تھے اور ۱۸۲۷ء مین سب رئیسون نے ملکر بہاول خان ثالث کو اپنا بادشاہ قرار دیا۔ اُسوقت ریاست کے حدود اراضی بہت بڑھ گئے تھے اخیر مین رنجیت سنگھ سے تنگ آکر بہاول خان نے انگلش گورنمنٹ سے مدد چاہی اور تب سے یہ ریاست برابر انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین چلی آتی ہو۔ بہاول خان ثالث کے بعد فتح خان بہاول خان چہارم اور نواب صادق خان یکے بعد دیگرے حکمران رہے ۔ یہ ایک

چھوٹی سی ریاست ہی اور چھبیس لاکھ سے کچھ زیادہ کی تحصیل ہی۔

ریاست مالیر کوٹلہ

ایک چھوٹی سی ریاست مالیر کوٹلہ کی پنجاب مین ہی۔ دو لاکھ کی تحصیل ہی۔ یہ لوگ شیخ احمد زندہ پیر کی نسل مین ہین۔ بہلول لودی کے پہلے یہ لوگ مخدوم زادون کی طرح پیشواے مذہب کی حیثیت رکھتے تھے۔ بہلول لودی نے انکو جاگیر دیکر پولٹیکل معاملات سے دلچسپی پیدا کرائی۔ پھر سلاطین مغل کے زمانہ مین یہ لوگ کچھ اور با اختیار ہوئے سنہ ۱۸۰۱ء مین انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین وزیر خان مسند نشین ہوا اور تب سے برابر مسند نشینی کا سلسلہ جاری ہی۔

ریاست ٹونک

صاحبزادہ امیر خان قوم پٹھان نے اپنے زور بازو سے اسی صدی مین ریاست ٹونک کی بنیاد ڈالی۔

نواب امیر خان۔ نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ نواب محمد علی خان نواب محمد ابراہیم خان آج تک پانچ نواب مسند نشین ہوئے ہین یہ لوگ دینداری مین مشہور رہین۔ مذہبی حرارت کی وجہ سے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا جسپر نواب محمد علی خان کو انگریزون نے بنارس مین لاکر رکھا اور محمد ابراہیم خان کو گدی نشین کیا۔ گیارہ لاکھ کی ریاست ہی۔

ریاست رامپور

روہیلے پٹھانون کا زور محمد شاہ اور اُسکے مابعد کے سلاطین کے تذکرے مین لکھا گیا ہی۔ مراد آباد۔ بدایون اور بریلی مین ان لوگون کی حکومت تھی۔ آخر آخر غلام محمد خان غاصب ریاست پر آصف الدولہ لکھنؤ کا نواب انگریزون کو چڑھا لایا نواب غلام محمد خان مارا گیا۔ محمد علی خان متوفی سابق رئیس کا بیٹا احمد علی خان گدی پر بیٹھا۔ احمد علی خان کے مرنے پر محمد سعید خان بن نواب غلام محمد خان

گدی نشین ہوا اور نواب محمد سعید خان کے بعد نواب محمد یوسف علی خان گدی نشین ہوئے۔ جنھون نے ایام غدر مین انگریزون کے ساتھ خیرخواہی کرکے بہت کچھ رسوخ پیدا کیا۔ انکے بعد انکے بیٹے نواب کلب علی خان مسند نشین ہوئے انکا عہد یاد رہے گا۔ بڑے مُدبّر اور نہایت غنیمت رئیس تھے۔ ہر قسم کے اہل فن انکے دربار مین جمع رہتے تھے۔ سنہ ۱۳۰۴ھ مین انکا انتقال ہوا۔ پھر انکے بعد انکے بیٹے نواب مشتاق علی خان مسند نشین ہوئے اور انکے بعد اب اُنکے بیٹے نواب حامد علی خان نواب ریاست ہین۔ اللہ انکے ملک مین ترقی اور دولت مین افزونی عطا کرے دلّی اور لکھنؤ کے درمیان مین بس یہی ایک رئیس ہین۔ علوم انگریزی سے بھی واقف ہین اور یوروپ کی بھی سیر کی ہے۔ تعلیم عمدہ پائی ہے۔ پانچ چار سال سے مسند نشین ہوئے ہین۔ انکے وقت مین منشی امیر احمد مینائی بڑے اہتمام سے اُردو لغت جمع کر رہے ہین۔ اگر یہ کتاب ختم تک پہونچی تو عمدہ یادگار رہوگی۔

ریاست ممدوٹ

پنجاب مین ایک چھوٹی ریاست ممدوٹ کی ہے۔ والی ریاست قوم کا افغان ہے نظام الدین خان بانی ریاست رنجیت سنگھ کا معصر اور اُسکا ماتحت تھا۔ اب انگلش گورنمنٹ کی نگرانی مین ہے نظام الدین خان۔ قطب الدین خان۔ فتح الدین خان۔ جمال الدین خان۔ قطب الدین خان۔ نظام الدین خان گزشتہ والیان ریاست کے نام ہین۔

بنگال مین اورنگ زیب کے وقت مین جعفر علی خان گورنر تھا سلطنت مغلیہ کو ضعف ہوتا گیا اور بنگال کے گورنرون کی قوت بڑھتی گئی۔ سنہ ۱۱۱۶ھ سے سنہ ۱۲۵۴ھ تک بفصلہ ذیل نواب گدی نشین ہوئے۔

جعفر علی خان۔ شجاع الدولہ۔ علاء الدولہ سرفراز خان۔ الہ وردی خان مہابت جنگ

مرشدآباد کے نواب

غلام حسین خان سراج الدولہ - نواب میر محمد قاسم علی خان - نجم الدولہ معروف میر جعفر ثانی سیف الدولہ - مبارک الدولہ - نظام الملک - سید زین العابدین خان - سید احمد علی خان - ہمایون جاہ - منصور علی خان نصرت جنگ -

اس خاندان کے لوگ اب بھی باقی ہین اور انگلش گورنمنٹ سے کچھ وظیفہ پاتے ہین - غلام حسین سراج الدولہ وہی شخص ہو جسکی نسبت ہندوستان کی تاریخ مین مذکور ہو کہ کلکتہ مین حملہ کر کے ۱۴۶ - انگریزون کو سنہ ۱۱۷۰ھ مین ۱۵ فٹ مربع کے حجرہ تاریک مین بند کیا تھا - نواب میر قاسم علی نے انگریزون سے سنہ ۱۱۷۵ھ کے قریب پوری شکست کھائی اور اسی وقت سے اس خاندان کی خودمختاری زائل ہوئی

شاہان اودھ

جس طرح محمد تغلق کی شاہنشاہی کے زوال کے بعد شاہان جونپور خودمختار رئیس بنگئے تھے - اسی طرح محمد شاہ کے گورنر برہان الملک سعادت خان کی نسل مین خودمختارانہ حکومت کا سلسلہ احمد شاہ کے وقت سے شروع ہوا - منصور علی خان صفدر جنگ سنہ ۱۱۶۵ھ مین وزیر تھا - پھر اودھ کی حکومت پر دلی سے واپس آیا اسکی بعد خاندان مغلیہ کا زوال اور اس خاندان کا عروج شروع ہوا -

برہان الملک سعادت خان - منصور علی خان صفدر جنگ سنہ ۱۱۶۵ھ - شجاع الدولہ سنہ ۱۱۷۰ھ - جلال الدین حیدر - آصف الدولہ سنہ ۱۱۸۸ھ - علی جان سنہ ۱۲۱۲ھ - سعادت علی خان سنہ ۱۲۱۱ھ - غازی الدین حیدر خان سنہ ۱۲۲۹ھ - نصیر الدین حیدر سنہ ۱۲۴۳ھ - محمد علی شاہ سنہ ۱۲۵۳ھ - امجد علی شاہ سنہ ۱۲۵۸ھ - واجد علی شاہ سنہ ۱۲۶۳ھ سے سنہ ۱۲۷۱ھ تک - برجیس قدر سنہ ۱۲۷۳ھ - یہ تیرہ بادشاہ اس خاندان مین صاحب حکومت گزرے ہین -

نصیر الدین حیدر کے بعد مُنا جان تخت حکومت پر بیٹھا تھا لیکن فوج انگلشیہ کی مدد سے وہ گرفتار ہو کر چنار گڈھ مین قید کیا گیا اور نصیر الدین محمد علی شاہ تخت پر بیٹھا۔ مُنا جان کا زمانہ حکومت بہت ہی قلیل ہوا اسلیے فرمانروایون مین اسکا شمار نہین کیا جاتا۔

یہ والیان ریاست غازی الدین کے پہلے نواب کہلاتے تھے اور اسکے وقت سے شاہ کہے جانے لگے۔ آصف الدولہ نے لکھنؤ کو دار السلطنت قرار دیا۔ شروع مین بہار سے روہیلکنڈ تک شاہان اودھ کا قبضہ تھا۔ سعادت علی خان سے آدھا ملک شرقی ایسٹ انڈیا کمپنی نے لے لیا۔ واجد علی شاہ کے مزاج مین آرام طلبی زیادہ تھی ملک مین جا بجا بد انتظامی ہوئی۔ ارا کین دولت کی نا اتفاقی اور بھی ریاست کے حق مین زہر ہو گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے واجد علی شاہ کو معزول کر کے کلکتہ پہونچایا۔ انکا بیٹا برجیس قدر اپنی ماں کی ولایت مین کچھ یون ہی برائے نام مزاحم ہوا اور پھر ریاست نیپال مین پناہ گیر ہوا اسلیے اسکا نام بھی زمرۂ شاہان مین لکھا گیا۔ ورنہ فی الواقع وہ جائز طور پر کبھی گدی نشین نہین ہوا۔

لکھنؤ کی رونق

دلی کے بعد لکھنؤ کی رونق ایسی تھی جیسی قرطبہ کے بعد غرناطہ کی رونق اندلس مین مسلمانون کی یادگار تھی۔ لکھنؤ جب آباد تھا عجب شہر تھا۔ ہر فن کے ماہر باکمال جمع تھے۔ اُردو زبان کی ٹکسال جس طرح دلی تھی ویسی ہی لکھنؤ کو بھی سمجھنا چاہیے ۱۸۵۷ء نے ایک ساتھ دلی اور لکھنؤ دونون کو غارت کیا۔ ۱۸۵۷ء کے قبل جنھون نے دلی اور لکھنؤ کو دیکھا ہے وہ کلکتہ اور بمبئی کو حقیر جانتے ہین۔ یہ دونون شہر دولت مین بڑھ جائین لیکن وہ باتین کہان۔

مفصلۂ بالا ریاستون کے علاوہ نو ریاستین مسلمانون کی اور ہین جنکا اختصاراً یون کیا جاتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی ریاستین

نمبر	نام ریاست	قوم	۱۸۹۴ء مین فرمان روا تھے
۱	ریاست جوناگڈھ بمبئی	بلوچی پٹھان	نواب بہادر خان
۲	ریاست جاورہ بنگال	افغان	نواب محمد اسمعیل خان
۳	ریاست رادھن پور بمبئی	مغل	نواب بسم اللہ خان
۴	ریاست پالن پور بمبئی	افغان	دیوان شیر محمد خان
۵	ریاست گدہی بمبئی	افغان	نواب جعفر علی خان
۶	ریاست خیر پور بمبئی	بلوچی پٹھان	
۷	ریاست باحونی بنگال	پٹھان	نواب محمد حسین خان
۸	ریاست بناس پور بنگال	مغل	نواب سنور خان
۹	ریاست کوروائی	افغان	نواب محمد سنور علی خان

فصل سیزدہم

ہندوستان کا ملکی مذہب اسلام کیون ہوا

اسلام کی پوری روشنی

سب کے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام اپنی پوری روشنی مین کب تھا۔ ملکی فتوحات کے اعتبار سے تو وہ اب بھی جابجا موجود ہے۔ اور افراد شخصی کے لحاظ سے اس گئی گذری حالت پر بھی دنیا مسلمانون سے خالی نہین ہے۔ لیکن ہم پیچے اسلام سے وہ ذوق اور شوق مراد لیتے ہین جو رسول اللہ نے اپنے کلام اور فیض صحبت سے لوگون کے دلون مین ایک خاص طور پر پیدا کر دیا تھا۔ ہر شخص

اُسوقت دنیا کو محض دینی اغراض کے لیے کام مین لاتا تھا - مذہبی اغراض کے مقابلہ مین دنیاوی اغراض کو ہیچ جانتا تھا - تمام مسلمان ایک دل ایک فریق ایک گروہ سمجھے جاتے تھے - گھنٹہ بھر پہلے جو مسلمانون کے نزدیک کشتنی تھا وہ قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ ہی بھائی ہو جاتا تھا - بھائیون مین تو جھگڑے ٹنٹے بھی ہوتے ہین اسلیے یون کہیے کہ وہ دوسرے مسلمانون کا جزو بدن ہو جاتا تھا -

چو عضوے بدرد آورد روزگار دیگر عضوہا را نماند قرار

ایک رونگین کے ٹوٹنے سے سارے بدن مین درد ہوتا ہے اور جسم مین کسی ایک مقام کے سہلانے سے تمام جسم کو آرام ملتا ہے - بس یہی کیفیت ابتدا مین مسلمانون کی تھی - کسی ایک مسلمان کی خوشی کا اثر تمام مسلمانون پر پڑتا تھا اور ادنی سے ادنی مسلمان کی ناخوشی سے تمام قوم متاثر ہو جاتی تھی - جب تک مسلمانون کی یہ حالت تھی ہم کہتے ہین کہ اُسی وقت تک دنیا مین سچا اسلام تھا یعنی اُسوقت تک اکثر مسلمان اُس سبق کو ذرا بھی بھولے نہ تھے جو رسول عربی نے پڑھایا تھا

اخوت اسلامی

اُسکے بعد قوم اُس اعلی صفت سے متصف نہ رہی جسپر مسلمانون کو ناز تھا اور ناز ہے - اُسکے بعد جس طرح ہر قوم مین اچھے اور برے ہوتے ہین اُسی طرح مسلمانون مین بھی ہر قسم کے لوگ ہوئے اور ہوتے ہین اور آیندہ ہوتے رہین گے لیکن جب تک قرآن مسلمانون کا دستور العمل رہا اپنے قانون کے اعتبار سے پھر بھی یہ خیر الامم سمجھے گئے -

ہماری مفصلہ بالا تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے اچھے دنون کو ہم دو حصون پر تقسیم کر سکتے ہین - ایک وہ زمانہ جب سچے اسلام کا وجود دنیا مین تھا - اور دوسرا

وہ زمانہ کہ طبیعتون مین گو اختلاف اور برائیان پیدا ہو گئی تھین لیکن قرآن کو دستور العمل اور ریپولیٹیکل قانون جاننا عام طور پر شعار اسلام سمجھا جاتا تھا۔ پہلا زمانہ افسوس ہو کہ بہت تھوڑے دنون تک قایم رہا اور دوسرا زمانہ اسوقت تک تھا جو عام طور پر مسلمانون کی ملکی ترقی کا زمانہ سمجھا جاتا ہو۔

اسلام کا پہلا زمانہ صرف تینتیس ۳۳ برس تک قایم رہا۔ سنہ ہجری سے دس گیارہ سال تک حیات رسولؐ اور اُسکے بعد کوئی ۲۳ سال تک اور خلفاے راشدین کا وقت یعنی حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے اخیر زمانہ کی بدنظمیون کے پہلے پہلے یہ تینتیس ۳۳ برس کا زمانہ ایسا تھا کہ ہبوط آدم سے اب تک نہ ہوا اور نہ مسلمانون کے عقیدہ کے موافق آیندہ ہونے کی امید ہو۔ ۳۳ برس کے بعد کوئی برا مانے یا بھلا۔ پیغمبر خدا کے سبق اکثر صحابہ فراموش کر چلے تھے۔ جب تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ اُن ابتدائی ۳۳ سالون کے مقابلہ مین نہایت ہی برا اور پرآشوب سمجھا گیا تو مابعد کے وقتون کا کیا تذکرہ۔ ۳۳ھ کے بعد جو لڑائیان مسلمانون نے کین اُنمین مورخون کے نزدیک خود غرضیون کو زیادہ تعلق تھا مسلمان مسلمان سے لڑے جنمین سے ایک فریق کو خواہ مخواہ بر سر خطا ماننا پڑتا ہو۔ چند لڑائیون کو باہمی غلط فہمیون کے حوالے کرتے ہین۔ لیکن پھر آگے چلکر مورخون کو صاف صاف کہنا پڑتا ہو کہ دنیا کے مقابلہ مین دین کا خیال رکھنا بشری طاقت سے باہر ہو۔ رسول اللہ کا زمانہ ایک عجیب قدرت کا زمانہ تھا۔ خدا کو دکھانا تھا کہ انسان سے بھی فرشتون کے کام لیے جا سکتے ہین۔

خالی کدو منھ بند کر کے قعر سمندر کے اندر رکھدیا جائے۔ سیکڑون فیٹ

پانی کو وہ منٹون مین نہین سکنڈون مین طے کرکے سطح آب پر آ جائیگا۔ بس یہی کیفیت مسلمانون کی تھی "الحق یعلو ولا یعلی" زمانہ ہجرت تک پیغمبر خدا نے اپنی قوم کو الائش جہالت سے پاک کرنے مین وہی کام کیا جو تمثیلاً کدو کے اندرونی حصہ کے صاف کرنے مین کرنا پڑتا ہی۔ پھر اُسکے بعد تمام دنیا مین عرب اس سُرعت سے پہونچے کہ اُسکی نظیر نہین ملتی۔

کاغذ پر ایک قطرہ تیل کا ڈال دیا جائے اور پھر ایک گھنٹہ کے بعد دیکھا جائے ایک مربع فٹ کاغذ تیل سے بھرا پڑا ہی۔ اِس سے بھی زیادہ حیرت مسلمانون کی ترقی سے ظاہر ہوتی ہی۔ سنہ ہجری کے پہلے سال مین مسلمانون کے پاس کوئی کنوان پانی پینے کو یا کوئی جگہ نماز پڑھنے کو بھی مدینہ مین نہ تھی۔ انتہائے بیچارگی ملاحظہ فرمائیے۔ گویا مادرگیتی کے وہ فرزند ہی نہ تھے۔ اور پھر ۳۲ برس کے اندر انھین بیچارون کو دیکھیے تو جنوب مین یمن کا حصہ جنوبی۔ شمال مین بحر اسود غرب مین افریقہ کا ساحل شمالی۔ مشرق مین حدود ہندوستان۔ اس وسعت مین بس یہی لوگ نظر آتے تھے۔ یونہی جنگیز خان کے حملے۔ تیمور کے حملے۔ بونا پارٹ کے حملے۔ اور اُسکے پہلے سکندر اور بخت نصر کی چڑھائیان بھی مشہور ہین۔ لیکن مسلمانون کے ساتھ جو حیرت افزا امر ہی وہ یہ ہی کہ ۳۲ برس کے اندر وہ جہان تک پہونچ گئے وہان کے باشندون کو اپنا ہمدرد اور اپنا ہم خیال اپنا ہم مذہب بنالیا۔ اور کافرون سے بُت پرستی۔ عیسائیون سے مسئلہ تثلیث گبرون سے آتش پرستی۔ ستارہ پرستون سے ستارہ پرستی وحشیون سے رسید گیچ چھڑادی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیسا زمانہ تھا اور کیسے لوگ تھے۔ کیسا سچا خیال

اور کتنا استقلال اُن لوگون کے ساتھ ساتھ چلتا تھا - آبائی مذہبون کو ترک کرنا کوئی آسان کام نہین ہی - لیکن معلوم نہین کہ کیا منتر وہ لوگ پڑھتے تھے کہ غیر قومین گویا مسحور ہو جاتی تھین - منتر صرف یہ تھا کہ اپنے طرز عمل سے وہ لوگ دکھاتے تھے کہ مسلمان تمام امور مین دنیا کی بہترین قوم ہین - مذہب گو اخروی خیال سے زیادہ تعلق رکھتا ہی لیکن عوام کے سمجھنے کے لیے آخر کوئی ذریعہ چاہیے - بس اس سے اچھا کیا ذریعہ ہو سکتا ہی کہ مسلمانون نے اپنی دنیوی حالت سے لوگون پر ثابت کر دیا کہ جو قوم دنیا مین ایسی سچی ایسی خلیق ایسی باقاعدہ ایسی منکسر المزاج - ایسی بے طمع ہی اُسکا حشر کیونکر بُرا ہو سکتا ہی - اور جب اُسکا حشر بُرا نہ ہوا تو اُسکے ساتھیون کا حشر کیونکر بُرا ہوگا -

مسلمانون کی ترقی

تاریخون سے معلوم ہوتا ہی ۳۳ھ کے بعد مسلمانون کے اخلاق مین کمی پیدا ہوئی یعنے عام مسلمان قابل ستایش نرہے بلکہ یہ ڈھونڈھنا پڑا کہ کون حق پر قایم ہی اور کون جادہ اعتدال سے گرا ہوا ہی - تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی ۳۳ھ تک جہان جہان مسلمان پہونچ سکے وہان آج بجز اسلام کے اور کوئی دوسرا ملکی مذہب نظر نہین آتا - اب اِن دونون باتون کو پیش نظر رکھنے کے بعد کچھ شبہہ نہین رہتا کہ ۱۳۰۰ برس کے قبل جو وصف مسلمانون مین تھا وہ عام طور پر باقی نہین رہا یعنے جو وصف قوم مین پہلے تھا وہ بعض افراد قوم کے ساتھ مختص ہو گیا ملکی اور مذہبی پیشوائی ۳۳ھ تک ایک شخص مین تسلیم کی جاتی تھی - پہلے رسول خدا دو جہان کا پیشوا سمجھا جاتا تھا - اسکے بعد امر خلافت مین کچھ تھوڑے سے اختلاف کے بعد عام مسلمانون نے یہ تسلیم کیا کہ خلیفہ اول کا فعل چونکہ سُنت نبوی کے خلاف

مسلمانون کی حالت سکون

نہین ہی اسلیے وہ دینی اور دنیاوی امور مین پیشوا ہین - یہی خیال لوگون کا خلیفہ ثانی کی نسبت بھی تھا - خلیفہ دوم کو اخیر تک اور اُنکے بعد خلیفہ سوم کو جب تک مروان کی مداخلت سے بے لطفیان نہین پیدا ہوئین لوگ ایسا ہی سمجھتے رہے اسکے بعد جو فتنے برپا ہوئے وہ موقع موقع سے بیان کیے گئے ہین یہان دوبارہ لکھنے کا موقع نہین ہی - اب مسلمانون کے دو فرقے ہوئے - ایک وہ جنھون نے دنیاوی امور کو دینی معاملات سے الگ کرکے عزلت گزینی اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے دین اور دُنیا کو اُسی طرح ساتھ رکھنا چاہا جس طرح وہ اب تک دیکھتے آئے تھے - لیکن افسوس کہ وہ رسول اللہ کے پڑھائے ہوئے سبق کو بھول چلے تھے - اس دوسرے فرقہ مین کچھ لوگ تو سچے دل سے دین اور دنیا کا ساتھ چاہتے تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ فی الواقع وہ اس خیال کے نہ تھے محض دنیاوی طمع سے وہ اپنے کو ایسا ظاہر کرنا ترقیون کا سبب سمجھتے تھے - پچھلے گروہ کی ان دو ضمنی تقسیمون نے غضب ڈھایا - ظاہر مین دونون کی غرضین ایک اور دلون مین زمین اور آسمان کا فرق - اس پولیٹکل گروہ کے اختلاف سے مسلمانون مین ایسی خونریزیان ہوئین کہ سُننے والون کو حیرت ہوتی ہی کہ یون دفعتاً مسلمانون کی کایا پلٹ کیون ہوگئی تھوڑے دنون کے بعد گروہ ثانی کا فرقہ اول بالکل معدوم ہوگیا صرف فرقہ ثانی رہ گیا جسکی غرض دنیا کے لیے دین کا بیچنا اور دین کو بوجہ بدنام کرکے اسکے ذریعہ سے دُنیا حاصل کرنا مقصود رہا - تلوار خزانہ اور حکومت سب انکے ہاتھ مین تھی - گروہ اول جس نے دنیا کو لات ماری تھی نان شبینہ کا محتاج تھا اور بالکل انکے بس مین تھا - اس پولیٹکل گروہ مین جتنا نور ایمان تھا اُتنی ہی روشنی یہ بلاد مفتوحہ مین پھیلا سکتے

مسلمانون کے فرقے

تھے۔ زیادہ کہان سے لاتے۔

مختصر یہ کہ پہلی صدی کے اندر ہی اندر صوفیون۔ عالمون۔ قاضیون۔ محدثون اور فقیہون کا گروہ الگ ہوگیا اور ظالمون لوٹیرون۔ لامذہبون کا گروہ جدا قایم ہوا۔ فرمانرواؤن کی جماعت اسی پچھلے گروہ سے پوری کی جاتی ہر۔ انہین بعض بعض وقت اعلی درجہ کے لوگ بھی تھے مثلاً عمر بن عبدالعزیز دمشق مین۔ ناصر الدین محمود ہندوستان مین۔ لیکن الشاذ کالمعدوم۔

اب ہم یہ دکھاتے ہین کہ ہندوستان مین اسلام کب آیا۔ افغانستان تک اسلام سنہ ۳۰ ہجری کے اندر آچکا تھا۔ دیکھ لیجیے کہ وہان کا ملکی مذہب اسلام ہر۔ ہندوستان کی حالت سنیے کہ خلیفہ دوم عمرؓ کے وقت مین کچھ مسلمان جہاز کے ذریعہ سے سندھ مین آئے اور چلے گئے انکے آنے کی وجہ ظاہر نہین ہوئی۔ کچھ لوگ اسکے بعد تحقیق حالات کے لیے آئے اور دیکھ بھال کر واپس گئے۔ مستقل طور پر اس ملک کو بلاد اسلام مین شامل کرنے کے لیے پہلی صدی کے اخیر مین محمد قاسم آیا۔ یہ وقت ولید ابن عبدالملک خلیفہ دمشق کا تھا۔ مسلمانون مین ۳۳ھ کے بعد جو نفاق کی آگ بھڑکی تھی وہ اب ایک طور پر بجھ گئی تھی۔ خیر سلاطین عجم کی سی کیفیت بادشاہون مین آچلی تھی۔ ملکی فتوحات کا شوق پھر انہین تازہ ہوگیا تھا۔ محمد قاسم کا ہندوستان مین آنا اشاعت اسلام کی غرض سے نہ تھا یا یون کہیے کہ اشاعت اسلام اُسکا مقصود ضمنی تھا۔ اصلی غرض توسیع سلطنت تھی۔ اب تک مسلمانون مین سُنت نبوی کی کچھ بوباس باقی تھی۔ اُسکا آنا کسی غرض سے ہو لیکن لڑائی کی ابتدا اُس نے مذہبی طریقہ سے کی۔ یعنی راجہ داہر والی پنجاب کے پاس اُسنے کہلا بھیجا کہ تم مسلمان

ولید بن الملک

ہو جاؤ یعنی قرآن کو اپنے ملک کا قانون قرار دو کہ بندگان خدا کی اسمین بھلائی ہی اور اگر
تم اسے منظور نہ کرو تو تم ہمارے مطیع ہوکر کوئی خفیف رقم خرچ فوج کے لیے جزیہ کے
نام سے دیا کرو تاکہ مسلمان تمھارے ملک کی نگرانی کرین۔ (یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ برٹش
گورنمنٹ کی طرف سے رزیڈنٹ حیدرآباد نظام کی ریاست کا نگران رہتا ہی)۔ اور
اگر تم ان دونون مین سے کسی ایک کو بھی نہ مانو تو تلوار کو حکم قرار دو۔ راجہ داہر نے
اسے نہ مانا۔ لڑائی کی نوبت پہونچی اور محمد قاسم غالب رہا۔ بہت سے ہندو مسلمان
ہوئے۔ مسلمانون کی حکومت ہند مین قایم ہوئی۔ مسلمانون کے طرز تمدن اور حسن
اخلاق پر ہندو اپنے خیالات قایم کرنے لگے۔ ابھی پورے طور پر محمد قاسم کی رگمت محمد قاسم ہند مین
جمنے نہ پائی تھی کہ ولید ابن عبد الملک کی طرف سے ایسا جاہلانہ اور وحشیانہ فعل
سرزد ہوا کہ تمام ہندو کو اچنبھا ہو گیا اور جو عمدہ خیالات مسلمانون کی طرف سے اُنکے
دلون مین قایم ہوئے تھے وہ نفرت سے مبدل ہو گئے۔ تشریح اس اجمال کی یہ
ہی کہ راجہ کی دو لڑکیان خلیفہ کے حرم بنانے کے لیے دمشق بھیجی گئی تھین۔ لڑکیون
نے اپنے باپ کے خون کا عوض یون لیا کہ محمد قاسم کا اپنی طرف ملتفت ہونا خلیفہ
سے بیان کیا۔ خلیفہ نے یہ حکم بھیجا کہ محمد قاسم کچی کھال سے منڈھا جائے اور دمشق
بھیجا جائے۔ خلیفہ کے حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور محمد قاسم کا جنازہ دمشق چلا
زیادہ تر تعجب تو یہ ہی کہ دمشق سے ہندوستان تک اعلیٰ سے اعلیٰ گورنر موجود تھے
کسی نے اس حکم کے ترمیم کی جرأت نہ کی۔ محمد قاسم بیچارہ ایک ادنیٰ ملازم کیا کرتا
اور اُسپر سے عربی نسل ہونے کی وجہ سے یہ بات اُسکی رگ رگ مین سمائی ہوئی تھی
کہ حکم مین تامل کرنا جوانمردی کی شان کے خلاف ہی۔ محمد قاسم نے جو کچھ اسلام

کی خوبیان ہنود کے دلون مین بٹھائی تھین اپنے جنازہ کے ساتھ ہندوستان سے لیتا گیا ہنود سمجھے کہ مسلمانون کے جب ایسے ہی اخلاق ہین تو انمین کیا خوبی ہے۔

ولید ابن عبدالملک کے زمانہ مین بہت سے فتوحات ہوئے۔ لاہور سے لیکر نصف فرانس تک اسکی حکومت تھی اور حکومت کی نوعیت محمد قاسم کے واقعہ سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ مذہبی خیال کے مسلمان ممکن ہے کہ خوش ہون لیکن ان فتوحات پر فخر و ناز کرنے مین تامل کرین گے۔

اسپین اسپین بھی ولید کے وقت مین فتح ہوا اور جتنے دلون تک ہندوستان مین مسلمانون کی حکومت رہی قریب قریب اتنی ہی مدت تک اسپین مین مسلمان رہے اور مسلمان ایسے کہ وہ آج کل کے تمام لکھے پڑھے مسلمانون کے مایہ ناز اور یورپ کی مہذب قومون کے استاد تھے۔ لیکن جب عیسائیون نے زور پکڑا تو اسپین سے مسلمان اسطرح نکالے گئے جس طرح دودھ سے مکھی یا اچھے لفظون مین جسم سے روح۔ اسکا سبب کیا تھا؟ یہی کہ خلیفہ نے مسلمانون کے پیشوا ہونے کی حیثیت سے نہین بلکہ سلطان جابر ہونے کی حیثیت سے ملک فتح کیا تھا مسلمانون کا دوسرا گروہ جو محض دینی امور سے تعلق رکھتا تھا گرتا پڑتا وہان پہونچا اسکے سبب سے کچھ روشنی پھیلی کچھ لوگ مسلمان ہوئے۔ مسلمانون کی نسل بڑھی۔ کچھ لوگ دنیاوی رسوخ کے خیال سے بھی دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔ لیکن ملک پر اپنے اخلاق کا عام اثر مسلمانون نے ایسا نہ ڈالا کہ تمام ملک اسلام کی طرف راغب ہوتا اور تمام ملک مین ایک ہی مذہب پھیل جاتا جس طرح ہندوستان کے فتح ہوتے ہی ہندو

کے بھڑکانے کے لیے محمد قاسم کا جنازہ روانہ ہوا اسی طرح اسپین میں بھی ایک واقعہ پیش آیا۔ طارق (فاتح اسپین) نے اپنی خوشی سے حملہ کر کے اسپین فتح کیا۔ موسی گورنر افریقیہ نے طارق کو عدول حکمی کے جرم میں قید کیا۔ کیا اچھا انعام ملا۔ اسکا سبب کیا تھا؟ بس یہ کہ گورنر افریقیہ کو رشک آیا۔ وہ ڈرا کہیں خلیفہ کی طرف سے افریقیہ کی گورنری طارق کو مل نہ جائے۔ بڑون کا اثر چھوٹون پر ضرور پڑتا ہی۔ جب بڑے بڑے لوگون کے یہ خیالات تھے تو چھوٹے چھوٹے حکام بھی اسی رنگ کے ہونگے یہ "دین الملوک ملک الادیان" یہی سبب تھا کہ ان بادشاہون کی بدولت اسلام کو رونق نہین ہوئی۔ کچھ رونق اُن نفوس پاک (علماے مذہب) سے ہوئی جو ان بادشاہون کی حمایت مین اپنا مذہبی وعظ سُناتے تھے۔ تمام ممالک کے ایک مذہب ہونے کے لیے حاکم کا مذہبی اثر جو ایک ضروری امر تھا ان مفتوحہ ممالک مین خیر سے کبھی نہین پڑا۔

اسلام بزور شمشیر نہین پھیلا

تعبض لوگ یہ کہتے ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ ایسے لوگ یا تو علم تاریخ سے جاہل ہین یا تعصب نے آنکھون پر پٹی باندھ دی ہی۔ اسلام ہرگز بزور شمشیر نہین پھیلا ہان مسلمان بادشاہون نے ملک البتہ بزور شمشیر حاصل کیے۔ جن ممالک کو ایسے بادشاہون نے فتح کیا جنکی غرض صرف حکومت اور نام آوری تھی۔ وہان اسوقت اسلام کی رنگت نہین ہی یا ہی تو بہت ہی پھیکی ہی۔ نو سو برس تک اندلس مین مسلمان تھے اور آج وہان ہزار مین ۹۹۹ شخص ایسے ہونگے جنھون نے "اللہ اکبر" کی صدا کبھی نہ سُنی ہوگی۔ اور اللہ اکبر کہنے والا تو ایک بھی نہ ہوگا۔ انگلستان اور فرانس مین تو اب مسجدین بھی ہین۔ اسپین مین ایک مسجد کا بھی پتہ نہین ہی۔

آب ہندوستان کے حملہ آورون کا کچھ حال سُنیے - محمود غزنوی ہند کے تمام مسلمان بادشاہون مین سب سے زیادہ متعصب سمجھا جاتا ہی - اکثر مسلمان اُسکے مداح بھی ہین ہند کے بُت پرستون سے وہ بہت لڑا - ہزارون لاکھون بت اُسنے توڑے - لیکن افسوس کہ بعض مسلمان مورخ خود اُسکے اسلام مین شک کرتے ہین اور اُسے دہریہ بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ سجدہ کرنا خدا کی درگاہ مین ناک رگڑنا مذہبی چرچا کرنا محض اسلیے تھا کہ مسلمان دل توڑ کر اُسکا ساتھ دین اور اس طرح مذہبی پیرایہ مین دنیاوی ترقی حاصل ہو - محمود غزنوی سے اس درجہ بدگمان نہ ہونا چاہیے - لیکن اتنا ضرور کہنا پڑتا ہی کہ اُسکے تمام حالات دیکھنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ مذہب کے لیے اُسنے کبھی کچھ سختی کی - لوٹ کھسوٹ مین اُسنے ہزارون گردنین مارین لیکن شاید کسی ایک کو بھی اس حجت شرعی سے قتل نہین کیا کہ یہ اسلام یا جزیہ پر راضی نہین ہوتا اسلیے گردن زدنی ہی - اس امر کے کہنے مین کچھ بھی پس و پیش نہ ہونا چاہیے کہ محمود غزنوی نے ہندوؤن کے دلون مین اسلام کی طرف سے بیوجہ نفرت پیدا کر دی - محمود غزنوی تو خیر اسلام کا بار بار نام لینا اپنی پالیسی کی ایک شان سمجھتا تھا - مابعد کے سلاطین اسے بھی ضروری نہ سمجھے - تیمور نے بیوجہ مسلمانون کی گردنین مارنے مین کوئی نئی بات نہین کی کیونکہ بہت پہلے ایسا دستور ہو چلا تھا لیکن مسلمان عورتون کو اُسکے ایسا سے اہل خروج اپنے تصرف مین لاتے تھے اور لونڈیون کی طرح پکڑ لیجاتے تھے یہ شاید اُسی کے وقت کی بات ہی اس کے پہلے ایسا نہ تھا - چھ سات سو برس مین مسلمان اتنی تاریکی مین آ گئے - ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی دن کو سوئے اور آدھی رات کو آنکھ کھلے - پانپاڑ کی چوٹی سے ڈھلک کر

ہندوستان کے حملہ آور

کسی بہت بڑے گہرے گڑہے مین جا پڑے - خلیفہ دوم کا وقت اور تیمور کا وقت
موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر پہلا زمانہ اسلام کا تھا تو دوسرا زمانہ کفر کا ہی (نور
اور ظلمت کے معنون مین) خالد ایسا سپہ سالار تھا جس نے تمام شام اور مصر کے ملک
فتح کیے - تمام یورپ کے مورخ اسکے مداح ہین - اسکی غنیمت کے بدولت
تمام صحابی مالامال ہوگئے - خلیفہ دوم عمر نے خلیفہ ہوتے ہی حکم صادر کیا کہ خالد
اسی وقت معزول کیا جائے اور فوج کی سپہ سالاری سے علیحدہ کردیا جائے

خالد

جرم کیا تھا؟ صرف یہ کہ گو لاکھون گردنین اسنے حق پر مارین لیکن ایک شخص کو اسنے
ایسی حالت مین مارا کہ وہ پہلے مسلمان ہوچکا تھا اور پھر مرتد ہونا اسکا متیقن نہ تھا - اسکی
حسین بی بی خالد کو پسند تھی ممکن ہی کہ اسکے حسن کے شوق نے خالد کو مزید تحقیقات
سے روکا ہو - تمام لوگ خالد کے سفارشی تھے اور خود رسول اللہ نے اپنے زمانہ مین
انکو "سیف اللہ" لقب دیا تھا لیکن خلیفہ دوم نے ایک بات پکڑلی کہ مشتبہ شخص
مسلمانون کی فوج کی سپہ سالاری کا مستحق نہین ہی ایسے شخص کو امیرالمومنین کا
نائب ہونا زیب نہین دیتا - لیکن واہ رے خالد اسکے بعد بھی وہ تمام عمر فوج کا ادنی
سپاہی ہوکر رہا اور برابر اسکی راے سے فتوحات ہوئے کبھی اسنے دل مین یہ
خیال نہ کیا کہ سپہ سالاری (کمانڈر انچیف) کے بعد وہ ادنی سپاہی ہوکر کیا رہے
اسی سے پتا چلتا ہی کہ اسوقت دنیاوی عروج کو وہ کیا سمجھتے تھے اور غرض انکی
دنیا مین صرف دین کے لیے سرمایہ جمع کرنا تھا - جب اس واقعہ کو تاریخ مین پڑھکر
تیمور کے حالات پڑھے جاتے ہین کہ فتح دلی کے بعد وہ چھ روز تک جشن شاہانہ مین
مشغول رہا اور اسکی فوج چھ روز تک برابر مسلمانون کو قتل کرتی رہی اور مسلمانون کا گھر

لوٹتی رہی۔ مسلمانون کی بہنوں اور بیبیون سے مجلس عیش درست کرتی رہی
تیمور اپنے کو امیر المومنین کہتا تھا اور پھر یہ تماشا دیکھتا رہا۔ تیمور تو خیر ایک نومسلم مغل تھا
اسکے ساتھ بڑے بڑے اکابر مسلمان تھے کسی نے بھی اسلام کا پاس نہ کیا تو
بہت حیرت ہوتی ہو کہ خدایا ابتدا مین اسلام کیا تھا اور پھر وہ کیا ہو گیا۔ تیمور
کے قبل یا بعد جتنے سلاطین آئے وہ سلطنت کے شوق مین آئے یہ ایک اتفاقی
امر تھا کہ بلاد اسلام مین اُنکی آنکھین کھُلی تھین اور وہ مسلمان تھے ورنہ اشاعت
مذہب سے اُنکو کوئی تعلق نہ تھا اور نہ اُنمین یہ قابلیت تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سچے مسلمانون نے تو بہت جلد خیرباد کہا لیکن اسلامی
ترقیان عرصہ تک قایم رہین اور اُنکے قیام کے زمانہ کا معیار ہم نے بتایا ہو کہ جب تک
مسلمان دنیوی معاملات مین قرآن ایسے عمدہ قانون کے پابند رہے اُنکی دنیاوی
ترقی مین ضعف نہین آیا مگر زمانہ بھی اُسوقت کے واجب ہوگا کہ یہ بھی ممکن ہو کہ مسلمان
کسی قانون کو قرآن سے اچھا سمجھے دلون مین اسلام کے نسخ سے معلوم ہو سکتا ہو کہ دنیاوی
امور مین بادشاہون سے قرآنون سے صادر ہوتے تھے پیدا کئین اور قرآن کو
معاملات مین غیر مکمل بانظام سے کہین اچھا نمونہ دکھا سکے پھر وہ مسلمان کے
مسلمان بنے رہے اور کتنون کی قدر جب معلوم ہوگی ہندوستان ہی کے بادشاہ
فیروز تغلق کے حالات پڑھیے اُسنے ہاتھ پیر کاٹنے کی اسراف سیاسہ سمجھ کر موقوف کرا دیا
یورپین مورخ اس حرکت کے بڑے مداح ہین۔ یہان اس سے بحث نہین
کہ یہ حکم کہان تک اچھا تھا۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہو کہ جب مسلمانون مین قرآن کی ترمیم
پیش ہو گئی تو پھر وہ مسلمان کس بات کے رہے۔

مسلمانون نے قرآن چھوڑا

ہندوؤن کے قاعدے بہت ہی مستحکم سہی۔ مانا کہ برہمنون کے دستور نے اُنکو بالکل ہی پابند اور مجبور کر رکھا ہی۔ لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس شعل نے افریقہ مغربی سے سندھ تک اپنی روشنی پھیلائی وہ ہندوستان کے روشن کرنے کے قابل نہ تھی وہ قابل ضرور تھی لیکن ہند تک پہونچتے پہونچتے اُسکا تیل ختم ہو چکا تھا اور اُسکی روشنی قریب الاختتام تھی۔ پنجاب مین نانک شاہی تمام پھیل گئے۔ کبیر پنتھیون نے جا بجا اپنی جگہ کر لی۔ ابھی حال مین جو ترقی برہمو سماج نے بنگال مین کی ظاہر ہی۔ اسلام نے کیا قصور کیا تھا کہ بادشاہ وقت کے ہم مذہب ہونے پر بھی اُسنے پوری ترقی نہین کی۔ سکھ۔ کبیر پنتھی اور برہمو سماج سے ہندو تعرض نہین کرتے لیکن اسلام سے نفرت کرتے ہین اسکی وجہ صرف مسلمان بادشاہون اور اُنکے حکام کا طرز عمل ہی۔ ہند کے مسلمانون پر ہم کوئی پولٹیکل الزام نہین رکھتے۔

ان بادشاہون نے اپنی ... ولیا اگر قدیم فاتحون کا برتاؤ مفتوحون کے ساتھ دیکھو ... کا زمانہ بہت ہی غنیمت معلوم ہوتا ہی۔ ہندوؤن کو جو ... احسانات کبھی نہ بھولین ہمارے کہنے کا منشا یہ ہی کہ مسلما ... حکمرانون نے کوئی مذہبی وقعت ہندو کے دل مین ... بعض حکمرانون کی حیثیت لوٹ مار کی وجہ سے اس ... جادۂ اعتدال سے گری ہوئی رہی کہ سلاطین مابعد کو تلافی مافات ہی سے چھٹی نہ ملی۔ سلاطین مغلیہ مین اکبر نے ایک جدا مذہب ہی قایم کرنا چاہا۔ وہ کامیاب بھی ہوا۔ اسلام مین بُت پرستی کا دستور زیادہ تر اکبر ہی کے وقت سے پیدا ہوا۔ عالمگیر نے اس پالیسی کے بدلنے کی کوشش مین ہمارا

ہندوؤن پر اسلام غالب نہ ہونے
اکبر

زمانہ صرف کیا۔ اکبر کے اثر کو تو وہ اُٹھا نہ سکا اور نہ مذہب اسلام پھیلانے مین کامیاب ہوا۔ ہان یہ کہ ہندوؤن کے دلون مین مسلمانون سے نفرت پیدا ہونے کے جہان کئی ایک قرن پہلے گزر چکے تھے وہان یہ بھی ایک نیا قرن قایم ہوا۔

اسلام کی تاریخ سلسلہ سے پڑھی جائے تو عجب کیفیت ناظرین پر طاری ہوگی جو زمانہ سیکڑون برس مین طی ہوا ہی وہ گھنٹون مین طی ہوگا۔ ابھی رسول خدا اور اُنکے خلفاے مابعد کے زمانہ پر نظر تھی کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہی اندر ترکون تاتارون یا خلفاے عبّاسیہ کے بگڑے ہوئے زمانہ مین ناظرین پہونچ گئے۔ آئین! ہم کہان سے کہان پہونچے۔ اتنا انقلاب ہوا اور پھر اسلام کا نام ہی کہ چلا جاتا ہی۔

اس تحریر کا مؤلف انھین خیالات سے متاثر ہی کوئی اُسے سلاطین اسلام کا دشمن یا اُنکا ہجو گو نہ سمجھے۔ یہ صحیح ہی اور تمام مورخین اسکو مانتے ہین کہ برے سے برے مسلمان بادشاہ کا زمانہ بھی اُسوقت کے دوسرے معصر بادشاہون سے کہین اچھا تھا۔ بادشاہون کے دلون مین اسلام کی محبت کم سہی لیکن جو احکام شرعی قاضیون اور مفتیون سے صادر ہوتے تھے وہ گئی گزری حالت پر بھی دیگر ممالک کے انتظام سے کہین اچھا نمونہ دکھاتے تھے۔ اسلام کے گئے گزرے دنون کی برکتون کی قدر جب معلوم ہوگی کہ دوسرے ممالک کی تاریخ ساتھ ساتھ دیکھی جائے۔ لمپ کتنا ہی ناصاف ہو پھر بھی چراغون سے اُسکی روشنی کہین زیادہ ہوگی۔ مسلمان بادشاہون کی بُرائی کوئی کیا کرے گا؟ ہیڈنگ پہ جو سوال تھا اُسکا جواب کل مضمون کے پڑھنے کے بعد کم و بیش سمجھ مین آسکتا ہی۔

باب ہشتم

مسلمانون کی موجودہ سلطنتین

فصل اول

سلطنت عثمانیہ یعنی سلطنت ٹرکی

تیمور کے پہلے ایک ترکی خاندان (عثمانی) نے ایشیاے کوچک مین ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی جو رفتہ رفتہ یوروپ تک پھیل گئی اور اب تک وہ قایم ہی اسوقت اسکا پایہ تخت قسطنطنیہ ہی اور اسکے بادشاہ سلاطین ٹرکی کہلاتے ہین۔

پہلے لکھا گیا ہی کہ سلجوقیون کی ایک شاخ ارض روم یعنی ایشیاے کوچک کے قریب تھی اور اُسکے سلاطین بھی اوپر مذکور ہوئے ہین۔ سلجوقیون کا بڑا خاندان جو خراسان پر حکمران تھا خوارزم شاہون کے عروج کے وقت تباہ ہو چکا تھا لیکن ارض روم کے سلجوقی چنگیزخان کے بعد بھی قایم رہے۔ مشرق اور جنوب کے حصّے مغلون نے دبا لیے تھے اور مغرب کی جانب عیسائی بادشاہون نے ناک مین دم کر رکھا تھا۔ سلجوقیون کا دارالحکومت اسوقت مقونیہ تھا۔ اور حکومت انکی نواحی مقونیہ پر محدود تھی۔ ایک مدت سے ترکون کا ایک اور گروہ ترکستان سے نکل کر خراسان اور پھر آرمینیا مین آباد ہوا تھا۔ ان لوگون نے شام کی طرف کوچ کیا۔ انکے ساتھ چار پانچ سو مسلح سوار تھے۔ اور طغرل اُنکا سردار تھا۔ فن حرب سے یہ لوگ بخوبی واقف تھے۔ شاہ مقونیہ علاءالدین سلجوقی مغلون سے گرم پیکار تھا کہ اس خانہ بدوش گروہ کا وہان گزر ہوا۔ مغلون نے تمام ترکون کا ناک

ارمینیا

اسٹریا
ہنگری
بوسنیا
رومینیا
سرویا
بلگریا
بحر اسود
رومیلیا
ٹرکی یورپ میں
قسطنطنیہ
ٹرکی ایشیا میں
یونان
بحر میڈیٹرینین

مین کر رکھا تھا۔ طغرل اپنی خوشی سے علاء الدین کا شریک ہوا اور اسکی شرکت سے علاء الدین فتحیاب رہا۔ علاء الدین نے اس کارگزاری کے صلہ مین ایشیاے کوچک کا ایک بہاری حصہ طغرل کو جاگیر مین دیا۔

طغرل

طغرل کے مرنے پر اُسکا بیٹا عثمان جانشین ہوا۔ اور ۱۲۹۹ء مین علاء الدین کے مرنے پر خود مختار رئیس کے درجہ مین قایم ہوا۔

عثمان بن طغرل

۱۲۹۹ عیسوی مین سکہ اور خطبہ عثمان کے نام کا جاری ہوا۔ ۱۳۰۱ عیسوی مین قسطنطنیہ کے سپہ سالار کو شکست دیکر اُسنے ایشیاے کوچک مین بحیرہ اسود تک اپنا قبضہ بڑھا لیا۔ مغلون نے بھی اسکے مقابلہ مین شکست کھائی۔ ۱۳۲۶ء مین بروسا پر ترکون کا قبضہ ہوا اور پھر قسطنطنیہ کے فتح ہونے تک یہی شہر پایہ تخت رہا۔ یہ شہر عثمان کے مرنے سے کچھ ہی پہلے فتح ہوا تھا۔ عثمان سے اس شہر کو بس اتنا ہی تعلق ہوا کہ یہان اُسکا لاشہ دفن ہوا عثمان بڑا نیک نام بادشاہ تھا۔ اب تک ترک بڑی عظمت سے اسکا نام لیتے ہین اسکی تلوار اب تک موجود ہی۔ یورپ مین جسطرح تاجپوشی کی رسم ادا ہوتی ہی اسیطرح تخت نشینی کے وقت عثمان کی تلوار نئے سلطان کی کمر مین باندھ دی جاتی ہی عثمان کے بعد ارخان اسکا بیٹا تخت نشین ہوا۔

سلطان عثمان خان ۱ ۱۲۹۹ء

آرخان کے بھائی علاء الدین نے وزیر کی طرح کام کیا۔ والی مقونیہ کا سکہ اور خطبہ عثمان ہی کے وقت سے بند ہو چلا تھا اور اب تو بالکل ہی موقوف ہو گیا۔ علاء الدین نے سوارون اور پیادون کی قواعد دان فوج کی بنیاد ڈالی۔ اُسوقت یوروپ مین اسکا کہین بھی چرچا نہ تھا۔ ترکون کی دیکھا دیکھی کوئی سو برس کے

سلطان ارخان ۲ بن عثمان خان ۱۳۲۶ء ۱۳۲۷ء

بعد فرانس والون نے اسکی تقلید کی - اور اب تو گویا تمام یورپ اس بارے مین بڑھا چڑھا ہوا ہے - مکوسیدیا - نائس اور برغا مہ سلاطین یورپ کے قبضہ سے نکل کر ترکون کے دخل مین آئے - اسکے بیٹے سلیمان اول نے یورپ مین بہت سے فتوحات کیے اور تمام سلاطین یورپ ارخان کی قوت کو تسلیم کرنے لگے -

مراد اول بن ارخان ۱۳۵۹ء

سلطان ارخان کے بعد اسکا بیٹا مراد اول تخت نشین ہوا - اور اسکے عہد مین یونانی شہر بہت فتح ہوئے جنمین اڈریانوپل بھی تھا اور ممالک یورپ کا یہی دارالملک قرار پایا - لیکن قسطنطنیہ فتح ہونے تک بروسا سے تخت شاہی اُٹھایا نہین گیا - ایشیا مین مقدونیہ اور حمص کی طرف فتوحات ہوئے - یونانیون پر جب مراد کی حکومت قایم ہوئی تو سرویا - البی سینیا - والیشیا اور ہنگری سے مقابلہ ہونے لگا - ان تینون نے ملکر ترکون کو اڈریانوپل سے نکالنا چاہا لیکن مجبور رہے اور نقصان کے ساتھ صلح کی - عثمانیون کا جھنڈا سُرخ رنگ کا اسی وقت مین قایم کیا گیا - شاہ قسطنطنیہ روم (اٹلی) کے پوپ کے پاس گیا اور مسلمانون کے مقابلہ مین مدد طلب کی - یونانیون کا گرجا پوپ کے گرجا سے الگ تھا - رومیون نے یونانیون کو مدد تو دی - لیکن یونان کی رعایا اس سے خوش نہ ہوئی - یونان کی عیسائی رعایا پوپ کو ترکون سے زیادہ اپنے مذہب کا دشمن سمجھتی تھی - اور اس اختلاف مذہب سے قسطنطنیہ کے بادشاہ کا اعتبار بھی رعایا کے دلون سے اٹھ گیا - قرامانیہ مین ایک خود مختار ترکی ریاست اور تھی جسکو مراد اول نے اپنے زیر فرمان کر لیا - بلگریا سلطنت ٹرکی مین شامل کر لیا گیا - یہ بادشاہ دشمن کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور پھر جانبر نہ ہوسکا -

بایزید یلدارم بن مراد اول ۱۳۸۹ء

مراد کے بعد اسکا بیٹا بایزید یلدارم بادشاہ ہوا۔ اب سرویا پر پورا تسلط ترکون کا ہو گیا۔ یورپ کی کئی سلطنتین ملکر بایزید سے لڑین اور مغلوب رہین۔ ایشیائے کوچک کے تمام حصے پورے طور پر ترکون کے زیر فرمان ہو گئے۔ والی قرمانیہ گرفتار ہوا۔ بایزید کے وقت سلطنت ٹرکی نے خوب زور پکڑا تھا۔ بایزید نشہ اقبال مین مست ہو کر میخواری اور عیش و عشرت کی طرف متوجہ ہوا جس سے ابتک سلاطین ٹرکی بالکل مجتنب تھے۔ پوپ روم نے ترکون کے مقابلہ مین جہاد کا فتوی دیا۔ فرانس۔ ہنگری۔ برگنڈی وغیرہ وغیرہ مختلف حصہ یوروپ سے فوجی جنرل اور بہت سے شاہزادے جہاد کو چلے۔ بایزید عیش و عشرت مین حکمرانی کے فرائض کو بھولا نہ تھا بایزید نے اس عمدگی سے مقابلہ کیا کہ سب کے دانت کھٹے ہو گئے اور بے انتہا عیسائی گرفتار اور مقتول ہوئے۔ اب بایزید تمام اہل یورپ کو زیر حکم سمجھنے کی وجہ رکھتا تھا۔ اسنے شاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا کہ قسطنطنیہ میرے تخت کے لیے خالی کردو

تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا

یہ منصوبہ پورا نہین ہونے پایا تھا کہ تیمور کی چڑھائی کا وقت آگیا۔ مصر اور شام فتح کر کے تیمور ایشیائے کوچک کی طرف چلا۔ بایزید نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا اور یہ محض اتفاق تھا یا تیمور کی حکمت عملیون کا نتیجہ تھا کہ فتح تیمور کو نصیب ہوئی بایزید قید ہوا اور ترکی سلطنت کے اکثر ایشیائی حصے عثمانی خاندان کے قبضہ سے کچھ دنون کے لیے نکل گئے۔

محمد اول بن بایزید ۱۴۱۳ء

بایزید کے بعد اسکا بیٹا محمد اول تخت پر بیٹھا۔ شاہی خاندان مین نفاق پھیلا۔ تیمور کی غارت کیا کم تھی اسپر سے بایزید کے لڑکون کی باہمی لڑائیان اور بھی غضب تھین۔ لیکن محمد اول بڑی تعریف کا مستحق ہے کہ تیمور کی لڑائی سے جو نقصان پہونچا

تھا اس نے اُسکی تلافی کر لی - یہ بادشاہ نیک نام اور اپنے ملک کا دوست سمجھا جاتا ہے -

مراد ثانی ابن محمد ۱۴۲۱ء

مراد ثانی جو اپنے باپ محمد اوّل کے بعد بادشاہ ہوا - بڑا ہی نیک اور زاہد بادشاہ تھا - دو مرتبہ اسنے اپنے نابالغ بیٹے کو تخت پر بٹھا کر گوشہ نشینی اختیار کی لیکن دونون مرتبہ مغربی عیسائیون کے سر اُٹھانے سے گوشہ نشینی کے ترک کرنے پر مجبور ہوا ہنگری پولنڈ - اٹلی - یونان - جرمنی - ان تمام ممالک کے بادشاہون نے باہم اتفاق کرکے ترکون پر چڑھائیان کین - لیکن ترک ہمیشہ کامیاب رہے -

محمد ثانی بن مراد ثانی ۱۴۵۱ء

مراد ثانی کا بیٹا محمد ثانی سنہ ۱۴۵۱ء مین تخت نشین ہوا - یہ بادشاہ بڑا ہی مستعد اور بہادر تھا - اسکے وقت مین فتوحات بہت ہوئے - قسطنطنیہ اور ارمنیا وغیرہ مقامات فتح ہوئے - اسی وقت سے قسطنطنیہ دارالحکومت قرار پایا - اور ابتک وہی دارالحکومت ہے - تجارتی اور ملکی اغراض پر نظر ڈال کر موقع اور محل کا خیال کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ یورپ کا بہترین شہر قسطنطنیہ ہے - اسکے وقت مین تمام یورپ اور ایشیا مین عثمانی ترکون کی دھوم تھی - اس بادشاہ کے وقت مین فوجی قواعد اور ضوابط عمدہ طور پر مرتب کیے گئے تھے -

بایزید ثانی بن محمد ثانی ۱۴۸۱ء

بایزید بن محمد ثانی سنہ ۱۴۸۱ء مین تخت نشین ہوا - اسکا دوسرا بھائی جیم بھی دعویدار تھا - لیکن اپنی نادانی سے وہ عیسائیون کے قبضہ مین جا رہا اور تیرہ برس کی قید کے بعد مارا گیا - اسکی قید کے حالات بڑے دلچسپ ہین - جیم سے فرصت ملی تو اسکے بیٹے سلیم نے سر اُٹھایا - بایزید نے جب دیکھا کہ سلیم ایسے بہادر کو تمام فوج بادشاہ بنانا چاہتی ہے تو وہ مجبوراً تخت سے الگ ہو گیا اور تھوڑی

طور سے ایک قصبہ مین رہکر زندگی بسر کرنے لگا -

سلطان سلیم خان اول ۹۱۸ھ ۱۵۱۲ء

بایزید ثانی کا بیٹا سلطان سلیم خان بڑا نامی بادشاہ ہوا ہی - لڑنے کا اسکو بڑا شوق تھا - کئی مرتبہ تخت نشینی سے پہلے یہ اپنے باپ سے مقابلہ کر بیٹھا - اسمعیل صفوی شاہ ایران کو اسنے شکست دی - شام - مصر اور عرب پر اسنے قبضہ کیا اور مصر کے خاندان پر اسکا خاتمہ کردیا - ہلاکو خان کے حملے کے بعد گو خلفاے عباسیہ کا خاتمہ ہوگیا تھا - لیکن پھر بھی یہ لوگ بطور پیشواے مذہب کے شاہان مصر کے پاس حاضر رہتے تھے - اہم کاغذات پر خلفاے عباسیہ کے دستخط بھی کرا لیے جاتے تھے اور اسی وجہ سے مصر کے بادشاہون کی عزت اور مسلمان بادشاہون سے زیادہ تھی - مقدس مقامات (یعنے بیت المقدس مکہ اور مدینہ) پر قبضہ رکھنے سے بھی شاہان مصر ممتاز سمجھے جاتے تھے - اب عثمانی بادشاہون کو بھی یہ سب باتین حاصل ہوگئین - سلیم نے خلیفہ عباسی سے اپنی خلافت پر دستخط کرالیا اور رسول اللہ کے چند تبرکات بھی اُس سے حاصل کیے -

سلیم ان لڑائیون مین توپ کے استعمال کی بدولت زیادہ تر کامیاب رہا لیکن ابھی تک عثمانی سلطنت کی بحری قوت کم تھی - سلیم نے بحری قوت بڑھانے کی طرف بھی آخر آخر بہت توجہ کی تھی -

سلطان سلیمان دوم ابن سلیم اول ۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء

سلیم اول کے بعد اسکا بیٹا سلیمان دوم معروف بہ سلیمان اعظم تخت نشین ہوا - یورپ مین جو ترقی اب ہو اسکی ابتدا اخیر پندرہ صدی مین قایم ہوچکی تھی - سلیمان کے وقت مین یوروپ کی عیسائی سلطنتین بڑی ترقی پر تھین - بری طاقت مین تو ترک ہمیشہ بڑھے رہتے ہی تھے - سلیمان نے اپنی بحری قوت بھی تمام یوروپین قوتون سے

بڑھا دی اور تمام عیسائی سلطنتوں نے جنگی امور میں اسی کا تتبع کیا - ترکی مورخ اسکو صاحب قرآن لکھتے ہیں اور عیسائی مورخ سلیمان اعظم کہتے ہیں اسکے وقت میں ملکی مالی اور جنگی قوانین درست ہوئے اور بہت سے نئے فتوحات ہوئے -

اسپین میں اسلامی سلطنت کا خاتمہ اسکے پہلے ہو چکا تھا - مسلمان بادشاہوں میں اسمٰعیل صفوی شاہ ایران اور اکبر شاہ دہلی اسکے ہمعصر تھے - واسیلی اور نوویچ جسنے روس کی موجودہ سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی اسی وقت میں تھا -

ہنگری - بلگریڈ اور روڈس پر سلیمان نے قبضہ کیا اور اسٹریا کا بہت ساحصہ اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا - وائنادار السلطنت اسٹریا فتح ہوتے ہوتے رہگیا اور پھر شاہ وائنا نے دبکر خراج دینا منظور کر لیا - ایشیا میں بغداد - آرمنیا - جزیرہ وغیرہ سلطنت ٹرکی میں شامل کر لیے گئے -

تمام سلاطین یوروپ نہایت ادب سے سلیمان سے خط وکتابت کرتے تھے - سلیمان کے جنگی جہازوں نے بحیرہ روم - بحر قلزم اور بحر عرب پر پورا تسلط کر لیا تھا - اور بحر ہند میں بھی اسکے جنگی جہاز آئے اور اپنی ہیبت دلوں میں چھوڑتے گئے - ساحل افریقہ اور ساحل بحر عرب کے تمام مقامات اسکے قبضہ میں تھے خلیج فارس پر بھی اسکی زد تھی - بحری قزاق اس سے دبے تھے -

کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے اسکے دو بیٹے مصطفے اور بایزید اسکے حکم سے مارے گئے - کئی وزیر اسکے حکم سے قتل ہوئے - مصالح ملکی کا سمجھنا آسان نہیں ہے لیکن مورخوں نے انھیں واقعات سے اسکے دامن نیکنامی پر دھبہ لگایا ہے ورنہ اور طور پر یہ جمیع اوصاف میں اعلیٰ درجہ پر مخلوق سمجھا جاتا ہے -

آخر آخر اسکی چڑھائی بمقابلہ شاہ جرمنی کے سزبجیت پر ہوئی۔ سزبجیت فتح ہوا لیکن اسکی نزع روح کے بعد۔ فتح سزبجیت کے بعد کئی دن تک اسکی موت ظاہر نہین کی گئی۔ پھر جب اظہار کا موقع آیا تو فتحمند ترکون کے کاندھون پر عطر سے بسا ہوا جنازہ قسطنطنیہ چلا۔ ایک طرف "کل شی فان وکل نفس ذائقۃ الموت" کی صدا بلند تھی اور دوسری طرف نقیب پکارتا تھا "یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام"۔

سلیمان ثانی

سلیمان کے وقت مین یوروپ کی عیسائی سلطنتین۔ حرفت۔ صنعت اور فن جہازرانی مین مسلمانون سے کم تھین۔ سلیمان نے تمام یورپ پر اپنا اثر ڈالا تھا۔ پھر سلیمان کے بعد یوروپ کی دیگر سلطنتون نے بھی ترقیان کین۔ لیکن سلاطین ٹرکی کی عظمت عرصہ تک دلون سے نہ نکلی۔ اسکے بعد بھی عرصہ تک ترک سب سے بڑھکے نہ تھے تو عیسائی سلطنتون سے دبنے والے بھی نہ تھے۔

ٹرکی کے زوال کی ابتدا سلطان مصطفے ثالث کے وقت سے ہوئی۔ اب یوروپ کی اعلیٰ قوتون مین اسکا شمار نہین ہوتا۔ لیکن پھر بھی سلطنت ایران سے کہین زیادہ اپنے بچاؤ کی قابلیت سلطان ٹرکی کو حاصل ہے۔ دوسرے پر حملہ کرنے کا زور اب ٹرکی مین نہین رہا لیکن اپنے بچانے کو پھر بھی وہ بہت ہے۔

سلیمان کے بعد زیادہ تر ممالک مفتوحہ کی حفاظت سے ترکون کو تعلق رہا۔ کچھ فتوحات بھی ہوئے لیکن کم۔ سلیمان کے آخر عہد تک ترکون کی ترقی تھی۔ پھر سلیم ثالث کے عہد تک اس ترقی کو قیام تھا اسکے بعد ۱۹ صدی کے آغاز سے انحطاط شروع ہوا۔ سلطنت مین کچھ ضعف نہین آیا لیکن ہمعصر سلاطین کی ترقی سے خود بخود اضافی تنزل لازم آیا۔ بایزید اول کے بعد سلیمان اول اور موسی کچھ

دنون کے لیے بادشاہ ہو گئے تھے جنکو مار کر محمد اول تخت پر بیٹھا تھا۔ گو سلیمان اول اور موسی کا شمار بادشاہون مین نہین ہوا۔ لیکن سلیمان اعظم اسی رعایت سے سلیمان دوم مشہور ہوا۔

سلیمان دوم کے بعد جو سلاطین تخت نشین ہوئے اُنکے نام اور مختصر حالات ذیل مین درج ہین۔

سلاطین ٹرکی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۱	سلطان سلیم دوم بن سلیمان دوم	سنہ ۱۵۶۸ع سنہ ۹۷۴ھ	امام صنعا اور قبرس پر اسنے فتح پائی - اسپین پر چڑھائی کی مگر کامیابی حاصل نہین ہوئی -
۱۲	سلطان مراد ثالث بن سلیم خان دوم	سنہ ۱۵۷۶ع سنہ ۹۸۴ھ	ایرانیون سے اسنے گرجستان لے لیا
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن مراد خان ثالث	سنہ ۱۵۹۸ع سنہ ۱۰۰۳ھ	اسکی مان خفیہ طور پر اسکی تخت نشینی مین مددگار تھی اور اسلیے امور سلطنت مین بھی وہ دخل دیتی تھی
۱۴	سلطان احمد اول بن محمد خان ثالث	سنہ ۱۶۰۷ع سنہ ۱۰۱۲ھ	عباس صفوی شاہ ایران سے یہ بڑا تھا-
۱۵	سلطان مصطفے بن محمد خان ثالث	سنہ ۱۶۲۱ع سنہ ۱۰۲۶ھ	اپنے بھائی سلطان احمد کی وصیت کے مطابق تخت پر بیٹھا لیکن ناقابل نکلا اسلیے معزول کیا گیا -
۱۶	سلطان عثمان ثانی بن احمد خان اول	سنہ ۱۶۲۳ع سنہ ۱۰۲۹ھ	سکندر شاہ پولونیہ کو اسنے بڑے معرکہ سے شکست دی۔ روس - فرانس اور اٹلی کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سلاطین سکندر کے معین تھے لیکن عثمان کا آوازہ بلند رہا۔ آخر مین یہ عیاش ہو گیا فوج مین غدر ہوا اور یہ مارا گیا۔
۱۷	اخان مراد رابع بن احمد خان	سنہ ۱۶۲۶ع سنہ ۱۰۳۲ھ	اسکے عہد مین شاہ ایران سے خوب خوب لڑائیان ہوئین۔
۱۸	سلطان ابراہیم بن سلطان احمد	سنہ ۱۶۳۳ع سنہ ۱۰۳۹ھ	اسکے وقت مین ترکون نے بحری لڑائی مین عیسائیون سے جزیرہ مالٹا لے لیا۔ آخر مین عیاشی کی وجہ سے یہ معزول کیا گیا۔
۱۹	سلطان محمد رابع بن ابراہیم	سنہ ۱۶۴۳ع سنہ ۱۰۵۹ھ	یہ شیر خوار بچہ تھا۔ اسکی مان منتظم سلطنت ارکان دولت کے ہاتھ سے ماری گئی۔ امرا نے عورت کا امور ملکی مین دخل دینا پسند نہین کیا لیکن اسکے بعد اسکے وزرا نے خوب انتظام کیا۔ سلطنت کو بڑی رونق دی۔ لایق وزیرون کے مرنے پر فوج مین بغاوت ہوئی اور یہ معزول کیا گیا۔
۲۰	سلطان سلیمان ثالث بن ابراہیم	سنہ ۱۶۸۱ع سنہ ۱۰۹۷ھ	اسکے وقت مین فوج خود سر رہی۔ والی نسا نے بلگریا پر دخل کر لیا لیکن سلطان نے خود چڑھائی کی اور فتح حاصل کی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲۱	سلطان احمد ثانی بن ابراہیم	۱۶۹۵ء سنہ ۱۱۰۲ھ	اپنے بھائی کی طرح یہ مرض استسقا مین مرا - والی ہمسا اسکے خوف سے بھاگا اور شاہ انگلستان کے پاس پناہ گیر ہوا -
۲۲	سلطان مصطفے ثانی بن محمد رابع	۱۶۸۹ء سنہ ۱۱۰۶ھ	ابتدا مین اسنے خوب زور پکڑا - روس اور ہمسا کو بڑی بڑی شکستین دین - آخر مین شاہ انگلستان کے کہنے سے مصالحت کر لی - مصالحت سے فوج ناراض ہوئی - سلطان نے حکمت عملی کو راہ دیکر اپنے بھائی محمد کو تخت پر بٹھا دیا -
۲۳	سلطان احمد ثالث بن محمد	۱۶۹۹ء سنہ ۱۱۱۵ھ	مصطفے کے بھائی محمد کے تخت سے اترنے پر یہ تخت نشین ہوا - اسکے وقت مین بھی خوب خوب لڑائیان ہوئین ترک ہر جگہ غالب رہے - فوج نے اس بادشاہ کو تخت سے اُتار دیا اور محمود اول کو بٹھایا -
۲۴	سلطان محمود اول بن مصطفے ثانی	۱۷۲۶ء سنہ ۱۱۴۳ھ	اسکو محمد خامس بھی کہتے تھے - نادرشاہ کا یہ ہمعصر تھا - شاہ اسپین سے بحری لڑائی مین یہ مغلوب رہا لیکن بری لڑائی مین شاہ روس اور نادرشاہ کا جواب دیتا تھا آخر مین نادرشاہ سے دب کر اسکو صلح کر لینا پڑی -

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲۵	سلطان عثمان ثالث بن مصطفےٰ ثانی	سنہ ۱۷۵۰ء سنہ ۱۱۶۷ھ	سلطنت کا کام یہ اچھا نہین کرتا تھا لیکن متشرع تھا۔ شراب نوشی کا اسنے بالکل انسداد کرادیا۔
۲۶	سلطان مصطفےٰ ثالث بن احمد ثالث	سنہ ۱۷۵۴ء سنہ ۱۱۷۱ھ	روس سے بارہا لڑائی ہوئی اور سلطانی فوج برابر غالب رہی۔ بحری قوت مین بہ نسبت اور قوتون کے ترک کمزور تھے۔ لیکن بڑی لڑائی انکی اب تک سخت تھی۔
۲۷	سلطان عبدالمجید بن احمد ثالث	سنہ ۱۷۶۶ء سنہ ۱۱۸۳ھ	اسکے وقت مین سواے شاہ روس اور والی نمسا کے کسی سے لڑائی نہین ہوئی۔ والی نمسا کو شکست ہوئی۔ روس سے بھی خوب خوب مقابلہ ہوا۔ مگر سلطنت کا ضعف روبہ ترقی تھا
۲۸	سلطان سلیم ثالث بن مصطفےٰ ثالث	سنہ ۱۷۸۵ء سنہ ۱۲۰۳ھ	اسکے وقت مین ضعف کے آثار نمایان ہوئے بادشاہ فرانس بوناپارٹ نے روس اور انگلستان کی عداوت سے سلطان سلیم کے پاس فوجی قواعد سکھانے کو آدمی بھیجے۔ فوج نے نصاریٰ کا لباس پہننا منظور نہ کیا اور بغاوت کی نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ تخت سے اوتارا گیا۔
۲۹	سلطان مصطفےٰ رابع بن عبدالمجید	سنہ ۱۸۰۵ء سنہ ۱۲۲۲ھ	سال کے اندر ہی یہ تخت سے اوتارا گیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳۰	سلطان محمود ثانی بن عبدالمجید	سنہ ۱۸۰۵ء سنہ ۱۲۲۳ھ	سلطنت مین بے انتظامی تھی۔ موقع پاکر روس نے کئی قلعے لے لیے۔ شاہ محمد علی مرزا سے بھی یہ لڑا اور فتحیاب رہا۔ لیکن خانہ جنگیون سے اور فوج کی بغاوت سے سلطنت کا ڈھچر ڈھیلا ہو رہا تھا۔
۳۱	سلطان عبدالمجید ثانی بن محمود ثانی	سنہ ۱۸۳۹ء سنہ ۱۲۵۵ھ	اسنے سلطنت کو بہت سنبھالا تمام شاہان یورپ سے صلح کرلی۔ محمد علی پاشا والی مصر جو اسکے باپ کے وقت سے سرکش ہو رہا تھا اسکے عہد مین پھر مطیع ہوا۔ اسکے وقت مین انگریزون کا تقرب بہت بڑھ گیا۔ یورپ سے بمبئی تک جا بجا انگریزون کی نو آبادیان جو دیکھی جاتی ہین زیادہ تر اسی کے وقت مین قایم ہوئین۔ سنہ ۱۲۷۲ھ مین روس نے پھر ترکی پر چڑھائی کی۔ فرانس اور انگلستان کی مدد سے ترک غالب آگئے۔
۳۲	سلطان عبدالعزیز خان بن محمود ثانی	سنہ ۱۸۶۰ء سنہ ۱۲۷۷ھ	یہ بادشاہ معتدل المزاج تھا شاہ ایران سے اسنے صلح کرلی۔ انگریزون کی مداخلت مین کمی کی۔ ملک کا دورہ کرنا پسند کیا۔ ہر طرح آرام

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترقی نمایان تھے لیکن اراکین دولت نے اسے معزول کردیا۔
۳۳	سلطان مرادخان	سنہ ۱۲۹۳ھ	سلطان عبدالعزیز کے بعد تخت نشین ہوا لیکن تھوڑے ہی دنون مین خلل دماغ کی وجہ سے معزول کیا گیا۔
۳۴	سلطان عبدالحمید خان	سنہ ۱۲۹۳ھ	سلطان مرادخان کے بعد یہ تخت نشین ہوئے اور اب تک انھین کی سلطنت ہے۔ انکے وقت مین ٹرکی کو رونق ہے۔ صاحب تدبیر ہین اور نیکنام ہین۔ ابتک تو بڑی دانشمندی سے الفون نے کام کیا۔ آرمینیا کے عیسائیون کی شکایت پر جرمنی فرانس۔ انگلستان اور روس کچھ کچھ ترکی انتظام متعلقہ آرمینیا مین مداخلت کرنا چاہتے تھے۔ ادھر ان قومون کے چند آدمی جدہ کے بدوون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ خوف تھا کہ عیسائی سلطنتون سے ترکون کو کچھ نقصان پہونچے ادھر یونانیون نے کچھ مذہبی پاس سے ترکون کا مقابلہ کرنا چاہا۔ آرمینیا کی آتش فساد جزیرہ کریٹ مین پہونچی جو سلطان کا مقبوضہ تھا۔ یونانیون نے کریٹ پر بحری حملہ کیا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکون نے بری فوج کے ذریعہ سے یونان کا کچھ حصہ ملک شمال کی جانب لے لیا۔ دیگر سلطنتین بیچ مین پڑنا چاہتی تھین۔ یونانیون نے اپنی کدر پر قائم رہکر ہمت اٹھائی اسلیے سلاطین یورپ ترکون کے خلاف نہ ہوئے اور اس فتح سے ترکون کی حالت بہت مستحکم ہوگئی اور اب سلطان ٹرکی کا شمار مدبر سلاطین مین کیا جاتا ہے۔

فصل دوم

سلطنت ایران

فتوحات ایران

حضرت عمر خلیفہ دوم کے وقت مین یہ ملک مسلمانون نے فتح کیا۔ اسکے بعد مدتہا دمشق اور بغداد کے خلفا اسپر حکمران رہے۔ خلافت بغداد کے ضعیف ہونے پر سلاطین صفاریہ۔ سامانیہ۔ دیالمہ۔ غزنویہ۔ سلجوقیہ اور خوارزم شاہی اسپر حکمران ہوئے۔ اسکے بعد چنگیز خان کا زمانہ آیا۔ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کی آٹھوین پشت مین ابو سعید کے زمانہ مین چھوٹی چھوٹی ریاستین قایم ہوئین جنکو شاکر امیر تیمور نے ایران کو اپنا ایک صوبہ قرار دیا۔ تیمور کے بعد اُسکے خاندان مین نوین صدی ہجری کے آغاز تک ایران کی حکومت تھی۔ یہ سب حالات اوپر مفصل بیان ہو چکے ہین۔ خاندان تیموری کا زور وسط اثنا مین دسوین صدی ہجری کے شروع مین گھٹا۔ اسکے بعد کے حالات مختصر طور پر بیان درج کیے جاتے ہین۔

ایک سید بزرگ شاہ صفی نے پیشوائے مذہب کی حیثیت سے ایران میں عروج پکڑا۔ تمام رعایا شاہ صفی کی معتقد تھی اسلیے شاہ صفی نے ایک رنگ حکومت کا پیدا کیا پھر اسکی نسل میں شاہ اسمعیل بڑا زبردست بادشاہ ہوا اور دو صدی تک صفوی خاندان ایران پر قابض رہا۔ شیعون کو سنیون سے بالکل الگ قایم کرنا یہ اسمعیل صفوی اور اُسکے مابعد جانشینون کی حکمت عملی تھی۔ شاہان صفوی نے بہت زیادہ کوشش یہ کی کہ شیعون کا گروہ سنیون سے بالکل الگ ہو جائے اپنی پالیسی مین سلاطین صفوی پورے طور پر کامیاب ہوئے اور ایران کی فوج اور ایران کی رعایا اس نئے جوش مین عرصہ تک کارنمایان کرتی رہی اور شاہی خاندان استقلال کے ساتھ حکمران رہا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	اسمعیل	سنہ ۹۰۸ھ	خاندان صفوی کا پہلا خود مختار بادشاہ ہے۔ سلطان ٹرکی سے اسنے خوب خوب لڑائی کی اور ازبکون کو بھی اسنے زیر کیا۔
۲	شاہ طہماسپ بن اسمعیل	سنہ ۹۳۱ھ	ہمایون بادشاہ ہند نے اسی سے مدد چاہی تھی۔ یہ بھی بڑا نامی بادشاہ ہوا ہے۔
۳	شاہ اسمعیل ثانی بن طہماسپ	سنہ ۹۸۴ھ	مدت سلطنت ۹ سال۔
۴	محمد خدا بندہ بن طہماسپ	سنہ ۹۸۵ھ	یہ اپنے بھائی اسمعیل ثانی کے مرنے پر تخت پر بیٹھا۔ تھوڑے دنون کے بعد اندھا ہو گیا۔
۵	حمزہ بن محمد خدا بندہ	سنہ ۹۹۴ھ	اسنے برائے نام سلطنت کی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۶	شاہ اسمٰعیل ثالث	سنہ ۹۹۴ھ	اسنے برائے نام سلطنت کی۔
۷	شاہ عبّاس	سنہ ۹۹۴ھ	اسمٰعیل اول اور شاہ طہماسپ کی طرح یہ بھی زبردست بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہی۔
۸	شاہ صفی	سنہ ۱۰۳۹ھ	اسکے وقت مین خاندان صفوی نے کوئی نمایان کام نہین کیا۔
۹	شاہ عبّاس ثانی	سنہ ۱۰۵۲ھ	اسمٰعیل۔ طہماسپ۔ عبّاس اول کی طرح یہ بھی بڑا زبردست بادشاہ ہوا ہی۔ غیر مذہب والون سے لڑنے کی وجہ سے غازی اسکو لقب ملا۔
۱۰	سلیمان	سنہ ۱۰۷۷ھ	سلیمان تک خیریت تھی اس کے بعد خلجیون اور ابدالیون نے اس خاندان کو کمزور کر دیا۔
۱۱	شاہ حسین	سنہ ۱۱۰۶ھ	
۱۲	شاہ طہماسپ ثالث	سنہ ۱۱۳۵ھ	

خاندان خلجی

خاندان صفوی کے انحطاط کے زمانہ مین ابدالیون اور خلجیون کو کچھ زور رہوا۔ ابدالی اور دُرّانی ایک ہی قوم ہی اور غور کے پہاڑون پر انکا اصل ٹھکانا تھا۔ لیکن اسوقت ہرات کے آس پاس آباد ہوگئے تھے۔ خلجیون کی قوم اس زمانہ مین قندھار کے گرد و نواح مین بستی تھی۔ خلجی اور ابدالی آپس مین بھی لڑتے تھے لیکن تھوڑے دنون کے لیے خلجیون اور ابدالیون نے مل کر ایرانیون کی سلطنت کمزور کر دی۔ اور پھر اسکے بعد خلجیون نے جاکر ایران پر قبضہ کر لیا۔ خلجیون کا سردار محمود قندھار سے روانہ ہوکر ایران مین داخل ہوا۔ اور سنہ ۱۱۳۲ھ مین تخت نشین ہوا۔

سنہ ۱۷۲۲ء / سنہ ۱۱۲۷ھ — محمود خلجی

خلجیون اور ایرانیون کی جنگ کی ابتدا شاہ حسین کے وقت مین ہوئی اور اُسکے بیٹے شاہ طہماسپ ثانی لث نے محاصرہ کی تکلیف سے گھبرا کر تاج شاہی محمود خلجی کے حوالے کر دیا۔

اشرف خان خلجی

اپنے چچا محمود کے مرنے پر اشرف خان تخت پر بیٹھا۔ سلطان ٹرکی نے سلطان روس سے مل کر اشرف خان کو دبانا چاہا۔ شمالی ملک کا روس خواہان تھا۔ اور مغربی حصہ کو سلطان ٹرکی دبانا چاہتا تھا۔ اشرف خان نے لڑائیون مین بڑی بہادری دکھائی۔ اُن دونون سلطنتون نے اسکی سلطنت تسلیم کی لیکن اشرف خان اُن حصون کو واپس نہ لے سکا جو دشمنون کے قبضہ مین آ گئے تھے۔

نادر شاہ

مرزا طہماسپ (جب تاج سلطنت محمود شاہ کے حوالہ کر کے علیحدہ ہوا) کسی طرح نادر قلی درانی کے قبضہ مین آگیا اور نادر شاہ نے اپنے کو اُسکا سپہ سالار بنا کر ملکی فتوحات شروع کر دیے۔ نادر قلی پہلے قزاقون کی طرح لوٹ مار کرتا تھا۔ اب طہماسپ کی سپہ سالاری نے اسکی حالت مین بہت کچھ تغیر پیدا کیا۔ نادر شاہ کے عہد مین (سنہ ۱۷۲۹ء) اشرف خان قتل کیا گیا۔ جو ملک اشرف خان کے عہد نامہ سے سلطنت ٹرکی مین داخل ہو گئے تھے اُسے نادر شاہ نے بزور شمشیر واپس لیا۔

نادر شاہ کا عروج

نادر شاہ نے طہماسپ کو شاہ شطرنج کی طرح تخت سے اوتار کر اُسکے شیر خوار بچے کو تخت پر بٹھایا اور سنہ ۱۷۳۶ء مین تمام لوگون کی صلاح سے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔ نادر شاہ نے اپنا مذہب بدل ڈالا۔ پہلے شیعہ تھا اب سُنی ہوا اور چاہا کہ خاندان صفویہ کی محبت لوگون کے دل سے نکل جائے اور اسکے وقت سے

ایک نیا رنگ پیدا ہو لیکن نتیجہ اچھا نہ ہوا لوگ اس سے بددل ہونے لگے۔
فوج کے خوش کرنے کو اسنے قندھار پر چڑھائی کی اور خلجیون کو وہان سے نکالا
پھر کابل غزنی ہوتے ہوئے ہندوستان پر اسنے چڑھائی کی۔ اور یہان کی دولت
سے اپنی فوج کو مالا مال کرنا چاہا۔ دلّی نادر شاہ کے وقت مین تباہ ہوئی تیمور
کے حملون کی طرح اب بھی دلّی مین قتل عام ہوا۔ ہند سے واپس جاکر نادر شاہ
نے اور بھی فتوحات کیے۔ ہند مین جو کچھ خونریزی نادر شاہ سے ہوئی اسمین زیادہ
تر دلّی والون کا قصور تھا۔ لیکن اسکے بعد نادر شاہ مین سفاکی اور خونریزی
کی عادت ہو گئی اور کچھ مالیخولیا کا دخل بھی اسکے دماغ مین شروع ہوا۔ ایرانیون
نے سنہ ۱۱۶۰ھ مین اسے قتل کیا۔

نادر شاہ کے بعد افغانستان مین احمد شاہ دُرّانی (ابدالی) حکمران ہوا اور ایران
مین نادر شاہ کے اعلیٰ مخالف کا بھتیجا عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ عادل شاہ
دو برس کے بعد مر گیا اور پھر پچاس برس کے اندر ہی اندر کوئی آٹھ بادشاہ ابراہیم
شاہرخ مرزا۔ اسمٰعیل۔ محمد کریم خان۔ ذکی خان۔ صادق خان۔ جعفر خان۔
لطف علی یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے۔ اور سلطنت ایران روز بروز کمزور
ہوتی گئی۔ ان بادشاہون مین کریم خان زند نے ۳۰ برس تک سلطنت کی
اور باقی بادشاہون نے برائے نام سلطنت کی۔

آغا محمد شاہ قاچار نے سنہ ۱۲۱۲ھ مین کئی لڑائیان فتح کرکے سلطنت ایران پر
قبضہ کیا۔ شاہ روس سے بھی اسنے کئی لڑائیان کین اسکے بعد اسکا بیٹا فتح علی
قاچار تخت ایران پر بیٹھا اور شاہ روس سے برابر لڑتا رہا۔ سنہ ۱۲۵۰ھ مین محمد شاہ

قاچار تخت پر بیٹھا - بادشاہ اور رعایا کا مذہب شیعہ تھا - افغانوں نے اپنے جہاد کی نیت سے حملہ کیا - سنہ ۱۲۶۰ھ مین ٹرکی کے گورنر نجیب پاشا حاکم بغداد نے کربلا پر چڑھائی کی اور ۹ ہزار آدمیون کو مذہبی تعصب سے ہلاک کیا - محمد شاہ قاچار یہ سنکر غضبناک ہوا - مگر انگریزون اور روسیون نے بیچ بچاؤ کرا دیا -

سنہ ۱۲۶۴ھ مین سلطان محمد شاہ قاچار نے وفات پائی اور اُسکا بیٹا ناصر الدین شاہ قاچار تخت ایران پر بیٹھا - اس بادشاہ سے شیعہ مذہب کو بڑی تقویت ہوئی - اب افغان - روس اور ٹرکی ہر طرف سے شاہ ایران کو امن تھا - اس بادشاہ نے کئی مرتبہ یوروپ کی سیر کی - اپنا سفرنامہ بھی فارسی زبان مین لکھا -

روس نے تو سلطنت ایران کو کمزور کر دیا - لیکن پھر بھی یہ خود مختار بادشاہ رہا اور سلاطین اسلام مین بعد سلطان ٹرکی کے اسکا شمار رہتا رہا - سُنیون مین جس طرح سلطان ٹرکی عبد الحمید خان پیشواے مذہب حامی دین متین سمجھے جاتے ہین اسی طرح شیعون مین شاہ کجکلاہ ناصر الدین شاہ قاچار اسی کی نگاہون سے دیکھے جاتے تھے -

شاہ مظفر الدین قاچار اپنے باپ کے مرنے پر سنہ ۱۲۹۶ھ مین تخت نشین ہوئے باپ کی طرح یہ بھی اب تک نیک نام سُنے جاتے ہین - امور سلطنت مین کوئی انقلاب نہین ہوا - حالت بدستور ہے -

خاندان تیموریہ کی تباہی سے آج تک جتنے حکمران ایران مین ہوئے اُنکے نام یکجا درج کیے جاتے ہین -

شاہان ایران

اسمٰعیل - شاہ طہماسپ - شاہ اسمٰعیل ثانی - محمد خدابندہ - حمزہ - شاہ اسمٰعیل ثالث

شاہ عباس اول۔ شاہ صفی۔ شاہ عباس ثانی۔ سلیمان۔ شاہ حسین۔ شاہ طہماسپ ثانی۔ محمود۔ اشرف۔ شاہ طہماسپ ثالث۔ شاہ عباس۔ نادر شاہ۔ عادل شاہ۔ ابراہیم۔ شاہ رخ مرزا۔ سلیمان۔ اسمٰعیل۔ محمد کریم خان۔ ذکی خان۔ صادق خان۔ جعفر خان۔ لطف علی۔ آغا محمد شاہ قاچار۔ فتح علی شاہ قاچار۔ محمد شاہ اکبر قاچار۔ ناصر الدین احمد شاہ قاچار۔ مظفر الدین شاہ قاچار۔

فصل سیوم

سلطنت مصر

سلطنت مصر اب مسلمانوں کی تیسرے درجہ کی سلطنت ہی۔ یعنی بعد سلطنت ٹرکی اور ایران کے اسی کا درجہ ہی۔ ممکن ہی کہ افغانستان کو اسپر ترجیح دی جائے لیکن چند وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اسے تیسرے درجہ کی سلطنت اور افغانستان کو چوتھے درجہ کی سلطنت قرار دی جائے۔

سلطنت مصر

باب ششم فصل ہفتم مین سلاطین علویہ کا تذکرہ کیا گیا ہی جس سے معلوم ہو گا کہ شروع اسلام سے ۵۶۷ھ تک مصر کے فرمانروایون کی کیا کیفیت تھی۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ عاضد لدین اللہ پر سلطنت اسمٰعیلیہ کا مصر مین خاتمہ ہوا اور بجائے عاضد کے بغداد کے خلیفہ عباسی مستضی باللہ کا نام خطبہ مین داخل کیا گیا۔ لیکن یہ ظاہر ہی کہ خلفائے عباسیہ مین یہ قوت نہ تھی کہ وہ مصر کا پورا انتظام کر سکتے۔ صرف خطبہ مین اُنکا نام رہا لیکن حکومت دوسرے خاندان ایوبیہ نامی کی طرف منتقل ہوئی۔

صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب عاضد کے وقت مین سپہ سالار تھا

مصر مین عیسائی بہت زیادہ غالب آگئے تھے - صلاح الدین ہی کی کوشش
سے شام کے مسلمانون کی کمک آئی اور اسی کی کوشش سے عاضد کے ضعف
پر نظر ڈال مستضی کا نام خطبہ مین داخل کیا گیا اور اسی اثنا مین عاضد مر گیا اور صلاح الدین
حکمران ہوا - اسکے باپ ایوب کے نام پر اس نسل کے بادشاہ ایوبیہ کہلائے
چونکہ نور الدین محمد والی شام اس فوج کا بھیجنے والا تھا جس نے ابتدا مین مصر کے
مسلمانون کو عیسائیون کے ہاتھ سے بچایا تھا اسلیے بعض مورخون نے صلاح
الدین کے پہلے نور الدین کا نام بادشاہون کی فہرست مین داخل کیا ہی لیکن
اس کتاب مین نور الدین کا ایک علیحدہ خاندان شام کے سلجوقیون کے نام سے
فصل ۱۲ - باب ٦ مین قایم کیا گیا ہی -

خاندان ایوبیہ

صلاح الدین

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ یروسلم (جروسلم) مین ہی - پہلے یہان بیت المقدس تھا - ایک
قیصر رومی نے بت پرست ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی وفات کے ۸۰
برس بعد بیت المقدس کو جڑ سے کھود ڈالا - ۲۳۰ برس کے بعد قسطنطین قیصر
روم نے مذہب عیسوی قبول کیا - بیت المقدس ہی مین حضرت مریم رہتی تھین
اور اسی مین حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اسلیے اس جگہ کی عظمت عیسائیون
کے دل مین بہت تھی - قسطنطین کے حکم سے اُس جگہ پر مسجد اقصیٰ بنائی گئی
حضرت عمر کے وقت مین جب شہر فتح ہوا تو انھون نے نصاریٰ کو زیارت
کے لیے وہان آنے سے نہین روکا - لیکن ترکون کے عہد مین عیسائی زایرون
کے ساتھ کچھ سختی ہونے لگی - یا یون کہو کہ مسلمانون کو کمزور دیکھ کر عیسائیون کی ہمت
بلند ہوئی اور ایک بہانہ ڈھونڈھنے کو انکا جی چاہا - ۱۰۹٦ء مین مخالفون نے لشکر

عظیم نہم پہونچاکر مسلمانون سے جروسلم چھین لیا اور ۹۲ برس تک وہان عیسائیون کا تسلط رہا۔ نورالدین محمد ابن عماد الملک زنگی جو باب ششم فصل دوازدہم مین نورالدین محمد ابن عماد الدین لکھا گیا ہی مرا اور غالباً وہ ۵۶۹ھ مین مرا۔ اپنے مرنے کے پہلے اسنے صلاح الدین ابن یوسف سپہ سالار فوج مصر کی تحریک پر عاضد خلیفہ اسماعیلیہ کی مدد کے لیے شام سے مصر مین فوج بھیجی تھی۔ کیونکہ عیسائیون نے جروسلم پر قناعت نہ کرکے مصر سے بھی مسلمانون کو نکال دینا چاہا تھا۔ مصر مین عیسائیون کو شکست ہوئی۔ اسکے بعد عاضد مرگیا اور نورالدین بھی مرگیا اور مصر اور شام کی حکومت صلاح الدین کو ملی مستقی باللہ خلیفہ عباسی نے خطاب سلطانی بھی صلاح الدین کو عطا کیا۔ صلاح الدین نے حملہ کرکے ۳۔ اکتوبر ۱۱۸۷ء مین عیسائیون کو جروسلم سے نکال دیا۔ اسکے بعد تمام سلاطین یورپ متفق ہوکر کئی مرتبہ صلاح الدین سے لڑے لیکن ہمیشہ فتح صلاح الدین کے ہاتھ رہی۔ ہندوستان مین صلاح الدین بہت کم مشہور ہی۔ لیکن یورپ کے تمام چھوٹے بڑے صلاح الدین کو جانتے ہین اور جب تک جروسلم پر انکا قبضہ نہوگا وہ سمجھتے رہین گے کہ صلاح الدین ہی کی وجہ سے وہ اپنی زیارت گاہ سے بیدخل ہین۔

جروسلم اور صلاح الدین

حضرت عمر خلیفہ دوم نے مسجد اقصی کی محراب کعبہ کی طرف کرلی تھی۔ ۴۹۲ھ مین عیسائیون نے اہل اسلام کی محراب خراب کر ڈالی۔ صلاح الدین کے وقت مین یعنی ۵۸۳ھ مین صلاح الدین کی کوشش سے پھر محراب مسجد مسلمانون کے طریقے پر بنا دی گئی اور جب سے برابر وہان مسلمانون کا قبضہ چلا آتا ہی۔

مسجد اقصی کی ترمیم

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب	سنہ ۵۶۷ھ	یہ بڑا نیکنام بہادر اور متشرع بادشاہ ہوا ہے مصر پر قبضہ کرکے اسنے شام پر چڑھائی کی - بیت المقدس وغیرہ عیسائیون سے چھڑا کر مسلمانون کو خوش کیا - عیسائیون سے اسنے بڑے بڑے معرکے کی لڑائیان کین -
۲	ملک عزیز عثمان بن صلاح	سنہ ۵۸۹ھ	یہ بھی نیکنام بادشاہ تھا ناصر لدین اللہ کا ہمعصر تھا -
۳	ملک منصور محمد بن عثمان	سنہ ۵۹۵ھ	ایک سال کے بعد معزول کیا گیا -
۴	ملک عادل سیف الدین بن ایوب	سنہ ۵۹۶ھ	بڑا نیکنام اور عادل بادشاہ تھا اسکے وقت مین ملک بھی کچھ وسیع ہوا -
۵	ملک کامل بن عادل	سنہ ۶۱۵ھ	یہ بڑا متشرع بادشاہ تھا -
۶	ملک عادل ابوبکر بن کامل	سنہ ۶۳۵ھ	دو برس اسنے حکومت کی -
۷	ملک صالح بن کامل	سنہ ۶۳۷ھ	عیسائیون کی لڑائی مین مارا گیا -
۸	ملک معظم توران بن ملک صالح	سنہ ۶۴۷ھ	دو مہینہ کے اندر معتصم خلیفہ کے وقت مین مارا گیا -
۹	شجرۃ الدر	سنہ ۶۴۸ھ	عورت تھی تین مہینہ کے اندر خود ہی الگ ہوگئی
۱۰	ملک اشرف موسی	سنہ ۶۴۸ھ	سنہ ۶۵۲ھ مین یہ تخت سے اُتارا گیا اسپر دولت ایوبیہ کا خاتمہ ہوا - اسکو تخت سے اُتارنے والے اور پھر تخت پر قبضہ کرنے والے اسی خاندان کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکی غلام تھے۔ اسلیے اسکے بعد حکومت مصر دولت غلامان ایوبیہ کے نام سے مشہور ہوئی
۱	ملک معز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی	سنہ ۶۴۸ھ	یہ دولت غلامان کا پہلا بادشاہ ہی۔
۲	ملک منصور علی بن معز	سنہ ۶۵۵ھ	اپنے باپ کے مقتول ہونے پر یہ بادشاہ ہوا۔ یہ سلطنت سے خود ہی دست کش ہو گیا۔
۳	ملک مظفر قطز معزی	سنہ ۶۵۷ھ	تاتاریون کو اسنے شکست دیکر بڑا نام پیدا کیا
۴	ملک ظاہر رکن الدین	سنہ ۶۵۸ھ	ملک مظفر کو قتل کرکے تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا صائب الرائے بادشاہ تھا۔
۵	ملک سعید محمد ناصر الدین	سنہ ۶۷۶ھ	سال کے اندر ہی لوگون نے اسے معزول کر دیا
۶	ملک عادل بدر الدین	سنہ ۶۷۸ھ	چار مہینے کے اندر ہی یہ تخت سے اُتارا گیا اور خاندان غلامان کا خاتمہ ہو گیا۔
۷	ملک منصور ابو المعالی قلاؤن صالحی	سنہ ۶۷۸ھ	یہ خاندان قلاؤنیہ کا پہلا بادشاہ ہوا اسکے وقت مین بھی فتوحات ہوئے۔
۸	ملک اشرف صلاح الدین خلیل	سنہ ۶۸۹ھ	دشمنون کی سازش سے سنہ ۶۹۳ھ مین مارا گیا
۹	ملک ناصر محمد بن قلاؤن	سنہ ۶۹۳ھ	یہ کچھ دنون کے لیے خود سلطنت چھوڑ بیٹھا
۱۰	ملک عادل کتبغا منصوری		یہ بھی سلطنت سے خود ہی علیحدہ ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۱	ملک منصور حسام الدین		یہ قتل کیا گیا۔
۱۲	ملک مظفر رکن الدین		قتل کیا گیا۔
۱۳	ملک منصور ابوبکر	سنہ ۷۴۱ھ	جلاوطن کیا گیا۔
۱۴	ملک اشرف کجک	سنہ ۷۴۱ھ	آٹھ مہینے کے بعد یہ بھی جلاوطن کیا گیا۔
۱۵	ملک ناصر احمد	سنہ ۷۴۳ھ	مقتول ہوا۔
۱۶	ملک صالح اسمٰعیل ابوالفدا	سنہ ۷۴۵ھ	سال بھر کے اندر مر گیا۔ اسکی کنیت ابوالفدا تھی اسی کی تالیف تاریخ ابوالفدا مشہور ہی۔
۱۷	ملک کامل شعبان	سنہ ۷۴۶ھ	ارکان دولت نے اسکو معزول کیا۔
۱۸	ملک مظفر حاجی	سنہ ۷۴۷ھ	ذبح کیا گیا۔
۱۹	ملک ناصر حسن	سنہ ۷۴۸ھ	قتل کیا گیا۔
۲۰	ملک صالح	سنہ ۷۶۲ھ	تخت سے اُتارا گیا۔
۲۱	ملک منصور بن حاجی	سنہ ۷۶۵ھ	تخت سے اُتار دیا گیا۔
۲۲	ملک اشرف شعبان	سنہ ۷۶۶ھ	مقتول ہوا۔
۲۳	ملک منصور علی	سنہ ۷۷۸ھ	اپنی موت سے مرا۔
۲۴	صالح حاجی	سنہ ۷۸۳ھ	خود سلطنت سے دست بردار رہوا اور سلطنت خاندان قلاوون ختم ہوئی۔ اسکے بعد قوم ترک چرکسہ کی نوبت آئی۔
۲۵	ملک ظاہر برقوق	سنہ ۷۹۲ھ	یہ چرکسہ کا پہلا بادشاہ ہی۔ سلاطین ترکی کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			تا سلطنت مصر کی سلطنت اسی کے خاندان میں رہی۔
۲۶	ملک ناصر فرخ	سنہ ۸۰۱ھ	تیمور نے اسکو بھی بہت دق کیا مگر اسکے خاندان کو مٹا نہ سکا۔ خانہ کعبہ کے گرد حنبلی۔ مالکی حنفی۔ شافعی چار مصلے اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اب خانہ کعبہ کے چاروں طرف لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کعبہ کی طرف اپنا منہ رکھتے ہیں اس تفریق سے کوئی نفاق نہیں پھیلا لیکن پھر بھی شروع شروع میں بعض مسلمان اس بدعت کے خلاف تھے۔
۲۷	ملک منصور عبد العزیز	سنہ ۸۰۸ھ	قتل کیا گیا۔
۲۸	ملک ابو نصر شیخ	سنہ ۸۰۸ھ	صرف دو مہینے سلطنت کی۔
۲۹	مظفر احمد ابن موید	سنہ ۸۱۰ھ	سال کے اندر ہی اپنی موت سے مرا۔
۳۰	ملک ظاہر ططر ابو الفتح	سنہ ۸۱۱ھ	تین مہینے سے کچھ زیادہ سلطنت کی۔
۳۱	ملک صالح محمد	سنہ ۸۲۴ھ	پانچ چار مہینے سلطنت کر کے خود دستکش ہوا۔
۳۲	ملک شرف ابو النصر برسبائی	سنہ ۸۲۴ھ	قرآن سننے کا بہت شایق تھا دیندار بادشاہ تھا اپنی موت سے مرا۔
۳۳	عبد العزیز ابو المحاسن	سنہ ۸۴۱ھ	تین مہینے کے اندر تخت سے اتارا گیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳۴	ملک ظاہر ابو سعید علی ابن اینال	سنہ ۸۴۱ھ	غریب پرور بادشاہ تھا۔ چودہ برس کے بعد موت سے مرا۔
۳۵	ملک منصور عثمان	سنہ ۸۵۷ھ	معزول کیا گیا۔
۳۶	ملک اشرف ابو النصر	سنہ ۸۵۷ھ	اپنی موت سے مرا۔
۳۷	موید احمد	سنہ ۸۶۵ھ	تخت سے اوتارا گیا۔
۳۸	ملک ظاہر ابو سعید خوشقدم	سنہ ۸۶۵ھ	اپنی موت سے مرا۔
۳۹	ملک ظاہر ابو سعید بلبائی	سنہ ۸۷۲ھ	چند مہینوں کے بعد جلاوطن کیا گیا۔
۴۰	ملک ظاہر ابو سعید تمربغا	سنہ ۸۷۲ھ	دو مہینہ کے اندر قید کیا گیا۔
۴۱	ملک اشرف ابو النصر قاتیبائی	سنہ ۸۷۲ھ	۲۹ برس کے بعد اپنی موت سے مرا۔ نیکنام بادشاہ تھا۔
۴۲	ملک ناصر محمد ابو السعادات	سنہ ۹۰۱ھ	ڈھائی برس کے بعد قتل کیا گیا۔
۴۳	ملک اشرف قانصوہ	سنہ ۹۰۴ھ	صرف گیارہ دن بادشاہ رہا۔ پھر گم ہوگیا۔
۴۴	ملک ظاہر ابو سعید قانصوہ	سنہ ۹۰۴ھ	کچھ کم دو برس کے بعد فوج پھر جانے سے یہ بھی مفرور ہوا
۴۵	ملک اشرف جنبلاط	سنہ ۹۰۶ھ	جلاوطن کیا گیا۔
۴۶	ملک عادل طومان بائی	سنہ ۹۰۶ھ	چار مہینہ ۱۵ دن کے بعد مارا گیا۔
۴۷	ملک اشرف ابو النصر قانصوہ	سنہ ۹۰۶ھ	۱۵ برس تک یہ بادشاہ رہا سلیم اول سلطان ٹرکی نے حملہ کیا اور اسکو اذیت پہونچائی۔
۴۸	ملک اشرف طومان	سنہ ۹۲۲ھ	سلیم نے اسکو بھی شکست دی اور سنہ ۹۲۳ھ میں خاندان چراکسہ کا خاتمہ ہوگیا اور مصر دولت عثمانیہ میں داخل ہوگیا۔

خاندان چراکسہ

سلیم کی چڑھائی تک مصر میں خلفاے عباسیہ کا سلسلہ قایم رہا تھا مستعصم (یا معتصم) خلیفہ بغداد کی ہلاکت کے بعد خلفاے عبّاسیہ بغداد سے الگ ہوئے لیکن بلاد اسلام سے الگ نہیں ہوئے۔ انکا سلسلہ مصر مین قایم تھا۔ دینی امور مین سلاطین مصر انکو پیشوا مانتے تھے سلیم نے خلافت کا لقب اپنے لیے مستمسک خلیفہ عبّاسی سے حاصل کیا اور پھر اسکے بعد عبّاسیون کی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہوگیا۔

مستعصم اخیر خلیفہ بغداد کے بعد جتنے عبّاسی خلفا مصر مین ہوئے اُنکے نام ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	نمبر	نام	سنہ جلوس
۱	مستنصر باللہ ثانی بن ظاہر بامر اللہ بن ناصر لدین اللہ	سنہ ۶۵۹ھ	۸	مستعصم باللہ بن محمد ابراہیم	سنہ ۷۸۸ھ
			۹	المستعین باللہ	سنہ ۸۰۸ھ
۲	الحاکم بامر اللہ بن مسترشد باللہ	سنہ ۶۶۰ھ	۱۰	المعتضد باللہ	سنہ ۸۱۵ھ
۳	المستکفی باللہ بن الحاکم بامر اللہ	سنہ ۷۰۱ھ	۱۱	المستکفی باللہ سلیمان متوکل	سنہ ۸۴۵ھ
۴	الواثق باللہ	سنہ ۷۰۲ھ	۱۲	القاسم بامر اللہ بن متوکل	سنہ ۸۵۸ھ
۵	الحاکم بامر اللہ بن المستکفی	سنہ ۷۴۲ھ	۱۳	المستنجد باللہ بن متوکل	سنہ ۸۵۸ھ
۶	المعتضد باللہ	سنہ ۷۵۳ھ	۱۴	المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل	سنہ ۸۸۴ھ
۷	المتوکل علی اللہ	سنہ ۷۶۳ھ	۱۵	مستمسک	سنہ ۹۰۳ھ

سنہ ۹۲۳ھ کے بعد یعنی دولت چراکسیہ کے ختم ہونے اور سلیم شاہ ٹرکی کے فتح پانے کے بعد مصر کا ملک دولت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہوگیا۔ دولت عثمانیہ کے گورنر یہان مقرر ہوکر آتے رہے۔ یہ گورنر وزرا کہلاتے تھے اور پاشا لقب سے مشہور تھے انمین

سے مشہور گورنرون کے نام محمد پاشا گرجی حسن پاشا - محمد پاشا - محمد پاشا صوفی - احمد پاشا - محمد علی پاشا -

جب سلطان کی بحری قوت مین ضعف آیا یا دوسرے لفظون مین یورپ کی عیسائی سلطنتون نے بحری طاقت مین ترقی کی اور مصر مین ہر طرف سے عیسائی جہازون کی آمد و رفت شروع ہوئی تو محمد علی پاشا نے سلاطین ٹرکی کو چھوٹی نگاہ سے دیکھا - محمد علی پاشا نے اپنے کردار کی سزا پائی اور مطیع سلطنت ہوا - لیکن اسکے ساتھ ہی حکومت اسکے خاندان مین قابل ارث ہو گئی - محمد علی پاشا کے بعد اسکا بیٹا ابراہیم پاشا تخت پر بیٹھا پھر ابراہیم کا بیٹا عباس پاشا پھر اسکے بعد اسکا چچا سعید پاشا ابن محمد علی پاشا پھر اسمعیل پاشا ابن ابراہیم پاشا یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے اور یہ سب دولت عثمانیہ کے بہی خواہ رہے

خدیو مصر

اسمعیل پاشا کو سلطان عبد المجید خان نے خدیو کا لقب دیا جو پاشاہ کا مرادف لفظ ہی - عبد الحمید خان نے اسمعیل کو موقوف کر کے قسطنطنیہ بلا لیا اور اسمعیل کے بیٹے محمد توفیق کو تخت پر بٹھایا - محمد توفیق پاشا کو اپنے فوجی جنرل احمد عربی پاشا سے کچھ دقتین پیش آئین - انگریزون نے خدیو کی مدد کی اور عربی پاشا کو گرفتار کر کے لنکا مین نظر بند کیا - اس مداخلت نے کچھ انگریزون کے حقوق بھی مصر مین قایم کروا دیے - فرانس کی بھی آمد و رفت مصر مین ہی - بعد سلطان ٹرکی کے انگریزونکی مداخلت مصر مین ہی - مصر کی مسلمان رعایا کبھی کبھی انگریزون کی مداخلت سے ناخوش ہو جاتی ہی لیکن انگریزون نے جو حقوق حاصل کر لیے ہین اور انکی وجہ سے جو ترقی مصر مین ہوئی ہی وہ فراموش نہین ہو سکتی -

محمد توفیق پاشا نے ۱۸۹۴ء مین انتقال کیا اور شروع ۱۸۹۵ء مین اسمٰعیل پاشا معزول خدیو نے بھی انتقال کیا - محمد توفیق پاشا کے بیٹے محمد عبّاس پاشا اسوقت خدیو مصر ہین -

سلطان عبد الحمید خان نے انکو خدیو تسلیم کیا ہی - سلطان عبد الحمید خان سے یہ ملنے گئے تھے اور بظاہر سلطان عبد الحمید خان کی اطاعت مین یہ اپنی بھلائی سمجھتے ہین -

فصل چہارم

مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی ریاستین

ہندوستان مین جتنی چھوٹی چھوٹی ریاستین مسلمانون کی ہین اُنکا ذکر اسلام فی الہند کی ذیل مین کیا گیا - ہندوستان کے علاوہ اور جو اسلامی ریاستین مشہور ہین کچھ انکا ذکر بھی اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہی -

سلطنت افغانستان

سلطنت ٹرکی - سلطنت ایران اور شاہی مصر کے بعد والی افغانستان یعنے امیر کابل کا درجہ ہی - افغانستان پر امیر خود مختارانہ قابض ہین - ترکستان کا بھی کچھ حصہ انکے دخل مین ہی - حدود ارضی کے اعتبار سے مصر سے یہ ریاست بڑی ہی - پایہ تخت کابل ہی - عبد الرحمن خان اسوقت اسکے امیر ہین - سرحدی حفاظت کے خیال سے امیر کابل گورنمنٹ ہند کے وظیفہ خوار بنائے گئے ہین - امیر عبد الرحمن خان نے اپنی ذاتی دانشمندی سے بہت بڑی عزت حاصل کی ہی اور گورنمنٹ ہند کے وہ یون ہی ہواخواہ رہے تو اُنکی عزّت مین اور ترقی ہوگی - امیر کابل کا چھوٹا لڑکا (ولیعہد نہین) سردار نصر اللہ خان قیصرہ ہند ملکہ وکٹوریا سے ملنے کو مئی ۱۸۹۵ء

مین انگلستان گیا تھا اسکی خاطر اور تواضع وہان بہت کچھ ہوئی -

ریاست بلوچستان

بلوچستان کا حاکم اپنے دار الحکومت (قلات) کے اعتبار سے خان قلات مشہور ہی اسوقت ایک خان تخت نشین ہی اور انگلش گورنمنٹ کی ماتحتی مین حکومت کرتا ہی - ابھی حال مین اسکے باپ خان سابق کو انگلش گورنمنٹ نے سفاکی کے الزام مین برطرف کرکے اسکو حاکم بنایا ہی -

ریاست چترال

کشمیر اور افغانستان کے درمیان مین ایک چھوٹی سی ریاست چترال کی ہی اسکا والی مہتر کہلاتا ہی - پہلے سے یہ ریاست انگلش گورنمنٹ کی ماتحت تھی - لیکن پہاڑی ملک اور دشوار گذار رہا - گورنمنٹ کو اپنی حکومت کے اظہار کی ضرورت یا اُسکا موقع نہ تھا - بالفعل آپس کی خانہ جنگیون نے انتظام قایم رکھنے کے لیے انگلش گورنمنٹ ہند کی فوج کو گویا بلا بھیجا - انگریزی فوج گئی اور صحیح صاحب رہی - شجاع الملک گدی نشین ہوا اور بہ نسبت سابق کے اب زیادہ مداخلت انگلش گورنمنٹ کی جانب سے ہوتی رہے گی -

وسط ایشیا مین بھی ضرور بہت سی اسلامی ریاستین سلطنت روس کی حمایت مین اسی طرح ہین جس طرح انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین ہندوستان کی نیم خود مختار ریاستین ہین - ان مین سے بخارا کا حال قلمبند کیا جاتا ہی - بقیہ ریاستون کے حالات دریافت نہ ہو سکے -

سلطنت بخارا ایک زمانہ مین ایشیا کی بڑی مشہور سلطنت تھی - حافظ شیرازی کا شعر ہی ؎

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

سلطنت بخارا

اب اسکے حدود ارضی بہت کم ہوگئے ہین رقبہ ۹۲۳۰۰ مربع میل ہی اور آبادی ۲۱۳۰۰۰۰ ہی- اختیارات کے اعتبار سے یہ سلطنت روس کی باجگذار ہی- برآمد سے درآمد کی تجارت کسی قدر زائد ہی اوراسیلیے ملک کی مرفہ الحالی کم و بیش قایم ہی-

سلطنت مراکو

مراکو مین مسلمانون کی قدیم سلطنت ہی یہ مقام اسپین کے قریب ہی- غرناطہ کا آخری بادشاہ الزاجل یہین بھاگ کر آیا تھا لیکن یہان کے بادشاہ نے کچھ اسپر التفات نہین کی- سلطان ٹرکی کی بحری قوت گھٹنے کے بعد جب یوروپین طاقتون نے زور پکڑا تو اس مقام پر بھی اہل یوروپ کے جہازون کی آمدورفت شروع ہوئی انکا آنا تھا کہ سلطان کے اختیارات پر اثر پڑنے لگا- اگر ایک ہی یوروپین طاقت کا یہان گذر ہوتا تو سلطان مراکو کا خاتمہ ہوجاتا- ایک طاقت دوسرے کی حریف ہی اس سہارے مین سلطان مراکو فیض (دارالخلافت) مین بادشاہی تخت پر جلوہ افروز ہی-

سلطنت یمن

یمن کا بندر عدن تو انگریزون کے قبضہ مین ہی- باب المندب پر جہازرانی کے ذریعہ سے تمام یوروپین طاقتون کا قبضہ ہی- لیکن ساحل چھوڑکر زمین یمن کا بادشاہ مسلمان ہی- سلاطین ٹرکی جب بحری قوت مین سب سے بڑھ گئے تھے اُسوقت تمام سواحل پر انھین کی عملداری تھی اُسی سلسلہ مین یمن پر سلطان ٹرکی کی حکومت تسلیم کی گئی تھی اور اب تک اسی اعتبار سے ملک یمن کو سلطان ٹرکی کی محافظت مین کہہ سکتے ہین- لیکن مولف کے نزدیک جب تک سلطان ٹرکی اپنی بحری قوت کو تمام یوروپین طاقتون سے بڑھا نہ لین تب تک وہ محض محافظ

حرمین شریفین ہونے سے کل زمین عرب کے شرفاء نہین کہے جا سکتے۔ بلکہ
اعتبارات سے انکے اختیارات بہت محدود ہین۔

ریاست مسقط

مسلمانون کی ایک ریاست عرب کے صوبہ عمان ہین بمقام مسقط ہی۔ یہ مقام
خلیج فارس مین بلوچستان اور سورت (ہندوستان) سے بہت قریب ہی۔ ابھی
حال ہین سلطان سے رعایا نے بغاوت کی تھی اور سلطان قلعہ ہین محصور ہو گیا
تھا۔ انگریزی جہازون نے سلطان مسقط کی مدد کی اور باغیون سے انکو بچایا
اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ مسقط ہین انگلش گورمنٹ کی مداخلت کیا نوعیت
رکھتی ہی۔

باب نہم

محض واعظین اسلام کے ذریعہ سے اشاعت دین

فصل اوّل

مسلمانان چین

تمام اسلامی آبادیان کسی کتاب مین اگر مفصل بیان کی جائین تو اُسکو دس
حصون ہین تقسیم کرسکتے ہین۔

(۱) حضرت محمدؐ رسول اللہ کا عہد۔

(۲) خلفاے راشدین کا عہد۔

(۳) اسپین کے مسلمان۔

(۴) ترکون کے ذریعہ سے ایشیا ہین اسلام کی اشاعت۔

(۵) ترکون کے ذریعہ سے یوروپ مین اسلام کی اشاعت۔

(۶) مغلوں کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت۔

(۷) افریقہ مین اسلام کی اشاعت۔

(۸) ہندوستان کا اسلام۔

(۹) ملک چین کے مسلمانان۔

(۱۰) مجمع الجزائر شرقی کے مسلمان۔

اس کتاب کی تقسیم مفصلۂ بالا ہیڈ نگ سے نہین کی گئی لیکن باستثنا امور مندرجہ (۷) و (۸) و (۱۰) کے تمام باتین بالتفصیل اوپر بیان ہو چکی ہین۔ افریقہ کے مسلمانون کے حالات (۷) بھی کچھ اس کتاب مین بیان کیے گئے ہین لیکن اتنی توضیح کے ساتھ نہین جتنی شروع مین خواہش کی گئی تھی یا جو اس کتاب کے لیے مناسب تھی۔

ہان چین اور مجمع الجزائر شرقی کے مسلمانون کے حالات اب تک کچھ بھی بیان نہین کیے گئے۔ مسلمان مورخون نے ان مقامات کے مسلمانون سے بہت کم دلچسپی رکھی ہی۔ لیکن زمانہ حال کی یورپین تحقیقات سے معلوم ہوتا ہی کہ ان مقامات کے مسلمان بھی اسلامی دنیا مین بڑی وقعت کے قابل ہین اور ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اُنکے حالات سے بے پروائی کی جائے۔ ابھی حال مین چین کے صوبہ یانان مین جب چینی مسلمانون نے سخت بغاوت کی تو یورپین مورخون نے ادھر توجہ کی بالخصوص روسی اور فرنچ مورخون نے ادھر خوب توجہ کی۔ پروفیسر بزلیف نے روسی زبان مین جو خیالات چین کے مسلمانون کی نسبت ظاہر کیے ہین وہ بجنسہ ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔

مسلمانان چین

"اگر چین کے مسلمان اُن پردیسیون کی اولاد ہوتے جو مدت سے وہان آباد ہین تو البتہ ہمکو اس یقین مین کہ ایک روز کل چین مسلمان ہو جائیگا تأمل ہو سکتا تھا۔ لیکن برخلاف اسکے جب یہ دیکھتے ہین کہ وہان کے اصلی باشندون مین اسلام برابر ترقی کر رہا ہی تو ہمکو یہ سوال کرنا پڑتا ہی کہ یہ ترقی کب بند ہوگی اور کہان تک پہونچکر رُک جائیگی۔ ترکستان اور زنگیریا مین اگر مسلمانون سے ایک وسیع اسلامی عملداری قایم کرنے کے بعد بھی فروگذاشت کی گئی تو لازم ہی کہ چین خاص پر جہان اُنکے ہم مذہب ہر جگہ موجود رہین مسلمان ہمیشہ حملہ آور ہوتے رہین۔ اگر فرض کیا جائے کہ آیندہ یہ ملک سلطنت چین کے تحت مین آجاوین گے۔ تو کیا ایسا فرض کرنے سے اسلام وہان ضعیف ہو جاوے گا؟ اس سوال کو ہم ابھی پیش نہین کرتے تھوڑے زمانہ کے لیے۔ دس برس یا بالفرض ایک صدی کے لیے ملتوی کرتے ہین لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس اثنا مین بھی اسلام برابر اپنی ترقی جاری رکھے گا۔ اپنے اغراض پورا کرنے کے لیے حسب مراد موقع کا منتظر رہے گا اور انجام کار وہ مقاصد حاصل کرلے گا جنکے حصول کے واسطے سعی بلیغ مین سرگرم ہی۔

اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کرکے عوام مین اپنے تئین رواج دینے کی کوشش کی تو کیا کوئی اسکا مزاحم ہو سکے گا؟ ہمارے خیال مین ہرگز نہین۔ باشندگان چین مین اس قسم کا انقلاب پیدا کرنا اُس انقلاب سے بہت زیادہ آسان ہوگا۔ جو موجودہ خاندان شاہی کی تخت

نشینی پر تبدیلی لباس مین ہوا۔

مشرق (یعنے ملک چین) مین مذہب کی گرفت لوگون کے دلون پر اس قسم کی نہین ہو جیسی مغرب مین ہو۔ یہان کے لوگ روحانی زندگی کی بہت کم پروا کرتے ہین بلکہ اُن مادّی ضروریات کے مہیّا کرنے مین جو جسم کی پرورش کے لیے درکار ہوتی ہین۔ زیادہ مصروف رہتے ہین۔ کنفیوشی۔ ابس۔ مدہا۔ ٹاؤ۔ کے مذاہب مین سے کسی نے انکے دل مین اچھی طرح جڑ نہین پکڑی ہو۔ لاؤٹیزی اور بدھا کے احکام پروہتون ہی مین مانے جاتے ہین۔ نہ کہ عوام مین۔ پس یہ بے اعتنائی جو عموماً مذہب کی جانب ظاہر کی جاتی ہو۔ مغربی مذاہب کو اسکا موقع دیتی ہو کہ وہ بآسانی باشندگان چین مین اپنا اثر پھیلا دین۔ (مغربی مذاہب مین) بزمانہ حال صرف اسلام ہی کو یہ عمدہ موقع نصیب ہو۔ خواہ اُسکو تمام وکمال کامیابی حاصل نہ ہو۔ لیکن چین سے اُسکا کالعدم ہو جانا خارج ازامکان ہو۔

جو آگ مغربی خیالات نے انہین لگادی ہو اُسکو مغربی مذاہب سرد نہین کرسکتے اسلیے بالکل ممکن ہو کہ چینی اسلام قبول کرنے کے بعد لاپروائی اور استغنا کی خاصیتون کو جو اُن سے ہمیشہ ظہور مین آتی رہی ہین اپنے سے دور کردین۔ یہ ضروریات سے ہو کہ ایک دن مغربی خیالات مشرق (یعنی ملک چین) پر کلیتہً حاوی ہو جائین گے۔ ایسی حالت مین کیا وجہ ہو کہ مغرب کا مذہب یعنی اسلام جو بودھ مذہب سے بہت زیادہ صاف اور اعلی ہو اُسکی جگہ قایم نہو جاوے؟ ہندوستان مین ان مقامات پر جہان

بودھ مذہب کو سابق مین زیادہ رواج تھا۔ اسلام نے بمقابلہ اُسکے زیادہ وسعت
سے اشاعت پائی۔ ترکستان مین اسلام نے اسکو بالکل منہدم کر دیا۔
جب دین نبوی ملک چین مین اسی طرح داخل ہوگا جیسے بدھ مذہب ہوا
یعنی براہ تری سمندر سے اور براہ خشکی شمال مغرب سے تو ظاہر ہی۔ چنانچہ
مسلمانان چین کو تو اسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ دین اسلام مذہب بالکھیا شی
کو پامال کرکے خود مختار بن بیٹھے گا۔ حقیقت مین اگر کبھی ایسا ہوا کہ ملک
چین مین جسمین دُنیا کے ایک ثلث لوگ آباد ہین اسلام نے اپنا مذہب
قرار دے لیا تو بلاشبہہ کرہ مشرق کے ملکی تعلقات مین انقلاب عظیم واقع ہوگا
دین نبوی جب جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پھیل جاویگا تو مسیحی دُنیا
کو دوبارہ خطرات مین ڈال دینے کا اُسکو موقع ملیگا۔ مزید بران اگر باشندگان
چین کو انکی چُپ چاپ محنتی زندگی کے خواب سے جو اور قومون کے لیے
اسقدر فائدہ مند ہی۔ شدید متعصبانہ جوش نے جگا دیا تو یہ سمجھ لینا چاہیے
کہ اور قومون کی گردنون مین وزنی طوق پڑجائین گے۔ یہ ہی صرف نہین
ہی بلکہ کچھ اور بھی ہو۔ یہ ظاہر ہی کہ تمام دنیا کے عاقلون نے بالاتفاق مغرب
کے ترقی یافتہ خیالات کو مشرق کے ضعیف اور بیجان خیالات پر فضیلت
دی ہی۔ پس اگر اب نئی دقتین اُس ترقی کے راستہ مین پیدا کی جاوین
جسکی بنا سائنس اور تہذیب کے سچے اصولون پر قایم کی گئی ہو تو
خیال کرنا چاہیے۔ نوع انسان کے واسطے یہ کیسی شدید بدبختی کی
بات ہوگی"

(نقشہ ملک چین)

آبادی

اسوقت مسلمانان چین کی آبادی زیادہ تر صوبہ کنٹن[1] - یانان[2] - شانسی[3] اور کانگسو[4] مین ہی - کل آبادی چینی مسلمانون کی ڈو کرور سے زیادہ ہی - بعض مورخون نے اس تعداد کو بہت گھٹا دیا ہی - اور بعض نے اس سے بھی زیادہ بیان کی ہی -

کنیٹن چین کا جنوبی حصہ ہی اور بحر چین پر واقع ہی - اسی کے قریب بجیم جانب یانان بھی ہی - اور صوبہ جات شانسی اور کانگسو سر حد ترکستان پر شمال و مغرب کی جانب واقع ہین - قریب الفہم ہونے کے لیے کنیٹن اور یانان کے حالات ایک جگہ درج کیے جاتے ہین اور شانسی اور کیانگسو کا بیان جُدا کیا جاتا ہی -

مسلمان کنیٹن

اس کتاب کے شروع مین جہان اُن ایلچیون کے نام لکھے گئے ہین جو رسول[5] عربی نے اشاعت اسلام کے لیے جابجا روانہ کیے تھے وہان کسی سفیر کا چین جانا مذکور نہین ہوا ہی - لیکن بیان کیا جاتا ہی اور بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہی کہ سنہ[6] ۶۲۸ھ مین وہاب ابوکبشہ شاہ چین کے پاس بھیجا گیا تھا - اُسکی آمد بحری سفر کے ذریعہ سے ہوئی اسلیے ابوکبشہ صوبہ کنیٹن مین جو بحر چین کے ساحل پر واقع ہی اُترا - عربون کی بحری تجارت اور ملکون سے بہت پہلے سے قایم تھی - یہان عرب سے حجاز کے باشندے مراد نہین ہین بلکہ شام اور یمن کے - بیان کیا جاتا ہی کہ عرب کے باشندے حضرت عیسیٰ کے پہلے سے لنکا کی راہ سے ساحل چین تک پہونچ گئے تھے - اور وہاب ابوکبشہ کا چین مین آنا غالباً تاجرانہ حیثیت سے تھا اور اسی ضمن مین دعوت اسلام کا خط بھی بھیجا گیا تھا - کنیٹن مین ابوکبشہ کی بڑی عزت ہوئی اور اسکے ہم مذہبون کو تعمیر مسجد اور اعلان دین کی اجازت دی گئی - ابوکبشہ سنہ ۶۳۲ع مین جب مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کا

وہاب ابوکبشہ

زمانہ تھا۔ ابو بکرؓ کا جمع کیا ہوا قرآن ساتھ لیکر وہ پھر کینٹن کو گیا کینٹن مین اُسکا
مزار اب تک موجود ہے اور اُسکی بنائی ہوئی مسجد بھی لابدی تغیر و تبدل کے بعد
اب تک قایم ہے۔

خلفا کے وقت مین مسجد کے گرد مسلمان تاجرون کی ابسگت تھی اور بہت
عزت کے ساتھ یہ لوگ وہان رہتے تھے۔ جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان
مین شاہان مغلیہ کے عروج مین بھی اپنی عدالت اور اپنا ملکی قانون ساتھ رکھتی
تھی اسی طرح کینٹن کے مسلمان بھی اپنا قاضی الگ رکھتے تھے اور خلیفہ اسلام
کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔

۷۵۸ء مین خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت
کے فرو کرنے کو روانہ کیے تھے۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو عربی سپاہیون نے اپنے
ملک کو واپس جانے سے انکار کیا اور اس ذریعہ سے کینٹن مین مسلمانون کی
حیثیت وہ قایم ہوئی جو عربی پاشا کی گرفتاری کے بعد اب انگریزون کو مصر مین
حاصل ہے۔ مسلمان دعوت اسلام کے ذریعہ سے نومسلمون کی تعداد بڑھاتے
رہے چینی عورتون کے بطن سے مسلمانون کی نسل بھی خوب بڑھی۔ شاہان
چین کے مغلیہ خاندان کے وقت مین مسلمانان چین کو باہر سے بھی مدد پہنچتی
رہی۔ مغلیہ خاندان شاہی کے زوال پر گورنمنٹ چین نے اپنا یہ اصول قرار
دیا کہ غیر ملک کے لوگ آنے نہ پائین۔ ممکن تھا کہ یہ زمانہ مسلمانان چین کو دیگر بلاد
اسلام سے الگ کرکے تاریکی خیالات مین ڈال دیتا۔ لیکن فی الواقع ایسا نہین
ہوا۔ اور اب تو مسلمانون کی آزادی کچھ بڑھ گئی ہے کیونکہ گورنمنٹ چین نے غیر قومون سے

نفرت رکھنے کی پالیسی بدل دی ہے۔

اسلام کو جب زور تھا تب باشندگان چین کی تجارت اسلامی سلطنت کی موافقت پر منحصر تھی اور اہالی تبت کے مقابلہ مین بھی چینیون کو مسلمانون کی ضرورت تھی۔ اُسوقت تک مسلمانان چین کی حالت تو بُری ہو ہی نہین سکتی تھی۔ لیکن اسکے بعد بھی اُنکی حالت مین کوئی تغیر نہین ہوا۔ روز بروز ترقی ہی ہوتی رہی۔

مسلمانان چین کی وضع

ارکان مذہبی ادا کرنے کے علاوہ اور تمام باتون مین اب مسلمانان چین اصل چینیون سے مشابہ ہین۔ مونچھین بڑھی ہوئی سر کی چوٹیان لٹکائی ہوئین ننگے سر پھرتے ہین لیکن مسجدون مین جانے کے وقت سر پر عمامہ رکھ لیتے ہین مسجد کے مینارے بہت بلند نہین کرتے۔ اصلی باشندون کے ساتھ یہ ہر طرح ملے جُلے رہتے ہین۔ اسلیے غیر قوم سمجھے نہین جاتے یہ کیفیت صوبہ کنٹین ہی کے مسلمانون کی نہین ہے بلکہ کم و بیش یہی حالت تمام مسلمانان چین کی ہے۔ بادشاہی فوج مین بھی یہ لوگ بھرتی ہوتے ہین ملکی خدمتین بھی پاتے ہین اور امن سے بسر کرتے ہین۔ لیکن پھر بھی اپنے مرکز اسلام سے بہت دور اور غیر مہذب چینی گورنمنٹ کے مطیع۔ ابن بطوطہ کا سفرنامہ پڑھنے سے لطف آتا ہے جہان اُسنے اُس خوشی کا بیان کیا ہے جو بلاد اسلام کے ایک سیاح کے ملنے سے مسلمانان چین کے چہرون پر نمایان تھی۔ کنٹین اور یانان کے حالات قریب قریب ایک ہی ہین۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یانان مین کچھ مسلمان خشکی کے ذریعہ سے پہونچے تھے۔

ابن بطوطہ چین مین

صوبہ کنٹن اور یانان کے حالات تو ختم ہو گئے۔ اب صوبہ شانسی اور کانسو

کے مسلمانون کا حال بیان کیا جاتا ہے - ان دونون صوبون مین بہت زیادہ مسلمان آباد ہین - اگر دو کروڑ کل چین مین ہین تو ڈیڑھ کروڑ یعنی لقدر تین ربع کے صرف انھین دونون صوبون مین ہین - بلاد اسلام کے ہم سرحد ہونے سے دعاۃ اسلام یہان بآسانی پہونچے - سلطنت چین کی طرف سے کچھ مزاحمت نہ ہوئی کیونکہ چین کے بادشاہ اور مسلمانون مین برابر خلوص قایم تھا - چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے وقت مین یزدجرد کے بیٹے فیروز کے لیے سفارشی ہوکر خاقان چین کا سفیر خلیفہ کے پاس پہونچا تھا خلیفہ نے اُسکی بہت خاطر کی اور ایک عرب سپہ سالار اُسکے ساتھ کردیا - چنانچہ اس طرح شمالی اور مغربی چین مین بھی براہ خشکی ۶۵۱ء دعوت اسلام پہونچ گئی -

مسلمانان شانسی

ولید ابن عبد الملک کے زمانہ مین جو عربون کے انتہاے عروج کا زمانہ تھا جب ایک طرف طارق نے اسپین فتح کیا - محمد ابن قاسم نے سندھ فتح کیا تو خراسان کے حاکم قتیبہ بن مسلم نے دریاے جیحون عبور کرکے سمرقند بخارا وغیرہ فتح کیے اور مسلمانون کی فوج سرحد چین تک پہونچ گئی - خاقان نے ایلچیون کو ایک رقم کثیر دیکر خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی - اور پھر خاقان چین کو مسلمانون سے لڑنے کی جرات ہوئی اور نہ مسلمانون نے اتنی دور حکومت کرنے کی خواہش کی - مصالحت کی صورت قایم رہی اور دعوت اسلام کے لیے راستہ کھلا رہا - پہلی مسجد شانسی مین ۷۴۲ء مین بنی -

ولید عبد الملک کا زمانہ

علاوہ ان مسلمانون کے جنگی تعداد دعاۃ اسلام کی بدولت اور مسلمان تاجرون کی فیض صحبت سے بڑھتی رہی - چنگیز خان کے زمانہ مین بھی مسلمانون کی

آبادی بڑھ جانے کا ایک سبب پیدا ہوگیا - چنگیز خان کے تخت و تاراج سے
بڑے بڑے امرا جس طرح وسط ایشیا سے ہندوستان مین آکر پناہ گزین ہوئے
اُسی طرح بہت سے مسلمان چین مین جاکر آباد ہوگئے اور مسلمانان چین
کی آبادی مین دفعتاً ترقی ہوگئی -

صوبجات کانسو اور شانسی دونون قریب ہی قریب ہین - آٹھوین صدی
عیسوی کے وسط مین کانسو مین بھی اسلام پھیلا - صوبہ کانسو کے فرمانروا
خان ستبوک کے مسلمان ہونے پر اسلام نے یہان اور زور پکڑا -

مغلیہ خاقانون کے وقت مین عبدالرحمٰن ۱۲۴۴ء مین چین کے شاہی
خزانہ کا افسر تھا - سید اجل بخاری ۱۲۵۹ء مین خزانہ شاہی کا وزیر تھا - اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خاقان چین کی طرف سے مسلمانان چین کو عہدہ ہائے جلیلہ ملتے نامور مسلمان
رہے - مثل اور قومون کے مسلمان بھی وہان سلطنت کے ایک رکن سمجھے
جاتے ہین - مفتوحہ قوم کی حالت مین نہین ہین - اسلامی سلطنتون کے زور گھٹنے پر مسلمانان
چین کی حالت پولٹیکل معاملات مین کسیقدر گھٹ گئی لیکن اب بھی بہت غنیمت ہے مسلمانان چین
کو بھی انتظام سلطنت مین عام رعایا کی طرح حصہ لینے کا حق ہے چین کے اصلی باشندون مین
مذہبی تعصب کم ہے اسلیے دعوت اسلام مین کوئی مزاحمت نہین ہوتی - اب بھی دعاۃ
اسلام واعظون کی حیثیت سے اپنا کام کرتے رہتے ہین -

فصل دوم

مسلمانان مجمع الجزائر

بحر الکاہل اور بحر ہند کے بیچ مین چین اور برہما کے دکھن آسٹریلیا کے

قریب تک جو سیکڑون جزیرے چھوٹے بڑے قریب قریب واقع ہین اُنکے مجموعے کو مجمع الجزائر کہتے ہین - اِن جزائر مین بھی مسلمانون کی آبادی بہت دنون سے ہے - جس طرح سیلون کی راہ سے عرب کنٹن صوبہ چین مین تجارت کی غرض سے پہونچے اُسی طرح اور اُسی زمانہ مین تجارت کے ذریعہ سے دعاۃ اسلام کا مجمع الجزائر مین آنا قیاس کیا جاتا ہے - لیکن زمانہ معین نہین کیا جاسکتا تاریخین اسبارہ مین صاف نہین ہین - مجمع الجزائر کے مسلمان باعتبار مسلمانان چین کے زیادہ تر متشرع ہین - یہ لوگ بکثرت حج کرتے ہین اور ان حاجیون کے ذریعہ سے مسلمانون کے مذہبی دستور مین فرق نہین پڑتا - یوروپین مورخ حج کے فرض کی ماہیت اس ترقی کو دیکھ کر سمجھتے ہین اور مسائل اسلام کے نکات پر متحیر ہوتے ہین - مجمع الجزائر کی تمام آبادیون کے تذکرے کا مواد کافی مؤلف کے پاس نہین ہے - لیکن پھر بھی سماٹرا اور جاوا دو بڑے اور زیادہ تر مشہور جزائر کا حال بالاجمال بیان کیا جاسکتا ہے -

مجمع الجزائر

ساتوین صدی عیسوی مین مسلمان تاجر ملک چین مین پہونچے اور آٹھوین صدی کے وسط تک چین مین بکثرت نظر آنے لگے - اسکے بعد ان تاجرون کی حالت روز بروز بڑھتی گئی - دسوین صدی سے پندرہوین صدی تک مشرقی ملکون کی تجارت پر عرب پورے طور پر قابض تھے - چین کی بعض تاریخون سے پتا چلتا ہے کہ آخر ساتوین صدی عیسوی مین سماٹرا مین عربون کی بستی قایم ہوگئی تھی - یہ تو ابتدائی حالت ہے - اسکے بعد جب ہندوستان مین مسلمان پہونچے تو ہندی مسلمانون نے بھی سماٹرا مین آنا شروع کیا چودھوین صدی

(نقشہ مجمع الجزائر)

جزائر
بحر چین
چمپا
کمبوڈیا
خلیج سیام
سیلے
ملاکا
سماٹرا
بحر ہند
جاوا
برنیو
مکاسر
سلیبز
ملوکاس
سیرام
ملماہیرا

ابن بطوطہ

عیسوی مین جب ابن بطوطہ نے اس جزیرہ مین قدم رکھا تو مذہب اسلام کو اسنے بہت بارونق پایا - وسط تیرہ صدی مین یہان کا فرمانروا بھی بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہوگیا - یہان کے ایک پادشاہ کا نام ملک الصالح تھا سنہ ۱۳۴۶ء مین جزیرہ سماٹرا کے شہر سمدرا کا پادشاہ ملک طاہر بن ملک صالح تھا - ابن بطوطہ نے اسکی تزک بشان - تشرع اور شجاعت کا تذکرہ کیا ہو - اسی زمانہ مین شریف مکہ نے بھی دعوت اسلام کے لیے ایک سیّاح شیخ اسمعیل کو یہان بھیجا تھا -

جاوہ مین بہ نسبت اور جزائر کے اسلام پیچھے پہونچا - لیکن اب جاوہ کے مسلمان چند وجوہ سے سب سے اچھی حالت مین ہین - حاجی پروا - مولانا ابراہیم - راذن رحمت - مولانا اسحاق - شیخ خلیفہ حسین - شیخ نورالدین ابراہیم یہ لوگ دعاۃ اسلام مین زیادہ نامی گزرے ہین -

جاوہ

جاوہ مین اسلام کا بہت چرچا ہو - سنہ ۱۸۷۴ء مین ۳۳۸۰۲ - اور سنہ ۱۸۸۶ء مین ۴۸۲۳۷ - آدمی صرف جزیرہ جاوا سے حج کو روانہ ہوئے تھے - سنہ ۱۸۸۲ء مین ۱۰۹۱۳ - اسلامی مدرسے جزیرہ جاوا مین تھے جنمین ۱۶۴۶۶۷ - طلبا دینیات پڑھتے تھے - مذہبی ترقی کی ایک مثال یہ ہو کہ تین برس کے بعد یعنی سنہ ۱۸۸۵ء مین اسلامی مدارس کی تعداد ۱۶۷۶۰ ہوگئی اور طلبا کی تعداد ۲ لاکھ ۵۵ ہزار ۴۸۰ تک پہونچ گئی - اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہو کہ جاوہ کے مسلمان امور مذہبی مین اور مذہبی تعلیم مین کس درجہ پر ہین - مجمع الجزایر مین مسلمانون کی خودمختاری قایم نہین ہو - انکی شاہنشاہی تو شاید کبھی نہ تھی لیکن پندرہ صدی تک انکے اختیارات وسیع تھے - جابجا خودمختار ریاستین

بھی تھین - اور جہان بُت پرست یا ہندو راجہ قابض تھے وہان بھی جہاز رانی کے ذریعہ سے یہ لوگ بہت با اقتدار تھے - با وبانی جہاز چلانے مین مسلمان اول درجہ رکھتے تھے - اسکے بعد جب یورپ نے ترقی کی تو اسپین یعنی پرتگال کے باشندے پرتگیز نے مجمع الجزائر مین مسلمانون کا زور بہت کم کر دیا - حکومت اور تجارت سب اپنے ہاتھ مین لے لی لیکن دعاۃ اسلام کے ذریعہ سے جو مسلمانون کی روز افزون ترقی تھی اُسکو نہ روک سکے اب بحر الجزائر پر یورپ کی مختلف عیسائی قومون کی حکمرانی ہے - لیکن وہان کے اصلی باشندون کی رغبت دین کے معاملات مین اسلام کی طرف ہے عیسائیون کو تعجب ہے کہ مسلمان واعظون کے مقابلہ مین عیسائی مشنری بالکل ناکام رہتے ہین -

جاوہ ڈچ کی عملداری ہے - مسلمانان جاوہ کی زبان میلے ہے - یہی گورنمنٹ ڈچ کی زبان ہے - زباندانی کی وجہ سے تمام بڑے بڑے عہدے مسلمانون کے قبضہ مین ہین - اس سبب سے وہ خوشحال ہین اور اپنے مذہب کے پھیلانے مین کامیاب رہتے ہین - ڈچ کے ساتھ مسلمان ہی اہلکار - پولٹکل ایجنٹ - محرر - ترجمان یا سوداگر کی حیثیت سے تمام جزیرون مین جاتے ہین - اور ہر جگہ اپنے مذہب کو رواج دینے کا موقع پاتے ہین -

فصل سیوم

یورپ اور امریکہ مین اسلام

عیسوی مذہب اسلام سے چھ سو برس پہلے کا ہے - سلاطین روم کے ذریعہ سے

یہ تمام دنیا مین کم وبیش پہونچ چکا تھا کہ اتنے مین مذہب عیسوی کی موجودہ حالت کی اصلاح کے لیے مذہب اسلام جاری ہوا۔ اور صحیح قول یہ ہے اسلام کوئی نیا مذہب نہین ہے بلکہ عیسائیت کا مصلح ہے۔ ابھی صرف ایشیا اور افریقہ مین اسلام پھیلنے پایا تھا کہ دعوت اسلام کی خدمت سلاطین اسلام سے گدایان اسلام کی طرف منتقل ہوگئی۔ یورپ کے عیسائیون نے تعصب کی نظر سے مسلمانون سے نفرت اختیار کی اور یورپ کے محدود حصے مین اسلام کی برائیان اپنے ہمسایون کو سکھاتے رہے۔ شاہان اسلام کو اشاعت اسلام کی رغبت نہ تھی اور گدایان اسلام کو دشمنون کے پاس جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسلمانون کے عروج مین یورپ اسلام سے بے بہرہ رہا۔ اسپین مین جو مسلمان گھسے تھے وہ انقلاب زمانہ سے اس حالت کو پہونچے کہ مع اپنے تمام ساتھیون کے اسپین سے نکالے گئے۔ ترکون کے یونان فتح کرنے پر کچھ اسلام یورپ مین گھسا اور دعاۃ اسلام کی بدولت یونان خاص کا شمالی حصہ یعنی قسطنطنیہ کا گرد ونواح کم وبیش مسلمانون سے آباد ہونے پایا تھا کہ یورپ کے عیسائیون کی ملکی ترقی کا زمانہ آیا اور بجاے اسکے کہ انکے ملک مین دعاۃ اسلام پہونچتے دعاۃ اسلام کو اپنے ملکی بھائیون کے خیال کو دین عیسوی کے حملون سے بچانے کی فکر ہوئی اور پھر اسکے بعد امریکا اور اوراسٹریلیا اور بہت سی نوآبادیان عیسائی سلطنتون نے قایم کین اور ان تمام مقامات پر وہ اپنا ہی مذہب لیتے گئے۔

اسلام کا عیسائیت سے مقابلہ

جہان عیسائی اور مسلمان واعظ ساتھ ساتھ کام کرتے ہین وہ عیسائیون کو مسلمانون کی ترقی پر سخت حیرت ہے۔ لیکن جہان تنہا عیسائی اپنا اثر ڈال سکتے ہین ظاہر ہے

کہ حسب دلخواہ وہی کامیاب ہوتے ہین۔ بت پرستی اور ناخداشناسی سے عیسائیت کہین اچھی ہے۔ اب عیسائیت ڈاوتین صدی گذشتہ کی سی نہین ہے۔ بہت زیادہ اُسکی حالت درست ہو گئی ہے۔ جہان اہل اسلام پہونچ نہ سکے وہان یہی غنیمت ہے کہ عیسائی ہی پہونچے اور بندگان خدا کی حالت کچھ تو درست ہوئی۔

آب مذہبی تعصب لوگون مین نہین ہے۔ وہ مذہب حق کی تلاش مین ہین اور اسلیے اسید ہے کہ مذہبی رسالون کے ذریعہ سے یوروپ اور امریکا مین بھی اسلام ترقی کرے۔ چنانچہ بھائی عبداللہ کوئیلیم انگلستان مین اور محمد رسل وب یونائٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین جو کام کر رہے ہین اُس سے ان ممالک مین اشاعت اسلام کی اسید کی جاتی ہے۔

انگلستان کا ملک بلاد اسلام سے اتنا دور ہے کہ پہلے وہان کبھی مسلمان نہین گئے یون سلطان ٹرکی سلیمان صاحبقران سے انگلستان نے اسپین والون کے مقابلہ مین ایک مرتبہ مدد چاہی تھی لیکن وہ محض ایک پولٹیکل بات تھی۔ انگریزون کی قوم کو مسلمانون کی قوم سے کبھی ملنے کا اتفاق نہین ہوا۔

ٹرکی اور مصر کے مسلمان پھر مابعد زمانہ مین انگلستان آتے جاتے رہے لیکن سیاح یا مسافرانہ طور پر۔ کبھی مذہبی گفتگو نہین ہوئی اور نہ تبدیل خیالات کی کبھی نوبت آئی۔

انگلستان مین اسلام

ہندوستان کی حکومت سے اہل انگلستان کو مسلمانون کے قواعد مذہبی یا رسم و رواج سے آگاہی حاصل کرنے کا فی الجملہ موقع حاصل ہوا اور ہندوستان کے سفر نے عدن اور مصر کے بندرگاہون پر بھی مسلمانون سے ملنے جلنے کا موقع دیا۔ افریقیہ کے سواحل پر جو انگریزی عملداریان ہین وہ بھی انگریزون کو مسلمانون کے مذہب سے

آگاہ ہونے کے لیے اچھی جگہ ہو۔ ہندوستان اور ٹرکی کے مسلمانون سے کچھ زیادہ مذہبی پابندی مراکو اور اُسکے گرد ونواح کے مسلمانون مین ہو۔

کچھ دنون سے ہند کے مسلمانون کے بچے حصول علم کے لیے انگلستان جاتے ہین لیکن انکا انگلستان جانا ایک ایسے اہم اور محدود کام کے لیے ہوتا ہو کہ یہ مذہبی اثر وہان کچھ بھی پھیلا نہین سکتے اور یون اپنے مذہب سے واقف بھی نہین ہوتے کہ اُنسے مذہبی سوال کیے جائین تو کچھ جواب دے سکین۔ غرضکہ کسی غیر قوم کو ایسا موقع کبھی حاصل نہین ہوا کہ وہ مذہب اسلام کی وعظ انگلستان مین سنائے اتفاق سے ۱۸۸۷ء مین ایک لیورپول (انگلستان) کا عیسائی خود بخود مسلمان ہوگیا۔ کتابون کے مطالعہ سے وہ مسلمان ہوا یا مغربی افریقہ کے مسلمانون کی صحبت سے یا دونون اثر سے ہم اسبارے مین کچھ نہین کہہ سکتے۔ بہرحال جو عیسائی اس طرح مسلمان ہوا اُسکو اب شیخ الاسلام ڈبلیو ایچ عبد اللہ کوئلیم یا اختصار کی حالت مین مسٹر کوئلیم کہتے ہین۔ اور اسکی بدولت اب لیورپول مین ایک مسجد ہو ایک اسلامی اسکول ہو اور مذہبی موقت الشیوع پرچے کی بھی اشاعت ہوتی ہو۔ اور دو سو آدمیون سے زیادہ مسٹر کوئلیم کے ہمخیال پیدا ہو چکے ہین اور امید ہو کہ آئندہ مسلمانون کی تعداد مین اور ترقی ہوگی۔

الگزنڈر رسل وب یونائٹڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک جلیل القدر عہدہ رکھتے تھے۔ اتفاق سے مذہب اسلام کا شوق ہوا۔ یہ خود مسلمان ہوگئے اور اپنے ساتھیون کو مسلمان کیا۔ ہندوستان مین بھی ۱۸۹۲ء مین یہ بغرض سیاحت آئے تھے۔ اسلامی مدرسہ اور موقت الشیوع اسلامی پرچے کی اشاعت انکے اہتمام مین ہو۔ امید ہو کہ امریکہ مین انکی بدولت

امریکا مین اسلام

اسلام کو ترقی ہوگی۔

باب دہم

مشاہیر اسلام

فصل اوّل

الرجال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یہ یمن کے ایک قبیلہ قرن میں پیدا ہوئے۔اصحاب رسولؐ میں انکا شمار نہیں ہوتا۔غالباً رسول اللہ کو انھوں نے دیکھا نہ تھا۔لیکن رسول اللہ کے زمانہ میں یہ تھے اور مشرف باسلام ہو چکے تھے۔خلفا کے زمانہ میں تو انسے سب اچھی طرح واقف ہو گئے تھے۔حضرت اویس قرنی تارک الدنیا تھے۔پیچھے سے جو فرقہ مجذوبون کا نکلا اُنکے حالات اویس قرنی کے حالات سے بہت اشبہ ہیں یا اور دور جائیے تو یونان کے مشہور حکیم دیوجانس کلبی سے انکے حالات بہت ملتے ہیں۔

اویس قرنی

پیغمبر خدا نے بڑے شد و مد سے انکی تعریف کی تھی اور اپنے اصحاب سے انکے ملنے کی وصیت کی تھی۔اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید یہ تامل ہوتا کہ اویس قرنی کی سی زندگی کا آدمی شرعاً محمود بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔جو شرع پیغمبر خدا کی ذات سے قایم ہوئی اُسمین دین اور دنیا دونوں کی بھلائی سکھائی گئی اور اویس قرنی کی بابت جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا جب اُسکو خیال کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مجاذیب اور متصوفین کا جو خیال ہے وہ بھی اچھا ہے۔بہرحال علما اور اہل تصوف کے جھگڑون سے الگ ہو کر تاریخی حیثیت سے صرف اتنا ذکر کرتا ہے کہ تابعین میں جو آٹھ اشخاص

زمرہ مجاذیب مین شمار کیے جاتے ہین انہین حضرت اویس قرنی کو لوگ امام سمجھتے ہین۔ یہین پر یہ لکھنا بھی بے موقع نہین ہی کہ آنحضرتؐ نے اویس قرنی کی زندگی طرز پسند کی۔ لیکن خود اُس پر عامل نہ ہوئے اور نہ اپنے اصحاب کو اس طرز پر چلنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اویس قرنی کی علمی برکت خود اُنکی ذات یا اُنکے تابعین کی ذات تک محدود تھی۔ اور آنحضرتؐ کے نائبون کی روشنی سے لاکھون کروڑون بندگان خدا مستفید ہوتے تھے۔ کوئی پیاسا نہر تک جاکر خود کو سیراب کرے اور دوسرا خود پیے اور مشکیزہ بھر کر ساتھیون کے لیے لائے۔ جو فرق ان دونون مین ہی وہی محدث اور متصوف یا اہل سلوک و مجذوب مین ہی۔

روایات مختلفہ سے قطع نظر کرکے بطور اختصار کچھ حالات انکے لکھے جاتے ہین۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے فرمانے کے مطابق اویس قرنی سے ملاقات کی۔ عرفات کے جنگل مین یہ اونٹ چراتے ہوئے ملے۔ بڑی تلاش کے بعد انکا پتا لگا۔ اِن دونون صاحبون نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اویسؓ نے سلام کا جواب دیا۔ انھون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب ملا اونٹون کا چرواہا اور ایک قوم کا مزدور۔ انھون نے نام پوچھا۔ اویسؓ نے کہا عبد اللہ۔ انھون نے کہا کہ اللہ کے تو سب ہی بندہ ہین مان نے جو نام رکھا ہو وہ بتاؤ۔ اویسؓ نے کہا تمھین کیا مطلب ہی۔ انھون نے کہا رسول اللہ نے اویس قرنی کا جو حلیہ بتایا تھا وہ مین تم مین پاتا ہون۔ تمھاری گردن کے نیچے سفید داغ پیغمبرؐ کا بتایا ہوا نشان ہی۔ جب معلوم ہوا کہ اویس قرنی یہی ہین تو رسول اللہ کی وصیت کے بموجب اِن دونون نے اویس قرنی سے کہا کہ تم میرے

لیے اللہ سے استغفار کرو۔ جب اویس نے امیر المومنین عمرؓ ابن خطاب
کو پہچانا اور علیؓ ابن ابی طالب کو بھی پہچانا تو سیدھے کھڑے ہوگئے اور انکو دعائین
دین۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم یہین رہو مین تمھارے لیے کچھ خرچ اور کپڑا نج کے
مال سے لاتا ہون۔ اویسؓ قرنی نے کہا کہ صوف کی چادر اور تہمد جو میرے پاس
ہی مدتون کے لیے کافی ہو۔ جوتیان گٹھی ہوئی ہین۔ چار درہم مجھے ابھی ملے
ہین۔ یہ چرائی کی مزدوری ہو۔ مین عرصہ تک اس سے کھاؤنگا۔ امیر المومنین
میرے اور تمھارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہو اُس سے وہی گزُر جائیگا جو
ہلکا پھلکا ہوگا۔ تم ہلکے ہو جاؤ (بارِ خلافت سے) خدا تم پر رحم کرے۔ حضرت عمرؓ
یہ سُنکر بہت روئے اور اویسؓ نے اپنے اونٹ ہنکائے اور راہ لی۔ یہین یہ
بھی معلوم ہوتا ہو کہ اُس زمانہ مین مجاذیب بھی محنت کرکے پیٹ پالتے تھے۔ خیرات
یا گداگری یا دوسرے سہارے سے ہاتھ پاؤن توڑ کر بیٹھنا زمانہ مابعد کا ایجاد ہی
ہان خوب یاد آیا جب یہ دونون اویسؓ سے ملنے گئے تھے تو اویسؓ نماز پڑھ
رہے تھے۔ مذہبی پابندیون سے خود کو الگ کر لینا بھی زمانہ سلف کے مجاذیب
مین نہ تھا۔ اویسؓ سے کسی نے پوچھا کہ تمھارے دن کیونکر کٹتے ہین۔ جواب دیا
صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک خدا کی حمد کرتا ہون اور پھر تو مجھ ایسے
شخص کا کیا حال پوچھتا ہو جو صبح کو شام ہونے کی امید نہین رکھتا ہو۔ اور نہ شام
کو صبح کرنے کی توقع رکھتا ہو۔ مومن کے لیے موت کا خیال ایسا ہو کہ وہ کوئی
خوشی قریب آنے نہین دیتی۔ اور یہ بھی کہا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے
بڑھکر اور کوئی شے مومن کو پیاری نہ ہونی چاہیے۔

ٹکڑا یہ سیا پہنتے تھے پھٹے حالون رہتے تھے۔ کہین گرا پڑا ٹکڑا روٹی کا ملجاتا تو اُسے دھو کر کھا جاتے تھے۔ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد خاص خاص لوگ جو اِن سے واقف ہوئے انکی بڑی عزت کرتے تھے۔ ورنہ عام طور پر انکو مجنون سمجھتے تھے۔

ہرم ابن حیانؓ سے روایت ہی کہ بڑی تلاش کے بعد انھون نے اویسؓ کو فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے دیکھا اور حلیہ سے پہچانا۔ اویسؓ نے سلام کا جواب تو دیا لیکن مصافحہ سے انکار کیا۔ بڑی دیر کے بعد دونون مین سلسلہ سخن دراز ہوا۔ بہت سے پند و نصایح کے بعد بالآخر اویسؓ نے آیہ "وما خلقنا السموات والارض وما بینہما لاعبین ما خلقنا ہما الا بالحق الی قولہ العزیز العلیم" پڑھا اور ایک چیخ ماری۔ تھوڑی دیر تک غشی کی حالت طاری رہی پھر گویا ہوئے کہ ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہی کہ تو بھی مرے اور جنت مین جائے یا نار مین۔ آدم و حوا کا انتقال ہوا۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسی۔ داؤد علیہم السلام نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وفات پائی۔ خلیفہ اول و خلیفہ دوم نے بھی انتقال کیا۔ میری وصیت تجھ سے یہ ہی کہ کتاب اللہ پر عمل کر۔ موت یاد رکھ۔ خود ڈر اور دوسرون کو ڈراتا رہ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہ غزوات مین شریک ہوتے تھے۔ غازیون کی خدمت اور اُنکی مدد کے لیے ساتھ رہتے تھے۔ آذربائجان سے واپس آتے ہوئے راہ مین مرے اور نہین معلوم یہ خبر کہانتک صحیح ہی کہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کی فوج مین یہ تھے اور وہین شہید ہوئے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ تعالی عنہ

انکو عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمرؓ عنہما کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

سعید بن جبیرؒ

ابن عباس رضؓ نے ایک روز انسے کہا کہ تم لوگون کو حدیث سُنایا کرو۔ انھون نے کہا کہ آپ کے سامنے مجھ سے یہ کام نہین ہوسکتا۔ ابن عبّاسؓ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی عین نعمت ہی کہ مین موجود ہون میرے مقابلہ مین بیان کرنے مین کسی قسم کی غلطی واقع ہوگی تو مین اُسکی اصلاح کردون گا۔ اپنے اُستاد ابن عبّاس رضؓ کے سامنے فتوی دینے مین جُرأت نہ کرتے تھے۔ جب ابن عبّاس رضؓ کی بصارت جاتی رہی اور فتوی نویسی سے معذور ہوگئے تو یہ فتوی لکھنے لگے۔ اسپر عبداللہ بن عبّاس رضؓ خفا ہوئے۔ اُنکا منشا خفگی سے یہ تھا کہ اب مین معذور ہوگیا ہون اور پورے طور پر اصلاح نہین کرسکتا۔ اگر قبل اسکے یہ کام شروع کرتے تو فتوی نویسی مین پوری مہارت ہوجاتی۔ سعید بن جبیرؓ ہر باب کے مسئلہ سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ چنانچہ حنیف رضؓ فرماتے ہین کہ تابعین مین طلاق کے مسئلہ مین سعید بن المسیب اور حج کے مسئلہ مین عطا اور حرام وحلال مین طاؤس اور تفسیر مین مجاہد ماہر تھے اور سب کی جامعیت سعید بن جبیرؓ مین تھی۔ امام احمد حنبل فرماتے ہین کہ سعید بن جبیرؓ تو قتل کیے گئے لیکن روے زمین پر جتنے لوگ ہین سب اُنکے علم کی طرف محتاج ہین۔ یہ ابتدا مین عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے کاتب تھے پھر ابی بردہ بن موسیٰؓ اشعری کے پاس اسی کام پر تھے محمد بن حبیب سے روایت ہی کہ سعید بن جبیرؓ جب اصبہان مین تھے تو حدیث بیان کرنے مین رُکتے تھے۔ جب کوفہ مین آئے تو بیان کرنے لگے۔ لوگون نے اسکی وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ آدمی کو اپنا ساز و سامان وہین پھیلانا چاہیے جہان اُسکے خواستگار ہون۔ اور علم و ہنر وہین ظاہر کرنا چاہیے جہان لوگ سکے

قدر دان ہون - عبدالرحمن نے جب عبدالملک پر خروج کیا تو سعید بن جبیرؓ عنہ عبدالرحمن کے ساتھ تھے - جب عبدالرحمن مارے گئے اور اُنکے ساتھیون کو ہزیمت ہوئی تو دیر جماجم سے یہ بھاگ کر مکہ مین جا پہونچے - وہان کا گورنر اُن دنون عبداللہ بن خالد قسری تھا اُسنے اُنکو گرفتار کرکے حجاج بن یوسف کے پاس (جو عبدالملک کی طرف سے سب گورنرون پر افسر تھا) اسمٰعیل بن واسطہ کے ہمراہ بھیجدیا - جب یہ پہونچے تو حجاج نے پوچھا تمھارا کیا نام ہے - کہا سعید بن جبیر - اُسنے کہا یہ نہین بلکہ شقی بن کسیر - آپ نے فرمایا میری مان میرے نام کے نسبت تجھ سے زیادہ واقفیت رکھتی تھی - اُسنے کہا کہ تو اور تیری مان دونون بدبخت تھے - آپ نے کہا کہ غیب دان دوسرا شخص ہے - تجھے ہم لوگون کی بدبختی کی خبر کیونکر ہوئی - اُسنے کہا کہ مین تجھے دُنیا کے عوض دوزخ مین بھیجونگا آپ نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تجھ مین یہ قدرت ہے تو تجھے معبود بنا لیتا - اُسنے کہا بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین تم کیا کہتے ہو - فرمایا کہ وہ نبی الرحمۃ اور امام الہدیٰ ہین - پھر پوچھا بتلاؤ حضرت علیؓ جنت مین ہین یا دوزخ مین - آپ نے فرمایا مین جنت مین داخل ہون اور سب لوگون کو پہچانون تو البتہ اسکی خبر دے سکتا ہون پھر پوچھا بتاؤ اور خلفا کے بارے مین تمھاری کیا راے ہے - آپ نے فرمایا - لست علیہم بوکیل - اُس ظالم نے کہا تمھارے نزدیک خلفا مین کون اچھا تھا اور ہے - کہا جو اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے - کہا کس نے اللہ کو راضی رکھا - آپ نے کہا اسکا علم اللہ کو ہے - حجاج نے کہا تم میری بات کی تصدیق کرو - فرمایا مین تجھے نہین جھٹلاؤنگا - پھر کہا کیا وجہ ہے کہ تم ہنستے نہین

فرمایا وہ مخلوق کیونکر ہنسے جو اُس مٹی سے پیدا ہو جسکو آگ کھا جاتی ہی اُسنے کہا کہ ہم لوگ تو ہنستے ہین - آپ نے فرمایا کہ سب کے دل برابر نہین ہوتے - پھر حجاج نے جواہر منگا کر اُنکے سامنے رکھدے - آپ نے فرمایا کہ یہ چیزین اگر قیامت کی گھبراہٹ سے بچنے کے لیے جمع کی گئی ہین تو خیر ورنہ اُس دن کی گھبراہٹ ایسی ہوگی جسکے سبب سے دودھ پلانے والی عورت اپنے پیارے بچّے کو جسے دودھ پلاتی تھی بھول جائے گی - پھر حجاج نے عود او زنامے (دو قسم کے باجے) منگائے - جب یہ دونون باجے بجائے گئے تو سعید بن جبیرؓ عنہ رونے لگے - حجاج نے پوچھا کہ کیا وجہ یہ چیزین تو فرحت اور سرور کی ہین جس سے خوش ہونا چاہیے - آپ نے فرمایا کہ یہ فرحت اور سرور کی چیزین نہین ہین رنج وغم کے سامان ہین - پوچھا کیونکر - کہا جسوقت یہ باجا مُنھ سے بجایا گیا اُسکی آواز سُنتے ہی مجھے نفخ سور یاد آیا جسکے پھونکے جانے سے آسمان ریزہ ریزہ ہوکر اُڑنے لگین گے - وہ دن نہایت گھبراہٹ کا ہی جس سے کسی کو مفر نہین - اور یہ باجہ عود کی لکڑی اور رودہ سے بنا ہی - عود ایک درخت کی لکڑی ہی جو بے موقع کاٹی گئی اور بے محل صرف کی گئی اور رودہ بکری کے بدن کا حصّہ ہی جسکے ساتھ وہ قیامت کے روز فریاد کرتی ہوئی آوے گی - اس نصیحت پر حجاج نے کچھ خیال نہین کیا اور کہا خرابی ہی تجھے اے سعید - آپنے اُسکے جواب مین فرمایا جو شخص جہنم سے خلاص ہوا اور جنت مین داخل کیا گیا اُسکے لیے البتہ کوئی خرابی نہین - پھر کہا اے سعید جب تو کوفہ مین آیا تو وہان سوائے عرب کے دوسرا نہ تھا اور مین نے تجھے وہان کا امام بنایا حالانکہ یہ بات اُن لوگون کو

ناگوار تھی پھر کہا کیا میرا یہ تجھپر احسان نہین کہ مین نے تجھے کوفہ کا قاضی بنایا جب وہان کے لوگون نے بہت شور وغل مچایا اور کہا کہ قضا کے لیے کوئی عرب ہونا چاہیے تو مین نے ابو بردہ بن موسیٰ اشعری کو قاضی بناکر یہ حکم دیدیا کہ بلامشورہ سعید بن جبیرؓ کے وہ کسی مقدمہ کا فیصلہ نہ کیا کرین۔ آپ نے فرمایا بیشک۔ پھر کہا میرے تمام مصاحب سردار عرب تھے انہین تمھین بھی جگہ دی۔ پھر کہا کہ جب تم پہلی بار آئے اُسی وقت ایک لاکھ درہم حوالے کردیا کہ فقرا اور مساکین مین خرچ کرو اور تم سے آج تک اُسکا حساب نہ پوچھا۔ پھر کیا وجہ ہی کہ ہم لوگون پر تم نے خروج کیا۔ آپنے فرمایا کہ مین عبدالرحمٰن بن محمد پر بیعت کر چکا تھا۔ اسنے غضب مین آکر کہا کیا عبدالملک کی بیعت پہلے سے تمھاری گردن پر نہ تھی۔ یہ کہکر پھر اُسنے جواب کا انتظار نہ کیا اور کہا اے سعید بتا کہ مین کس طرح تجھے قتل کرون۔ آپ نے فرمایا کہ جو ہیئت تو اپنے لیے پسند کرتا ہو اسلیے کہ جس ہیئت سے جس شخص کو تو قتل کرے گا اُسی ہیئت سے آخر تو بھی قتل کیا جائیگا۔ پھر پوچھا کیا تو معافی چاہتا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ معافی تو اللہ کی جانب سے ہو اور تیرے لیے نہ معافی ہو اور نہ کوئی عذر ہی۔ پھر حجاج نے انکے قتل کا حکم دیا۔ یہ اُسکی مجلس سے ہنستے ہوئے نکلے۔ حجاج کو انکے ہنسنے کی خبر ہوئی۔ اُسنے بلاکر پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسوقت مجھے تیری جرات اور اللہ تعالیٰ کے حلم پر تعجب آگیا اسوجہ سے ہنسی آئی۔ پھر جب قتل کے لیے لٹائے گئے تو کہا "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین"۔ حجاج نے کہا کہ انکا رُخ غیر قبلہ کی طرف پھیردو۔ آپنے

کہا "وبینا تولوا فثم وجہ اللّٰہ" اُسنے کہا اوندھے مُنھ لٹادو۔ آپ نے پڑھا "منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ"۔ جب حجاج نے ذبح کا حکم دیا تو آپ نے کہا اے حجاج یہ مجھسے لے اور اسی کے ساتھ قیامت کے روز مجھسے ملاقات کریگا وہ چیز یہ ہی "اشہد ان لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ"۔ جب یہ ذبح کیے گئے تو انکے بدن سے خون بہت جاری ہوا۔ حجاج نے طبیبون کو بُلاکر پوچھا کہ انکے بدن سے کیون اسقدر خون جاری ہوا اور انکے قبل بہت سے لوگ ذبح کیے گئے اُنکے بدن سے کم خون جاری ہوتا تھا۔ طبیبون نے کہا کہ خون روح کے تابع ہی۔ جو لوگ پہلے ذبح کیے گئے اُنکی روح خوف سے پہلے ہی نکل چکی تھی اسوجہ سے خون کم نکلا اور انکو کچھ خوف نہ تھا اسوجہ سے انکی روح ساتھ تھی خون زائد نکلا۔ سعید بن جبیرؓ نے ذبح کے وقت حجاج پر بددعا کی تھی کہ یا اللّٰہ میرے بعد اسکو کسی کے قتل پر قدرت نہ دینا۔ اتفاق سے ایسا ہی ہوا شعبان ۹۵ھ مین ۴۹ برس کی عمر مین شہر واسط مین انکی شہادت ہوئی اور وہین مدفون ہوئے اور حجاج اسی سال رمضان مین مرا اور یہ موقع نہ پایا کہ پھر کسی کو قتل کرے حسن بصریؓ کو جب سعید بن جبیرؓ کے قتل کی خبر پہونچی تو حجاج پر بددعا کی۔ فرمانے لگے کہ اگر تمام روے زمین کے لوگ اس قتل مین شریک ہوتے تو اللّٰہ تعالیٰ سبھون کو اوندھے مُنھ دوزخ مین ڈال دیتا۔ جب حجاج بیمار ہوا اور مرنے کے قریب ہوگیا تو اکثر بے ہوش ہوجاتا تھا اور جب ہوش مین آتا تھا تو اچانک پکارتا تھا "مالی وللسعید بن جبیرؓ" لوگون نے اسکا سبب پوچھا کہ کیون

اس طرح سے پکارتا ہے - اُسنے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ سعید بن جبیرؓ سر اپکڑے ہوئے کہتے ہین کہ دشمن اللہ کے مجھے کس جُرم مین تو نے قتل کیا۔

خواجہ حسن بصری

خواجہ حسن بصری

حضرت خواجہ حسن بصری کی ولادت ۲۱ھ مین ہوئی اور وفات ۱۱۰ھ مین ہوئی۔ ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت مین انکا شہرہ تھا اور صوفیون کے مقتدا یہ سمجھے جاتے تھے - اور اب بھی صاحب باطن ایسا ہی سمجھتے ہین۔

امام محمد باقر

امام محمد باقر

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ السلام ۵۷ھ مین پیدا ہوئے اور ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت مین ۱۱۴ھ مین وفات پائی۔

امام جعفر صادق

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ۸۰ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۴۹ھ مین بہ عہد منصور عباسی وفات پائی - مدینہ مین یہ پیدا ہوئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ

ابو حنیفہ

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی اُن اشخاص مین ہین جنھون نے آیت قرآنی اور احادیث کو ملا کر معاملات اور عبادات مین مجموعہ قوانین بنایا۔ ابو حنیفہ کی راے معاملات دنیا مین بہت صائب تھی اسلیے خلفاے بغداد اور اُنکے بعد تمام سلاطین شرقی کا عملدرآمد ابو حنیفہ کے اجتہاد کے مطابق ہوتا رہا اب بھی مسلمانون مین انکی بڑی عزت ہے۔ جب یہ زندہ تھے تو سلاطین اُنسے دبتے تھے - یہ بہت بڑے متشرع خداترس اور نرم دل تھے اور اس کے

ساتھ ہی بڑے مالدار اور سخی بھی تھے۔ بنوامیہ اور بنو عبّاس دونوں کے عہد
انھوں نے دیکھے تھے۔ ان سلاطین کے ظلم اور اسراف سے امام صاحب
ہمیشہ آزردہ رہتے تھے اور اسلیے سلاطین انسے اندیشہ کرتے تھے۔ جب
مروان حمار کے عہد میں بغاوت کا احتمال قوی ہوا تو امام صاحب کو با اثر سمجھ کر
کوفہ کے نئے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ نے عہدہ قضا دینا چاہا۔ امام صاحب
نے اپنے کو جھگڑے میں ڈالنا پسند نہیں کیا۔ گورنر نے انکو قید کیا اور دس درّے
روز مارتا تھا۔ جب اُسے یہ خبر ہوئی کہ امام صاحب کے تلامذہ دور دور سے
آرہے ہیں اور خاندان بنی امیہ کا خاتمہ قبل از وقت ہوا چاہتا ہی تو اُس نے
آپکو رہا کر دیا۔ اسکے بعد جب منصور عبّاسی کا زمانہ آیا تو اُسنے امام صاحب کو
قاضی القضاۃ بنانا چاہا۔ امام صاحب دربار شاہی میں طلب ہوئے۔ بادشاہ
کو اپنی بات پر اصرار رہا اور امام صاحب انکار پر قایم رہے نتیجہ یہ ہوا کہ امام صاحب
نظر بند کیے گئے لیکن عزت اور احترام کے ساتھ۔ تلامذہ برابر آتے جاتے تھے۔
درس جاری رہتا تھا۔ کچھ دنوں تک یہ کیفیت قایم رہی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی
منصور کو امام صاحب کے معتقدین اور تلامذہ کا بہت خوف تھا۔ بیان کیا
جاتا ہی کہ منصور کے حکم سے امام صاحب کو خفیۃً زہر دیا گیا۔ لیکن اسکے ساتھ
ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بڑے لوگوں کی موت کا سبب زہر مشہور کرنا اُس زمانہ
میں عوام کا ایک مشغلہ تھا۔ ۸۰ھ میں یہ پیدا ہوئے ۱۵۰ھ میں مرے
اور بغداد جدید میں دفن کیے گئے۔

۴۶۰ھ میں سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ایک بہت بڑا مقبرہ آپ کی

قبر پر تعمیر کرادیا اور اُسکے قریب کالج کی بنیاد ڈالی اور اُسکا نام مشہد ابوحنیفہ رکھا مشہد ابوحنیفہ کسی زمانہ مین بہت ہی پُر رونق تھا۔ شیخ سعدی نے اپنے سفرنامے مین اسکا ذکر لکھا ہی۔ وہ مقبرہ ابھی تک قایم ہی۔ سابق شاہ ایران ناصرالدین قاچار نے بھی مقبرہ امام ابوحنیفہ پر جانا سفرنامے مین ذکر کیا ہی۔ ایک اور تاریخ مین یہ لکھا ہی کہ ۳۳۵ھ مین ملک شاہ جلال الدین سلجوقی نے امام صاحب کے مقبرے کی تعمیر کی تھی۔ اور چند قرائن سے یہی پچھلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہی

حضرت سفیان ثوری

حضرت سفیان ثوری

حضرت سفیان ثوری علم باطن مین بہت مشہور تھے۔ بصرے مین اُنکی قبر ہی ۱۶۰ھ مین انھون نے وفات پائی۔ منصور اور اُسکے بیٹے مہدی کے عہد مین یہ مرجع عوام تھے۔

داؤد طائی

داؤد طائی

داؤد طائی ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ فضیل اور ابراہیم انکے ہمعصر تھے۔ حبیب رائی انکے پیر طریقت تھے۔ مہدی ابن منصور کے عہد مین یہ مرے۔ سال وفات ۱۶۵ھ۔

امام مالک

امام مالک

امام مالک مثل امام ابوحنیفہ کے فقیہ کامل تھے۔ اور ہارون رشید کے زمانہ مین تھے۔ ۱۶۹ھ مین وفات پائی۔

امام ابویوسف

امام ابویوسف

امام ابویوسف امام ابوحنیفہ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ ہارون رشید کے زمانہ

مین یہ قاضی ہوئے - اور سب کے پہلے انھین کو قاضی القضاۃ کا خطاب دیا گیا سنہ ۱۸۲ھ زمانہ وفات -

امام موسیٰ کاظم

امام موسیٰ کاظم

امام موسیٰ کاظم نے ہارون رشید کے زمانہ مین انتقال کیا - امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی بغداد قدیم مین مدفون ہین اور دونون کا مزار ایک ہی گنبد مین ہی - اور اس مقام کو وہان کاظمین کہتے ہین بیچ مین دجلہ بہتا ہی - پچھم جانب کاظمین اور پورب طرف مقبرہ ابو حنیفہ کوفی دونون آمنے سامنے واقع ہین - انکی اولاد مین جو امام ہوئے انکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہی - اعادہ کی ضرورت نہین ہی -

فضیل عیاض

فضیل عیاض

فضیل عیاض کو بعض کوفی کہتے ہین اور بعض خراسانی اور بعض مورخ انکا مولد سمرقند بتاتے ہین - یہ بہت بڑے صاف باطن تھے - دل انکا بہت ہی نرم اور گداز تھا - سنہ ۱۸۷ھ مین بمقام مکہ یہ فوت ہوئے - مشہور ہی کسی نے سورۂ فاتحہ خوش الحانی سے پڑھا انھون نے سنکر ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم ہوئے -

شیخ معروف کرخی

شیخ معروف کرخی

شیخ معروف کرخی کے والدین عیسائی تھے - لڑکپن ہی مین انکو دین اسلام کی رغبت ہوئی - حضرت علی ابن موسیٰ رضا کے پاس جا کر یہ مسلمان ہوئے انکی وجہ سے انکے والدین بھی مسلمان ہو گئے - ریاضت اور مجاہدہ نفس مین انھون نے بڑا کمال حاصل کیا - ابراہیم بن ادہم اور داؤد طائی انکے ہمعصر تھے - اور حضرت سری سقطی انکے شاگرد (خلیفہ) تھے - کرخ مین یہ مدفون ہین - انھین کو

سعدی لکھتے ہین -

نہبینی کہ در کرخ تربت بسیست   بجز گور معروف معروف نیست

امام شافعی رح

امام شافعی رح

امام شافعی رح کی نسبت مشہور ہی کہ یہ ابو حنیفہ رض کی رحلت کے دن پیدا ہوئے اور مامون عباسی کے عہد ۲۰۴ھ مین فوت ہوئے - امام شافعی ان چار اماموں مین ہین جو سُنیون کے نزدیک پوری لیاقت اجتہاد کی رکھتے تھے - ان چارون کے نام یہ ہین - ابو حنیفہ رح - امام مالک رح - امام شافعی رح - امام حنبل رح - امام شافعی اور امام حنبل ہمعصر تھے -

خواجہ بایزید بسطامی رح

خواجہ بایزید بسطامی رح

خواجہ بایزید بسطامی رح مشہور صوفی ہین - امام جعفر رح کی خدمت مین بہت روز تک تھے - سنہ ۱۶۱ھ مین یہ پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ مین وفات پائی -

حاتم اصم

حاتم اصم

حاتم اصم مشائخ خراسان سے ہین - شقیق بلخی کے یہ مرید ہین - بہت بڑے نیک دل اور مہذب تھے - یہ بہرے نہ تھے لیکن بن گئے تھے - ایک عورت کوئی مسئلہ پوچھنے آئی - اتفاقاً ہوا اسکے پیٹ سے خارج ہوئی - وہ شرم کے مارے مسئلہ پوچھنا بھول گئی - حاتم یہ حالت دیکھکر اس طرح بولے گویا مسئلہ کا پوچھنا اور ہوا کا نکلنا کچھ بھی انھون نے نہین سُنا - عورت نے انکو بہرا سمجھا اور خوش ہوکر باآواز بلند گفتگو شروع کی - اُسی روز سے حاتم نے آواز بلند سے سُننا شروع کیا اور اصم انکا لقب ہوگیا - ۲۳۷ھ مین وفات ہوئی مرقد نواحی بلخ مین ہی -

امام احمد ابن حنبل

امام احمد بن حنبل

امام احمد ابن حنبل سُنیون کے نزدیک چوتھے مجتہد یا امام ہین معتصم خلیفہ عباسی کے وقت مین یہ بحث آپڑی کہ قرآن مخلوق ہے یا نہین۔ خلیفہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور امام حنبل اس سے انکار کرتے تھے۔ انکار کی وجہ سے معتوب ہوکر یہ محبوس ہوئے۔ اور تازیانہ بھی کھایا ۱۶۴ھ مین یہ پیدا ہوئے تھے اور ۲۴۱ھ مین متوکل کے عہد خلافت مین انکا انتقال ہوا۔ بغداد مین یہ پیدا ہوئے تھے اور وہین مدفون ہوئے۔

حضرت ذوالنون مصری

حضرت ذوالنون مصری

حضرت ذوالنون مصری اولیاے کرام سے تھے۔ مولانا عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس مین انکی بڑی تعریف لکھی ہے۔ سال وفات ۲۴۵ھ۔

حضرت محمد اسمعیل

حضرت محمد اسمعیل

"صحیح بخاری" حدیث کی ایک مشہور کتاب انھین کی تالیف ہے ۱۹۴ھ ولادت اور ۲۵۶ھ وفات۔

حضرت سری سقطی

حضرت سری سقطی

حضرت سری سقطی صوفیان کرام سے ہین۔ حضرت جنید کے یہ اُستاد تھے بغداد مین بہت سے لوگ انکے مرید تھے۔ یہ پہلے سقط بیچتے تھے اسلیے سقطی مشہور ہوئے۔ ۲۵۳ھ مین یہ مرے اور خطۂ بغداد مین مدفون ہوئے۔

عبداللہ ابومسلم

عبداللہ ابومسلم

صحیح مسلم حدیث کی ایک مشہور کتاب ہے یہ مولف ہین ۲۰۴ھ مین ولادت اور ۲۶۱ھ مین وفات

حضرت ابراہیم ابن ادہم

حضرت ابراہیم ابن ادہم

حضرت ابراہیم ابن ادہم بلخ کے شاہزادون مین تھے۔ جوانی مین انھون نے توبہ کی اور حکومت خاندانی چھوڑکر مکہ چلے گئے اور وہان سفیان ثوری اور فضیل عیاض کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر وہان سے شام چلے گئے اور ۱۶۶ھ مین وفات پائی اور شام مین مدفون ہوئے۔

شیخ ابوبکر شبلی

شیخ ابوبکر شبلی

انکا نام جعفر ابن یونس ہی۔ بعضون کے نزدیک انکا اصلی وطن مصر مین تھا۔ بغداد مین آکر حضرت جنید بغدادی کے شاگرد ہوئے انکے باپ خلیفہ کے حاجب الحجاب تھے۔ انکی قبر بغداد مین ہی۔ ۳۳۴ھ مین انھون نے وفات پائی

ابوالقاسم منصور فردوسی

ابوالقاسم منصور فردوسی

ابو القاسم منصور فردوسی زیادہ تر فردوسی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ طوس کے ایک دہقان زادہ تھے۔ لیکن فارسی شاعری مین انکو کمال تھا۔ اور اسی کمال نے انکو محمود غزنوی کے دربار تک پہونچایا جو فارسی زبان از سر نو زندہ کرنا چاہتا تھا۔

غزنی مین جب یہ شاعر پہونچا تو عسجدی۔ فرخی۔ عنصری تین بڑے شاعر وہان دربار شاہی مین پہلے سے داخل ہو چکے تھے۔ سلطان کے ایک ندیم ماہک کے توسل سے یہ بادشاہ تک پہونچا۔ ایک روز باغ مین تینون شاعر بیٹھے ہوئے سیخواری مین مشغول تھے۔ فردوسی کے پہونچنے پر یہ لوگ کچھ منغض ہوئے وہ جانتے تھے کہ فردوسی شاعر ہی لیکن نہ اتنا جتنا کہ وہ بعد کو ثابت ہوا۔ ان

شاعرون نے کہا کہ ہم لوگون کے پاس وہی بیٹھے جو شعر کہہ سکتا ہو۔ راے یہ قرار پائی کہ سب ایک ایک مصرعہ موزون کرین۔

عنصری نے کہا۔ چون عارض تو ماہ نباشد روشن

فرخی نے کہا۔ مانند رخت گل نہ بود در گلشن

عسجدی نے کہا مژگان تو ہمی گذر کند در جوشن

فردوسی نے کہا مانند سنان گیو در جنگ پشن

اِن شاعرون نے پہلے سے سمجھ لیا تھا کہ روشن۔ گلشن اور جوشن کے علاوہ کوئی اور لفظ نہ ملے گا "پشن" سنکر وہ متحیر ہوئے۔ عنصری نے "گیو" اور "پشن" کو پوچھا تو فردوسی نے اُنکے حالات بتصریح بیان کیے۔ اسے پہلے سے تاریخ ایران کا مذاق تھا۔ محمود کے حکم سے عنصری شاہنامہ نظم مین لکھتا تھا۔ اُسے یہ خوف ہوا کہ کہین بادشاہ تک فردوسی پہونچکر میرا رنگ نہ پھیکا کر دے۔ عنصری نے بادشاہ کے دربار مین اسکے نہ پہونچنے کی تدبیرین کین۔ لیکن فردوسی کب چوکتا تھا وہ طوس سے یہ سمجھ کر چلا تھا کہ محمود کو شاہان ایران کے حالات فارسی نظم مین سُننے کا شوق ہی۔ اُسنے کچھ اشعار موزون کرکے بادشاہ تک پہونچا دیے اور پھر اُن اشعار نے خود ہی فردوسی کو مقرب اور ملک الشعرا بنا دیا۔ سلطان نے فی شعر ایک دینار سُرخ دینے کا وعدہ کیا اور فردوسی نے کام شروع کر دیا۔ عنصری نے فردوسی کا کلام دیکھ کر اپنے اشعار خود پھاڑ ڈالے۔ تیس ۳۰ برس کی محنت کے بعد ۳۸۴ھ مین اسّی ہزار شعر کا شاہنامہ مرتب ہوا۔ بادشاہ نے اسّی ہزار دینار سُرخ دینا چاہا تھا۔ لیکن ندیمون نے دینار سپید دینے کی صلاح دی۔ جب

اسی ہزار دینار سفید فردوسی کے پاس پہونچے تو اُسنے وہ سب کھڑے کھڑے تقسیم کردیے۔ سلطان اس گستاخی پر ناراض ہوا اور فردوسی غزنی سے چلا گیا۔ ایاز کو چند اشعار دیتا گیا کہ چند دن کے بعد جب بادشاہ کو خوش وقت دیکھنا تو اُسکے سامنے یہ اشعار پیش کردینا۔ وہ ابیات بھی ہم ذیل مین نقل کیے دیتے ہین۔ فردوسی نے انھین اشعار پر شاہنامہ کو ختم کیا ہی۔

بدان شہریارا کہ این روزگار — نماند بسے بر کسے یادگار

بترس از خدا و میازار کس — رہ رستگاری ہمین است و بس

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

چون دیدی تو این خاطر تیز من — نہ اندیشی از طبع خون ریز من

بدانش نبد شاہ را دستگاہ — وگرنہ مرا برنشاندی بگاہ

اگر شاہ را شاہ بودی پدر — مرا تاج دادی و زرین کمر

اگر مادر شاہ بانو بدے — مرا سیم و زر تا بزانو بدے

نہ خسرو نژادے نہ والا سرے — پدرش از صفاہان بد آہنگرے

کف شاہ محمود عالی تبار — نہ اندر نہ است و سہ اندر چہار

پرستار زادہ نہ آید بکار — اگرچہ بود زادہ شہریار

بسے رنج بردم درین سال سی — عجم زندہ کردم بدین پارسی

بسی سال بردم بہ شہنامہ رنج — کہ تا شاہ بخشد بہ من مال و گنج

بپاداش من گنج را بر گشاد — مرا خود بہائے فقاعے نداد

کنون عمر نزدیک ہفتاد شد — امیدم بیکبار بر باد شد

فردوسی سے اہل دربار کے ناخوش ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ وہ دیالمہ کی تقلید مین خلفاے ثلاثہ کی عظمت کو نہین مانتا تھا۔ اُس زمانہ مین اختلاف مذہب کی موجودہ حالت تو نہ تھی لیکن اُسکے خیالات اصول مین ایسے ہی تھے جو اس زمانہ کے شیعون کے ہین۔ فردوسی کا یہ شعر۔

فردوسی

بدان زادم و ہم بدین بگذرم ثنا گوے پیغمبر و حیدرم

اُسکے اعتقاد کو بتاتا ہے۔ سلطان اور رفقاے سلطان کی رنجیدگی کا باعث کچھ اختلاف مذہب بھی تھا۔

پیچھے سے محمود کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا وہ سمجھا کہ جس طرح شاہنامہ ابد تک قایم رہیگا اُسی طرح ابیات ہجو بھی میری وعدہ خلافی کی یادگار رہجائینگے۔ فردوسی کی تلاش ہوئی مگر وہ دوسرے دوسرے مقامات پر پھرتا رہا۔ جب وہ گھومتا پھرتا طوس مین پہونچا اور محمود کو اسکی خبر ہوئی تو محمود نے بہت کچھ دولت و مال اُسکے پاس بھیجا۔ لیکن یہ دولت فردوسی کے مرجانے کے بعد اُسکے گھر پہونچی۔ جب سلطان کے پاس یہ خبر پہونچائی گئی تو سلطان نے لکھا کہ فردوسی کے وارثون کو وہ سب زر و سیم دیدیا جائے۔ فردوسی کے وارثون مین صرف ایک اُسکی لڑکی تھی لیکن وہ ہمت مین اپنے باپ سے کم نہ تھی اسنے کہا کہ جب میرے باپ نے نہ لیا تو مین بھی نہ لونگی۔ جب اُس لڑکی نے انکار کیا تو اُسی روپیہ سے فردوسی کا مقبرہ بنوا دیا گیا فردوسی سنہ ۴۱۱ھ یا سنہ ۴۱۶ھ مین مرا۔ مرنے کے وقت اُسکی عمر اسّی برس سے زائد تھی۔

حکیم بو علی سینا

حکیم بوعلی سینا مسلمانون مین بڑا ذی علم حکیم گزرا ہی۔ بخارا مین یہ پیدا ہوا۔ سلطان محمود سبکتگین اور امیر قابوس والی جرجان وسیلان کا ہمعصر تھا۔ یہ بہت بڑا متکلم تھا۔ اسکا لقب حجت الحق تھا۔ ۱۲ برس تک اسنے بخارا مین مناظرے کیے۔ ۷ برس تک خوارزم مین درس دیے۔ پھر اسکے بعد جرجان اور جرجان سے اصفہان گیا اور وہین اسہال کے عارضہ مین ۵۷ برس کی عمر مین فوت ہوا۔ ولادت ۳۷۳ھ۔ فارغ التحصیل ہونے کا زمانہ ۳۹۱ھ وفات ۴۲۷ھ۔

بوعلی سینا

حکیم ابوالقاسم عنصری

حکیم ابوالقاسم عنصری بہت بڑا شاعر اور بہت بڑا حکیم تھا۔ حکیم ابوالفرج سنجری کا یہ شاگرد تھا۔ عسجدی اور فرخی کا استاد تھا۔ بلخ مین یہ پیدا اور غزنی مین آکر رہا اور یہین وفات پائی۔ ۴۳۱ھ مین یہ فوت ہوا اور اسوقت محمود کے بیٹے مسعود کا زمانہ تھا۔

عنصری

امام محمد غزالی

امام محمد غزالی بہت بڑے عالم اور صاحب تصنیف تھے۔ طوس کے قریب ایک گاؤن غزال ہی جہان یہ ۴۵۰ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ تمام علوم عقلی اور نقلی کے یہ ماہر تھے۔ اخیر مین تصوف کی طرف مائل ہوئے اور اُسکے لطف کا اعتراف جابجا اپنی تالیفات مین کیا ہی۔ وفات ۵۰۵ھ۔

امام غزالی

خواجہ سودود چشتی رح ابن خواجہ یوسف رح ابن سمعان رح

چشت ایک مقام کا نام ہی جسکی طرف یہ منسوب کیے جاتے ہین۔ اولیاے کرام مین انکا شمار کیا جاتا ہی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دادا

سودود چشتی

سے تھے خواجہ معین الدین کا مزار اجمیر مین ہے ہندوستان کے چھوٹے بڑے واقف ہین۔

حکیم سنائی غزنوی

حکیم سنائی

حدیقۃ الحقایق انکی مشہور تالیف ہی۔ یہ غزنی مین تھے اور دیوانہ وار برہنہ پھرا کرتے تھے۔ لوگ انکے حال پر افسوس کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تم میرے حال پر افسوس نہ کرو بلکہ خوشی کرو۔ انکا دیوان بھی دیوان شیخ سنائی کے نام سے بہت مشہور ہی۔ حکیم سنائی کو مولانا روم نے بھی اپنی غزلیات مین یاد کیا ہی فرماتے ہین۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

بہرام شاہ ابن مسعود کے زمانہ مین زندہ تھے۔ ۵۲۹ھ م۔

مولانا شمس الدین محمد تبریزی رح

شمس الدین تبریزی

یہ رکن الدین شمس کے مرید تھے۔ پیر کے اشارے سے قونیہ ملک روم مین پہونچے اور وہان مولانا جلال الدین رومی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا جلال الدین عام طور پر مولانا روم کے نام سے مشہور ہین۔ مولانا شمس الدین نے مولانا جلال الدین کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہین اور بہت سے طلبا آگے پیچھے دوڑ رہے ہین۔ مولانا شمس الدین بھی حصول علم باطن کے پہلے تحصیل علوم ظاہری کر چکے تھے اور اسلیے بہت جلدی سے مولانا جلال الدین پر اپنا اثر پہونچا سکے۔ مولانا جلال الدین انکی صحبت مین مشاغل درس سے غافل ہوئے اور تمام طلبا انکے دشمن ہوگئے۔ وہ سمجھے کہ ہمارے اُستاد کو اس دیوانے نے دیوانہ

بنا دیا۔ مشہور ہی کہ انکے اُستاد نے روم بھیجتے وقت یہ کہا تھا کہ "ترا می بادیہ بروم رفت سوختہ ایست آتش در وے بایدزد۔ انکے مرنے کی حکایت مختلف بیان کی گئی ہے۔ ممکن ہی کہ دشمنون نے انکو قتل کیا ہو۔ انکی وفات ۴۶ہ مین ہوئی۔

شیخ عبدالقادر گیلانی رح

شیخ عبدالقادر جیلانی

آپ کا لقب شیخ تھا در حقیقت فی الواقع آپ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نسل مین ہین اور زمانہ حال کی اصطلاح کے مطابق آپ کو سید لکھنا چاہیے۔ ہندوستان کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہین۔ آپ غوث الاعظم۔ غوث الثقلین پیر دستگیر بولے جاتے ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ تصوف مین آپ کو بڑی دستگاہ تھی۔ ۱۴ برس کی عمر مین آپ جیلان سے بغداد مین جاکر شیخ ابوسعید مبارک کے مرید ہوگئے۔ صوفیون کی اصطلاح مین عراق کے آٹھ اوتار ہوئے۔ معروف[1] کرخی۔ احمد[2] حنبل۔ بشر[3] حافی۔ منصور[4] ابن عمار۔ جنید[5]۔ سری[6] سقطی۔ سہیل[7] ابن عبداللہ۔ عبدالقادر[8] گیلانی رح۔

شیخ عبدالقادر گیلانی سلطان سنجر کے ہمعصر تھے۔ سلطان سنجر نے دولت کی طمع دیکر نیمروز مین آپ کو بلا بھیجا۔ جواب مین آپ نے یہ قطعہ لکھا۔

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ۔۔۔ با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

تا یافت جان من خبر از ملک نیم شب ۔۔۔ صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

آپکی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۶۱ہ ۹۱ برس کی عمر مین ہوئی۔

حکیم ازرقی

حکیم ازرقی

بڑا فاضل تھا۔ مرو مین پیدا ہوا۔ سلطان طغرل شاہ سلجوقی کے عہد مین تھا

علاوہ علم وفضل کے شاعر بھی تھا۔

اوحدالدین انوری

انوری

یہ بڑا نامی شاعر گذرا ہی۔ شاعر کے علاوہ بہت بڑا ذی علم اور صاحب کمال تھا ابتدا مین نہایت عسرت سے بسر کرتا تھا۔ ایک روز اسنے سلطان سنجر کے دربار سے ایک شخص کو نہایت شان وشوکت سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ شاعر ہی اور شاعری کی وجہ سے یہ عزت ہی۔ رات کو ایک قصیدہ لکھکر دوسرے دن انوری نے بھی سلطان کے سامنے پیش کیا۔ قصیدے کا مطلع یہ تھا۔

گر دل ودست بحر وکان باشد ‏ ‏ ‏ ‏ دل ودست خدایگان باشد

پھر کیا تھا سلطان سنجر کے دربار مین اسکی رسائی ہوگئی اور بڑے پایہ کو پہونچا۔ خراسان مین ایک مقام خاوران ہی وہین یہ پیدا ہوا تھا۔ پہلے اسکا تخلص بھی خاوران تھا۔ لیکن پھر اسنے خاوران کی جگہ انوری تخلص اختیار کیا۔

فرید کاتب

فرید کاتب

انوری کا شاگرد تھا۔ اور سلطان سنجر کا یہ بھی مصاحب تھا۔ جب ماوراء النہر مین سلطان کو شکست ہوئی تو جیحون کے کنارے وہ مضمحل ہوکر بیٹھ گیا اور فرید سے کہا "کوئی برجستہ شعر پڑھو کہ جی خوش ہو" فرید نے فوراً موزون کیا

رباعی

شاہا زسنان تو جہانے شد راست ‏ ‏ ‏ ‏ تیغ تو چہل سال زاعدا کین خواست
گر چشم بدی رسید آن ہم زقضاست ‏ ‏ ‏ ‏ کانکس کہ بیک حال بماند ست خداست

شیخ نظامی گنجوی

شیخ نظامی گنجوی

علوم ظاہری و باطنی سے آگاہ تھے۔ بہت متقی اور قانع تھے۔ دوسرے شاعرون کی طرح بادشاہون کے ساتھ ساتھ نہین رہتے تھے۔ بلکہ سلاطین انسے ملنے کی تمنا کرتے تھے اور مثنویان لکھنے کی فرمائش کرتے تھے۔ چنانچہ بہرام شاہ والی روم کے نام سے مخزن اسرار اور خاقان کبیر۔ منوچہر بادشاہ شروان کی خاطرسے لیلی مجنون۔ اتابک قزل ارسلان کے کہنے سے خسرو شیرین۔ اور طغرل شاہ سلجوقی کی فرمائش سے سکندر نامہ آپ نے لکھا۔ ۸۴ برس کی عمر مین یہ فوت ہوئے۔ شہر گنجہ کے باہر انکا مرقد ہے۔ زمانہ وفات ۵۹۲ھ۔

سلطان الشعرا خاقانی شروانی

خاقانی

خاقانی تخلص تھا۔ نام افضل الدین ابراہیم تھا۔ شروان اُسکا مولد تھا خاقان والی شروان کا یہ مداح تھا اسلیے اسکا تخلص خاقانی ہوا۔ سنہ وفات ۵۹۵ھ

شیخ ابوالفرج ابن جوزی

ابن جوزی

یہ بہت بڑے کامل تھے انکا نام عبدالرحمن ابن حسن ہے۔ انکی تصنیفات بے انتہا ہین۔ کہتے ہین کہ حدیث لکھنے کے لیے جب یہ قلم بناتے تھے تو تراشہ قلم الگ رکھتے جاتے تھے مرنے کے وقت وصیت کی کہ انکے غسل کا پانی اُسی تراشہ سے گرم کیا جائے۔ تراشہ اتنا تھا کہ پانی گرم کرنے کے بعد بھی کچھ بچ رہا۔ شیخ سعدی شیرازی کے یہ اُستاد تھے۔ شیخ سعدی گلستان مین انکو شیخ اجل شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی لکھتے ہین۔ ۵۹۷ھ مین انھون نے وفات پائی۔

ظہیر الدین فاریابی

فاریابی

رشید سمرقندی کے یہ شاگرد تھے۔ بہت بڑے فاضل تھے اور ساتھ ہی اسکے شاعری مین بھی کمال رکھتے تھے۔ فاریاب مین انکا گھر تھا۔ فاریاب سے یہ نیشاپور مین آئے تھے۔ اسوقت طغرل شاہ ثانی سلطان سنجر کے بعد تخت نیشاپور پر بیٹھا تھا۔ لیکن خوارزم شاہیون نے اُسے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ظہیر نے یہ حال دیکھ کر اصفہان کا رستہ لیا اور اصفہان سے آذربائیجان پہونچا اتابک محمد بن ایلدگز عم طغرل شاہ نے اسکی تربیت کی۔ اُسکے مرنے پر اُسکا بھائی اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز نے اسے اپنے پاس تبریز بلا بھیجا اور آخر تک یہ یہین رہا۔ ۵۹۸ھ مین یہ مرا۔ اور بمقام سرخاب خاقانی کے پہلو مین یہ دفن کیا گیا۔

امام فخر الدین عمر رازی

امام فخرالدین رازی

یہ رَے مین پیدا ہوئے اور لڑکپن مین اپنے باپ سے پڑھتے رہے۔ باپ کے مرنے پر یہ کمال سمنانی کے پاس کمالات باطنی حاصل کرنے کے لیے سمنان پہونچے۔ سلطان شہاب الدین غوری کے یہ ہمعصر تھے۔ یہ بہت بڑے وجیہ اور محتشم بزرگ تھے۔ جب یہ سواری پر نکلتے تھے تو کئی سو طلبا ان کے ساتھ پیادہ پا چلتے تھے۔ بہت سی تصنیفات انکی مختلف علوم مین موجود ہیں۔ سلطان علاء الدین تکش بن ایل ارسلان کے نام سے انھون نے حدایق الانوار لکھا تھا۔ ۶۰۶ھ مین یہ ہرات مین فوت ہوئے اور وہین دفن بھی کیے گئے۔

شیخ مجید الدین بغدادی

شیخ مجید الدین بغدادی

یہ بہت بڑے عالم واعظ اور طبیب تھے۔ خوارزم شاہ نے ناصر باللہ خلیفہ بغداد سے ایک طبیب مانگا۔ خلیفہ نے شیخ موصوف کو بھیجا۔ قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی ماں بہت جمیلہ تھی اور اُسکے ساتھ ہی وعظ سُننے کی بھی بہت شایق تھی۔ بادشاہ شراب کے نشہ مین مست تھا کہ چند بفکرون نے یہ خبر پہونچائی کہ "حضور کی ماں نے شیخ مجید الدین سے مذہب ابو حنیفہ کے مطابق چپ کر عقد کر لیا ہی۔ وعظ سُننے کے لیے جانا محض ایک بہانہ ہی" سلطان نے شراب کے نشے مین حکم دیا کہ شیخ کو دجلہ مین ڈال دو۔ سنہ ۶۳۲ھ کا یہ واقعہ ہی۔

شیخ نجم الدین کبریٰ

شیخ نجم الدین کبریٰ

یہ شیخ مجید الدین بغدادی کے باپ تھے۔ بیٹے کی طرح یہ بھی بڑے برگزیدہ تھے۔ جب بیٹے کے مرنے کی خبر انکو پہونچی تو انکی حالت متغیر ہوگئی اور کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے بیٹے کو لوگون نے پانی مین ڈال دیا اور وہ مرگیا" اسکے بعد آپ نے سر سجدہ مین رکھا اور کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ "مین نے خدا سے فریاد کی ہی اور دعا کی ہی کہ میرے بیٹے کے خون بہا مین وہ اُسکا ملک چھین لے" سلطان یہ خبر سُنکر بہت پشیمان ہوا۔ اور ایک طشت مین اشرفیان۔ تلوار اور کفن لیکر پیادہ پا شیخ کے پاس حاضر ہوا اور سر برہنہ ہوکر سامنے کھڑا ہوا۔ اور بولا کہ اگر زر چاہتے ہو تو یہ زر موجود ہی اور اگر قصاص چاہتے ہو تو یہ شمشیر اور سر حاضر ہی۔ شیخ نے کہا یہ وکان ذالک فی الکتاب مسطورا۔ دیت دے زیست ملکہ جایگ وسر تو برود وسرہا وسر بسیارے از خلایق درین قصہ بباد فنا رود" سلطان نا امید

ہوکر واپس آیا اور اُسکے بعد ہی چنگیز خان نے چڑھائی کر کے تمام ملک کو زیر و زبر کر دیا - بڑے بڑے واقعون کے بعد اس طرح کی خبرین اکثر مشہور ہو جایا کرتی ہین - ممکن ہو کہ یہ پیشینگوئی صحیح نہ ہو - لیکن یہ واقعات صحیح ہین جو بیان کیے گئے ہین - چنگیز خانیون کے ہاتھ شیخ نجم الدین بھی مقتول ہوئے اور اُنکی قبر خوارزم مین موجود ہو -

شیخ فرید الدین عطار رح

یہ بہت بڑی دوکان عطاری کی رکھتے تھے - اور بڑے مالدار تھے ایک درویش پھٹے حالون آیا اور کوئی چیز مانگی - کثرت مشاغل کی وجہ سے شیخ فرید الدین ادھر متوجہ نہ ہوئے - فقیر نے کہا کہ "شیخ جی تمھاری مشغولی دنیا مین اسقدر بڑھی ہوئی ہو تو جان کس طرح دوگے" شیخ نے کہا "جس طرح تم جان دوگے اُسی طرح مین بھی جان دونگا" - درویش نے کہا "بھلا تم میری طرح کیا جان دوگے - اچھا دیکھو" یہ کہکر درویش وہین لیٹ گیا اور کاسہ چوبی جو ہاتھ مین تھا اُسے سر کے نیچے رکھکر فنا ہو گیا - ممکن ہو کہ اس بیان مین کچھ مبالغہ ہو - لیکن کم سے کم اتنا تو ضرور ہو کہ ایک درویش کو آسانی سے مرتے ہوئے شیخ نے دیکھا اور اُنکا خیال اس طرف متوجہ ہوا کہ دنیا کے کثرت مشاغل مین اگر مین پھنسا رہونگا تو روح کو کالبد خاکی چھوڑتے وقت بہت دقت ہوگی - غرضکہ دولت و ثروت چھوڑ کر شیخ فرید الدین نے بھی فقر اختیار کیا - کچھ دنون شیخ رکن الدین کی خدمت مین رہے - پھر بیت اللہ کی زیارت کو چلے گئے - وہان سے واپس آکر شیخ مجد الدین بغدادی کی خدمت مین عرصہ تک رہے اور وہین

فرید الدین عطار

خرقہ پہنا۔ آپ کی عمر ایک سو چودہ برس کی بیان کی جاتی ہے۔ سلطان سنجر کے وقت میں یہ پیدا ہوئے۔ مضافات نیشاپور میں انکا مولد تھا اور ۶۲۷ھ میں بمقام نیشاپور معرکہ چنگیز خانی میں یہ شہید ہوئے۔ محاصرہ نیشاپور میں چنگیز خان کا داماد مارا گیا تھا۔ چنگیز خان نے قتل عام کا حکم دیا۔ شیخ فریدالدین ایک مغل کے ہاتھ آگئے وہ مغل شیخ کی گردن مارنا چاہتا تھا کہ سامنے ایک شخص نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ "اس بڈھے کو نہ مارو ہزار دینار میں انکا خون بہا دونگا" شیخ نے کہا مجھے اتنے پر نہ بیچو میں زیادہ دام کا ہوں۔ آگے بڑھ کر ایک شخص نے کہا کہ اس بڈھے کو مجھے دیدو اور اسکے بدلے میں ایک گٹھا گھانس کا لیتے جاؤ۔ گھوڑے کھائیں گے اسے قتل کرکے کیا پاؤ گے۔ شیخ نے کہا بیچ ڈالو کہ میں اتنے دام کا بھی نہیں ہوں۔ اس سے یہ بات نکلی کہ اگر انسان کی قدر کی جائے تو وہ بڑی چیز ہے۔ اور اگر قدردان کے پاس نہیں ہے تو وہ گھانس سے بھی بدتر ہے۔ پھر مغل نے خشمناک ہوکر شیخ جی کو قتل کرڈالا۔

مولانا بہاءالدین رح

مولانا بہاءالدین

یہ علماء بلخ کے سرخیل تھے۔ علم تصوف میں بھی انکو مذاق تھا شیخ نجم الدین کبریٰ کے یہ خلیفہ تھے۔ علاءالدین محمد ابن خوارزم شاہ کے یہ نواسے تھے۔ اہل بلخ انکے بہت معتقد تھے۔ سلطان کو اسپر حسد ہوا۔ مولانا بلخ سے نکل کر حج کو چلے گئے۔ راستے میں شیخ فریدالدین عطار سے نیشاپور میں ملاقات ہوئی سفر حجاز سے واپس آکر شام چلے گئے اور وہان سے سلطان علاءالدین کیقباد کے پاس روم میں چلے گئے۔ وہان انکی بڑی عزت

ہوئی۔ قونیہ کو انھون نے اپنے لیے پسند کیا وہین رہے اور وہین فوت ہوئے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی

شیخ شہاب الدین سہروردی

یہ سہرورد مین پیدا ہوئے تھے اسلیے سہروردی مشہور ہوئے۔ شیخ عبدالقادر گیلانی رح کی صحبت دیکھے ہوئے تھے۔ مستنصر باللہ خلیفہ بغداد کے وقت مین یہ مرے۔ وفات سنہ ۶۳۰ھ مین اور مدفن بغداد جدید مین۔

خواجہ معین الدین چشتی

خواجہ معین الدین چشتی

یہ سیستانی تھے۔ قصبۂ سنجر مین یہ پیدا ہوئے۔ ولادت انکی سنہ ۵۳۷ ہجری کی ہے۔ یہ پندرہ برس کے ہوئے تو انکے والد خواجہ حسن نے جو ریاضت اور قناعت مین مشہور تھے وفات پائی۔ باپ کے مرنے پر خواجہ صاحب سمرقند اور بخارا کی طرف گئے اور وہین علمی کتابین پڑھین۔ اسکے بعد خراسان مین جاکر نشو ونما پایا۔ شیخ عثمان چشتی ہارونی کے یہ مرید تھے۔ سلسلہ چشتیہ مین مودود چشتی اور ابراہیم ادہم تک انکا سلسلہ پہونچتا ہے۔ شہاب الدین غوری کے ہندوستان مین آنے کے پہلے خواجہ صاحب ہندوستان مین آچکے تھے۔ شہاب الدین غوری نے جب راے پتھورا پر فتح پائی تو خواجہ صاحب نے اپنے لیے اجمیر پسند کیا۔ وہین آخر تک رہے۔ سنہ ۶۳۳ھ مین وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ فرید شکر گنج آپ کے مرید تھے نظام الدین سلطان الاولیا شیخ فرید کے مرید ہوئے۔ غرضکہ بہت سے نامی فقراے ہند کا سلسلہ خواجہ معین الدین چشتی تک پہونچتا ہے۔ اکبر شاہ بادشاہ انکے مزار پر

کبھی برہنہ پا جاتا تھا - اور آپ کے مقبرے پر جو عمارت عالی بنی ہوئی ہے وہ اکبر ہی کی بنوائی ہوئی ہے - "آفتاب ملک ہند" ۶۳۳ھ آپ کی وفات کا مادہ تاریخ ہے -

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

انکو اوشی بھی کہتے ہیں - اندجان کے قریب ایک مقام اوش ہے - جہاں یہ پیدا ہوئے - صغر سنی میں انکو سفر در پیش آیا - بغداد میں یہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں رہے - خواجہ معین الدین چشتی سے بھی استفادہ پایا - ملتان میں مخدوم بہاء الدین کے ساتھ یہ کچھ دنوں رہے - سلطان شمس الدین التمش کے وقت میں آکر یہ دہلی میں رہے اور ۶۳۳ھ میں وفات پاکر وہیں مدفون ہوئے - آپ صوفیانہ مذاق میں شعر بھی کہتے تھے - فرماتے ہیں -

اے بگرد شمع رویت عالمی پروانہ ... وز لب شیرین تو شورے ست در ہر خانہ

من بجندین آشنائی میخورم خون جگر ... آشنارا حال این ست وائے بر بیگانہ

قطب مسکین گر گناہے میکند عیبش مکن ... عیب نبود گر گناہے میکند دیوانہ

شیخ محی الدین ابن عربی رح

شیخ محی الدین عربی

علم ظاہر و باطن میں اُستاد وقت تھے ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں فوت ہوکر دمشق میں مدفون ہوئے - علماے عصر میں یہ بہت مشہور تھے -

شیخ فرید شکر گنج رح

شیخ فرید شکر گنج

کابل یا اُسی اطراف سے انکے دادا چنگیز خان کے عہد میں چلے آئے تھے - خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے اور خواجہ صاحب کے مرنے پر یہی اُنکے قایم مقام ہوئے - شکر گنج مشہور ہونے کے وجوہ کئی بیان کیے گئے

ہین لیکن کوئی بات خوب چسپان نہین معلوم ہوتی اسلیے کوئی ذکر نہین کیا گیا۔ سنہ ۶۶۴ھ مین بعمر ۹۵ سال وفات پائی۔ انکا مقبرہ پاک پٹن پنجاب مین ہی۔

مولانا جلال الدین

مولانائے رومی یا مولوی رومی سے یہ زیادہ مشہور ہین۔ یہ بہت سے درویشون کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ لڑکپن مین یہ شیخ فرید الدین عطار کی صحبت مین رہے۔ عمر جب پختگی کو پہونچی تو شمس الدین تبریزی کے ساتھ کچھ دنون تک رہے انکی تصنیفات مین مثنوی مولانا روم بڑی مشہور کتاب ہی۔ یون مشہور ہی کہ مثنوی مولوی معنوی "ہست قرآن درزبان پہلوی" سنہ ۶۷۱ھ مین فوت ہوئے۔ اور انکا مرقد شہر قونیہ ملک روم مین ہی۔ قونیہ وہ مقام ہی جو فتح قسطنطنیہ کے پہلے سلطنت عثمانیہ کا دارالسلطنت تھا۔

مولانائے رومی

خواجہ نصیر الدین طوسی

بڑے زبردست عالمون مین انکا شمار ہوتا ہی۔ امام فخر الدین رازی کے یہ ہمعصر تھے یہ خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد مین تھے۔ اخلاق ناصری انہین کی تصنیف ہی۔ قہستان کے حاکم ناصر الدین محتشم کے نام سے وہ کتاب موسوم کی گئی۔ ابن علقمی وزیر خلیفہ بغداد کو خواجہ نصیر الدین سے کچھ کد تھی۔ خواجہ نے ایک قصیدہ خلیفہ بغداد کی تعریف مین لکھکر خلیفہ کے پاس بھیجا۔ ابن علقمی نے حاکم قہستان کے پاس کہلا بھیجا کہ خواجہ صاحب سے ہوشیار رہنا۔ خلیفہ بغداد سے بھی سلسلہ جنبانی شروع کی۔ ناصر الدین نے خواجہ کو قید کر دیا۔ ہلاکو خان جب قہستان کی طرف متوجہ ہوا تو خواجہ صاحب کی رہائی ہوئی۔ اور اسوقت سے ہلاکو خان کے دربار مین خواجہ

نصیر الدین طوسی

صاحب

صاحب نے بڑا رسوخ حاصل کیا - بغداد کے غارت اور خلیفہ کے قتل کا باعث لوگ خواجہ صاحب کو ٹھہراتے ہین - لیکن اسمین شک نہین کہ اگر خواجہ صاحب عاقلانہ سعی سے کام لیتے تو شاید ہلاکو خان کو بغداد اور والی بغداد کے پامال کرنے سے روک سکتے تھے - خواجہ نصیر الدین طوسی سنہ ۶۷۲ھ مین مرے اور امام موسیٰ کاظم کے مزار کے قریب دفن کیے گئے - خواجہ نے ہلاکو خان کے بیٹے القاخان سے ایک رصد خانہ بہت بڑا بنوایا تھا - علم ہندسہ اور علم افلاک مین اسکو بڑا دخل تھا -

نصیر الدین قاضی بیضاوی

قاضی بیضاوی

یہ شیراز کے قاضی تھے - تبریز مین جاکر سنہ ۶۹۱ھ مین انھون نے انتقال کیا تفسیر بیضاوی انھین کی تالیف ہے -

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی

شیخ مصلح الدین

سعد ابن زنگی کے زمانہ مین تھے اسلیے سعدی انھون نے اپنا تخلص رکھا یہ عالم صوفی اور شاعر تھے - بہت بڑے سیاح تھے اور بڑے باکمال تھے - گلستان اور بوستان انکی تصنیفات مین بہت مشہور ہین - ملا جامی لکھتے ہین -

در شعر سہ کس پیغمبران اند   قولیست کہ جملگی بران اند

فردوسی و انوری و سعدی   ہر چند کہ لا نبی بعدی

سلطان محمد قاآن حاکم ملتان نے آپ کو چاہا کہ ملتان مین آکر بود و باش اختیار کرین - لیکن پیری کی وجہ سے شیخ نے گھر چھوڑنا پسند نہ کیا - امیر خسرو کے لیے سفارشی خط شیخ صاحب نے محمد قاآن کے پاس بھیجا تھا اور کچھ اپنی غزلین

بھی بھیجی تھین۔ ۶۹۱ھ مین شیخ صاحب مرے۔ اور شیراز مین دفن ہوئے
انکا مقبرہ سعدیہ کے نام سے مشہور ہی۔ آپ کی تاریخ وفات مین کچھ اختلاف بھی ہی
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شمس الدین ابوالفرح ابن جوزی علوم ظاہری مین آپکے
استاد تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردی علم باطن مین۔

مولانا قطب الدین علامہ

مولانا قطب الدین

ہلاکو خان اور سلطان محمد خدا بندہ کے عہد مین یہ تھے۔ خواجہ نصیر الدین طوسی
کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ کلیات شاہی انکی مشہور کتاب ہی۔ شیخ سعدی کے
یہ ہمعصر تھے۔ اور دونون مین لطف صحبت بھی تھا۔ وفات ۷۱۰ھ۔

شیخ بوعلی قلندر پانی پتی

بوعلی قلندر

یہ مشائخ وقت سے تھے۔ عراق انکا مولد تھا۔ اور پانی پت مین آکر رہے
اور وہین مدفون ہوئے۔ جذب کی حالت مین کسی سے بولنا پسند نہین کرتے
تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی شاہ دہلی انکا مُرید تھا۔ حضرت امیر خسرو اپنے پیر شیخ
نظام الدین اولیا زری زر لبفت رح سے اجازت لیکر اور بادشاہ دہلی کے فرستادہ
ہوکر ابوعلی قلندر رح کے پاس آئے۔ ابوعلی رح نے امیر خسرو سے اشعار پڑھنے
کی فرمایش کی اور خسرو نے اپنے اشعار سُنائے۔

اے کہ گوئی ہیچ مشکل جز فراق یار نیست ‏ ‏ گر امید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست
چند گوئیدم بروز نار بند ای بت پرست ‏ ‏ بر تن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

شیخ خوش ہوئے اور کچھ اپنے کلام بھی سُنائے۔

دہیم خسروان بر انعل اشتر است ‏ ‏ خسرو کسے کہ حلقہ تجرید بر سر است

گفتم ز علم و عقل بہ ملکِ دگر شوم | ملکم ز علم و عقل چو دیدم فزون ترا ست
سیمرغ وار رےو نہفتم بہ قاف عشق | کو عار فے کہ منظر او عرش اکبر است
درسِ شرف نبود ز الواح ابجدے | لوحِ جمال دوست برادر برابر است

وفات ۷۱۴ھ۔

شیخ نظام الدین رح زری زربفت

ہند کے اکمل مشائخ سے گزرے ہیں۔ اور ہندوستان میں سلطان المشائخ مشہور ہیں۔ بدایون میں پیدا ہوئے اور دہلی میں نشوونما پائی۔ شیخ فرید گنج شکر کے مرید تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی کے لڑکوں نے دہلی کے قریب زندگی ہی میں سلطان المشائخ کا مقبرہ بنوایا تھا۔ لیکن شیخ نظام الدین اپنی وصیت کے مطابق مقبرہ کے باہر دفن کیے گئے اور عمارت مقبرہ مسجد کے طور پر مستعمل ہونے لگی۔ وفات ۷۲۵ھ

شیخ نظام الدین زری زربفت

حضرت امیر خسرو رح

امیر خسرو کے باپ امیر سیف الدین نواحی بلخ کے امیر تھے۔ مغلوں کی یورش میں انکا حال زبون ہوا تو ہندوستان چلے آئے۔ امیر خسرو اپنے باپ کی وفات کو لکھتے ہیں:

امیر خسرو

سیف از سرم برفت و دل من دو نیم شد | دریا کمن روان شد و در یتیم شد

امیر خسرو شاہی خاندان میں ہونے کی وجہ سے سلاطین دہلی کے دربار میں بڑا وقار رکھتے تھے۔ ادھر شیخ نظام الدین کی وجہ سے حلقہ مشائخ میں بھی ممتاز تھے اور شاعری کی وجہ سے علما اور شعرا کی مجلسوں میں بھی سرآوردہ تھے۔ وفات ۷۲۵ہجری۔ مدفن قریب شیخ نظام الدین رح۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی

شیخ نظام الدین کے خلیفہ دوم تھے۔ ۷۵۲ھ مین وفات پائی۔ سید محمد گیسو دراز انکے مریدون مین بہت مشہور ہین۔

شیخ جلال

شیخ جلال

یہ مخدوم جہانیان جہان گشت کے نام سے مشہور ہین۔ ملتان سے دہلی مین آئے۔ تمام دُنیا کی سیر انھون نے کی تھی۔ اسلیے جہان گشت انکا لقب ہوا۔ سات مرتبہ آپ نے حج بھی کیے تھے۔ وفات ۷۸۵ھ۔

خواجہ حافظ شیرازی

شیخ محمد خواجہ حافظ شیرازی

دیوان حافظ انکی کتاب بہت مشہور ہی۔ یہ صوفی مشرب تھے لیکن کسی کے مرید نہ تھے۔ حالت جذب مین رہتے تھے۔ ہر جمعہ کی شب کو مسجد شیراز کے مقبرہ کے گرد گھوم کر قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ صبح تک بہت ہی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ ابو اسحاق و شاہ شجاع بادشاہان شیراز کے عہد مین تھے۔ شاہ تیمور نے ایک روز حافظ شیراز کو بلا کر پوچھا کہ سمرقند اور بخارا جو میرا وطن مالوف ہی مین اُسے آباد کرنا چاہتا ہون اور تم لکھواے

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اسے یون تقسیم کیے دیتے ہو۔ حافظ نے جواب دیا کہ انھین بخششون سے تو اس حالت کو پہونچا ہون۔ شاہ تیمور یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ تیمور ہی کے وقت مین یہ مرے اور شیراز مین چشمہ رکناوہ باغ مصلی مین مدفون ہوئے۔ وفات ۷۹۱ھ

خواجہ بہاء الدین نقشبند رح

خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ

انکا مزار قدس بخارا میں ہے - وفات ۷۹۲ھ میں ہوئی - یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل میں تھے - اور اپنے وقت میں بڑے بزرگ تھے -

ملا سعد الدین تفتازانی

ملا سعد الدین تفتازانی

یہ بہت بڑے مشہور عالموں میں ہیں - انکی تصانیف داخل درس ہیں ۷۹۲ھ میں بمقام سمرقند یہ فوت ہوئے -

شاہ مدار

شاہ مدار

انکا لقب بدیع الدین تھا - قنوج کے قریب یہ مدفون ہیں ۸۳۸ھ میں یہ فوت ہوئے - ایک سو بیس۱۲ برس کی عمر انھوں نے پائی اور بعض اس سے بھی زاید لکھتے ہیں -

خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی

خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی

یہ شیخ الاسلام احمد جامی کی نسل سے تھے - ہرات کی جامع مسجد کے قریب ۸۶۳ھ میں یہ دفن ہوئے -

مولانا سعد الدین عبد الرحمن

مولانا سعد الدین عبد الرحمن

یہ مولوی جامی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں - بڑے شاعر اور اہل دل تھے عربی اور فارسی میں بہت سی انکی تصانیف داخل درس ہیں - سلطان ابو سعید کے وقت میں یہ بہت مشہور ہو چکے تھے - سال وفات ۸۹۸ھ -

شیخ عبد العزیز دہلوی

شیخ عبد العزیز دہلوی

یہ متاخرین ہند میں ہوئے ہیں - بڑے عالم و محدث تھے - محمد اکبر کے زمانہ میں یہ تھے - وفات ۹۷۵ھ -

شیخ سلیم چشتی

شیخ سلیم چشتی

یہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی نسل مین تھے - بڑے ہی باکمال صوفی تھے اکبر شاہ کو انسے بڑی عقیدت تھی - بادشاہ نے انھین کے نام پر اپنے بیٹے کا نام سلیم رکھا - جو تخت سلطنت پر بیٹھ کر جہانگیر مشہور ہوا - تین مرتبہ انھون نے حج کیا - سنہ ۹۷۹ھ مین انکی وفات ہوئی - اور فتحپور سیکری مین جو اکبر آباد کے قریب ایک مشہور جگہ ہی مدفون ہوئے - انکا مقبرہ اب تک وہان موجود ہی -

مولانا عرفی

مولانا عرفی

انکا تخلص عرفی تھا - اصل نام جمال الدین تھا - مولد انکا شیراز تھا - پہلے یہ شیراز سے دکن مین آئے - وہان جب کچھ کام نہ نکلا تو اکبر آباد پہونچے - اور اکبر شاہ کے دربار مین انکا رسوخ ہوگیا - مرزا سلیم سے انسے بہت محبت تھی - سُنا جاتا ہی کہ حاسدون نے زہر دیا - سنہ ۹۹۹ھ مین یہ مرے - لاہور مین دفن کیے گئے یہ نہایت کم سنی مین مرے - متاخرین مین یہ بہت مشہور تھے - انکا ایک شعر تھا -

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم اگر بہ ہند ہلاکم کنند ور بہ تتار

مشہور ہی کہ مرنے کے بعد انکی ہڈیان کوئی نجف مین دفن کرنے لے گیا - یون بھی مشہور ہی کہ ایک شخص کسی دوسرے کے اشتباہ مین انکی ہڈیان کھود کر وہان لے گیا تھا -

ملک الشعرا ابو الفیض فیضی فیاضی

ابو الفیض فیضی فیاضی

اکبر شاہ کے وقت مین ایک عجیب شخص مجمع کمالات گزرا ہی - شیخ ابو الفضل کے یہ چھوٹے بھائی تھے - انکا تخلص فیضی تھا اور پھر فیاضی ہوگیا - وہ خود لکھتے ہین

زین پیش کہ سکلام سخن بود — فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بہ عشق مرتاض — فیاضی ام از محیط فیاض

فارسی اور سنسکرت مین تو انکو کمال ہی تھا - اسکے سوا بھی بہت سے علوم جانتے تھے سواطع الالہام قرآن شریف کی بے نقط تفسیر لکھکر انھون نے ثابت کردیا کہ زمین ہند مین پیدا ہوکر انھون نے عربی مین وہ کمال حاصل کیا جسکی نظیر عرب اور عراق عرب مین بھی نہین ملتی - ۱۰۰۴ھ مین انکا انتقال ہوا -

شیخ ابو الفضل

ابو الفضل

یہ فیضی کے بڑے بھائی تھے بڑے زبردست عالم اور مدبر تھے - انکی ایک کتاب ابو الفضل فارسی مین یادگار ہی - امور سلطنت مین بھی یہ دخل دیتے تھے - ۱۰۱۱ھ مین یہ فوت ہوئے - شاہزادہ سلیم کی مخالفت اور اکبر شاہ کی دوستی مین یہ ایک ہندو راجہ کے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہی کہ یہ دونون بھائی یعنی فیضی اور ابو الفضل کوئی مذہب نہین رکھتے تھے - واللہ اعلم بالصواب

خواجہ باقی باللہ

خواجہ باقی

یہ فرقہ نقشبندیہ مین بڑے ولی سمجھے جاتے تھے - دہلی مین انکا مزار ہی ۱۰۱۲ھ مین انکی وفات ہوئی -

میر محمد باقر داماد

میر محمد باقر داماد

انکی تالیفات بکثرت ہین - ایران کے بڑے عالمون مین انکا شمار ہوتا ہی ۱۰۴۰ھ مین یہ فوت ہوئے - تاریخ وفات

عروس علم دین را مردہ داماد

میرزا صائب

انکا نام مرزا محمد علی تبریزی تھا۔ اصفہان مین یہ پیدا ہوئے۔ جہانگیر کے زمانہ مین یہ ہندوستان آئے۔ یہان سے واپس جاکر شاہ عباس کے دربار مین رسوخ پایا اور ملک الشعرا ہوکر یہ اصفہان مین رہے۔ فارسی غزل کہنے مین انکو کمال تھا۔ انکے مزار پر انکی وصیت سے خود انکا ایک شعر کندہ ہے۔

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو　　عالم پر است از تو و خالیست جائے تو

سال وفات سنہ ۱۰۸۱ھ۔

فصل دوم

خواتین

اسوقت مسلمانان ہند کی عورتون کا مقابلہ انگریزون کی عورتون سے کیا جائے تو زمین و آسمان۔ سیاہ و سپید۔ رات اور دن کا فرق نظر آتا ہے۔ عورتین بے لکھی پڑھی مکان کی چہار دیواری مین گورکے مٹھنگون کی طرح قید رہتی ہین۔ ہر ایک شریف کا گھر گویا گھر کی عورتون کا ایک جیل خانہ ہے۔ غیر ملک کے سیاح اگر ہندوستان کے سفرنامہ مین بطور لطیفہ کے لکھین کہ "ہندوستان کے شرفا گھر نہین بناتے صرف جیل خانہ بناتے ہین" تو بیجا نہین ہے۔ ان جیل خانون مین عورتون کی یہ کیفیت ہے کہ انکو ظالم اولیا سے کام پڑا۔ اور عورتون کے حق مین فی صدی ۹۹ مرد ظالم ہی ہین (اور جب تک مغربی تہذیب جو فی الواقع اسلامی تہذیب* کا چربہ ہے اچھی طرح نہ پھیلے گی یہی حالت قایم

*مولف کا خیال ہے کہ انگریز اور انکی عورتین ہند کے مسلمان مردون اور مسلمان عورتون سے کہین زیادہ احکام قرآن کی پیرو ہین۔ وہ اس کتاب کو منزل من اللہ نہین سمجھتے لیکن انکی تہذیب جس راستہ پر (صفحہ ۶۲۱ دیکھو)

رہے گی) تو کوئی دقیقہ زیادتیون کا نہین ہی جو عورتون کے حق مین اُٹھا رکھا جاتا ہو مرد عورتون سے کسی کام مین صلاح و مشورہ نہین کرتے۔ اُنکو ایسی تربیت ہی نہین دیتے کہ وہ مشیر کار بن سکین۔ اور اُنسے کبھی مشورہ بھی کیا جاتا ہی تو صرف اُن جاہلانہ رسوم کے نفاذ مین جو تمام کمزوریون کی بنیاد ہی۔

طلاق کی رسم ہندوستان مین نہین ہی۔ لیکن جس عیب کے مٹانے کے لیے طلاق کا دستور قایم ہوا تھا وہ گھر گھر موجود ہی۔ طلاق دی نہین گئی اور بے لطفی رہی۔ مطلقات سے کہین بُری حالت معلقات کی ہوتی ہی۔ ان عورتون کے جاہل اور بے زبان ہونے سے صرف شوہر ہی بیرحم نہین ہوتے۔ انکے بچے بھی انکی تعظیم نہین کرتے۔ مان باپ بھائی انکے حقوق کی نگہداشت سے چشم پوشی کرتے ہین۔ بلکہ دندان طمع تیز رکھتے ہین۔ دنیا مین کمزور ہمیشہ زبردست کا شکار ہوتا ہی۔ اِن عورتون کی کمزوری سے تمام اقربہ ناجائز فائدہ اُٹھانے کو ہر وقت طیار رہتے ہین۔ مالی ملکی۔ اعزازی تمام حقوق انکے غصب کیے جاتے ہین۔ معاشرت پر بھی اسکا اثر بہت بُرا پڑتا ہی۔ یہ برائیان عورتون تک محدود نہین رہتین۔ مائین جب لونڈیون کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر حالت مین چوپایون کی طرح گھر مین ہین تو انکی اولاد بھی کمزور خیالات مان سے ورثہ مین پاتی ہی۔ تاریخ بتاتی ہی کہ بڑے بڑے اشخاص دنیا مین بڑی بڑی ماؤن کے بیٹے ہین۔ یعنی ماؤن کے خصائل کا اثر لڑکون پر بہت قوی ہوتا ہی۔ ہندوستان مین الحمد کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۰) اُنکو چلاتی ہی وہ زیادہ احکام شرع کے موافق ہی۔ لا الحکم الا للہ۔ چند باتین خلاف شرع ہین تو اُن سے تمام سنراان کے معرض نہین سکتے۔ نسبتہً احکام الٰہی کے پیرو انین زیادہ ہین اور یہی وجہ انکے عروج کی ہی۔

فضل سے اب تعلیم کا چرچا بہت ہی۔ بڑے بڑے فاضل پیدا ہوتے ہین لیکن
انکے علم مین رونق نہین آتی۔ کیون؟ اسلیے کہ ان کی صحبت جو بچپن مین انکو
نصیب ہوتی ہی اُسکا اثر اخیر تک انمین قایم رہتا ہی اور تعلیم کے اثر پر غالب رہتا ہی
برعکس اسکے انگریزون کی عورتین ہین۔ یہ مردون سے زیادہ کام کرتی ہین
مرد کماتے ہین۔ عورتین خرچ کرتی ہین۔ اہل الراے کا قول ہی کہ کمانا آسان ہے
خرچ کرنا مشکل ہی۔ کمانا سبھی جانتے ہین۔ خرچ کرنا بہت کم لوگ جانتے ہین
سو پچاس روپیہ ماہوار آمدنی کے انگریز ان ہندوستانیون سے کہین زیادہ صفائی
لطف اور آسایش سے بسر کرتے ہین جنکی آمدنی اسنے دہ چند ہی۔ کیون؟
بیبیون کے سلیقہ کی بدولت۔ سلیقہ آتا ہی تعلیم سے۔ صحبت سے۔ آزادی
سے اور سیاحت سے۔ ان انگریزون کی عورتین سوسائٹی مین معزز سمجھی جاتی
ہین۔ خود اپنے حقوق پہچانتی ہین۔ انکے کسی حق کے تلف کرنے کا خیال تک
مردون کو نہین ہوتا۔ ان عورتون کی حالت سابق مسلمان خواتین سے
اشبہ ہی۔ یہ برابر مردون کے ساتھ سفر دور دراز اختیار کرتی ہین۔ حضر اور سفر مین
ساتھ ساتھ رہتی ہین۔ یہی کیفیت ابتدا مین مسلمانون کی تھی۔ اسلام ہرگز پسند
نہین کرتا کہ عورتین گھر سے باہر نہ نکلین۔ اگر ایسا ہوتا تو حج عورتون اور مردون
پر یکسان فرض نہ ہوتا۔ حج کی بدولت گویا ہر مالدار خود مختار عورت پر فرض ہی
کہ کم سے کم ایک مرتبہ سفر حجاز کرے اور تمام دنیا کے مسلمانون کو ایک جگہ دیکھے
پیغمبر خدا لڑائیون مین بھی اپنی ازواج مطہرات مین سے کسی ایک کو ضرور ساتھ
لیجاتے تھے۔ آیت پردہ سے صرف نامحرم کے سامنے بے تکلفانہ آمد و رفت

کی انسداد کی گئی ہی اسکا یہ منشاء ہرگز نہین ہی کہ عورتین بیکار محض مثل کوٹھری مین ہر وقت بیٹھی رہین - انگریزون کی عورتین اعلی سے اعلی تعلیم پاتی ہین - دنیا کے جتنے علوم ہین سب سیکھتی ہین - مردون کے برابر انکی معلومات کا دایرہ بھی وسیع ہوتا ہی - عرب مین جب تعلیم پھیلی تو مردون اور عورتون مین برابر پھیلی - اگر جاہل رہین تو دونون - عالم ہون تو دونون - عالم شوہر کو جاہل بی بی سے کیا اُنس ہو سکتا ہی - ایک ذی علم شوہر کو کندہ ناتراش بی بی کے ساتھ کوٹھری مین بند کر دینا - طوطی را با زاغے در قفس کردند کا مصداق ہی - ہندوستان مین عورتون کی تعلیم کی مخالفت اب تک قایم ہی - نہایت افسوس کا مقام ہی کہ لوگ اسلام کی تاریخ نہین پڑھتے - انگریزون کی عورتین ذی علم اور باسلیقہ ہین - اسی طرح مسلمانون کی بیبیان بھی پہلے زمانہ مین تھین - اور اسی لیے ایسی ترقیان مسلمانون نے کی تھین جنکی مثال مشکل سے ملسکتی ہی - موجودہ خواتین کی اولاد سے ترقی کی امید رکھنا پتھر سے پانی ٹپکنے کی آرزو ہی - سابق زمانہ مین مسلمان عورتین محدث تھین - فقیہ تھین - شاعر تھین - مدبر تھین سبھی کچھ تھین - سلطنتون کے انتظام انھون نے کیے ہین - بڑے بڑے فیض انسے جاری ہوئے ہین - انگریزون کی عورتون مین ذرا بے تکلفی اور بے پردگی نسبتاً زائد ہی - مسلمانون مین یہ باتین اعتدال کے ساتھ اور نہایت خوشنما طریقہ پر تھین -

بس اتنے فرق کے سوا اور تمام باتون مین مسلمانون کی عورتین یوروپین لیڈیون کے مانند تھین - ایسی موم کی گوڑیا کبھی نہ تھین جیسی فی زمانہ ہندوستان

میں ہیں - یورپ مین لیڈیون سے علیحدہ ہو کر دیکھیے تو اسوقت بھی دیگر بلاد اسلام کی مسلمان عورتین ہندوستان کی مسلمان عورتون سے بالکل طرز معاشرت مین ایک جدا حالت رکھتی ہین اور راسنے کہین اچھے درجہ مین ہین - اسمین شک نہین کہ ہمارے ملک کی بے زبان عورتین نہایت عصمت مآب بڑی صابر اور مطیع ہین - بچون کی پرورش مین بے مثل ساعی اور شوہرون پر بجید جان نثار ہوتی ہین - ان خوبیون کے ساتھ جب مردون کا جاہلانہ برتاؤ ان کے ساتھ دیکھا جاتا ہی تو یہ ماننا پڑتا ہی - کہ اعتدال ہر چیز کا اچھا ہی - عورتون نے ان خوبیون مین حد سے زیادہ تجاوز کیا جسکی وجہ سے مردان کو جزو ضعیف سمجھ کر ہر طرح انکے حقوق کے پامال کرنے کی فکرین کرنے لگے - مرد بیچارون پر بھی چندان الزام نہین - یہ امور قومی نکبت کے آثار ہین - اور جب تک قوم کے دن اچھے نہ آئینگے انکو ساتھ ساتھ رہنا ہی -

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مہذب قومون مین عورتون کی عزت زیادہ کیجاتی ہے اور عزت ہی کے ساتھ اُنکی آزادی کا خیال کیا جاتا ہے - تعلیم و تربیت کی طرف توجہ ہوتی ہی - اور گری ہوئی قوم کی عورتین گری ہوئی حالتین ہوتی ہین -

مولف کا منشاء یہ نہین ہی کہ عورتون سے رسم پردہ اُٹھا دی جائے - اور اُنکو بالکل آزادی دیجائے - ہرگز نہین - صرف اتنی ہی آزادی دیجائے جو شرع نے روا رکھی ہی - اور وہ بھی بتدریج دفعۃً نہین - کیونکہ موجودہ حالت شرعی آزادی کی نعمتون کو اچھی طرح سمجھنے نہ دیگی اور بے شک رسم پردہ جس سختی کے ساتھ ہندوستان مین جاری ہی ضرور معیوب ہی - لیکن اسکا دفعۃً اٹھا

دینا معیوب تر ثابت ہوگا - ہر پرندا اپنی حفاظت کرنے کی بقدر ضرورت قابلیت رکھتا ہی - لیکن عرصہ تک قفس مین رہنے کے بعد اگر کوئی پرندا آزاد کیا جائے تو وہ اپنی حفاظت کے قابل بالکل نہین ہوتا - اسی طرح جس خاندان یا کنبہ مین رسم پردہ سختی سے جاری ہی وہان اس سختی کا دفعۃً اُٹھ جانا نہایت خوفناک ہوگا اور دفعۃً بلا کا سامنا ہوگا - ہان رفتہ رفتہ زمانہ کے ساتھ تہذیب تعلیم - اثر صحبت کے پیرایہ مین - عورتون کے پردہ کو اُس حد تک محدود کرنا جس حد تک ہمارے باپ دادا کے وقت مین تھا مناسب ہوگا - اور یہ کوشش کرنا کہ ہماری عورتین علم - فضل - صحبت - تدبیر منزل - شرعی معلومات اور نیز زمانہ کے حالات جاننے مین اپنی دادیون کی پیرو ہون جنکے تذکرے آیندہ کیے جاتے ہین تو کیا کہنا کہ تمام قوم کی حالت سنبھلنے کی یہی ایک صورت نظر آتی ہی -

مشہور خواتین اسلام کے تذکرے کے قبل اسقدر تمہید کی ضرورت اسلیے نظر آئی کہ جو حضرات موجودہ زمانہ کی مسلمان عورتون کے طرز تمدن کو مایہ ناز سمجھتے ہین وہ ان خواتین کی خوبیون کو برائیون سے تمیز کرین -

آمنہ بنت وہب

آمنہ بنت وہب

شاعرہ ہونے کا فخر عرب کی تمام عورتون کو حاصل تھا - زمانہ جاہلیت اور ابتداے اسلام مین عرب کی عورتین عموماً شاعرہ ہوتی تھین - خود آنحضرت محمد رسول اللہ کی مان آمنہ بنت وہب شاعرہ تھین - پیغمبر خدا کی شان مین جو اشعار آپ نے فرمائے وہ یہ ہین -

بارک فیک اللہ من غلام یا ابن الذی من حومۃ الحمام
نجا بعون الملک المنعام فودی غداۃ الضرب بالسهام
بمایۃ من ابل سوام ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام تبعث فی الحل وفی الحرام
فاللہ انهاک عن الاصنام ان لا توالیها مع الاقوام

اور پیغمبر خدا کے والد یعنی اپنے شوہر کا مرثیہ جو آپ نے لکھا ہے چند اشعار اُسکے ذیل مین درج کیے جاتے ہین -

عفا جانب البطحاء من ال ہاشم وجاور لحدا خارجاً فی الغمام
دعتہ المنایا دعوۃ فاجابها وما ترکت فی الناس مثل ابن ہاشم
عشیۃ راحو یحملون سریرہ تعاورہ اصحابہ فی التزاحم
فان تک غالتہ المنون وریبها فقد کان معطاء کثیر التراحم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ

حضرت فاطمہؓ

آپ بھی شاعرہ تھین - پیغمبر خدا کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا اُسکے دو شعر بہت مشہور ہین -

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا
ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

اروی بنت الحارث

اروی بنت الحارث

عبد المطلب کی پوتی تھین - بڑی مشہور شاعرہ نہ تھین لیکن شعر و سخن سے انکو بہت مذاق تھا - امیر معاویہ سے انھون نے ایک مرتبہ کسی ضرورت سے

چھ ہزار دینار مانگے۔ امیر معاویہ نے دیے لیکن ایک فقرہ یہ بھی کہا کہ تمھارے چچازاد بھائی حضرت علیؓ زندہ ہوتے تو اسقدر تمکو نہ دیتے۔ اروی سُنکر بہت متاثر ہوئی۔ اور ایک مرثیہ جو بعضون کے نزدیک اسکا بنایا تھا۔ اور بعضون کے نزدیک کسی دوسرے شاعر کا تھا۔ پڑھا۔ اشعار یہ ہین۔

الا یا عین ویحک اسعدینا — الا تبکی امیر المومنینا
تبکی ام کلثوم علیہ — بعبرتہا وقدرت الیقینا
الا قل للخوارج حیث کانوا — فلا قرت عیون الشامتینا
افی الشہر الحرام فجعتمونا — بخیر الناس طرا اجمعینا
قتلتم خیر من رکب المطایا — فذللہا ومن رکب السفینا
ومن لبس النعال ومن حذاہا — ومن قرا المثانی والمبینا
وکل مناقب الخیرات فیہ — وحب رسول رب العالمینا
لقد علمت قریش حیث کانوا — بانک خیرہا حسبا ودینا
اذا استقبلت وجہ ابی الحسین — رایت البدر راق الناظرینا
وکنا قبل مقتلہ بخیر — نری مولی رسول اللہ فینا
الحق لا یرتاب فیہ — ولیدان الم او الاقربینا
ولیس بکاتم علماً لدیہ — ولم یخلق مخلق من المتجبرینا
کان الناس اذ فقدوا علیاً — لغام حار فی بلد سنینا
فلا تشمت معاویہ بن حرب — فان لقیہ الخلفاء فلینا

امیر معاویہ یہ اشعار سُنکر بہت نادم ہوئے اور کہا کہ جسقدر تعریف ان اشعار مین کی

اُس سے حضرت علیؓ افضل تھے۔

روی بنت عبد المطلب

اروی بنت عبد المطلب

آنکا شمار اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ خواتین مین کیا جاتا ہے۔ اپنے باپ کے مرنے پر جو اشعار انھون نے لکھے تھے ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔

بکت عینی وحق لها البکاء ۔ علی سمح سجیتہ الحیاء
علی سہل الخلیفۃ ابطحی ۔ کریم الخیم نیتہ العلاء
علی الفیاض شیبۃ ذی المعالی ۔ ابوہ الخیر لیس لہ کفاء
طویل الباع املس شیظمی ۔ اغر کان غرتہ ضیاء
اقب الکشح اروع ذی فضول ۔ لہ المجد المقدم والثناء
ابی الضیم ابلج ہبرزی ۔ قدیم المجد لیس لہ خفاء
ومعقل مالک وربیع فہر ۔ وفاصلہا اذا التمس القضاء
وکان ہو الفتی کرما وجودا ۔ ویاسا حین تنسکب الدماء
اذا ہاب الکماۃ الموت حتی ۔ کان قلوب اکثرہم ہواء
لضی قدما بذی رای حسیب ۔ علیہ حین تبصرہ البہاء

ابنۃ عقیل

ابنۃ عقیل

یہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی عقیل کی صاحبزادی ہین۔ بڑی مشہور شاعرہ تھین اور بہت فصیح و بلیغ اشعار کہتی تھین۔ تین اشعار انکے ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ۔ ماذا فعلتم وانتم اخر الامم

بفرقتی و باہلی بعد مفتقدی — منہم اساری و صرعی ضرجوا بدم

ما کان ہذا جزائی اذ نصحت لکم — ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

حضرت ام کلثوم

ام کلثوم

یہ حضرت عمرؓ کی بیوی ہیں - شاعرہ تھیں - حضرت زینب اور حضرت سکینہ میں سے کسی ایک کا شعر حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر ہے

اترجو امۃ قتلت حسینا — شفاعۃ جدہ یوم الحساب

عبد المطلب کی دوسری بیٹیاں ام حکیم اور امیمہ بھی مشہور شاعرہ تھیں - عرب کے سوا اور مقامات پر بھی اسلام پھیلنے پر عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں انکے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ کس درجہ کی ادیبہ تھیں -

صفوۃ الدین

صفوۃ الدین

یہ بڑی حسینہ - شاعرہ اور عاقلہ تھی - اسکی ایک رباعی نقل کی جاتی ہے -

آن روز کہ در ازل نشانش کردند — آسایش جان بیدلانش کردند

دعوی لب نگار میکرد نبات — زان روے سیہ چوب در دہانش کردند

کتنا نرالا مضمون اور کیسی عمدہ بندش ہے -

بی بی بیدلی

بی بی بیدلی

یہ شیخ عبد اللہ دیوانہ ہراتی کی حقیقی بہن تھی - بڑی قابل عورت تھی - اسکا یہ شعر مشہور ہے -

روم بباغ و زنرگس و دیدہ وام کنم — کہ تا نظارہ آن سرو خوش خرام کنم

نرالا مضمون ہے

زیب النسا بیگم

زیب النسا بیگم

یہ عالمگیر کی دختر بڑی قابل تھی۔ شعر و سخن سے بھی ذوق تھا۔ تمام عمر اسنے نکاح نہین کیا۔

بشکند دستے کہ خم در گردن یاری نشد کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد

صد بہار آخر شد و ہر گل بفرقے جا گرفت غنچۂ باغ دلِ ما زیب دستاری نشد

یہ اُسکی ناکتخدائی پر دال ہی۔ ایک جگہ پھر کہتی ہی۔

ای صدف تشنہ بہر دستے نیسان منگر بہر یک قطرۂ آبے جگرت نتوان گفت

مشہور ہی کہ زیب النسا نے ایک مصرعہ کہا تھا۔

از ہم نمی شود ز حلاوت جدا لبم

ناصر علی نے اسپر مصرعہ ثانی یون چسپان کیا۔

گویا رسید بر لب زیب النسا لبم

زیب النسا نے یہ سُنکر یون کہا

ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ورنہ بذو الفقار علی سر بریدمت

تحفۂ عربیہ

تحفۂ عربیہ

عورتون مین ولیہ بھی ہوئی ہین۔ تحفۂ عربیہ بڑی مشہور عارفہ شمار کی جاتی ہین یہ عشق آلہی مین بیخود رہتی تھین۔ کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ گھر کے لوگ بیزار رہتے تھے۔ بالآخر گھر والون نے انکی جگہ پاگل خانہ تجویز کیا۔ حضرت سری سقطی اُس زمانہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ جب اُنکو خبر ہوئی تو انکو پاگلخانہ سے نکلوایا اور لوگون پر انکا درجہ ظاہر کیا۔ یہ شاعرہ بھی تھین۔ پاگل خانہ مین

انھوں نے یہ اشعار لکھے تھے۔

معشر الناس ما جننت ولکن | انا سکرانة وقلبی صباح
اغللتم یدی ولم ات ذنباً | غیر جہدی فی حبّہ وافتضاح
انا مفتونۃ بحب حبیباً | لست ابغی عن بابہ من براح
فصلاح الذی زعمتم فسادی | وفساد الذی زعمتم صلاح
ما علی من احب سوا المولٰی | وارتضاہ لنفسہ من جناح

حکیمۂ دمشقیہ

حکیمۂ دمشقیہ — یہ بہت باکرامت بی بی سمجھی جاتی ہین۔ رابعہ شامیہ ان کی مرید تھی۔

رابعہ بصریہ

رابعہ بصریہ — یہ بڑی مشہور بی بی ہین۔ اپنے وقت کی بڑی ذی علم تھین۔ انکی نسبت مشہور ہو کہ انھون نے درجہ کمال پانے کے بعد پھر کوئی کلمہ اپنی زبان سے بجز آیات قرآنی کے نہین نکالا۔ وقت ضرورت کے آیات قرآنی پڑھتی تھین اور لوگ اشارۃً سمجھ جاتے تھے۔ چونکہ باکمال تھین اسلیے مناسب مواقع پر آیات تلاش کرلیتی تھین۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد عبداللہ ابن مبارک سے مشہور ہو کہ وہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راہ مین رابعہ بصری سے ملے۔ یہ میدان مین بیٹھی ہوئی تھین۔ کوئی آگے پیچھے نہ تھا۔ جو گفتگو ہوئی وہ اکثر کتابون مین منقول ہو۔ مکالمہ بہت دلچسپ ہو اسلیے یہان نقل کیا جاتا ہو۔

عبداللہ۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رابعہ بصری۔ سلام قولاً من رب رحیم (سلام قول ہو پروردگار مہربان کی

جانب سے۔

عبداللہ۔ خدا تم پر رحمت کرے۔ یہاں کیا کر رہی ہو۔

رابعہ بصری۔ ومن یضللہ فلا ہادی لہ (جسکو اللہ گمراہ کردے اُسکو راہ بتلانے والا کوئی نہیں۔

عبداللہ۔ "دل میں سمجھو یہ راہ بھول گئی ہے اور کہاں جاتی ہو۔

رابعہ بصری۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرم "کعبہ" سے مسجد اقصیٰ "بیت المقدس" کی طرف۔)

عبداللہ سمجھے حج سے فراغت کرکے بیت المقدس جاتی ہے اور پوچھا اور کہا کب سے تم اس مقام پر پڑی ہو۔

رابعہ بصری۔ ثلاث لیال سویا۔ (تین راتیں پوری) - یعنے تین دن سے

عبداللہ۔ تمہارے پاس کھانے کو تو ہے نہیں۔ آخر تم نے بسر کیونکر کی۔؟

رابعہ بصری۔ ہو یطعمنی و یسقین۔ (وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے)۔

عبداللہ۔ تم وضو کس چیز سے کرتی تھیں۔؟

رابعہ بصری۔ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً (اور نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے)

عبداللہ۔ میرے پاس کھانا ہے کھاؤ گی۔

رابعہ بصری۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ (پھر تمام کرو روزے کو تم رات تک)

عبداللہ۔ یہ رمضان کا مہینا تو نہیں ہے۔

رابعہ بصری۔ ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم (اور جو بطور نفل نیک کام

کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہی۔)

عبداللہ۔ لیکن سفر مین تو ہمین روزہ نہ رکھنا مباح ہی۔

رابعہ بصری۔ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (اور اگر روزہ رکھو تم تو تمھارے حق مین بہتر ہی اگر تم جانتے ہو۔)

عبداللہ نے اُسکی قرآن خوانی سے عاجز آکے کہا۔ جس طرح مین تم سے باتین کرتا ہون اسی طرح آزادی سے تم مجھ سے باتین کیون نہین کرتین؟

رابعہ بصری۔ مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (نہین مُنھ سے نکالتا ہی کوئی بات مگر یہ کہ اسپر ایک جاسوس مہیا ہی)۔

عبداللہ نے پوچھا۔ تم کس قبیلے کی عورت ہو؟۔

رابعہ بصری۔ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا۔ (اور نہ واقف ہو تو اُس چیز سے جسکا تجھے علم نہین ہی بیشک کان اور دل سب سے اُسکے متعلق بازپرس ہوگی)۔

عبداللہ نے کہا۔ مجھ سے خطا ہوئی معاف کرو۔

رابعہ بصری۔ لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔ (نہین تم پر سرزنش آج اللہ تمھارے گناہ معاف کرے)۔

عبداللہ۔ مین تمھین اپنی اونٹنی پر بٹھا کے لیچلون چلو گی؟۔

رابعہ بصری۔ وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ (اور جو نیکی کا کام تم کرو اللہ اُسے جانتا ہے)۔

عبداللہ نے اونٹنی بٹھائی اور کہا۔ آؤ۔

رابعہ بصری۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم (کہہ تو مومنین سے کہ اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

عبداللہ نے اپنی آنکھیں اُسکی طرف سے پھیر لین اور کہا لو سوار ہو۔

رابعہ بصری نے جیسے ہی سوار ہونے کا قصد کیا اونٹنی بھڑکی اور اوسکی چادر پھٹ گئی۔ اپنی چادر کو پھٹتے دیکھ کر بولی۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (اور تمکو جو مصیبت پہونچے وہ خود تمھارے ہاتھوں سے ہی)۔

عبداللہ نے کہا۔ اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ مین اونٹنی کو باندھ دون جب تم سوار ہونا

رابعہ بصری۔ ففہمنٰہا سلیمان (پس سمجھایا ہم نے سلیمان کو)۔

عبداللہ نے اونٹنی کو باندھ کر کہا۔ اب سوار ہو۔

رابعہ بصری۔ سوار ہوئی اور اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا۔ سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون (پاک ہے وہ اللہ جس نے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اُسکی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرنے والے ہین)۔

عبداللہ نے اونٹنی کی مہار ہاتھ مین لی اور شور مچاتا ہوا چلا۔

رابعہ بصری۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک۔ نرمی کرو اپنی چال مین اور پست کرو اپنی آواز کو)

عبداللہ یہ سُنکر آہستہ آہستہ چلنے لگا اور چلّانے کی جگہ دھیمی آواز سے بطور ترنم کچھ اشعار پڑھنے لگا۔

رابعہ بصری۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔ پڑھو جسقدر توفیق ہو قرآن سے)

عبداللہ نے کہا - اللہ نے تم مین بہت سی نیکیان پیدا کی ہین -

رابعہ بصری - وما یذکر الا اولوا الالباب (اور نہین سمجھتے ہین مگر صاحبان عقل)

عبداللہ نے تھوڑی دور چلکر دریافت کیا کہ تمھارے شوہر بھی ہین ؟ -

رابعہ بصری - یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم - (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ سوال کرو اُن چیزون سے کہ اگر ظاہر ہو جائین تو تمکو بری معلوم ہون) -

عبداللہ یہ سنکر خاموش ہوگئے اور چلتے چلتے قافلے مین پہونچے اور رابعہ سے دریافت کیا کہ قافلے مین تمھارا کون ہی -

رابعہ بصری - المال و البنون زینۃ الحیوۃ الدنیا - (مال اور دولت دنیاوی زندگی کی زینت ہین) -

عبداللہ سمجھے کہ اسکے بیٹے قافلے مین ہین - کہا - انکا پتہ کیا ہی -

رابعہ بصری - وعلامات و بالنجم ہم یہتدون - (اور علامتین ہین اور تارون سے وہ راستہ پاتے ہین) -

عبداللہ سمجھے کہ اُسکے لڑکے قافلے کے رہبر ہین اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے خیمون مین پھرنے لگے اور رہبرون کے حلقے مین پہونچکر رابعہ سے کہا کہ تمھارا خیمہ کونسا ہی - پہچانو -

رابعہ بصری - واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً و کلّم اللہ موسیٰ تکلیماً یا یحیی خذ الکتٰب بقوۃ (اور لیا اللہ نے ابراہیم کو دوست - اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے اچھی طرح اے یحییٰ لے تو کتاب مضبوطی سے -

عبداللہ سمجھے کہ یہ اُسکے بیٹون کے نام ہین - اور آواز دی - اے ابراہیم - اے موسی - اے یحیی - آواز سنکر تین نوعمر لڑکے نکلے جو اسقدر خولصورت تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے تھے - لڑکون نے اپنی مان کو آمارا اور عبداللہ سے بیٹھکر باتین کرنے لگے -

رابعہ بصری نے یکایک چلا کر کہا - فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ فلینظر ایہا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ -

یہ سُنتے ہی اُن لڑکون مین سے ایک فوراً بازار دوڑ گیا اور جو کچھ ملا لاکے عبداللہ کے سامنے رکھدیا -

رابعہ بصری نے کہا - کلوا واشربوا ہنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ - (کھاؤ اور پیو برکت کے ساتھ بعوض اُسکے جو گزشتہ خالی دنون مین تم کرچکے ہو)

رابعہ بصری کی باتین سُن سُن کر عبداللہ اسقدر حیرت مین تھے کہ لڑکون سے کہا - سنو - مین اپنے اوپر تمھارے کھانے کو حرام سمجھتا ہون جب تک یہ بیان نہ کردو کہ یہ کون خدا کی بندی ہین اور انکی کیا داستان ہے - لڑکون نے کہا ہمین بیان کردینے مین کوئی عذر نہین ہے - یہ ہماری والدہ ہین - چالیس برس ہوئے جب سے سوا قرآن کی آیات کے اور کوئی لفظ انکی زبان سے نہین نکلا اور انھون نے اس خوف سے اور باتین کرنا چھوڑدی ہین کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نکل جائے جسکی قیامت کے دن جوابدہی کرنا پڑے

رضیہ بیگم

رضیہ بیگم

اگرچہ جانداری اور رموز مملکت کے متعلق عورتون کا دماغ دیکھنا ہے تو

سلطان

شمس الدین التمش کی بیٹی رضیہ بیگم کو دیکھنا چاہیے یہ تخت پر بیٹھی اور ہند کی حکمران رہی کسی اتفاقی وجہ سے ایسا نہین ہوا بلکہ سلطان التمش کے وقت سے لوگون کا خیال تھا کہ یہی سلطنت کرنے کے قابل ہی۔ سلطان التمش کے وقت مین یہ شیر سلطنت تھی۔ جب سلطان التمش کہین باہر جاتا تھا تو اسکو دلی کے تخت پر بٹھا جاتا تھا۔ باپ کی غیبت مین باپ سے یہ اچھا کام کرتی تھی۔ بڑی مدبر اور بڑی عالم تھی۔ ایک مرتبہ اس نے ثابت کیا کہ ہندوستان کا جغرافیہ تمام اراکین سلطنت سے زیادہ اسکو معلوم ہی۔ سلاح خانہ۔ فوج کمسریٹ مالگزاری تمام شعبون سے بے انتہا قابلیت کے ساتھ یہ واقف تھی۔

نورجہان بیگم

نورجہان بیگم

جہانگیر کی بیوی نورجہان بیگم نے بعد جہانگیر کے سلطنت نہین کی لیکن جہانگیر کے وقت مین یہی حکمران تھی۔ نہایت خوش سلیقہ اور بڑی بیدار مغز عورت تھی۔

دنیا مین بڑی بڑی باکمال عورتین گزری ہین عورتون سے مدد لی جائے تو دنیا کے ہر کامون مین یہ مردون کی مددگار ہو سکتی ہین۔ یہان صرف انھین عورتون کا نام لکھا گیا ہی جنکے نام ناظرین کے زبان زد ہین ورنہ ایک سے ایک بڑے پایہ گاہ کی عورتین مسلمانون مین گزری ہین جنکے نام سے لوگ واقف نہین ہین اور اسلیے انکے حالات کا لکھنا بھی دلچسپی کا سبب نہ ہوگا۔ لیکن ان گمنام عورتون مین سے ایک کا نام لکھے بغیر رہا نہین جاتا۔

خولہ

خولہ

خالد ابن ولید کی فتوحات مین ضرار ابن ازور کا نام نمایان حرفون سے لکھنے کے قابل ہی۔ خالد ابن ولید کی فوج کا رستم یہی تھا۔ اسکی بہن خولہ ساتھ ساتھ رہتی تھی اور اپنے بھائی کی بے انتہا جان نثار تھی۔ بھائی کے ساتھ یہ کبھی کبھی لڑائیون مین بھی شریک ہوتی تھی۔ بھائی کے بچانے کے لیے اسنے بارہا جسم پر ہتھیار باندھے ہین۔ اس مختصر کتاب مین خولہ بنت ازور کے کارنامون کے لکھنے کا موقع نہین ہی لیکن اگر کسی عورت کی سوانح عمری لکھنے کا کوئی ارادہ کرے اور خواہش یہ ہو کہ اسکی سوانح عمری بے انتہا دلچسپیون کا مخزن ہو تو خولہ تمام خواتین اسلام مین اسکی مستحق ہی کہ پہلے اُسکی سوانح عمری لکھی جائے۔

نواب شاہجہان بیگم

شاہجہان بیگم

اخیر اخیر مین نواب شاہجہان بیگم بالقابہا والیہ بھوپال کا ذکر کیا جاتا ہی۔ اس زمانہ مین کہ ہندوستان کی شریف عورتین علم وفضل اور تربیت سے بالکل بے بہرہ ہوتی ہین۔ ممدوحہ کی ذات مستثنیات مین ہی۔ جس خوبصورتی اور قابلیت سے وہ انتظام ریاست کرتی ہین بہت زیادہ قابل قدر ہی اور جسقدر خوبیان اُنمین جمع ہین وہ بہت زیادہ حیرت افزا ہین۔

فہرست مضامین تاریخ الاسلام

باب اول حقیقت اسلام (۱)

باب دوم از ابتدائے عالم تا ولادت محمد رسول اللہ (۱۶)

باب سوم از ولادت محمدؐ رسول اللہ تا وفات (۴۲)

باب چہارم خلفائے اربعہ (۱۹۷)

باب پنجم قریشی النسل خلفا (۳۲۵)

باب ششم سلاطين مابعد (٣٨١)

باب ہفتم۔ الاسلام فی الہند (۷۵۹)

		عزیز الدین عالمگیر ثانی - محمد شاہ عالم عالی گوہر - محمد اکبر ثانی ابوظفر محمد بہادر شاہ ثانی -
فصل ۱۲ - ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں -	۵۰۶	نظام حیدر آباد - میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہٗ - ریاست بھوپال - ریاست بہاول پور - ریاست مالیر کوٹلہ - ریاست ٹونک - ریاست رام پور - ریاست ممدوٹ - مرشد آباد کے نواب - شاہان اودھ - لکھنؤ کی رونق - چھوٹی چھوٹی ریاستیں -
فصل ۱۳ - ہندوستان کا ملکی مذہب اسلام کیوں نہ ہوا -	۵۱۵	اسلام کی پوری روشنی - اخوت اسلامی - مسلمانوں کی ترقی - مسلمانوں کی حالت سکون - مسلمانوں کے فرقے - ولید بن عبد الملک - محمد قاسم سندھ میں - اسپین - اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا - ہندوستان کے حملہ آور - خالد - مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑا - ہندوؤں پر مسلمان غالب نہ ہوئے - اکبر -

باب ہشتم مسلمانوں کی موجودہ سلطنتیں (۵۲۰)

فصل ۱ - سلطنت عثمانیہ یعنی سلطنت ٹرکی	۵۲۰	آرمینیا - نقشہ - طغرل - عثمان بن طغرل - سلطان عثمان خان - سلطان ارخان - مراد اول - بایزید یلدرم - تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا - محمد اول - مراد ثانی ابن محمد - مراد ثانی بن مراد ثانی - بایزید ثانی بن محمد ثانی سلطان سلیم خان اول - سلطان سلیمان دوم - سلیمان ثانی سلطان سلیم دوم - سلطان مراد ثالث - محمد خان ثالث - احمد اول سلطان مصطفے - عثمان ثانی - اخان مراد رابع - ابراہیم محمد رابع - سلیمان ثالث - احمد ثانی - مصطفے ثانی احمد ثالث محمود اول - عثمان ثالث - مصطفے ثالث - عبد المجید سلیم ثالث - مصطفے رابع - محمود ثانی - عبد المجید ثانی - عبد العزیز خان سلطان مراد خان - سلطان عبد المجید خان -

حضرت ذوالنون مصری۔ حضرت محمد اسمٰعیل۔ حضرت سری سقطی۔
عبداللہ ابومسلم۔ حضرت ابراہیم ابن ادہم۔ شیخ ابوبکر شبلی۔
ابوالقاسم منصور فردوسی۔ حکیم بوعلی سینا۔ حکیم ابوالقاسم عنصری۔
امام غزالی۔ خواجہ مودود چشتی رح۔ حکیم سنائی غزنوی۔ شمس الدین
محمد تبریزی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ حکیم ارزقی۔ انوری۔
فرید کاتب۔ شیخ نظامی گنجوی۔ خاقانی۔ ابن جوزی۔
فاریابی۔ امام فخرالدین رازی۔ شیخ مجیدالدین بغدادی۔
شیخ نجم الدین کبری۔ فریدالدین عطار۔ مولانا بہاءالدین۔
شیخ شہاب الدین سہروردی۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی۔ شیخ محی الدین عربی۔ شیخ فرید شکر گنج۔
مولانا رومی۔ نصیرالدین طوسی۔ نصیرالدین قاضی بیضاوی۔
سعدی شیرازی۔ مولانا قطب الدین۔ بوعلی قلندر۔ شیخ
نظام الدین زری زربفت۔ امیر خسرو۔ نصیرالدین چراغ
دہلی۔ شیخ جلال۔ خواجہ حافظ شیرازی۔ خواجہ بہاءالدین نقشبند رح۔
ملا سعدالدین تفتازانی۔ شاہ مدار۔ خواجہ شمس الدین جامی۔ مولانا
سعدالدین عبدالرحمن۔ شیخ عبدالعزیز دہلوی۔ شیخ سلیم چشتی۔ مولانا
عرفی۔ ابوالفیض فیضی فیاضی۔ ابوالفضل۔ خواجہ باقی باللہ۔ میر
محمد باقر داماد۔ میرزا صائب۔

فصل ۲۔ خواتین۔ ۶۳۰ آمنہ بنت وہب۔ حضرت فاطمہ رض۔ اروی بنت الحارث۔ اروی
بنت عبدالمطلب۔ ابنۃ عقیل۔ ام کلثوم۔ صفوۃ الدین
بی بی بیدلی۔ زینب النسا بیگم۔ تحفہ عربیہ۔ حکیمہ دمشقیہ۔ رابعہ
بصریہ۔ رضیہ بیگم۔ نورجہاں بیگم۔ خولہ۔ شاہجہان بیگم۔

تمام شد